متن عقاید اہل سنت ۲۶۵



ترجمہ

دیباجہ شاہ اہل اللہ صاحب

سپاس بیقیاس نثار بارگاہ رب العزت کے ہی جو عالم اور عالم والونکا پروردگار ہی اور درود بیحد اوس پیغمبر پر ہو کہ آدم اور بنی آدم سے بڑھکر ہے اور اوسکا نام پاک محمد مختار ہی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم بعد حمد وصلوۃ کے بندۂ درگاہ کریم اہل اللہ بن شیخ عبد الرحیم مغفرت کری اللہ اوسکو اور اوسکے مان باپ کو اور نیکسلوک کرے اوسپر اور اوسپر پھر کہتا ہی کہ عقائد اسلام کے درست کرنے کے بعد سب سے زیادہ ضروری سیکھنا علم فقہ کا ہی اور اسباب مین سب کتابوں اور متنوں سے مشہور ومعروف تہا کنز الدقائق مولفۂ امام ہمام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی کی ہے مگر چونکہ اوسکی عبارت مشکل تہی اور مبتدیونکو مسائل کا سمجھنا اوس سے دشوار تہا اسلئے اسکا ترجمہ زبان فارسی مین بعض فوائد ضروری کے ساتھہ کیا جاتا ہی کہ طلبہ کو اوسکا پڑہنا آسانی اور سہولیت سے میسر ہو توفیق اللہ ہی سے ہے اور وہی رفیق ہر ایک امر مین ہی

کتاب الطہارت

(اسمین پاک ہونیکے مسائل ہین) **فصل** ۱ وضو کے بیان مین ۔ جاننا چاہیئے کہ وضو نماز کے درست ہونیکی شرط ہی یعنی جبتک وضو نہو گا نماز جائز نہو گی اور نماز اسلام کے پانچ رکنو نمین سی ایک رکن ہی اور اللہ تعالی کے نزدیک اسلام ہی دین ہی اسلئے وضو کا جاننا ضروری ہوا) وضو کے فرض (یعنے ایسی چیزین جنکے نہونے سے وضو درست نہین ہوتا) چار ہین اوّل) نمازی کو اپنا منہ (ایکبار) دہونا یعنی پیشانی کے بالون سی ٹھوڑی کے نیچے تک (طولمین) اور دونو کانون کی لوتک (عرض مین دوم) دونون ہاتھ ان کا دونو کہنیون کے ساتھ (ایک دفعہ دہونا سوم) دونون پانو انکا دونون ٹخنون تک (ایک دفعہ دہونا چہارم) چوتہائی سر اور داڑہی پر مسح کرنا (یعنی بہیگا ہاتہ پہیرنا تنبیہ سر کے مسح میں مقدار فرض امام مالک رح کے نزدیک تمام سر ہے اور امام شافعی رح کے نزدیک مسح کا اطلاق ہو سکین گو وہی بال سر کے ہون مقدار فرض ہی اور امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی رح کے نزدیک مقدار فرض چوتہائی سر ہے اسلئے کہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی کے بالون اور سر کے اگلے حصے پر مسح کیا اور یہ مقدار چوتہائی سر کے قریب ہی اور اگر اس سے کم درست ہوتا تو آپ اپنی امت کیواسطے کبھی تو ویسا کر دیتے حالانکہ کمتر پر مسح ثابت نہین ہوا اور داڑہی کے مسح کو سر کے مسح پر قیاس کیا ہے **فائدہ** شریعت مین فرض ایسے حکم کو کہتے ہین جو ایسے یقین سے ثابت ہو کہ اسمین شبہ نہو ایسی فرض کا چھوڑنے والا فاسق ہوتا ہی اور انکار کرنے والا کافر اور کبھی فرض ایسی بات کو کہتے ہین جسکے بدون عمل درست نہو اسطرحکا فرض عمل کے رکن کے مانند ہوتا ہی اور سنتین وضو مین (یہ چیزین ہین اوّل یہہ معلوم کرنا چاہیئے کہ سنت اسی کام

اوس طریق جاری کو کہتے ہین جسکا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو لیکن واجب کرنے کے
یا آپنے عمل کیا ہو مگر ہمیشہ نکیا ہو پس اسطرح کی چیزون مین سے وضو مین اول) دونو ہاتھو نکا
پونہچون تک ابتدا وضو مین دہونا ہی جیسے (وضو کی شروع مین) بسم اللہ کہنا بہی سنت
ہی یہہ ملکر تین ہو گئین) تیسری مسواک کرنا چوتھے کلی کرنا پانچوین ناک مین پانی دینا چھٹے
داڑہی اور انگلیون مین خلال کرنا ساتوین ہر عضو کا تین بار دہونا آٹھوین وضو کا دل سے
ارادہ کرنا نوین ساری سر پر ایک دفعہ مسح کرنا دسوین دونون کانو نکا مسح کرنا سر کے مسح کی بچی ہوئی پانی سے
گیارہوین اس ترتیب کی رعایت رکہنی جو قرآن مجید مین مذکور ہے بارہوین اعضا کا لگاتار
دہونا (فائدہ) دل سے ارادہ کرنا اور ترتیب اور پے در پے دہونا امام شافعی کے نزدیک فرض
ہی اور امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کی نزدیک سنت ہی اور اونکی دلیل یہہ ہی کہ وضو کی آیت مین سوا
تین اعضا کے دہونے اور سر کے مسح کرنیکے اور کوئی بات مذکور نہین اور کلام مجید پر احادیثون
سے کچہہ بڑہا لینا درست نہین اور پھر جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ انما الاعمال بالنیات
یہان یعنی (عملون کا ثواب ہی نہ اونکی درستی اور اگر درستی اعمال ہی مراد ہوتی تو چاہیے
تہا کہ بدن اور کپڑے اور مکان کو پاک کرنا اور برہنگی کو چہپانا اور قبلہ کی طرف منہ کرنا
بدون نیت کے درست نہوتا حالانکہ یہہ چیزین بدون نیت بہی درست ہین اور یہہ بات
ٹھہری ہوئی ہے کہ عمل کا ثواب بدون نیت کے حاصل نہین ہوتا بخلاف عمل کے
صحت کے کہ وہ بدون نیت بہی ہو جاتی ہے اور حرف ف کہ فاغسلوا مین ہے وہ
ہی کہ نماز پر کہڑے ہونیکے ارادے سے پیچہے سب اعضا کو دہونا چاہیئے اس سے یہہ
مطلب تہا کہ بعض اعضا کو پہلے اور بعض کو پیچہے دہووین اسیطرح لگاتار دہونا بہی
آیت [illegible] تہا ایک زائد بات ہی اور نہ متواتر اور مشہور حدیثون سے ثابت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل فرمانا اوسکی مسنون ہونے پر دلالت کرتا ہے) اور وضو کے مستحب
(یہہ ہین کہ اعضا کے دہونے مین، دہنے سے شروع کرنا اور گردن کا مسح کرنا) اور مستحب
اوس فعل کو کہتے ہین جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت شریف کے طور پر کیا ہو) اور وضو کو
توڑتا ہی کسی ناپاک چیز کا مصلے کے بدن سے نکلنا (جاننا چاہیئے کہ جو چیز بدن سے نکلتی ہے
اوسکی دو قسمین ہین ایک وہ کہ مقام پاخانہ یا پیشاب سے نکلے وہ تو بلا خلاف تھوڑی ہو یا بہت
وضو کو توڑتی ہی دوسرے وہ کہ اون دونو مقاموں کے سوا کسی اور جگہہ سے نکلے جیسے قی
اور خون اور پیپ قے مین بہت ہونا شرط ہی اور خون اور پیپ مین زخم کے منہ سے بہہ جانا
شرط ہی اس دوسری قسم مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور دلیل امام اعظم صاحب کی یہہ ہی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی نماز مین قے کرے یا اوسکے نکسیر بہے تو اوسکو چاہیئے
کہ نماز پر سے ہٹے اور وضو کرکے پہر اپنی اوسی نماز کو پورا کرلے) اور منہ بہر کر قے کا ہونا بہی
وضو کو توڑتا ہی اگرچہ پت ہو یا جما ہوا خون یا کہانا یا پانی لیکن اگر بلغم یا خون ایسا تہوک
ہو جسپر تہوک غالب ہو تو وہ وضو کو نہ توڑے گا (یعنے اگر تہوک ملنے سے خون زرد رنگ
ہوگا تو وضو نہ توڑیگا اور اگر سرخ رہیگا تو توڑیگا کیونکہ خون غالب ہی) اور اگر سبب
(جو قے کا سبب ہوتا ہی) کئی بار کی قے کو جمع کر دیتا ہی (یعنے اگر قے تہوڑی تہوڑی چند بار
ہووے تو دیکہنا چاہیئے کہ اگر متلانا ایک ہی دفعہ ہو تو سب جدا جدا قے کو ایک سمجہنا چاہیئے
ورنہ جدا جدا اور ہر قے مین وضو توڑنے کے لیئے بہر منہ ہونا شرط ہی) اور لیٹے ہوئے سونا
اور دونو سرین زمین پر لگاکر اور پانو دہنی طرف کو نکالکر سونا بہی وضو کو توڑتا ہی
اگر کہڑا ہوا یا رکوع مین سو ویگا وضو نہ ٹوٹیگا) اور بیہوشی اور دیوانہ پن
(وضو کو ہر حال مین توڑتا ہی مخصوص حالتی ناسونوالی او لیٹنے والے سے یعنی بالغ نابالغ کا

سے ہنسنا اگرچہ سلام پھیرنے کے وقت ہو (وضو کو توڑتا ہی واضح ہو کہ آواز سے
ہنسنے کا باعث وضو کا جاتا رہنا مشروط ہی اسبات پر کہ نمازی بالغ ہو نہ لڑکا اور نماز
بھی رکوع اور سجدہ والی ہو جنازہ کی نماز نہو اسواسطے کہ وضو کا ٹوٹنا کھلکھلا کے ہنسنے سے ظاہر
قیاس کے خلاف ہی تو جسجگہہ نص مین آیا ہو اوسی پر موقوف رکھینگے اوسکے سوا مین اوسکا حکم
نہ لینگے اور روایت حدیث مین یون وارد ہوئی کہ ایک اندھا شخص نماز جماعت کی صف کے سامنے گر پڑا
لوگ سیر آواز سے ہنسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی آواز سے ہنسا ہو چاہئے کہ
وضو اور نماز کو پہر سے ادا کرے) اور مباشرت فاحشہ (بہی وضو کو توڑتی ہی یعنی مرد و عورت
بدن ننگے اور حجاب کے ایسی طرح ملین کہ ایک کی شرمگاہ دوسرے کی شرمگاہ سے ملجاوی) اور زخم
مین سے کیڑے کا نکلنا وضو کو نہین توڑتا اور نہ ذکر کو اور عورتکو ہاتھ لگانا (اسلیے کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ذکر تجھہ مین سے ایک گوشت کا ٹکڑا ہی یعنی
جیسے اور بدن کو ہاتھ لگانے سے وضو نہین جاتا ایسے ہی ذکر کے چہونے سے نہین جاتا
اور نیز ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج طاہرات کا حالت وضو مین بوسہ لیتے تھے
اور وضو نماز کے لیے دوبارہ نکرتے تھے اور اس مسئلے مین امام شافعیؒ کا خلاف ہے

فصل غسل کے بیان مین

غسل مین تین فرض منہ کا دہونا اندر سے اور ناک مین پانی ڈالنا اور تمام
بدن کا دہونا اور بدن کو ملنا (جسکی ختنہ نہوئی ہو اوسکو اپنی زائد چمڑی مین پانی کا ڈالنا فرض نہین)
اور غسل مین سنت یہ ہی کہ اول اپنے دونو ہاتھ تین بار دہووے پھر اپنی شرمگاہ کو اور نجاست
ظاہری کو دہووے پھر وضو کرے (اور پانؤن کے دہونیکو بعد پر رکھے) پھر تمام بدن پر تین بار پانی بہاوے
(اور جاننا چاہیے اگر غسل تختہ خواہ پتھر پر کرے تو ضرور نہین کہ پانؤن کا دہونا پیچھے پر
رکھے اسواسطے کہ یہان پیر خراب نہونگے اور اونکا سبکے بعد دہونا اسی مصلحت کے لیے ہی)

اور عورت کی بالونکی جڑ اگر تر ہو جاوے تو گندہے ہوئے بالونکا کہولنا ضرور نہین اول
فرض ہی اُس منی کے نکلنی پر جو کود کر نکلے اور اپنی جگہہ سے جدا ہونے کیوقت لذت کی تھ
جدا ہو (یعنے لذت اور شہوت اپنی جگہہ سے جدا ہونے کیوقت شرط ہی نہ ذکر سے باہر نکلنے
کیوقت) اور (نیز غسل فرض ہی) جبکہ ذکر کا سر پیشابگاہ یا مقام پاخانہ مین غائب ہو جاوے
(اور اس صورتمین) غسل فاعل اور مفعول دونونپر واجب ہی (واضح ہو کہ ذکر کا داخل کرنا مقام
پاخانہ مرد و عورت مین حرام و ناجائز ہی لیکن اگر اس امر ناشایستہ کے مرتکب ہو جاوین تو
غسل دونونپر واجب ہوتا ہی) اور فرض ہی حیض کی موقوف ہونے پر (جو خون معمولی عورت
کا ہوتا ہی) اور نفاس کے بند ہونے پر (جو بچہ ہونے کے بعد خون ظاہر ہوتا ہی اور) واجب
نہین مذی کی نکلنے کیوقت (جو پتلا پانی ہوتا ہی اور عورت کے چھیڑنے کے وقت ذکر سے
تیزی کے بعد نکلتا ہی) اور نہ ودی کے نکلنے کے وقت (جو پیشاب کرنے کے بعد گاڑہا
پیشاب نکلتا ہے) اور نہ خواب مین صحبت کرنیسے بدون تری نکلنے کے، اور غسل کرنا جمعہ اور دونون
عیدون کی لیئے اور احرام باندہنے کے واسطے اور عرفہ کے روز سنت ہی اور واجب ہی غسل کرنا مردے
کو اور اوس شخص کو جو حالت ناپاکی مین مسلمان ہوا ہو اور اگر ناپاک نتہا تو (صرف مسلمان
ہونے کے لیئے غسل) مستحب ہی (جاننا چاہیئے کہ شریعت مین واجب ایسا حکم ہی جو ثابت
ہوا ہو ایسی دلیل سی جسمین شبہہ ہو اوسکے ترک کرنیوالے کو فاسق شمار کرتے ہین اور اسکے
منکر کو کافر نہین جانتی) **پانی کے مسئلے** مینہہ کے پانی اور چشمے اور دریا کے
پانی سے وضو کیا جاوے اگرچہ کوئی پاک چیز اوسکے تین صفتونمین سے (رنگ بو
اور مزہ ہین) ایک کو بدل دی خواہ بہت دنون رہنے کے باعث بد بو ہو جاوے مگر جو پانی
کہ پتون کے گرنے سے بدلگیا ہو یا اوسمین کوئی چیز پکانیسے متغیر ہو یا کسی درخت

خواہ میوی سے نکالا گیا ہو (جیسے گنے کا رس اور تربوز کا پانی) یا دوسری چیزن کے
اجزا پانی پر غالب ہو جاوین (جیسے ستو) تو (ایسے پانی سے) وضو نہین ہوگا اور نہ اوس
ٹھہرے ہوئے پانی سے جسکی ناپاکی ہو اور وہ دہ در دہ نہو اور دہ در دہ ہونیکی صورت مین
وہ پانی ایسا ہی جیسا بہتا پانی (اور بہتے پانی کے تعریف یہہ ہی) کہ تنکا بہا لیجاوے
(واضح ہو کہ اصل اس مسئلے کی یہہ ہی کہ بڑے حوض اور بڑے چشمے سبکے نزدیک پاک ہین
اور سلف کے امامون نے انکے طول و عرض مین سے ہر ایک کی مقدار کو دس گز اور گہراو
کو اسقدر کہ چلو بہرنے سے زمین نہ کہلجاوے ٹھہرایا ہے یعنی چارون طرف اوسکے کپڑے
کے گز سے جو چہ مٹھی یا چوبیس انگل کا ہوتا ہی دس گز ہو اور بعضون نے شاہی گز کو اختیار
کیا ہی جو سات مٹھی اور ایک کہڑی انگلی کا ہوتا ہی پس جس صورت مین کہ پانی کا طول
زیادہ ہو اور عرض کم یا گہرا بہت ہو اور چوڑا کم مگر پیمایش کے حساب سے اگر ضرب کیا
جاوی تو یکسر دہ در دہ ہو جاتا ہی تو بعض روایات مین ایسے پانی پر دہ در دہ کا حکم
لگایا ہی اور مخفی نرہے کہ امام مالک رح کے نزدیک پانی خواہ تھوڑا ہو یا بہت ناپاک
نہین ہوتا جبتک اثر رنگ اور بو اور مزہ نجاست کا اوسمین ظاہر نہو اور امام شافعی کے
نزدیک پانی کا ناپاک ہونا قلتین کی مقدار پر مخصوص ہی جو تخمیناً پانچ مشکین متوسط ہوتی
ہین اور امام اعظم رح نے دلیلونکا اختلاف ملاحظہ فرماکر دہ در دہ اختیار کیا ہی جسمین سب
مذہبون سے زیادہ تر احتیاط ہی اور حدیثون اور آثار سبکی روسے طاہر اور پاک ہی) پس
دہ در دہ پانی سے وضو کیا جاوی بشرطیکہ ناپاکی کا اثر یعنی مزہ اور رنگ اور بو اوسمین معلوم نہو
اور پانی مین اگر ایسا جانور مرجاوے جسمین خون بہاری نہو جیسے مچھڑ اور مکھی اور بیر ابہوٹی
بچھو اور مچھلی اور مینڈک اور کیکڑا تو پانی کو ناپاک نہین کرتا اور جو پانی کہ خواہ

کے لئے استعمال کیا گیا ہو (مثلاً اوس سے وضو پر وضو کیا ہو) یا حکمی ناپاکی کے دور کرنے
مین خرچ کیا ہو (مثلاً بیوضو ہوجانے پر اُس سے وضو کیا ہو) اور یہہ پانی کسی جگہہ مین
(مثلاً زمین پر یا کسی برتن مین) ٹھہر جاوے تو وہ خود پاک ہی مگر پاک کرنے والا نہین
(یعنے بدن یا کپڑا ایسے پانی مستعمل مین بہر جاوے تو اوسکا دہونا ضرور نہین یا دوبارہ
اوس سے وضو کرنا درست نہین اسلئے کہ وہ پاک کرنیوالا نہین لیکن اگر اوس مستعمل پانی
سے حقیقی نجاست کو دہو ڈالین تو پاک ہوجاویگی کیونکہ نجاست حقیقی کے دور کرنے
مین یہے شرط ہی کہ بہنے والی چیز اور پاک اور نجاست کو دور کرنیوالی ہو اور یہہ سب باتین
مستعمل پانی مین موجود ہین گو کہ اس سے نجاست حکمی پاک نہین ہوتی) اور کنوئین کے مسئلے
مین تین مذہب ہین ج ح ط (جیم علامت نجاست کی ہی اور حا علامت بحال خود
رہنے کی اور طا علامت طہارت کی اختصار کے لئے حروف کو رکھ لیا ہی اسکی تفصیل
یہہ ہی کہ اگر کوئی مرد ناپاک جو اپنے بدن پر نجاست حقیقی[1] نرکھتا ہو کنوئین مین گر جاوے
یا ڈول نکالنے کو اوسمین غوطہ مارے تو امام اعظمؒ کے نزدیک کنوئین کا پانی ناپاک
ہوجاتا ہے اور آدمی بہی ناپاک رہتا ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک کنوان
بحال خود پاک ہی اور آدمی بدستور ناپاک اور امام محمدؒ کے نزدیک کنوان اور آدمی دونون
پاک ہین) اور جو چمڑا کہ دباغت دیا جاوے وہ پاک ہوجاتا ہے مگر سوئر اور آدمی کا چمڑا
(پاک نہین ہوتا دباغت یہہ ہی کہ چمڑے کی رطوبت اور بدبو اور اسکا سڑ جانا دوا سے خواہ
مٹی ملنے سے خواہ آفتاب مین سوکہانے سے دور کردیا جاوے اور معلوم رہے کہ یہہ
حکم مرے ہوئے جانور کے چمڑے کا ہی ورنہ ذبح کئے ہوئے جانور کا چمڑا بدون دباغت کے
بہی پاک ہے) اور آدمی اور مردہ جانور کے بال اور ہڈیان پاک ہین اسلئے

[1] یعنے اگر نجاست حقیقی ہوگی تو کنوان سب کے نزدیک ناپاک ہوجاویگا ۱۲

گاؤن مین جان نہین کیونکہ انکو بذات خود درد معلوم نہین ہوجاتا تو مرجانا باعث نجاست
ہوگا۔ **کنوئین کے مسائل** کنوئین مین اگر ناپاکی گر پڑے تو اوسکا پانی کھینچا
جاوے الا اونٹ یا بکری کی دو مینگنیون اور کبوترا ور چڑیا کی بیٹ سے پانی نکالا
جاوے (اور تین مینگنیون مین اختلاف ہی) اور جو جانور کھائی جاتی ہین اونکا پیشاب
نجس ہی ہرگز پینا نچاہیئے (اور امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہی اور امام ابو یوسف کے
نزدیک دوا کیواسطے اوسکا پینا جائز ہی اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک ناجائز) اور
جو چیز باعث بیوضو ہوجانے کا نہو وہ ناپاک نہین (یعنے تھوڑی سی قی یا خون
اور پیپ کہ بہہ نہون اگر پانی مین گر جاوین یا کپڑا اور بدن اونمین بہرجاوی تو ناپاک
نہین ہوتا) اور چوہے کی مانند جانور کے مرجانے سے ۲۰ ڈول بیچ کی ۳۰ اس کے
نکالنے چاہئین اور ۴۰ ڈول کبوتر کی برابر کے مرنے سے اور بکری جیسے جانور کے
مرنے یا کسی جانور کے پہولجانے اور پہٹ جانیسی (خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا) تمام پانی کا
کھینچنا چاہیے اور اگر تمام پانیکا نکالنا نہوسکے (مثلاً کنوان چشمہ دار ہو کہ اوسکا پانی نہ ٹوٹتا ہو)
تو دوسو ڈول نکالے جاوین۔ اور اگر چوہا پہول جاوی یا پہٹ جای اور اوسکے گرنیکا وقت
معلوم نہو تو کنوئین کو تین دن رات سی ناپاک کردیتا ہی اور اگر پہولا نہو تو ایک دن
رات سی (مترجم کہتا ہی کہ فتوی امام محمدؒ کے قول پر ہی کہ جسوقت جانور کو کنوئین
مین دیکھین اوسوقت سی ناپاک متصور ہوگا خواہ پہولا ہو یا نہو) اور پسینے کا حال
مثل جھوٹھے کی ہے اور آدمی اور گھوڑے اور اون جانورونکا جھوٹھا جنکا گوشت
کھایا جاتا ہی پاک ہی اور کتے اور سوئر اور درندہ چوپایونکا جھوٹھا مثلاً شیر اور چیتی
اور بھیڑیے کا جھوٹھا ناپاک ہی اور بلی اور گلیونمین پہرنے والی مرغی کا اور درندہ

پرندونکا (مثل بازاور جُرّہ کی) اور گہر کے رہنے والے جانورونکا (جہوٹہا مثل چوہے اور سانپ کی) مکروہ ہی (کہ طہارت مین نقصان رکھتا ہی مگر نقصان بہت نہین) اور گدہے اور خچر کے جہوٹہے (کے پاک ہونے اور ناپاک ہونے مین شک ہی (یعنے بعض دلیلین اوسکی پاکی کو چاہتی ہین اور بعض اوسکی ناپاکی کو پس) اوس سے وضو کرکے تیمم بہی کرے اگر پاک پانی میسر نہواو۔ (وضو اور تیمم مین سے (جسکو اول کرے درست ہی بخلاف اوس پانی کے جسمین خرما تر کیے ہون (اوسمین علما کا اختلاف ہی بعض اوس سے وضو جائز کہتے ہین اور بعض ناجائز اور یہہ اختلاف اسی صورت مین ہی کہ پانی تپلا اور بہتا ہوا ہو اور کہٹہا اور نشہ آور اور گاڑہا نہوا ہو ورنہ سبکے نزدیک اوس وضو کرنا جائز نہین)

باب تیمم کے بیان مین جس صورت مین کہ نماز ی پانی سے ایک میل دور ہو یا مرض یا سردی سی ضرر رکہتا ہو یا درندہ یا دشمن یا پیاس کا خوف ہو یا سامان پانی کا مثل ڈول اور رسّی کی نرکہتا ہو تو (ایسی صورتمین) تیمم کری (واضح ہو کہ میل کی مقدار چار ہزار گز ہی ٢٤ انگل کے گز سے۔ اور تیمم کی صورت یہہ ہی کہ جنس زمین پر جو پاک۔ وگو غبار نرکہتی ہو نیت تیمم کرکے دو ضرب لگاوی اول ضرب کے بعد اپنے تمام منہ پر ہاتہہ پہیر لے اور دوم ضرب کے بعد دونون ہاتہونپر کہنیون تک ہاتہہ پہراوے اگرچہ ناپاک ہو یا حیض والی عورت ہو (یعنی اونکو بہی دو ضرب چاہئین) اور اگر باوجود میسر ہونے جنس زمین کے غبار سے تیمم کرے تب بہی درست ہی۔ اور بدون نیت کی تیمم جائز نہین مخفی نرہی کہ جنس زمین سے اون چیزون سی مراد ہی جو نہ جلین نہ گلین جیسے خاک اور ریت اور پتہر اور سرمہ اور وہ اونکی مثل ہین) پس کافر کا تیمم کرنا بیکار ہی نہ وضو کرنا (اسلیئے کہ تیمم مین نیت شرط ہی نہ وضو مین اور کافر اپنے کفر کی جہت سی نیت کا اہل نہین) اور تیمم کو اسلام سے مرتد ہونا نہین توڑتا (اسواسطے کہ تیمم کے وقت ایسا نہتا

کہ اسکی نیت درست تہی) بلکہ جو چیز وضو کو توڑتی ہی اور نمازی کا قدرت پانا ایسے پانی پر
جو اوسکی حاجت ضروری سی بچ رہے ابتدا ہی تیمم کرنے کو منع کرتا ہے اور پہلے اگر تیمم کیا
وہ اس قدرت سی جاتا رہتا ہی۔ اور جس شخص کو توقع پانی ملنے کی ہو وہ آخر وقت
تک نماز نہ پڑہی اور تیمم کرنا وقت سے پہلے اور دو فرضون کے لئے اور نماز جنازہ اور
عیدین کے جاتے رہنے کے خوف سی درست ہی اگرچہ بنا ہی کے طور پر ہو (یعنے نماز تو
وضو سے شروع کی تہی الا نماز مین بیوضو ہو گیا تو ہو سکتا ہی کہ تیمم کرکے اسی نماز کو پورا
کرلے) اور جمعے کے جاتے رہنے اور وقتی نماز کے جاتے رہنے کے خوف سے تیمم درست
نہین (اسلئے کہ اون دونون نماز ونکا بدلا موجود ہے کہ جمعے کا بدلہ ظہر ہے اور وقت
کی نماز کا بدلہ اوسکی قضا اور جنازہ اور عیدین کی نماز ون کا کچہہ بدلہ نہین فائدہ
جاننا چاہیے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک تیمم طہارت ضروری ہے یعنی ضرورت کیواسطے
مشروع ہوا ہی پس وقت سے پہلے اور دو فرضون کیواسطے اوسکی کچہہ ضرورت نہین
اسلئے اونکے نزدیک تیمم وقت سے پہلے اور دو فرضون کیواسطے جائز نہین اور امام
اعظمؒ کے نزدیک تیمم صرف طہارت ہی مگر اوسمین پانی کا نہونا یا نملنا شرط ہی پس شرط
کے موجود ہونے پر پانی اور مٹی پاک کرنے مین ایک حکم رکہتی ہے خواہ وقت سے
پہلے ہو یا نہین اور ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ خاک مسلمان کی پاک کرنی والی ہی اگرچہ
دس برس تک استعمال کری ظاہر مین تائید اسی بات کو کرتی ہی جو امام اعظمؒ فرماتے ہین
اور اگر نمازی اپنے خیمے مین پانی بہول جاوی اور (اسیوجہسے) تیمم کرکے نماز ادا کرے
(اور نماز کے بعد یاد آوی کہ پانی تہا) تو نماز کو دوبارہ نہ پڑہے اور پانی کو مقدار ایک
تیر کے تلاش کرے اگر یہہ گمان ہو کہ پانی نزدیک ہے ورنہ تلاش نہ کرے۔ اور اگر رفیق

کے پاس پانی ہو تو اُس سے طلب کرے اگر وہ ندی تو تیمم کرے اور اگر بدون دام
واجبی کے ندے اور اوسکے پاس دام ہون تو تیمم نکرے ورنہ تیمم کرے (یعنے اگر
وہ دام زیادہ مانگے یا نمازی کے پاس واجبی دام نہون تو تیمم جائز ہوگا) اور اگر نمازی
کے اکثر اعضا (جنکو دہونا چاہیے) زخمی ہون تو تیمم کرے اور اگر اکثر درست
ہون تو اونکو دہووے اور دہولے اور تیمم مین جمع نکرے (مثلاً اسطرح نکرے
کہ منہ پر تیمم کرے اور ہاتہون کو دہولے یا ہاتہون پر تیمم کرے اور منہ کو دہولے)

باب دو موزونپر مسح کرلینے کے بیان مین مسح کرنا موزونپر اگرچہ عورت ہو درست ہی
مگر ناپاک کے لیے درست نہین اور شرط مسح کرنیکی یہہ ہی کہ دونون موزونکو ایسی طرح پہنا
ہووے کہ حدث کیوقت وضو کامل ہو (گو موزہ پہننے کے وقت کامل نہو مثلاً ایک شخص نے
پانو دہوکر موزے پہنے بعد اوسکے باقی وضو تمام کیا پہر بیوضو ہوا تو اس صورت مین یہہ شخص
بیوضو ہونیکے وقت وضو کامل رکہتا تہا اگرچہ موزے پہننے کے وقت وضو ناقص تہا اب اسکو
اون موزونپر مسح کرنا درست ہی) اور مدت مسح کی مقیم کیواسطے ایک دن رات اور مسافر کیواسطے
تین دن رات حدث کی شروع سے ہی۔ اور صورت موزونپر مسح کرنیکی یہہ ہی کہ بہیگے ہوئے ہاتھ
کی تین انگلیان موزونکے اوپر کیجانب پانو کی انگلیونپر رکہکر ایکبار پنڈلیون تک کہینچ دے
اور بہت پہٹن مسح کی مانع ہی اور وہ بقدر پانو کے تین چہوٹی اونگلیون کی ہی اور اس سے
کمتر پہٹن مانع نہین (اور اگر ایک موزے مین کئی جگہ پہٹن ہو تو اوسکو ایک جا کیا جاویگا
یعنی اگر سب ملکر مقدار تین اونگلیون کی ہوجاویگی تو مسح کی مانع ہوگی اور اس سے کمتر مانع
نہوگی) اور دونون موزونمین (اگر تہوڑی تہوڑی پہٹن ہوگی) تو ایکجا نکیجاویگی لیکن
(اگر) نجاست دونون موزونمین تہوڑی تہوڑی ہو تو وہ) جمع کیجاویگی (یعنے اگر دونون

باب دو موزون پر مسح کرنے کے بیان مین ۱۲

موزونکی نجاست مقدار ایک درم کی ہو جاویگی تو اوسپر بدون پاک کیے مسح درست نہوگا،
اسیطرح برہنگی کا حال ہی کہ اگر تھوڑی تھوڑی کئی جگہہ سے کھلتی ہو تو اوسکو جمع کرکے
حساب کرنا چاہیے اگرچہ تہائی عضو کی برابر ہو تو نماز جائز نہوگی ورنہ نماز درست ہوگی)
اور جو چیز وضو کو توڑتی ہی وہ مسح کو توڑتی ہی اور مسح کو موزے کا نکالنا اور مدت مسح کا
پورا ہو جانا بھی توڑتا ہی بشرطیکہ مدت پوری ہونے پر سردی کے باعث پانوں کے جاتے
رہنے کا خوف نہو (اور اگر خوف ہوگا تو مسح بحال خود رہیگا) اور موزے کو نکالنے اور مدت
مسح پورا ہو جانیکے بعد صرف دونوں پانوں دھو ڈالے (یعنے اگر وضو اوسوقت موجود ہو تو
ساری وضو کا پھر سے کرنا ضرور نہیں) اور بہت سے پانوں کا موزے سے باہر چلا آنا بھی نکالنا
ہی (یعنے موزے کے نکالنے مین ساری پانوں کا نکلنا معتبر نہیں اگر اکثر حصہ نکل آویگا تب بھی
مسح جاتا رہیگا) اور اگر کسی مقیم نے مسح کیا اور ہنوز ایک دن رات نہوا تہا کہ وہ مسافر ہوگیا
تو اس صورت مین وہ تین دن رات مسح کرے اور اگر مسافر مسح کرتا تہا اور ایک دن رات کے بعد
مقیم ہوگیا تو وہ موزے کو نکالکر پانوں دھووے اور اگر ایک دن رات پورا نہوا تہا کہ مقیم ہوگیا
تو ایک دن رات کو پورا کرے۔ اور مسح کرنا موزے کے اوپر کے موزے پر اور چمڑے کے
جرابوں پر جنمین جوتے کی شکل کا چمڑا لگا ہو یا ایسے سخت ہون کہ بغیر باندہنے پنڈلی پر ٹھہر
جاوین درست ہی۔ اور مسح کرنا پگڑی اور ٹوپی اور برقع اور دستانوں پر درست نہین۔ اور
ٹوٹی ہڈی کی بندش پر اور زخم کی پٹی پر یا اسیطرح کسی اور چیز پر (مثل فصد کی پٹی کے)
مسح کرنا دہونیکے حکم مین ہی یعنی اوسکے لیے کوئی وقت معین نہیں اور غسل کے ساتھہ
جمع ہو سکتا ہی (اسطرح کہ بعض اعضا کو دہووین اور بعض پر مسح کرین) اور یہہ مسح پٹی کا
درست ہی اگرچہ پٹی کو بیوضو باندہا ہو۔ اور مسح تمام پٹی پر [illegible] خواہ اوسکے نیچے زخم ہو یا نہو

پس اگر پٹی یا پہا یا جسپر مسح کیا تہا ، بباعث زخم کے اچھے ہوجانیکے گر پڑے تو مسح باطل ہوجاویگا اور بدون اچہا ہوئے گرے تو مسح نجاویگا - اور موزی کے مسح کرنے اور سر پر مسح کرنے مین نیت کی احتیاج نہین (یعنے مسح تیمم کیطرح نہین ہے کہ بدون نیت کے جائز نہووے) -

باب حیض کے بیان مین - حیض اوس خون کو کہتے ہین جو ایسی عورت کی رحم مین سے بہی جو مرض اور لڑکپن سی سلامت ہو (اس سے معلوم ہوا کہ خون مرض سی یا لڑکپن مین نکلیگا اوسکو حیض نہ کہینگے بلکہ اوسکا نام استحاضہ ہی) اور مدت حیض کی کم سے کم تین دن رات ہی اور زیادہ سی زیادہ دس دن رات ہی او - جو خون تین دن سی کم اور دس دن سے زیادہ ہو وہ استحاضہ ہی - اور سفیدی خالص کے سوا جو رنگ ہو وہ حیض ہی اور حیض نماز اور روزہ کا مانع ہی مگر عورت روزی کی قضا کرے نماز کی قضا نکرے (یعنے ان ایام کی نماز معاف ہی) اور اس حالت مین مسجد کے اندر جانا اور خانہ کعبہ کے گرد پہرنا اور ناف سے لیکر عورت کے زانو تک مرد کو نزدیکی کرنا اور قرآن کا پڑہنا اور اوسکو ہاتہہ لگانا ممنوع ہی مگر غلاف کے ساتہہ (ہاتہہ لگانا منع نہین) اور بیوضو ہونا بہی ہاتہہ لگانے کا مانع ہے (مگر قرآن پڑہنے کا مانع نہین) اور ناپاکی اور نفاس دونونکا مانع ہی (یعنے ناپاکی اور حیض اور نفاس کی حالتمین قرآن کا پڑہنا اور اوسکو ہاتہہ لگانا دونون ممنوع ہین اور بیوضو ہونیکی حالتمین چہونا ممنوع ہی اور پڑہنا جائز) اور عورت سی صحبت کیجاوے بدون غسل کے بس صورتمین کہ خون حیض اکثر مدت (یعنے دس روز) پر منقطع ہوا ہو اور جس صورتمین کہ کمتر مدت کے بعد (یعنے تین روز سے لیکر نو روز تک کے بیچمین) بند ہوا ہو تو صحبت نکیجاوے یہانتک کہ عورت غسل کرے یا خون بند ہونے پر کمتر وقت نماز کا گذر جاوے یعنی

اگر خون دس روز کے بعد بند ہوا ہے تو صحبت کرنی مرد کو درست ہی اگرچہ عورت
نے غسل نکیا ہو اور اگر خون دس روز سے کم مدت مین بند ہوا ہی تو صحبت کرنی جائز
نہین جبتک کہ غسل نکرلے یا اتنا وقت گذر جاوی کہ اوسمین نہانا اور نماز کی نیت
ہو سکے) اور پاک ہو جانا دو خون کے درمیان خون کے مدت مین حیض اور نفاس
ہی ہی (یعنے اگر عورت مدت حیض و نفاس مین کچہ دنونکو پاک ہو جاوی اور خون بند
ہو جاوی تو اوسکو حکم پاک ہونیکا نہو گا بلکہ وہی حیض و نفاس ہو گا) اور کمتر مدت پاک
رہنے کی پندرہ دن ہین اور زیادہ مدت کی کچہ انتہا نہین مگر جس صورت مین کہ خون ہمیشہ
جاری رہی اور اس عورت کی کوئی عادت مقرر ہووی (یعنے پاک رہنی کے لیے زیادہ مدت
کی کچہ حد مقرر نہین ہی کہ بعض عورتین برسون تک پاک رہتین لیکن اگر کسیکو خون استحاضہ
جاری ہو جاوی اور پاک رہنے کے لیے اوسکی کچہ عادت مقرر نہی تو ایسی صورت مین اوسی عادت
کی مدت کو پاک رہنی کی مدت کہینگے) اور خون استحاضہ مانند دوام کے نکسیر کے ہی نماز اور
روزہ اور صحبت کا مانع نہین اور اگر خون اکثر مدت حیض و نفاس سی بڑہ جاوی تو جو بعد
اوسکی عادت قدیم سی بڑہیگا وہ استحاضہ ہو گا - اور اگر عورت کو پہلی ہی بار استحاضہ ہو جاوے
تو اوسکا حیض دس دن کا ہو گا اور نفاس ۴۰ دن کا - اور جو عورت استحاضہ رکہتی ہو
اور جس شخص کا پیشاب جاری ہو یا پیٹ چلتا ہو یا ریح نکلتی رہتی ہو یا نکسیر بند نہوتی ہو
یا زخم کا خون نہ تہمتا ہو ایسی شخص ہر فرض کیوقت وضو نیا کرین اور اوس وضو سی نماز فرض
اور نفل ادا کرین اور یہ وضو صرف وقت کے نکلنے سے جاتا رہتا ہی (یعنے دوسری
نماز کی وقت آنے پر نہین جاتا جیسا کہ بعض علما کا قول ہی اور نہ وضو کے بعد وہی عذر
واقع ہونے سے جاوے) اور یہ حکم اوس صورت مین ہی کہ ان عذر والون پر کوئی فرض کا

وقت ایسا نگذرے جسمین عذر مذکور اُنکو نہو (ورنہ معذور نہ کہلا وینگے اور انکا وضو عذر مذکورہ سے جاتا رہیگا) اور نفاس وہ خون ہے جو بچے کے پیدا ہونیکے بعد آیا کرتا ہے اور جو خون کہ حاملہ عورت کو آتا ہے وہ استحاضہ ہوتا ہے - اور پیٹ جو گر پڑتا ہے اگر اوسمین بعض اعضا موجود ہون تو اوسکا حکم بچے کا ہے (اوسکے بعد کا خون نفاس ہوگا اور اگر محض گوشت کا لوتھڑا ہو تو وہ بچہ نہین اور نہ اوسکے بعد کا خون نفاس ہے) اور کمتر مدت نفاس کی کچھ حد نہین (یہانتک کہ بعض عورتون کو ایک گھنٹہ بھی نہین آتا) اور اوسکی زیادہ سے زیادہ مدت ۴۰ روز ہے (اور ۴۰ سے بھی اگر بڑھ جاوے تو) جسقدر بڑھیگا وہ استحاضہ ہوگا - اور جڑوان بچو نکے ہونے مین مدت نفاس کی اول سے ہوتی ہے دوسرے بچے سے نہین ہوتی -

باب نجاستون کے بیان مین - بدن اور کپڑا پانی سے اور ہر بہتی چیز نجاست کی دور کر نیوالی سے پاک ہو جاتا ہے مثلاً سرکے اور گلاب سے (اگر دہو وین تو پاک ہو جاتا ہے) مگر تیل سے پاک نہین ہوتا اور موزے پر اگر نجاست گاڑہی لگی ہو تو خاک پر رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے اور اگر گاڑہی نہو (مثلاً شراب یا پیشاب لگجاوے) تو (موزے کو) دہونا چاہیئے - اور خشک منی رگڑنے سے پاک ہوتی ہے اور اگر خشک نہو بلکہ تر ہو تو دہوئی جاوے واضح ہو کہ امام شافعی رح کے نزدیک منی پاک ہے دہونے اور رگڑنے کی حاجت نہین رفتی الا بسبب کی لطافت کی جہت سے دہوڈالنا مضائقہ نہین اور امام مالک رح کے نزدیک ناپاک ہے بدون دہونے کے صرف رگڑنے سے پاک نہین ہوتی اور امام اعظم رح کے نزدیک بھی ناپاک ہے اگر تر ہو تو دہونا چاہیئے اور اگر خشک ہو تو رگڑنے سے بھی پاک ہو جاتی ہے اور یہہ مذہب سب مذہبون سے بہتر ہے اسلیئے کہ منی کا پاک ہونا ایسی صورتمین کہ غسل کا باعث ہے اور

باب نجاستون کے بیان مین

پیشاب کی جگہ سے نکلتی ہی آثار اور قیاس سے بہت بعید معلوم ہوتا ہی اور منی خشک کا رگڑنے سے
پاک ہونا بھی خلاف احادیث صحیحہ کے ہی جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی ہین
چنانچہ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مین منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑی پر سے
اگر تر ہوتی تھی تو دہو ڈالا کرتی تھی اور خشک ہوتی تھی تو رگڑ ڈالا کرتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت عایشہ رض کو ایسا ہی ارشاد فرمایا تہا) اور تلوار جیسی چیزین (مثلاً چہری اور خنجر
اور آئینہ اسقدر) پونچہنے سے پاک ہوجاتی ہین (کہ نجاست کا اثر دور ہوجاے) اور زمین خشک ہو اور
نجاست کا اثر دور ہوجا جیسے نماز کے لیے پاک ہوجاتی ہی مگر تیمم کے لیے پاک نہین ہوتی (دلیل تیمم
زمین کا پاک ہونا قرآن سے ثابت ہی اور خشک ہونے سے زمین کی طہارت حدیثون سے ثابت ہی
قرآن سے ثابت نہین اور ایک وجہ یہہ ہی کہ خاک اپنی طبیعت سے پاک کرنیوالی چیز نہین تو ضرور ہوا
کہ طہارت کی رعایت اوسمین خوب طرح کرنی چاہیے) اور مقدار ایک درم کی اور مقدار چوڑائی ہتہیلی
کی بڑی نجاست مین سے معاف ہی جیسے خون اور شراب اور مرغی کی بیٹ اور ایسے جانورون کا
پیشاب جو کہائے نہین جاتے اور لید اور گوبر (یعنے بڑی نجاست اگر جسم دار ہو تو وزن ایکدرم
کہ ساڑہی تین ماشے کا ہوتا ہی معاف ہی اور اگر پتلی ہو جیسے شراب اور پیشاب ہی تو ہتہیلی
کی چوڑائی کے برابر معاف ہی اور اگر ان دونون مقدارون سے بڑہکر ہو تو دہونا فرض ہے
ورنہ مستحب) اور چوتہائی کپڑے سے کم کا بہرنا ہلکی نجاست مین مثلاً ایسے جانورون کے پیشاب
مین جو کہائے جاتے ہین یا گہوڑے کے پیشاب اور ایسے پرندونکی بیٹ مین جو کہائے نہین
جاتے اور مچھلی کے خون اور خچر اور گدہے کے لعاب مین معاف ہی اور (نیز) آدمی کا پیشاب
کہ سوئی کی ناکے کے برابر چھینٹین پڑجاوین معاف ہی (یعنے ہلکی نجاست مین اگر چوتہائی سے
کم کپڑا بہر جاوے معاف ہی اور چوتہائی بہرے تو دہونا چاہیئے مگر چوتہائی مین علما کا

اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ چہارم اُسقدر کپڑے کا مُراد ہی جس سے ستر عورت کم سی کم ہین
ہو جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ جو کپڑا ابہرا ہوا اوسکی چوتہائی مراد ہی جیسے دامن اور آستین
اور پردا اور ریچہا اور کلی کہ ہر ایک جدا کپڑا ہی جو ان مین بہرے اوسکی چوتہائی لینی چاہیئے
اور بعضے چوتہائی کو ایک بالشت لنبا اور ایک بالشت چوڑا کہتے ہین اور اسکو سب سے
زیادہ مناسب جانتے ہین) اور جو نجاست کہ سوجہتی ہی وہ اسقدر دہونے سے کہ اوسکا جسم
جاتا رہی پاک ہو جاتی ہی مگر جسکا اثر دور ہونا مشکل ہو (مثلاً رنگ اور بو نجاسکتی ہو) تو وہ
تین بار دہونے اور ہر دفعہ نچوڑنے سے پاک ہو جاتی ہی اسیطرح وہ نجاست جو سوجہتی نہو
اور جس چیز کا نچوڑنا ممکن نہو (مثلاً بوریا اور بچہونا اور پتہر تو ایسی چیزین) تین بار دہوکر
خشک کرنیسے پاک ہوتی ہین (بعضے ہر وقت ہو کر اتنا چہوڑ دے کہ اسمین سے پانی ٹپکنا
موقوف ہو جاوے) اور مسنون ہی بعد پاخانہ پہرنے کے استنجا کسی پاک کرنیوالی چیز مثل پتہر
(اور اینٹ اور ڈہیلے وغیرہ سے کرنا) اور اسکے لیے کوئی شمار مسنون نہین اور بعد استنجے
کے اوسجگہہ کا دہونا مستحب ہی (جاننا چاہیئے کہ استنجے مین طاق عدد امام شافعیؒ کے نزدیک
مسنون ہی کہ تین یا پانچ یا سات ڈہیلے ہون اور امام اعظمؒ کی نزدیک پاک ہونا ضروری
ہی نہ شمار اور لفظ وتر کہ بعض حدیثون مین آیا ہی وہ ایک پر بہی بولا جاتا ہی اور یہہ جو
حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی ڈہیلے لے اوسکو چاہیے طاق لے جسنے یہہ کیا اوسنے اچہا کیا
اور جسنے نکیا تو اوسپر کچہہ حرج نہین یہہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ طاق شمار مسنون
نہین بلکہ مستحب ہی) اور مقام پاخانہ کا دہونا واجب ہی جس صورتمین کہ نجاست مقام
پاخانہ سے بڑہ جاوی اور بڑہنی مین وہی مقدار معتبر ہے جو پاکی کی مانع ہی (یعنے مقدار
ایکدرم یا ہتہیلی کے عرض کے برابر) مقام پاخانہ سے زائد ہو جاوی اسلئے کہ اوس مقام کا

بہر نا معاف ہی اوسکے لیے ڈہیلوں وغیرہ پر اکتفا ممکن ہی مگر جب اُس مقام سے
زیادہ ایک درم کی برابر بہر جاوے تو دہونا واجب ہی اور کلی کی صورتین مستحب
مگر ہڈی اور لید اور کہانے کی چیز سے استنجا کرنا ممنوع ہے اور دہنے ہاتھ سے بہی
بدون عذر کے نکرنا چاہیے (بلکہ مخصوص اس کام کے واسطے بایان ہاتھ ہی واللہ اعلم)

کتاب الصلوۃ

(یعنے اسمین نماز کا ذکر ہے۔ جاننا چاہیے کہ بعد ادا کرنے کلمہ طیبہ کے سب سے
بڑا اسلام کے حکمون مین اور سب سے زیادہ ضروری شرع کے احکام مین نماز ہی جسکے لئے
اللہ تعالی فرماتا ہی حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ اور فرمایا وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَ
اصْطَبِرْ عَلَيْهَا اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ جو شخص چھوڑ دی نماز کو جان بوجھکر
وہ کافر ہے یہانتک کہ بعض علما نے نماز کے چھوڑنے والیکو مار ڈالنا جائز کہا ہی
باب نماز کے وقتونکے بیان مین۔ فجر کا وقت صبح صادق سے لیکر آفتاب کے نکلنے
تک ہی اور ظہر کا وقت آفتاب کے ڈہلنے سے اوس وقت تک ہی کہ سایہ ہر چیز کا سوائے
سایہ اصلی کے جو ٹہیک دوپہر کو ہوتا ہے اوس چیز سے دونا ہو جاوے جاننا چاہیے
کہ امام شافعی کے نزدیک ظہر کا وقت ایک مثل تک رہتا ہی اور اکثر محدثین اسکی تقویت
کرتی ہین اور امام اعظم کے نزدیک ایک روایت مین موافق امام شافعی کے ہی اور ظاہر
روایت مین دو مثل تک ہی اسوجہ سے کہ حدیثو نمین حکم ظہر کو ٹہنڈا کرکے پڑہنے کا ہی اور
عرب کی زمین مین دو مثل سے پیشتر ٹہنڈا کرنا متصور نہین تو جب شک واقع ہوا تو دوسرے
وقت کا آجانا یقیناً ثابت نہوا) اور عصر کا وقت دو مثل سے لیکر آفتاب کے ڈوبنے تک ہے
اور مغرب کا وقت آفتاب کے ڈوبنے سے شفق کے ڈوبنے تک ہی اور شفق وہ سپیدی ہی کہ

جو سُرخی کے بعد پیدا ہوتی ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک شفق اوسی سُرخی کا نام ہی جو
غروب کے بعد ہوتی ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل یہہ ہی کہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ نماز عشا
پڑہے اپنے وقت مین کہ آسمان کے کنارے سیاہ اور تاریک ہوجاوین اور
یہہ صورت شفق سفید کے جانے کے پہلے متصور نہین ہوتی) اور عشا اور وتر کا وقت
شفق کے جاتے رہنے کے بعد سے صبح صادق کے نمود ہونے تک ہے اور وتر کو
نماز عشا سے پہلے نہ پڑہنا چاہیئے اسلیے کہ ان دونون مین ترتیب ضروری ہے
(اگرچہ دونونکا وقت ایک ہی) اور جس شخص کو عشا اور وتر کا وقت نملے یہہ دونون
اوسپر واجب نہین ہوتے (مثلاً بعض زمین کے حصون مین صبح صادق شفق کے
غروب ہوتے ہی ہوجاتی ہی تو ایسی جگہہ کے رہنے والونپر عشا اور وتر واجب نہین)
اور مستحب ہی نماز فجر کو اور گرمیونکی ظہر کو دیر کر پڑہنا اور عصر کو دیر سے پڑہنا بشرطیکہ آفتاب
کا رنگ زردی مائل نہو اور عشا کو ایک تہائی رات تک تاخیر کرنا اور وتر کو آخر شب تک
دیر کرنا ایسے شخص کے لیے جسکو اپنے جاگنے پر اعتماد ہو (فائدہ) امام شافعیؒ کے نزدیک سب
نمازونمین جلدی کرنی مستحب ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل یہہ ہی کہ حدیث مین وارد ہوا ہی
کہ صبح کی نماز روشنی مین پڑہو اور ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت مین) اور جاڑونکی ظہر کو اور
مغرب کو اول وقت پڑہنا اور جن نمازونکے شروع مین عین ہی (یعنے عصر اور عشا کو) ابر کے
دن جلد پڑہنا اور ابر کے دن مین ان دونونکے سوا اور نمازونکو دیر کر پڑہنا (یعنے فجر
اور ظہر اور مغرب کے لیے ابر و غبار مین تاخیر کرنی مستحب ہی) اور آفتاب کے نکلنے کے وقت
اور ٹھیک دوپہر مین (جب آفتاب سر پر ہو) اور اوسکے ڈوبنے کے وقت نماز اور سجدہ تلاوت
اور نماز جنازہ ممنوع ہی مگر اوسی روز کی عصر (عین غروب کے وقت پڑہنی درست ہی) اور

بعد نماز فجر اور عصر کے نفل پڑہنی منع ہی مگر نماز قضا اور سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ یہ
دونوں وقتوں مین درست ہی اور سوای دو رکعت سنت فجر کے صبح صادق ہو جانے پر
نفل پڑہنا اور قبل نماز مغرب کے اور امام کے خطبہ پڑہنے کی حالت مین جمعہ کے روز
نفل پڑہنا ممنوع ہی (اور شافعیؒ کے نزدیک جمعہ کی سنتین خطبے کے وقت درست
ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنی ساتھی کو
کہے کہ چپ رہ اور امام خطبہ پڑہ رہا ہے تو تو حرکت لغو کرتا ہے پس جس صورت مین کہ
ایسی بات کے امر کرنے مین جو واجب ہی آپ نے لغو کا حکم فرمایا ہو تو نفل کے باب
مین کیا تصور کرنا چاہیے علاوہ اسکے نماز خطبہ سننے سے روکتی بھی ہے) اور دو
نمازونکا ایک وقت مین اکٹھا پڑہنا عذر کے ساتھہ ممنوع ہے (یعنی بوجہ سفر اور مینہہ
کے دو نمازونکو ایک ساتھہ نہ پڑھے اور شافعیؒ اور مالکؒ کے نزدیک جمع کرنا درست
ہی اسلیے کہ حدیث شریف مین دو نمازونکا جمع کرنا وارد ہوا ہے اور دلیل امام اعظمؒ
کی یہہ ہے کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ قسم ہی اوس خدا کی جسکے سوا کوئی معبود برحق نہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی نماز بجز اوسکے وقت کے اور کسی وقت مین نہین
پڑہی مگر دو نمازین جمع کی ہین ظہر و عصر کو عرفات مین اور مغرب اور عشا کو مزدلفہ مین
اور جو روایتین کہ دو نمازونکے جمع کرنے مین وارد ہوئی ہین وہ اکٹھا پڑہنا ظاہر
کی رو سے تہا نہ وقت کے اعتبار سے یعنی آپ نے آخر وقت ظہر مین نماز ظہر پڑہی اور
اول وقت عصر مین نماز عصر اور اسیطرح مغرب عشا مین کا اول کو آخر وقت مین پڑہا اور
دوم اول وقت مین تو ظاہر کی رو سے اکٹھی ہو گئیں اور حقیقت مین ہر ایک اپنے
وقت مین ہوئی (واللہ اعلم) تمت

باب اذان

باب اذان کے بیان مین۔ اذان کہنا واسطے فرض نمازون کے بدون دوبار کہنے شہادتین کے اور بدون راگ کی آواز کے سنت ہی (اور امام شافعی کے نزدیک ترجیع مسنون ہی اور وہ اسطرح ہے کہ اول شہادتین یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ اور اشہد ان محمدا رسول اللہ کو دو دو بار آہستہ آہستہ کہکے پہر دو دو بار بلند آواز سے کہی اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی محذورہ کو اسیطرح سکہلایا تہا اور امام اعظم کے نزدیک ترجیع سنت نہین اسلیے کہ عبد اللہ بن زید وغیرہ کی روایت مین ترجیع نہین ہی اور ابی محذورہ کو سکہلانیکی وجہ یہہ تہی کہ شروع اسلام مین اونہون نے شہادتین کے ظاہر کرنے سے شرم کر کے خود آہستہ ادا کیے تہے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو ارشاد فرمایا کہ بلند آواز سے کہو پس اونکا آہستہ کہنا اصل اذان مین داخل نتہا واللہ اعلم) اور موذن صبح کی اذان مین حی علی الفلاح کے بعد الصلوۃ خیر من النوم دو بار زیادہ کرے اور تکبیر مثل اذان کے ہے اور اوسکے حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوۃ دو بار زیادہ کرے اور اذان کے کلمات کو جدا جدا کہے (یعنے ہر کلمہ کے بعد کچہ وقفہ کرے) اور تکبیر کے کلمات جلد جلد کہے (بدون بیچ مین وقفہ کرنیکے) اور دونوںمین قبلے کیطرف منہ کرے اور اذان و تکبیر کے درمیان مین کلام نکرے اور جب حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کہی تو اپنا منہ داہنی اور بائین پہیر دی اور اذان کے مناری مین گہوم کر اذان کہے (تاکہ اوسکی کہڑکیون مین سے لوگونکو آواز پونہچے) اور اپنی اونگلیان کانون مین رکہہ لے (تاکہ آواز خوب اونچی نکلے) اور تثویب کرے اور اذان اور تکبیر کے بیچ مین ٹہہر جاوے لیکن مغرب کی اذان کے بعد نہ ٹہہری (تاکہ نماز مغرب کی تاخیر جو مکروہ ہے لازم نہ آوے) واضح ہو کہ تثویب اسکو کہتی ہین کہ اذان کے بعد لوگون کی تاکید کے لیے دوسری

آواز کہین تاکہ لوگ جلد چلے آوین جیسے الصلوٰۃ مثلاً پکار کر کہا کرتے ہین اور در مختار
مین تثویب صرف اذان صبح مین لکھی ہی مگر عنایہ حاشیہ ہدایہ مین مسطور ہی کہ تثویب سب
نمازون مین مکروہ ہی کیونکہ حضرت مرتضیٰ علی رضہ سے مروی ہی کہ آپ نے کسی موذن کو نماز
عشا مین تثویب کہتے سُنا تو فرمایا کہ اِس بدعتی کو مسجد سے نکالدو اور اسیطرح مجاہد نے
حضرت ابن عمر رضہ سے اسکا بدعت ہونا نقل کیا ہی) اور قضا نماز کے لیئے اذان اور تکبیر
دونون کہے اور اسیطرح (بہت سی قضا نمازین اگر ادا کرے) تو سب سے پہلی کے لیے
اذان اور تکبیر دونون کہے اور باقی نمازون مین اذان کے لیے اوسکو اختیار ہے
(یعنی چاہی تو اذان اور تکبیر دونون کہے چاہے صرف تکبیر پر بس کرے) اور وقت
سے پہلے اذان نہ دیجاوے اور اگر ایسا ہو جاوے تو وقت پر دوبارہ کہی جاوے
(اور اس مسئلے مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل یہہ ہی کہ اذان اِسلیے
ہی کہ لوگونکو وقت نماز ہو جانیکی خبر ہو اور وقت سے پہلے کہنے مین یہہ مضمون نہین رہتا)
اور مکروہ ہے ناپاک آدمی کا اذان اور تکبیر کہنا اور بیوضو کا تکبیر کہنا اور عورت
اور بدکار شخص کا (جو فسق مین مشہور ہو) اور بیٹھے ہوئے مرد کا اور متوالے کا اذان
کہنا مکروہ ہی مگر غلام اور لڑکے اور حرامزادے اور اندہے اور گنوار کا اذان کہنا مکروہ
نہین اور مسافر کو اذان اور تکبیر دونون کا چھوڑ دینا مکروہ ہے اور جو شخص اپنے
گھر مین شہر کے اندر نماز پڑہے اوسکو دونون کا چھوڑ دینا مکروہ نہین اور اذان
اور تکبیر ان دونون کے لیے مستحب ہین عورتون کیواسطے مستحب نہین (یعنے اگر
عورتین جماعت کی نماز پڑہین اور اذان اور تکبیر نکہین تو مکروہ نہین)؛

باب نماز کی شرطون کی بیان مین - جاننا چاہیئے کہ شرط اوسکو کہتے ہین جو کام سے

تابع ہو اور وہ کام اوسپر موقوف ہو اسطرح کہ جبتک شرط نہووے وہ کام درست نہو
نماز کی شرطین یہہ ہین کہ نمازی کے بدن کا نجاست حکمی او نجاست حقیقی سے پاک
ہونا اور کپڑے اور نماز کی جگہہ کا طاہر ہونا اور برہنگی کو ڈہانکنا اور برہنگی مرد کے لیے
ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنون کے نیچے تک ہی اور آزاد عورت کیلیے سوالے چہرے
اور دونون ہتھیلیون اور دونون پانونکے تمام بدن برہنگی ہے سبکا ڈہانکنا واجب ہی اور نماز
مین عورت کی چوتھائی پنڈلی کا کہلا رہنا مانع نماز کی درستی کا ہی اسیطرح سکے بال اور پیٹ
اور ران اور شرمگاہ کا حال ہی (کہ اگر انہین سے چوتھائی کسیکی کہلیجاویگی نماز درست
نہوگی) اور لونڈی کی برہنگی کے ڈہانکنے مین مثل مرد کے ہی (فرق اتنا ہی کہ لونڈی کا
پیٹ اور پیٹھہ بہی برہنگی مین داخل ہی (مرد کا نہین) اور اگر نمازی کو ایسا کپڑا ملا جسکا
چوتھائی پاک ہی اور اوسنے نماز ننگے بدن پڑہ لی تو نماز درست نہوگی اور اگر چوتھائی سے
کم پاک ہی تو نمازی کو اختیار ہی (چاہی ننگے بدن نماز پڑہے خواہ اس کپڑے کو پہنکر پڑہے)
اور اگر کپڑا بالکل میسر نہو تو چاہیے کہ نماز بیٹھکر پڑہے اور رکوع اور سجدہ اشارہ
سے ادا کرے اور بیٹھکر اشارہ سے پڑہنا اس سے بہتر ہے کہ کہڑے ہوکر مع رکوع
اور سجدے کے پڑہے اور نماز کی شرط نیت ہے بے فصل (یعنے نماز کے ساتھہ ہی نیت کرنی چاہیے)
اور نیت مین ضروری یہہ ہی کہ اپنے دل سے بیشک جانے کہ کونسی نماز پڑہتا ہی (یعنی یہہ
لازم نہین کہ زبان سے نیت کے الفاظ کہے) اور سنتون اور نفلون اور تراویح کے لیے
مطلق نماز کی نیت کافی ہی اور فرضون کے لیے فرضون کا معین کرنا مثلاً عصر کے فرض
(یا ظہر کے فرض کو دلمین جان لینا) ضرور ہی اور مقتدی امام کے پیچھے پڑہنے کی بھی
نیت کرے۔ اور نماز جنازہ مین نماز کی نیت خدا کیواسطے اور دعا کی مردی کے لیے کرے

اور نماز کی شرط قبلے کیطرف منہ کرنا ہی تو جو شخص مکّے کا رہنے والا ہو اوسکو ٹھیک کعبے کی عمارت
کی طرف مُنہ کرنا فرض ہی اور جو مکّے مین نہ رہتا ہو وہ اوسکی طرفکو مُنہ کرلے (یعنے اوسکے
لیے ضرور نہین کہ ایسی طرح کھڑا ہو کہ خاص عمارت کعبے کی سمت مین اوسکا مُنہ ہو بلکہ کعبے کی
سمت کو منہ کرلینا کافی ہی) اور جو شخص دشمن یا درندے کا خوف رکھتا ہو وہ (جس طرفکو
ہو سکے نماز پڑھ لے) اور جس شخص کو قبلہ معلوم نہو وہ اٹکل کرلے اور اوسی طرف کو
کھڑا ہو جاوے اور اگر اٹکل مین غلطی ہوجاوے تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اور اگر غلطی مین
نماز مین معلوم ہو تو نماز ہی مین قبلے کی طرف کو پہر جاوے اور اگر چند مقتدیون نے مختلف
سمتین قبلے کے لیے اٹکل کین اور امام کا حال کسیکو معلوم نہین (کہ اوسکا مُنہ کسطرفکو ہی)
تو اونکے لیے کافی ہی (اور جس شخص کو حال اپنے امام کا معلوم ہو اور اوسکے خلاف
مُنہ کیے ہو تو اوسکی نماز درست نہوگی ☆)

باب نماز کی صفت کے بیان مین (یعنے خود نماز اور اوسکے اندر کے احوال مین)
نماز کے فرض یہہ ہین (۱) اللہ اکبر کہکر نماز مین داخل ہونا (۲) اور کھڑا ہونا (۳) اور قرآن کا پڑہنا
(۴) اور رکوع کرنا اور (۵) سجدہ کرنا (۶) اور آخر کو التحیات پڑہنے کی قدر بیٹھنا (۷) اور نماز مین سے
اپنے فعل سے باہر آنا۔ اور نماز کے واجبات یہہ ہین (۱) سورۂ الحمد کا پڑہنا (۲) اور دوسری
سورت (خواہ ایک آیت لمبی یا تین چھوٹی آیتون کا الحمد کے ساتھ) ملانا (۳) اور پہلی
دو رکعتونکو قرآن پڑہنے کے لیے معین کرنا (۴) اور جو فعل ایک رکعت مین مکرر ہین اونمین
ترتیب کا لحاظ رکھنا (جیسے سجدہ ہی کہ اگر دوسرے سجدے کو چھوڑ دیا اور دوسری رکعت
کے لیے اوٹھہ کھڑا ہوا تو نماز فاسد نہوگی بلکہ ناقص ہوجاویگی مگر ترتیب غیر مکرر افعال مین مثلاً
رکوع اور قیام مین فرض ہی اوسکے چھوٹنے سے نماز نہین ہوتی) (۵) اور ارکان کو درستی

سے کرنا (یعنے رکوع اور سجدے مین اچھی طرح ٹھہرنا) اور پہلی دفعہ بیٹھنا اور التحیات پڑھنا
اور لفظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ (آخر نماز مین) کہنا اور دعاء قنوت نماز وتر مین اور
دونون عیدونکی نماز مین تکبیرین کہنی اور آہستہ اور پکارکر پڑھنا جن نمازونمین کہ آہستہ
اور پکارکر پڑھا جاتا ہی اور نماز کی سنتین یہہ ہین کہ تکبیر تحریمہ کے لیے دونون ہاتہونکا اوٹھانا
اور اپنی اونگلیونکو کہلا رکہنا اور امام کو پکارکر اللہ اکبر کہنا اور سبحانک اللہم آخر تک پڑہنا
اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہنا اور (آخر الحمد مین)
آمین کہنا اور ان سبکو پوشیدہ کہنا اور اپنے دہنے ہاتھہ کو بائین ہاتہہ پر ناف کے نیچے رکہنا
اور رکوع مین جانیکو اور اوس سے سر اوٹھانیکو اللہ اکبر کہنا اور رکوع کے اندر تین بار
سبحان ربی العظیم کہنا اور رکوع مین اپنے دونون گٹھنونکو دونون ہاتہوسنے پکڑنا اور اونکی
اونگلیونکو کہلا رکہنا اور سجدے کے لئے (اور اوس سے اوٹھنے کے واسطے) اللہ اکبر کہنا اور اوسمین
تین بار سبحان ربی الاعلی کہنا اور دونون ہاتہون اور دونون گٹھنونکو سجدے کے وقت زمین پر رکہنا
(اور التحیات مین) بائین پانون کو بچھانا اور داہنے کو کہڑا رکہنا اور رکوع اور سجدے کے
درمیان مین کہڑا ہونا اور دونون سجدونکے بیچ مین بیٹھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
درود بھیجنا اور (اللہ تعالی سے) دعا مانگنا - اور نماز کے مستحبات یہہ ہین کہ سجدے کی جگہہ پر نظرکو
تاکتے رہنا اور جمائی کے وقت اپنا منہ بند کرلینا اور اللہ اکبر کہنے کی وقت آستینونمین سے اپنے دونون
ہاتہونکو نکالنا اور جسقدر ہو سکے کہانسی کو ٹالنا اور جب تکبیر مین حی علی الفلاح کہا جاوے
اوسوقت کہڑا ہونا اور جب قد قامت الصلوۃ کہا جاوے اوسوقت امام کو نماز کا شروع کرنا

فصل اور جب نماز مین آیا چاہے تو (نمازی کو چاہیے کہ اللہ اکبر کہے اور دونون ہاتہہ اپنے
کانونکے برابر تک اوٹھاوے - اور اگر نماز کے شروع مین (اللہ اکبر کی جگہہ) سبحان اللہ

یا لا الہ الا اللہ کہا یا فارسی مین کہا (کہ اللہ بزرگتر ست) تو نماز درست (ہوگی) اور یہی حال ہی
اگر قرآن کو فارسی مین پڑہی (اس صورت مین کہ (عربی مین پڑہنی سی) عاجز ہو) یا جانور ذبح
کری اور بسم اللہ فارسی مین کہی۔ اور اگر شروع نماز مین اللہم اغفرلی کہیگا تو نماز درست نہوگی
پہر اپنی داہنی ہاتہہ کو بائین پر ناف کے نیچے رکہے (فائدہ مترجم کہتا ہی کہ یہہ صورت
مردون کے لیے ہی اور عورت ہاتہونکو مونڈہون تک اوٹہاوی اور ہاتہہ سینی پر رکہی) اور
دعای استفتاح (یعنے سبحانک اللہم آخر تک آہستہ پڑہی) اور قرآن پڑہنی کے لیے اعوذ باللہ
بہی آہستہ کہی (یعنے اعوذ باللہ قرآن پڑہنے کے تابع ہی) اس سے یہہ نکلا کہ مسبوق
(یعنے جسکو ایک دو رکعت امام کے ساتہہ نملی ہووے پیچہے آکے ملا ہو وہ) اعوذ پڑہے
(اسواسطے کہ جو نماز اوسکی رہگئی ہی اوسمین قرارت قران کریگا) اور مقتدی اعوذ نپڑہی
(یعنے امام کے ساتہہ نماز شروع کی ہی اسواسطے کہ اسکو قرآن پڑہنا نہین) اور عید کی
تکبیرون کے پیچہے اعوذ پڑہے (اسلئے کہ پہلی رکعت مین قرآن پڑہنا تکبیرونکے بعد
ہی) اور ہر رکعت مین آہستہ سے بسم اللہ کہے اور بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ہی
سورتون کے جدا کرنے کے لیے اُتری ہی نہ تو الحمد کا ٹکڑا ہی نہ کسی اور سورت کا اور اس
مسئلے مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی وہ اوسکو الحمد کا جزو فرماتے ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی
یہہ ہی کہ صحیح بخاری اور مسلم مین انسؓ سے روایت ہی کہ وہ فرماتے ہین کہ مینی نماز پڑہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچہے اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے پیچہے مگر مینے ان مین سے کسیکو نہ سنا کہ
بسم اللہ پڑہتی ہون بلکہ الحمد للہ سے شروع قرارت کیا کرتے تہی اور ان جیسی وہ حدیثین بہت مروی
ہین اگر بسم اللہ الحمد کا جزو ہوتی تو پکار کے پڑہنے کی نمازون مین الحمد کی طرح اوسکو بہی پکار کر
پڑہتے اور حدیث قدسی مین وارد ہی کہ نماز بٹگئی ہی خداتعالی اور بندے مین جب بندہ

کہتا ہی الحمد للہ رب العالمین اللہ تعالی فرماتا ہی کہ میرے بندے نے میری تعریف کی روایت کیا اسکو مسلم نے اس سی بہی یہی معلوم ہوتا ہی کہ سورۂ فاتحہ الحمد للہ سے شروع ہوتی ہی نہ بسم اللہ سے) پہر الحمد اور ایک سورت یا تین آیتین پڑہی اور امام اور مقتدی الحمد کے بعد آہستہ سی آمین کہین اور اللہ اکبر (دونون) بے مد کے کہین (یعنے اللہ کے الف کو نہ کہینچین اسلیے کہ مشابہ ہمزۂ استفہام کے ہوجاویگا اور وہ درست نہین اور نہ اکبر کی ب کو بڑہاوین) اور اللہ اکبر کے بعد رکوع کرے اور اپنے دونون ہاتہہ دونون زانو پر رکہے اور اونگلیان ہاتہونکی کہلی رکہی اور پیٹہہ کو برابر رکہے اور سر کو سُرین کے ساتہہ ہموار رکہے اور رکوع مین تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہکر سر اوٹہاوے اور امام سر اوٹہاتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ پر کفایت کرے اور مقتدی اور اکیلا پڑہنے والا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہلین پہر اللہ اکبر کہے اور اپنے دونون زانو زمین پر رکہے پہر دونون ہاتہہ پہر منہ کو دونون ہتہیلیون کے درمیان رکہی اور اوٹہنی مین اسکا اولٹا کرے (یعنے جب سجدے سی سر اوٹہاوے تو اول سر اوٹہاوے پہر دونون ہاتہہ پہر دونون زانو اوٹہاوی) اور سجدے مین ناک اور ماتہا دونون مین لگین اور انہین سی ایک پر کفایت کرنا یا پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہی اور سجدے مین اپنے دونون پہلو کو ظاہر رکہی (یعنے بازوون کو پہلو سے علیحدہ رکہی اور اپنے پیٹ کو رانون سے دور رکہے اور اپنے دونون پانون کی اونگلیان قبلہ رُخ رکہی) اور سجدے مین تین تین بار سُبحان ربی الاعلی کہی اور عورت اونچی نہ اوٹہی بلکہ پیٹ کو اپنے دونون رانون سی ملا ہوا رکہی پہر اللہ اکبر کہتا ہوا اپنا سر اوٹہاوی اور آرام سے بیٹہے پہر اللہ اکبر کہکر دوسرا سجدہ آرام کی ساتہہ کرے اور کہڑے ہوتیکے لیے اللہ اکبر کہے (اور) بدون کسی چیز کے سہارے اور بدون بیٹہنے کے (دوسری رکعت کے لیے کہڑا ہو یعنی اوٹہتے مین ہاتہہ پر زور نہ دی اور دوسرے سجدے کے بعد

جلسۂ استراحت نکرے یعنی آرام کے لیے نہ بیٹھے) اور دوسری رکعت مثل پہلی رکعت کے
ہی اتنا فرق ہی کہ دوسری رکعت مین سُبحانک اللھم اور اعوذ نہ پڑھے اور اپنے ہاتھ
سوای فقعس صمعج (یعنے آٹھہ جگہ) کے اور جگہہ نہ اوٹھاوے ف سے مراد افتتاح نماز یعنے
شروع نماز مین اللہ اکبر کہنے کے وقت ق قنوت وتر کے وقت ع عیدین کی تکبیرات مین
س استلام یعنی بوسہ دینے کے وقت حجر اسود کی ص صفا پر اللہ اکبر کہنے کے وقت م
مروہ پر اللہ اکبر کہتے ہوئے ع عرفات مین ج جمرونکو پتھر مارنے مین جاننا چاہیے
کہ امام شافعیؒ کے نزدیک دونون ہاتھونکا اوٹھانا ہر کھڑا ہوتے اور رکوع کے لئے اللہ اکبر
کہنے کے وقت ہر رکعت مین مسنون ہی اور امام اعظمؒ کے نزدیک شروع کی تکبیر مین ہاتھ
اوٹھائین نہ اوسکے سوا دوسری تکبیر مین بدلیل قول پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہ ہاتھ نہ اوٹھائے
جاوین مگر آٹھہ جگہہ جو مذکور ہوئین روایت کیا اوسکو حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے اور عبد اللہ
بن مسعودؓ ہاتھہ نہ اوٹھاتے تھے مگر شروع نماز مین اللہ اکبر کہنے کے وقت روایت کیا اسکو ابو داؤد
اور ترمذی نے) پھر جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے فارغ ہو اپنا بایان پانون
بچھاکر اوسپر بیٹھے اور دہنے پانون کو کھڑا رکھے اور پانون کی اونگلیان قبلے کی طرف رکھے
اور اپنے دونون ہاتھہ دونون رانون پر رکھے اور ہاتھونکی اونگلیان کھلی رکھے اور عورت
دونون پانون داہنی طرف کو نکالکر چوتڑونپر بیٹھے اور التحیات (وہ پڑھے ہی جو عبد اللہ
ابن مسعودؓ سے مروی ہی واضح ہو کہ اشارہ شہادت کی اونگلی سے اشھدان لاالہ الااللہ
آخر تک پڑھنے کیوقت التحیات مین بہت سی حدیثون مین مروی ہی اور اکثر علما کا عمل ہی
چنانچہ علماء حنفیہ نے بھی اوسکو اختیار کیا ہی اور اوس اشارے کی کیفیت حدیث کی کتابون مین
چند طور پر ثابت ہوئی ہی اور جو طور کہ ظاہر مذہب امام اعظمؒ کے خلاف نہین یعنی اونکے

ظاہر مذہب مین اونگلیونکا کہولنا پایا جاتا ہی تو جطور اشارہ کا اسکے خلاف نہین ہی یہ ہی کہ شہادت کی وقت انگشت شہادت سے اشارہ کرے اور اونکو بندنہ کرے خواہ بند کرے اور بعد اشارے کے کہولدے اور یہہ طور حدیث سے زیادہ تر موافق معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم اور بعد پہلی دو رکعتون کے اور رکعتونمین صرف الحمد پر کفایت کرے (سورت نملاوے) اور آخر کا بیٹہنا مثل اول بیٹہنے کے ہی (اور شافعی رحکے نزدیک دوسرے قاعدہ مین چوتڑون پر بیٹھے جیسے عورتین بیٹہتی ہین اور دلیل امام اعظم رحکی یہہ ہی کہ حضرت انس رضسے مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز مین کتے کی طرح بیٹھنے اور چوتڑونپر بیٹھنے سے منع فرمایا اس روایت کو احمد نے بیان کیا ہی اور رفاعہ بن رافع سے منقول ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ جب تو بیٹھے نماز مین اپنے بائین پانو پر بیٹھ اسکو بہی احمد نے روایت کیا ہی اس سے معلوم ہوا کہ یہہ صورت دونون قعدونمین مسنون ہی واللہ اعلم اور التحیات پڑہی اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بہیجے اور ایسی دعا مانگے جو مشابہ قرآن و حدیث کے ہو نہ لوگون کے کلام سے اور بعد دعا کے) امام کے ساتھ سلام پہیرے مثل تحریمہ کے (یعنی جسطرح تحریمہ اپنے امام کے ساتھ کرے اسیطرح سلام بہی امام ہی کے ساتھ پہیرے) اور داہنے بائین سلام پہیرنے مین لوگونکی اور کراماً کاتبین کی نیت کرے (کہ انپر سلام کہتا
یعنے فرشتے اعمال لکھنے والے ۱۲
ہون) اور جسطرف امام ہو داہنی خواہ بائین اوسطرف اوسکی بہی نیت کرے اور اگر ٹہیک سامنے ہو تو اوسکی نیت دونون طرف کرے اور امام اپنے دونون طرفکے سلام مین لوگونکی اور کراماً کاتبین کی نیت کرے۔ اور قراءت فجر کی نماز مین اور پہلی دو رکعتون مین مغرب کی اور عشا کی پکار کر پڑہی گو قضا ہی پڑہتا ہو اور جمعہ اور دونون عیدونکی نماز مین بہی پکار کر پڑہے اور اونکے سوا اور نمازونمین قراءت آہستہ پڑہی جیسے دن کو نفل پڑہنے والا کہ وہ بہی قراءت آہستہ

پڑہے ہ اور جو شخص ایسی نماز جسمین پکار کر پڑہنا چاہیے اکیلا پڑہے اوسکو اختیار ہے
(چاہے پکار کر پڑہے چاہے آہستہ پڑہے) جیسے رات کو نفلین پڑہنے والا مختار ہی چاہے
پکار کر پڑہے چاہے آہستہ اور اگر عشا کی نماز مین پہلی دو رکعتون مین سورت چہوڑ دی
تو اوسکو دو رکعتون پچہلی مین الحمد کے ساتہہ پکار کر پڑہ لے اور اگر پہلی دونون رکعتون
الحمد نہ پڑہی ہو تو (الحمد کی) قضا (پچہلی دو رکعتون مین) نکرے (اسلیے کہ الحمد کو دو دفعہ
پچہلی رکعتو نمین پڑہنا پڑیگا) اور فرض ایک آیت کا پڑہنا ہی اور امام شافعیؒ وغیرہ کے
نزدیک سورۂ فاتحہ کا پڑہنا فرض ہی اور اونکی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی
کہ اوس شخص کی نماز نہین جسنے سورۂ فاتحہ نہ پڑہی اور امام اعظمؒ کی دلیل قول خداوندی ہی
فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی پڑہو جسقدر ہو سکے قرآن اور کلام الٰہی پر احادیث سی
زیادتی کرنی درست نہین الاحدیث احاد پر عمل کرنا لازم ہوتا ہی اسلیے الحمد کے پڑہنی کو واجب
ٹھہرایا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ پڑہ جو کچہہ تیری پاس ہی
قرآن سی یعنی جو کچہہ تجہی یاد ہی یہہ حدیث بہی الحمد کے فرض نہونے پر دلالت کرتی ہی اسلیے کہ اس
حدیث کے آخر مین وارد ہوا ہی کہ پہر تیری نماز تمام ہوئی) اور قراءت کی سُنت سفر مین
سورۂ الحمد اور ایک سورت ہی جونسی چاہی اور حضر مین (یعنے ٹھہری رہنی کی صورت مین)
اگر فجر اور ظہر کی نماز ہو تو انمین دراز مفصل سورتین (مسنون) ہین اور اگر عصر اور عشا ہو تو
میانہ سورتین مفصل اور اگر مغرب ہو تو چہوٹی مفصل سورتین (پڑہنی سنت ہین مخفی نرہی کہ
سورۂ حجرات سے آخر کلام مجید تک جتنی سورتین ہین اونکو مفصل کہتی ہین انمین سی حجرات
سے لیکر سورۂ والسماء ذات البروج تک دراز مفصل کہلاتی ہین اور وہان سے لیکر
لم یکن تک میانہ اور وہان سے سورۂ ناس تک چہوٹی) اور نماز فجر مین صرف اول رکعت

کو دراز کیا جاوے (نہ اوسکے سوا اور کسی نماز مین یعنی صبح کی نماز مین اول رکعت کو دوسری کی نسبت زیادہ بڑہانا چاہیے اور نماز و نمین ایسا نکرنا چاہیے بلکہ دونون رکعتین مساوی پڑہین) اور کسی نماز کے لیے کوئی صورت قرآن کی مقرر نہین ہوئی (یعنے ایسا نچاہیے کہ کسی نماز کے لیے کوئی خاص صورت مقرر کر لین اور اوسکے سوا دوسری سورت کبھی نہ پڑہین) اور مقتدی قرارت نکرے بلکہ چپکا سُنے جاوے اگرچہ امام آیت رغبت یا آیت خوف کی پڑھے یا خطبہ پڑھنے والا خطبہ پڑھے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے (ان سب صورتو نمین چپکا سننا چاہیئے لیکن کہتے ہین کہ جب خطیب پڑھے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا تو سننے والیکو چاہیئے کہ آہستہ درود بھیجے اور (امام اور خطیب سے) دور کا شخص اور پاس کا (اس حکم مین) برابر ہین (یعنے خواہ امام کا پڑہنا اور خطبہ پاس ہونیکی جہت سے سنتا ہو خواہ دور ہونے کے سبب سے نہ سنتا ہو دونو حالون مین کچھ نہ پڑھے اور چپ رہے جاننا چاہیئے کہ امام شافعی رح کے نزدیک مقتدی پر قرأت الحمد کی واجب ہی بدلیل ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب اور اس باب مین بہت سی حدیثین وارد ہین اور دلیل امام اعظم رح کی یہ ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا تو اس آیت کی روسے مقتدی کو سننا اور چپ رہنا لازم ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین جس کسیکا امام ہو تو امام کی قرارت اسکی قرارت ہی اس سی معلوم ہوا کہ مقتدی سے الحمد کا پڑہنا حکماً ثابت ہی اور حضرت علی فرماتے ہین کہ جو کوئی امام کے پیچھے پڑہتا ہی وہ فطرت سلیم کو چوکتا ہی یعنی طبع سلیم کے خلاف چلتا ہی اسکو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے اپنی کتابون مین روایت کیا ہی اور حضرت جابر رض سے مروی ہی کہ اونہون نے فرمایا کہ

سلّٰہ اے ایمان والو درود بھیجو اوسپر اور سلام بھیجو ۱۲

سلّٰہ نہین نماز ہوتی بدون الحمد کے ۱۲

سلّٰہ جب قرآن پڑھا جاوے تو اوسکو سنو اور چپ رہو ۱۲

امام کے پیچھے مت پڑہ گو وہ پکار کر پڑہے یا آہستہ روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے۔

باب امامت کے بیان مین جماعت سنت موکدہ ہی۔ امامت کے لیے لائق تر وہ ہی جو سب مین زیادہ عالم ہو اوسکے بعد وہ ہی جو قرآن سب سے اچھا پڑہتا ہو اوسکے بعد جو زیادہ پرہیزگار ہو اوسکے بعد جو سب مین عمر زیادہ رکہتا ہو (اور امام شافعی کے نزدیک قرآن کا اچھا پڑہنے والا عالم پر مقدم ہی اور یہ امام اعظم کی دلیل یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم امامت کا فرمایا اسلیے کہ آپ علم زیادہ رکہتے تھے قرآن کے قاری سب سے زیادہ نتہی کیونکہ صحابہ مین قرآن مجید سب سے اچھا بالاتفاق حضرت اُبَی بن کعب پڑہتے تہی اور یہہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر عہد مبارک مین ہوا تھا اور اسی سے لوگون نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا استحقاق ثابت کیا ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت مین قرآن کے عمدہ پڑہنے والے زیادہ علم والے ہوتے تھے اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ علم والے کو مقدم فرمایا بخلاف اس زمانے کے کہ بہت سے قاری جاہل تر ہوتے ہین علاوہ اسکے قرارت پر صرف ایک رکن نماز کا موقوف ہی اور علم پر نماز کے سب ارکان منحصر ہین) اور بندہ اور گنوار اور فاسق مُعْلِن (جو بدکاری مین مشہور ہو) اور بدعتی (جو مذہب اہل سنت وجماعت کے خلاف رکہتا ہو) اور اندہا اور حرامزادہ (جو اس عیب مین مشہور ہوگیا ہو) ان سبکا امام ہونا مکروہ ہی اور نماز کو اتنا لمبا کرنا (جس سے لوگ گبہرا جاوین) اور جماعت صرف عورتون کی مکروہ ہی اور اگر (عورتین) جماعت کرین تو امام صف کے اندر کہڑا ہو ننگون کی جماعت کیطرح (کہ انکا امام بہی صف مین رہی آگے نہ بڑہے) اور مقتدی اگر ایک ہو تو امام کے دہنی طرف کہڑا ہو اور دو (خواہ زیادہ ہون تو) اوسکے پیچھے کہڑے ہون۔ اور اول مرد صف باندہین پہر دوسری صف مین لڑکے

(کھڑے ہوں) اونکے پیچھے عورتیں (صف کریں) اور اگر جس نماز مین رکوع اور سجدہ
ہوتا ہی مرد کے برابر ایک ہی جگہہ مین بدون آڑ کے عورت بالغ کھڑی ہو جاوے اور
نیت اوسکی برابر کرے اور ادا بھی اوسکے ساتھہ کرے اور امام نے اوس عورت کے امام
ہونیکی نیت کرلی ہو تو اس صورت مین مرد کی نماز جاتی رہیگی (اور نماز جنازے مین یہہ حکم نہین
اوسمین دونون کی نماز ہو جاویگی اور امام شافعیؒ کے نزدیک پہلی صورتمین نماز نہین جاتی
اور امام اعظمؒ کے قول کی وجہہ یہہ ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ عورتونکو پیچھے
کرو جہان کہ اللہ تعالی نے اونکو موخر کیا ہی اس حکم کے مخاطب مرد ہین پس صورت
مذکورۂ بالا مین جو مرد برابر عورت کی کھڑا ہوا ہی اوسنے فرض مقام کو چھوڑا ہی نہ عورت نے
اسلیئے مرد کی نماز جاتی رہی اور یہہ سب شرطین کہ مذکور ہوئی ہین اسیواسطے ہین کہ مرد و عورت
کی نماز مین اتحاد اچھی طرح ہو جاوے) اور عورتین جماعتون مین حاضر نہووین (یعنے خوف
فتنے کی جہت سے) اور ناجائز ہی اقتدا کرنا مرد کو عورت یا لڑکے کے پیچھے اور پاک کو عذر
والیکا (مثلاً جسکو سلسل بول ہو یا ریح نہ تھمتی ہو یا پیٹ چلتا ہو اب جیسے شخص کو ایسے
لوگونکے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے) (یعنے پیشاب جاری ہونا ۱۲) اور پڑھے ہوئے کو ایسے کا اقتدا جو قدرت پڑھنے
کی نرکھتا ہو اور کپڑا پہنے ہوئے کو ننگے کا جو ستر نرکھتا ہو اور تندرست کو ایسے شخص کا
جو رکوع اور سجدہ اشارے سے کرے اور فرض پڑھنے والیکو نفل پڑھنے والیکا یا اوس شخص کا
کہ دوسرا فرض پڑھتا ہو (اسلیئے کہ یہہ سب مقتدی اپنے امام کی نسبت عمدہ حال رکھتے ہین پس
امامت اونکی طرح ہو جاویگی) اور اقتدا وضو والیکا تیمم والیکے پیچھے اور دھونے والیکا مسح کرنیوالے
کے پیچھے اور کھڑا ہونے والیکا بیٹھنے والیکے پیچھے یا کبڑے کے پیچھے اور اشارہ کرنیوالیکا اپنے
جیسے شخص کے پیچھے اور نفل پڑھنے والیکا فرض پڑھنے والیکے پیچھے نماز کو خراب نہین کرتا

(یعنے جائز ہے) اور اگر (مقتدی کو بعد نماز کے) معلوم ہوا کہ امام بیوضو تھا تو (اپنی) نماز کو پھر سے پڑھ لے۔ اور اگر ایک آن پڑھ اور ایک پڑھا ہوا کسی آن پڑھ کے پیچھے نماز پڑھین یا امام پڑھا ہوا پہلی دو رکعتوں مین کسی آن پڑھ آدمی کو خلیفہ کر دی تو سبکی نماز جاتی رہیگی (اسلیے کہ پڑھے ہوئے کے ہوتے آن پڑھ کی امامت جائز نہین ہوتی اور یہی حال ہے اگر پڑھا شخص آن پڑھ کو پڑھے ہوؤن پر خلیفہ کر دے اور پہلی رکعتون کی قید اسلیے لگادی کہ اس حکم مین مبالغہ ہو جاوے یعنی باوجودیکہ پہلی رکعتو مین قراءت نہین اون مین اگر خلیفہ کریگا تو نماز جاتی رہیگی تو اگر پہلی دو رکعتو نین کہ قراءت فرض ہے خلیفہ کریگا تو بطریق اولے نماز فاسد ہو جاویگی

باب نماز مین بیوضو ہو جانیکے بیانمین۔ جس شخص کا وضو (نماز مین) ٹوٹ جاوے وہ وضو کرے اور جسجگہ سے نماز چھوڑی ہی وہان سے شروع کرے اور اگر امام ہو تو اپنا خلیفہ کسیکو کر دے اور یہی حال ہی اگر قراءت سو رکجاوے (یعنے اوسکو بھی چاہیے کہ خلیفہ کر دے تاکہ لوگونکو قراءت سے نماز پڑھا دی اور اس مسئلے مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اونکے نزدیک جتنی پہلی پڑھے ہی وہ جاتی رہی نئے سر سے پڑھے اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ جس کسیکو آجاوے قے یا نکسیر تو چاہیے کہ نماز سے پھر اور وضو کرے اور پھر اپنی نماز پر بنا کری یعنی جتنی پہلے پڑھ لی ہی اوسمین اور ملا کر پوری کر دے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسیطرحکا مضمون حضرت ابو بکر اور عمر اور علی اور ابن مسعود اور سلمان رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہی) اور اگر وضو ٹوٹنے کے خیال سے مسجد کے باہر نکلا وی یا دیوانہ ہو جاوے یا خواب مین انزال ہو جاوے یا بیہوش ہو جاوے تو ان صورتو نمین نماز از سر نو پڑھے (پہلے کی نماز کو پورا نکرے اسلیے کہ

بے وضو ہونے کا بیان

یہہ باتین بہت کمتر ہوا کرتی ہین انکو عادت کے موافق امور پر قیاس نکرنا چاہیے اور اگر
التحیات پڑہنے کے بعد وضو ٹوٹ جاتو وضو کر کے سلام پہیرے (اسلیے کہ لفظ سلام واجب تہا
اوسکے ذمے پر باقی ہے) اور اگر دانستہ وضو توڑ دیا یا بات کی تو نماز پوری ہوگئی (کیونکہ اپنے
فعل سے نماز کے باہر آنا فرض تہا وہ ادا ہوگیا) اور اگر نماز مین تیمم والا پانی دیکہہ لے
یا مسح کرنیوالے کی مدت مسح پوری ہوجاوے یا موزے کو تہوڑے سے عمل سے نکالدے (تو نماز
باطل ہوجاویگی اور تہوڑے عمل کی شرط اسلیے ہے کہ اگر عمل بہت ہوگا تو عمل ہی سے نماز
باطل ہوجاویگی طہارت قدم کے دور ہونے پر منحصر نرہیگی) یا ان پڑہ نماز مین کوئی سورت
سیکہہ لے یا ننگے کو کپڑا ملجاوے یا اشارے سے پڑہنے والا رکوع اور سجدے پر قادر ہو یا صاحب
ترتیب کو قضا نماز یاد آجاوے یا پڑہنے والا کسی ان پڑہ کو نائب کردے یا صبح کی نماز مین
آفتاب نکل آوے یا جمعے کی نماز مین عصر کا وقت آجاوے یا زخم اچہا ہوکر پٹی گر پڑے
یا عذر والے کا عذر (مثل سلسل بول اور پیٹ چلنے کے) دور ہوجاوے تو ان سب
صورتون مین) نماز باطل ہوجاویگی - اور جائز ہے نائب بنانا مسبوق کا (اور مسبوق وہ
ہے جسکو امام کے ساتہہ کچہہ نماز نملی ہو) پس (مسبوق) جب امام کی نماز تمام کرچکے وہ ایسے
شخص کو اپنا نائب کرے جسکو امام کے ساتہہ پوری نماز ملی ہے (اوسکو مدرک کہتے ہین) یہہ
مدرک مقتدیون کے ساتہہ سلام پہیرے (اور مسبوق اپنی نماز پوری کرے) اور مسبوق اگر کوئی کام نماز کے
خلاف کریگا (مثلاً بیوضو ہوجاوے یا کہلکہلاوے یا اور ایسا ہی کام کرے) تو اوس (مسبوق) کی نماز
جاتی رہیگی نہ اور لوگونکی (اسلیے کہ جب اوسنے مدرک کو اپنا نائب کردیا تو امام مدرک ہوگا
نہ یہہ مسبوق اب جو کام نماز کا مفسد مسبوق سے سرزد ہوگا اوس سے صرف مسبوق کی نماز
جاویگی نہ اور لوگونکی) جیسے اگر امام نے اپنی نماز تمام کرنیکے وقت قہقہہ کیا تو اس صورتین

بھی نماز مسبوق کی جاتی رہیگی (اسلیے کہ یہہ فعل نماز کا مفسد امام کیطرف سے مسبوق کی نماز
کے بیچ مین ہوا ہی گو امام کی نماز کے ختم کے وقت ہوا ہی) اور اگر امام مسجد مین سے نکلجاوے
اور باتین کرنے لگے تو نماز نہین جائیگی (یعنے ان دونون صورتون مین امام کی نماز تمام
ہوگئی اسلیے کہ اپنے فعل سے نماز سے باہر ہوگیا کوئی رکن اوسکے ذمے پہ باقی نہین رہا
اسلیے مسبوق کی نماز بھی فاسد نہوئی کیونکہ نماز کے بیچ مین کوئی مفسد پیش نہین ہوا بخلاف
پکار کر ہنسنے کے نماز کے اندر کہ وہ مفسد نماز ہے امام کے حق مین بھی اور مدرک اور مسبوق
کے حق مین بھی) اور اگر رکوع مین خواہ سجدے مین بیوضو ہوا ہو تو وضو کرکے پہلے نماز پر بنا کرے
اور جس رکوع خواہ سجدے مین کہ بیوضو ہوا ہووے اوسکو دوبارہ کرے (اسلیے کہ اوسکا کچھ
اعتبار نہین اسیوجہ سے اوسکو دوبارہ ادا کرنا چاہیے) اور اگر نمازی کو حالت رکوع
خواہ سجدے مین یاد آیا کہ ایک سجدہ رہگیا ہی اور اوس رہتے ہوئے سجدے کو ادا کیا تو
جس رکوع و سجدے مین وہ یاد آیا ہوا اوسکو دوبارہ ادا نکرے اور اگر مقتدی ایکہی ہو
تو نائب ہونیکے لیے وہی متعین ہوجاتا ہی بدون نیت کے (یعنے اگر امام کے پیچھے صرف ایکہی
مقتدی ہو اور امام بیوضو ہوگیا تو وہ مقتدی خود امام ہوجاتا ہی بدون نیت کے اور بدون خلیفہ بنانیکے)

باب اُن چیزون کے بیان مین جو نماز کو فاسد کردیتی ہین اور جو نماز کے اندر مکروہ ہین

(نماز کے اندر) بات کرنی اور ایسی دعا مانگنی جو ہملوگونکی باتون کے مشابہ ہو اور باریک
آواز سے رونا اور آہ آہ کرنا اور پکار کر رونا مصیبت اور درد بیماری سے نماز کا مفسد ہی اور بہشت
اور دوزخ کو یاد کرکے رونا مفسد نہین اور بدون عذر کے کھانسنا (یعنے بدون اسبات
کے کہ گلے یا چھاتی مین بلغم اٹکا ہو یا اثر کھانسی کا ہو اوہین اوہین کرنا) اور چھینک
کے جواب مین یرحمک اللہ کہنا اور اپنے امام کے سوا غیر کو پڑھنے مین لقمہ دینا اور

کسیکے جواب مین لا الہ الا اللہ کہنا اور سلام کرنا اور اوسکا جواب دینا اور شروع کرنا نماز
عصر یا نفل کا بعد ایک رکعت ظہر کے نہ خود ظہر کا دیہہ سب ہی مفسد نماز ہین یعنی ایک نماز
کی ایک رکعت پڑھ لی پہر دوسری نماز شروع کی تو پہلی نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر پہلے ہی
نماز کی نیت نئے سرے سے کی تو فاسد نہوگی اور نمازی کا پڑہنا قرآن دیکہکر اور کہانا اور
پینا دیہہ بہی مفسد نماز ہین اور اگر کسی لکہی ہوئی چیز کو نماز کے اندر دیکہا اور اوسکو سمجہ گیا
یا اپنے دانتون کے درمیان کی چیز کہائی یا کوئی شخص اوسکے سجدہ گاہ مین گذر گیا تو ان
باتون سے نماز نہین جاتی اگرچہ گذرنے والے پر گناہ ہوتا ہے - اور مکروہات نماز کے
یہہ ہین نمازی کا اپنے بدن اور کپڑے سے کہیلنا اور ایکدفعہ سے زیادہ سجدے کی کنکرون
کو ہٹانا اور اونگلیان چٹخانا اور ہاتہہ کولہے پر رکہنا اور بائین دہنے دیکہنا اور کتے
کیطرح چوتڑونپر بیٹہنا اور دونون ہاتہونکو سجدے مین کہنیون تک بچہانا اور سلام کا جواب
ہاتہہ کے اشارے سے دینا اور بدون عذر پالتی مار کر بیٹہنا اور سر کے بالونمین گرہ دینا
اور کپڑے کو زمین پر گرنے سے بچانا اور اوسکو بدون باندہے یا آنچل مارے لٹکا رکہنا اور
جمائی لینی اور آنکہین بند کرلی اور مسجد کی محراب مین کہڑا ہونا مگر سجدہ کرنا محراب مین مکروہ
نہین اور صرف امام کا چبوترے پر کہڑا ہونا اور اوسکا اولٹا یعنی امام نیچے ہو اور مقتدی سب
چبوترے پر ہون اور ایسا کپڑا پہننا جسمین تصویرین ہون یا ایسی طرح کہڑا ہونا کہ سر اوپر
خواہ سامنے یا برابر مین تصویرین ہون لیکن اگر تصویر بہت چہوٹی ہو یا سر کٹی ہوئی ہو یا بیجان
چیز کی ہو مثلاً درخت اور پہول وغیرہ کی تو مکروہ نہین اور آیتون اور تسبیحونکو ہاتہونپر گننا
اور مکروہ نہین سانپ اور بچہو کا تہوڑے سے عمل سے مار ڈالنا اور ایسی شخص کی پشت
کیطرف کو نماز پڑہنا جو باتین کرتا ہو یا قرآن مجید کی طرف کو یا لٹکی ہوئی تلوار کیطرف کو نماز پڑہنی

(اور بے لٹکی ہوئی بھی یہی حکم رکھتی ہے) یا شمع یا چراغ کی طرفکو نماز پڑہنی اور
ایسے فرش پر نماز پڑہنی جسمین تصویرین ہون لیکن بشرطیکہ سجدہ تصویر پر نہو۔

فصل پاخانہ پھرنے مین قبلے کیطرف مُنہ کرنا اور پیٹھ کرنا (مکانات مین) مکروہ ہی
(پس جنگل مین بطریق اولے مکروہ ہوگا) اور مسجد کا دروازہ قفل کرنا اور اوسکی چھت پر
صحبت کرنی اور بول و براز کرنا مکروہ ہی نہ ایسے گھر پر پیشاب کرنا جسکے اندر مسجد ہو
(اور مکروہ نہین مسجد کو گچ اور سونے کے پانی سے منقش کرنا

باب وتر اور نوافل کے بیان مین ۔ وتر نماز واجب ہی (اور امام شافعیؒ کے نزدیک
سنت ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ وتر حق واجب ہی
ہر مسلمان پر روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے) اور وتر تین رکعتین ہین
ایک سلام کے ساتھ اور دعاء قنوت تیسری رکعت مین رکوع سے پہلے ہمیشہ پڑہے اور اول ہاتھ
اوٹھا کر اللہ اکبر کہلے (اور امام شافعیؒ کے نزدیک وتر مین قنوت نہ پڑھے مگر نصف اخیر
رمضان کے وتر مین اور فجر کی نماز مین قنوت پڑھے اور اونکے یہان قنوت رکوع کی
بعد پڑھی نہ رکوع سے پہلے اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ حدیث ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
قنوت پڑہتے تہے وتر مین رکوع سے پیشتر روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور نسائی اور دارقطنی
اور طبرانی اور ابونعیم اور ابن ابی شیبہ نے اور نسائی مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
وتر تین رکعتین پڑہتے تھے اور قنوت پہلے رکوع سے پڑہتے تہے) اور وتر کی تینون رکعتون مین
الحمد اور ایک سورت پڑہے اور سواے وتر کے اور نماز مین قنوت نہ پڑہے (جیسے امام
شافعیؒ کے تابعین فجر مین پڑہتے ہین) اور جو امام کہ وتر مین قنوت پڑہتا ہو مقتدی
اوسکی متابعت کرین اور اگر فجر کی نماز مین امام قنوت پڑہے اوسکی متابعت نکرین یعنے

امام اگر وتر مین قنوت پڑہی تو مقتدی بہی اوسکے ساتہہ پڑہین اور اگر امام مذہب شافعی ہو
اور فجر کی نماز مین قنوت پڑہے تو مقتدی چپ رہین کچہہ نہ پڑہین اور دعاء قنوت یہہ ہی
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ
وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ
وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ
اور حدیث مین یہہ دعا بہی آئی ہی اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ
فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ
اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ
نَتُوْبُ اِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ اور فجر کی نماز کے پہلے اور ظہر اور مغرب اور عشا
کی نماز کے بعد دو رکعتین سُنت ہین اور ظہر سے پہلے اور جمعے کے پیشتر اور جمعے کے بعد
چار رکعتین سنت ہین اور عصر اور عشا کی پیشتر اور عشا کے بعد چار رکعتین مستحب ہین اور مغرب کے
بعد چہہ مستحب ہین اور دن کے نفلو مین ایک سلام سے چار رکعتو نسے زیادہ پڑہنی اور رات
کی نفلو مین آٹھہ سے زیادہ ایک سلام سے اداکرنی مکروہ ہی اور دن اور رات مین چار چار
رکعتین ایک سلام سے اداکرنی بہتر ہین اور دیر تک کہڑا رہنا اچھا ہی بہ نسبت بہت سجدی
کرنیکے یعنے اسبات سی بہتر ہی کہ تہوڑا کہڑا ہو اور رکعتین بہت سی اداکرے مگر یہہ حکم
نفل پڑہنیوالے اور اکیلے پڑہنے والیکا ہے ورنہ جماعت مین اسقدر رکعت کا
نہ زیادہ کرنا جس سے لوگ گہبراجاوین مکروہ ہی) اور قرآن کا پڑہنا فرضونکی دو رکعتون
مین اور نفلون اور وترون کی سب رکعتو مین فرض ہے - اور نماز نفل شروع کرنے
سے لازم ہو جاتی ہی اگرچہ آفتاب کے غروب ہونے اور طلوع ہونیکے وقت دکہ اوقات

ممنوع ہین شروع کی ہو (۱) اور امام شافعی رح کے نزدیک چونکہ نفل اصل مین لازم نہین
تو شروع کے بعد بہی لازم نہین یعنی اگر بعد شروع کے فاسد کر دیگا تو اوسکی قضا
اونکے نزدیک لازم نہو گی اور دلیل امام اعظم رح کی قول خدا تعالی کا ہی لَا تُبْطِلُوا اَعْمَالَكُمْ
یعنے مت بیکار کرو اپنے عملونکو اور شروع کے بعد توڑ دینا بہی عمل کا باطل کرنا ہی اور
حضرت عائشہ رض اور حفصہ رض سے منقول ہی کہ ہم روزی سے تہی کہ ہمارے سامنے ایک کہانا آیا
جسکی ہمارا دل چاہتا تہا ہمنے اوسکو کہا لیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوسکی قضا دوسرے
دن کر لینا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور طبرانی مین یہہ بہی
ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پہر ایسا کام مت کرنا (۲) اور اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور
پہلے قعدہ کے توڑ دی یا قعدہ اولی سے پیشتر فاسد کر دی یا چارون مین کچہہ نہ
پڑہا یا صرف دو اول رکعتونمین پڑہا یا صرف دو پچہلی رکعتون مین پڑہا یا دو رکعتون مین
اول کی اور ایک پچہلی مین قراءت کی یا ایک پہلی رکعت مین اور دو پچہلی رکعتون مین پڑہا
(۱) ان سب صورتونمین دو رکعتین قضا کرے - اور اگر اول کی دو رکعتون مین سے ایک مین
اور پیچہے کی دو رکعتونمین سے بہی ایک مین قراءت کی یا ایک رکعت مین صرف پہلی دو مین
سے پڑہا یا پچہلی دو مین سے تو (ان صورتونمین) چارون رکعتین قضا پڑہے - اور ایک
نماز پڑہ کے پہر اوس جیسی دوسری نہ پڑہی جاوے (جاننا چاہیے کہ سلف سے یہہ مضمون
اسیطرح چلا آتا ہی اور بعض علما نے اسکو حدیث خیال کیا ہی اور اوسکے معنی چند طور پر
بیان کیے ہین اول یہہ کہ جو فرض چار ہین اون کے بعد اور چار رکعتین نفل بطور نفل پڑہی کہ
دو رکعتونمین قراءت ہو اور دو مین نہو جیسے فرض پڑہتے ہین اس قول کے موجب یہہ
مضمون نفل کی کل رکعتونمین قراءت کے فرض ہونیکا بیان ہی اور اسی توجیہ کو امام محمد رح

نے پسند فرمایا ہی دوسرے یہہ کہ مسجدونمین جماعتون کے مکرر کرنیکو منع کیا ہی تیسرے
یہہ کہ اگر نماز مین وسوسہ جاتے رہنی کا ہو وی تو اوسکے از سر نو پڑہنے کو منع کیا ہی)
اور باوجود قدرت کہڑا ہونیکے نفل پڑہنے والا شروع سی بیٹھکر پڑہی اور کہڑا ہوکر شروع
کی ہو تو بیٹھکر تمام کرلے اور سوار آدمی شہر کے باہر اپنی سواری پر نفل اشاری سی پڑہی
اور منہ اوسطرف کو کرے جدہر اوسکی سواری جاتی ہو اور اُترکر جتنی باقی ہو اوتنی پڑہ لے
اور اگر زمین پر پڑہتا ہو تو سواری پر اوسکو تمام کرنا درست نہین (یعنے اگر سواری پر
نماز اشاری سے پڑہتا ہی اور اوسی حالمین اوترا تو پہلی نماز پر بنا کرسکتا ہی اور اگر زمین
پر پڑہتا تہا اور اوسی حال مین سوار ہوا تو پہلی نماز پر بنا نکرے بلکہ نئے سرے نماز پڑہی

فصل تراویح کے بیانمین اور رمضان کے مہینے مین نماز عشا کے بعد ۲۰ رکعتین دس
سلام سے وترون سے پیشتر مسنون ہین اور وتر کے بعد بہی آئی ہین اور سنت ہی اونمین
جماعت اور قرآن پورا ایکبار سننا اور چار رکعتون کی بعد بقدر چار رکعتونکے بیٹہنا اور
نماز وتر صرف رمضانمین جماعت سی پڑہی (غیر رمضان مین جماعت سے نہ پڑہے)

باب فرض نماز مین ملنے کے بیانمین - فرض ظہر کی ایک رکعت تنہا پڑہ چکا تہا
کہ تکبیر ہوگئی تو دو رکعتین پوری کرکے امام کے ساتھہ شامل ہوجاوی اور اگر تین پڑہنی
پر تکبیر ہوئی تو نماز کو پورا کرے اور امام کے ساتھہ نفل کا اقتدا کرے اور اگر فرض فجر
یا مغرب کی ایک رکعت پڑہتے پر تکبیر جماعت کی ہو تو نماز کو توڑکر شامل جماعت ہوجاوے
اور جس مسجد مین اذان ہوگئی ہو اوسمین سے نکلنا مکروہ ہے جبتک کہ نماز نہ پڑہ لے اور
اگر اذان سے پیشتر نماز پڑہ چکا ہو تو نکلنا مکروہ نہین مگر ظہر اور عشا مین (کہ باوجود نماز
پڑہ چکنے کے مسجد سی نکلنا مکروہ ہی) جبکہ تکبیر شروع ہوگئی ہو - اور جو شخص کہ اسباب کا

خوف کرے کہ اگر سنت فجر کی ادا کرونگا تو فرض نملین گے تو اوسکو چاہیے کہ سنتونکو
ترک کرکے جماعت مین ملجاوے اور اگر فرضون کے نملنے کا خوف نہو تو سنتون کو ترک
نکرے ۔ اور فجر کی سنتین قضا نکیجاوین مگر فرضون کے ساتھہ مین (یعنے اگر سنتین
صرف قضا ہوگئی ہون فرض قضا نہوئے ہون تو سنتونکو قضا نہ پڑھے ہان اگر سنت
و فرض دونون قضا ہوگئے ہون تو اوس وقت قضا ر فرض کے ساتھہ مین سنتین بھی پڑھ لے)
اور ظہر کے پہلے کی چار رکعتین ظہر ہی کے وقت مین بعد کی دو رکعت سنت سے پیشتر
ادا کیجاوین (یعنے اگر چار سنتین ظہر سے پہلے نملی ہون تو اون کو فرضون کے بعد کی
دو سنتون سے پیشتر ادا کرے اگر وقت ظہر رہے) اور ایک رکعت کے ملنے سے ظہر جماعت
کے ساتھہ نہوگی بلکہ ثواب جماعت کا ملیگا (یعنے اگر کسی نے قسم کہا لی کہ مین ظہر کو جماعت
کے ساتھہ پڑھونگا اور اوسکو ایک رکعت ہاتھہ آئی تو اوسپر قسم کا کفارہ لازم ہوگا)
اور نماز فرض سے پہلے نفلین اس صورت مین پڑھے کہ وقت کی نماز کے جاتے رہنیکا
خوف نہو ورنہ نفل نپڑھے (فرضون پر کفایت کرنا چاہیے بعض علما نے ان نفلون سے
مراد سنت لی ہی یعنی حکم سنتین پڑھنے کا اوس وقت ہی کہ وقت کی نماز کے جانے کا
خوف نہو اور بعضون نے نفلین ہی مراد لی ہین یعنی جب کوئی مسجد مین آوے اور جماعت
مین دیر ہو تو نفلین پڑھی یہانتک کہ خوف اسبات کا نہو کہ وقتی نماز جماعت سے
نملیگی) اور اگر امام کو رکوع مین پایا اور تکبیر کہکے کھڑا رہا یہانتک کہ امام نے سر اپنا رکوع
سے اوٹھا لیا تو مقتدی سے رکعت مذکور فوت ہوگئے (یعنے شرط رکعت کے ملنے کی یہ ہی
کہ امام کے ساتھہ رکوع مین شامل ہوجاوے اور اگر رکوع امام کے ساتھہ نملا تو ساری
رکعت نملی) اور اگر مقتدی نے (امام سے پہلے) رکوع کیا اور رکوع ہی مین ملا امام تو اوسکو

جالیا تو درست ہی (اور اگر امام کے رکوع سے پہلے مقتدی نے رکوع سے سر
اوٹھا لیا تو نماز اوسکی جاتی رہیگی گو اول صورت مین نماز نہین جاتی مگر تاہم
مقتدی کو نچاہیئے کہ امام سے پہلے کوئی کام کرے

باب قضا نمازونکے اداکرنیکے بیان مین

باب قضا نمازون کے اداکرنیکے بیان مین - ترتیب نماز قضا اور نماز وقتی
مین اور خود قضا نمازونمین واجب ہی اور (ترتیب تین باتون سے) ساقط ہوجاتی ہے
(اول) وقت کی تنگی سے (جسمین گنجایش قضا نماز اور وقتی کی نہو) دوم (قضا نماز کا
یاد نرہنے سے سوم قضا نمازونکا شمار پانچ سے زیادہ ہوجانیسے اور ترتیب نہین پھر
آتی بہت سی قضا نمازون کے کم ہوجانے سے (یعنی اگر اوسکے ذمہ بہت سی
نمازین تہین اور اوسنے اونمین سے اداکین یہانتک کہ پانچ سے کم رہگئین تو اب سے
صاحب ترتیب نہو جاویگا جبتک کہ سب ادا نکرچکے) پس اگر کوئی شخص فرض وقت
پڑھے حالانکہ اوسکو یاد ہے کہ میرے ذمہ ایک نماز ہے گو وہ قضا نماز وتر ہی ہو تو اوس
شخص کے فرض فاسد ہوجاوینگے مگر اونکا فساد موقوف (ایک شرط پر) رہیگا (وہ
یہہ ہی کہ ان فرضون کے بعد اگر قضا نماز کو ادا کرلیگا تو یہہ فرض فاسد ہوجاوینگے
انکو بھی دوبارہ پڑھے اور اگر اوس قضا نماز کو ادا نکیا یہانتک کہ چھہ وقتی نمازین
اداکرلین تو سب نمازین صحیح ہوجاوینگی اسلیئے کہ کثرت کی حد مین داخل ہوگئین اور کثرت
ترتیب کو دور کرتی ہی جیسے بہولنا اور وقت کا تنگ ہونا ترتیب کو ساقط کردیتا ہی
مثلاً اگر بہولے سے وقتی نماز پڑھ لے تو جائز ہوجاتی ہے اسیطرح اگر وقت تنگ ہو کہ
قضا کو پڑھیگا تو وقتی نماز کا وقت نرہیگا تو اس صورت مین بہی قضا کو ملتوی کرکی وقتی کو
پڑہنا ہی اور ترتیب کا واجب ہونا مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل قول

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ جو شخص کوئی نماز نہ پڑھے اور بھول جاوی اور اوسوقت یاد
کرے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہو پس اوسکو چاہیے کہ جو نماز پڑھ رہا ہے اوسکو
چھوڑ دے پھر وہ نماز پڑھے جو اوسکو یاد آئی ہی یعنی قضا کو پڑھے پھر اوس نماز کو
دوبارہ پڑھے جو امام کے ساتھ پڑھی تھی اس حدیث سے ترتیب کا لازم ہونا قضا نماز
اور وقتی نمازوں میں معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث کو مالک اور دارقطنی اور بیہقی نے
روایت کیا ہی اور نیز جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی نمازیں فوت ہوگئیں تو آپنے
اونکو ترتیب وار ادا فرمایا اور ارشاد کیا کہ نماز اسیطرح ادا کرو جس طرح مجھے ادا کرتے
دیکھا اس حدیث سے قضا نمازوں میں ترتیب کا لازم ہونا پایا جاتا ہے واللہ اعلم

باب سہو (یعنی بھول کے سجدون کے بیان مین)

جو فعل کہ نماز مین واجب ہے
اوسکے چھوڑنے سے بعد سلام کے دو سجدے مع التحیات اور [illegible] کے واجب ہوتے
ہین اگرچہ ترک واجب مکرر ہوجاوے یعنے چند سہو کے لیے دو ہی سجدے کفایت
کرتے ہین اور سجدہ سہو واجب ہوتا ہی امام کے سہو سے نہ مقتدی کے بھول سے
(یعنی اگر امام نے سہو کیا تو مقتدی کو بسبب امام کی متابعت کے سجدہ سہو لازم
ہو جاتا ہی اور اگر مقتدی سے سہو ہوا امام سے نہوا تو مقتدی سے سجدہ سہو ساقط ہو جاتا
ہی اور امام شافعی رح کے نزدیک سجدہ سہو سنت ہی واجب نہیں اور سلام سے پہلے ہی نہ
بعد اوسکے اور دلیل امام اعظم رح کی ظاہر قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ ہر سہو کیواسطے
دو سجدے ہین بعد سلام کے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے) پس اگر نمازی
پہلا قعدہ بھول کر اوٹھے مگر قعدہ سے نزدیک ہو تو بیٹھ جاوے اور قعدہ کرے اور اگر
قیام سے نزدیک ہو تو نہ بیٹھے اور (آخر مین قعدے کے بھول کیواسطے) سجدہ سہو کرے

باب سہو یعنی بھول کے سجدون کے بیان مین

ف فائدہ کہتے ہین کہ دوری اور نزدیکی قعدی سے باعتبار نمازی کے نیچے کے دہڑ کے ہی یعنی اگر نیچے کا آدہا دہڑ سیدہا نہین ہوا تو قعدی کے نزدیک ہے ورنہ قیام کے نزدیک) اور اگر قعدہ اخیر کو بہولکر اوٹہہ کہڑا ہو تو جبتک پانچون رکعت کا سجدہ نکرے بیٹھ جاوے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پانچوین رکعت کا سجدہ کیا تو سجدے سے سر اوٹہاتے ہی فرض باطل ہوگئے اور وہ نماز نفل ہوگئی اس صورت مین چاہیے کہ پانچوین رکعت کے ساتھ چہٹی ملالیوے اور اگر قعدہ اخیر کر کے اوٹہہ کہڑا ہو تو پہر بیٹھ جاوی اور سلام پہیرے اور اگر (اس صورت مین بہی) پانچوین رکعت کے لیے سجدہ کرلیا تو فرض تو پوری ہوگئے مگر (اس پانچوین کے ساتھ ایک رکعت چہٹی ملاوی تاکہ یہہ دونون رکعتین (کہ چار کے بعد ہوئین) نفل ہوجاوین اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر نماز نفل مین دو رکعت کے بعد سجدہ سہو کرے تو اون رکعتو نپر اور دو رکعتین بنا نکرے (اسلیے کہ سجدہ سہو نماز کے آخر مین ہونا چاہیے نہ بیچ مین) اور اگر سہو والے نے نماز کا سلام پہیرا اور کسی شخص نے (اس خیال سے کہ اوسپر سجدۂ سہو باقی ہی) اِسکا اقتدا کیا تو اگر یہہ سہو والا سجدۂ سہو کریگا تو مقتدی کا اقتدا صحیح ہے ورنہ درست نہوگا (اسلیے کہ اقتدا بعد سلام کے یعنی نماز سے خارج ہونیکے بعد درست نہین اور سجدہ کرنے کی صورت مین صحت اقتدا کی یہہ وجہ ہی کہ اقتدا نماز کے اندر واقع ہوجاتا ہی) اور سجدہ سہو (اگر ذمی ہو) ادا کرے گو سلام بہ نیت نماز کے تمام کرنیکے پہیرا ہو اور اگر اصل مصلی شک کرے کہ کتنی رکعتین ادا کی ہین اور یہہ شک اول ہی دفعہ ہوا ہو تو نماز نئے سرے سے پڑہے اور اگر شک اکثر پڑا کرتا ہو تو اٹکل سے اپنے دلمین قیاس کرے (کہ کتنی پڑہ چکا ہون) اور اگر دلکی شہادت سے کسی طرفکو ظن غالب نہو تو

کمتر رکعتین اختیار کرے (یعنے اگر شک تین اور چار مین تہا تو تین کو اختیار کرکے ایک رکعت اور پڑہے) ظہر کی نماز پڑہنے والیکو گمان ہوا کہ مین نماز پوری پڑہ چکا اور (اسی دہوکے مین) سلام پہیر دیا بعد اوسکے جانا کہ دو رکعتین پڑہی ہین (چار نہین ہوئین) تو دو اور پڑہ لے اور سجدہ سہو کرے (لیکن یہہ حکم جبتک ہی کہ اوسنے سلام کے بعد کوئی کام نماز کا مفسد نکیا ہو اور اگر امر خلاف نماز کے واقع ہوا ہو تو نماز پہر سے پڑہے)

باب بیماری نماز کے بیان مین

باب بیمار کی نماز کے بیان مین - جس شخص کو نماز مین کہڑا ہونا دشوار ہو یا مرض کی زیادتی کا خوف ہو تو (وہ شخص) نماز بیٹہکر رکوع اور سجدہ کے ساتہہ پڑہے اور اگر رکوع اور سجدہ بہی مشکل ہو تو اشارہ سے پڑہے اور سجدہ کو رکوع کی نسبت زیادہ پست کرے اور کوئی چیز اوسکے مُنہ کے سامنے اسلیے نہ اوٹہائی جاوے کہ اوسپر سجدہ کرے (مثلاً تکیہ خواہ لکڑی سجدہ کے لیے نہ اوبہاری جاوے) اور اگر ایسا ہی ہو مگر سجدہ مین رکوع سے پست تر کرتا ہو تو جائز ہی اور اگر سر پست تر نکرتا ہو تو درست نہین - اور اگر بیٹہا بہی نجاوے تو نماز چت لیٹکر یا کروٹ پر لیٹکر اشارے سے پڑہے اور اگر یہہ بہی نہوسکے تو نماز ملتوی کیجاوے (یعنے بعد شفا کے قضا کرے) اور اشارہ دونون آنکہون اور دل اور بہوون سے نکرے (اور بعض علما کے نزدیک جسطرح ہوسکے ادا کرے اور بعد تندرستی کے قضا کرے اور یہہ قول احتیاط کے قریب ہی اور دلیل امام اعظم رح کے قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ نماز پڑہ کہڑا ہوکر اور اگر نہو سکے تو بیٹہکر اور اگر نہو سکے تو چت لیٹکر اور ایک روایت مین آیا ہی کہ اگر نہو سکے تو اللہ سبحانہ تعالی عذر ماننے کیواسطے سزاوار تر ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اشارہ آنکہہ اور دل اور ابرو کا لازم نہین واللہ اعلم اور اگر رکوع اور سجدہ مشکل ہو کہڑا ہونا دشوار نہو تو بیٹہکر اشارے سے پڑہے -

اور اگر عین نماز کے اندر بیمار ہو جاوے تو اوسکو پورا کرے جسطرح پر کہ ہو سکے (خواہ بیٹھکر خواہ کروٹ پر خواہ اشارہ سے) اور اگر بیٹھکر نماز رکوع اور سجدہ کے ساتھ پڑھتا تھا اور نماز ہی مین تندرست ہو گیا تو کھڑا ہو کر باقی کو پورا کرے اور اگر رکوع سجدہ اشارہ سے کرتا تھا (اور صحت پائی) تو (اس صورت مین) اس نماز پر بنا نکرے (بلکہ کھڑا ہو کر نئے سر سے نماز پڑھے) اور نفل والے کو تکیہ کرنا کسی چیز (مثل دیوار اور لاٹھی) پر درست ہی بشرطیکہ تھک گیا ہو — اور اگر کشتی مین بدون عذر نماز بیٹھکر پڑھے تو درست ہی (اور عذر کشتی کا سر گھومنا اور قے کا آنا وغیرہ ہی) اور شروع نماز کے وقت قبلے کی طرف کو منہ کر لینا لازم ہے اور بعد اوسکے جس طرف کو قبلہ پھرے اوسی طرف کو نماز کے اندر منہ کر لے) اور جو شخص بیہوش یا مجنون ہو جاوے پانچ نمازون کے وقت تک وہ نمازون کو قضا کرے اور اگر (پانچ نمازون سے) زیادہ ہو جاوین تو قضا کرنا لازم نہین

باب تلاوت قرآن کے سجدہ کرنے کے بیان مین — سجدہ واجب ہوتا ہی ایک آیت کو پڑھنے سے چودہ آیات (سجدہ مین) سے (اور نزدیک شافعی رح کے سجدہ تلاوت سنت ہی اور دلیل امام اعظم رح کی یہہ حدیث ہی کہ سجدہ لازم ہے سننے والے اور پڑھنے والے پر اور ظاہر الفاظ اس حدیث کے واجب ہونیکو مقتضی ہین) اون آیتون مین سے پہلی آیت سجدہ کی سورۂ حج مین ہی اور ایک آیت سورۂ ص مین (اور نزدیک امام شافعی رح کے سورۂ حج کی آخر آیت سجدہ ہی اور سورۂ ص مین اونکے نزدیک سجدہ نہین اور دلیل امام اعظم رح کی یہہ ہی کہ مصحف عثمانی مین کہ متفق علیہ سب اصحاب مین ہی ان آیات پر علامت سجدہ کی کی ہوئی ہی فائدہ سجدہ کی آیتین حالت صحت تو نہین مین

باب تلاوت کے سجدے کے بیان مین

سورہ[1] اعراف کے آخر مین سورہ[2] رعد مین سورہ[3] نحل مین سورہ[4] بنی اسرائیل مین سورہ[5]
مریم مین سورہ[6] حج مین اول کی آیت سورہ[7] فرقان مین سورہ[8] نمل مین سورہ[9] الم تنزیل
مین سورہ[10] حم سجدہ مین سورہ[11] ص مین سورہ[12] والنجم مین سورہ[13] اذا السماء انشقت
مین سورہ[14] اقرا مین) سجدہ واجب ہوتا ہے اوس شخص پر کہ آیت سجدہ کو
تلاوت کرے گو امام ہو اور اوس شخص پر جو اوسکو سُنے اگرچہ بے ارادہ سنا ہو و
یا مقتدی ہو اور واجب نہین ہوتا مقتدی کی تلاوت سے (یعنے اگر مقتدی نے
آیت سجدہ نماز مین پڑہی تو اوسپر یا امام پر سجدہ لازم نہوگا) اور اگر آیت سجدہ نمازی
نے اپنی سوا کسی اور سے سُنی تو بعد نماز کے سجدہ کرے اور اگر نماز مین سجدہ کرے تو
بعد نماز کے پھر سے سجدہ کرے نماز کو نہ دُہراوے۔ اور اگر امام سے آیت سجدہ سنی پہر
اوسکا اقتدا کیا پیشتر اس سے کہ امام سجدہ تلاوت کرے تو امام کے ساتھ سجدہ کر لے اور
اگر اقتدا بعد سجدہ امام کے کیا تو اوسکو سجدہ نہ کرنا چاہیے اور اوس امام کا اقتدا نہ کرے تو
سجدہ تلاوت خود کر لے۔ اور جو سجدہ کہ نماز کے اندر واجب ہوا ہو وہ نماز کے باہر قضا
نکیا جاوے اور اگر آیت سجدہ نماز کے باہر پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر نماز مین وہی آیت
کو دو بار پڑھا تو دوسری دفعہ سجدہ کرے اور اگر سجدہ اول بار نہین کیا تھا تو ایک
سجدہ کفایت کرتا ہے جیسے وہ شخص کہ آیت سجدہ کو ایک مجلس مین کئی بار پڑھے نہ کہ
دو مجلسون مین (یعنے اگر آیت سجدہ کو ایک مجلس مین کئی بار پڑھا تو ایک سجدہ واجب
ہوگا اور اگر کئی مجلسون مین پڑھا تو ہر مجلس مین ایک سجدہ واجب ہوگا) اور کیفیت سجدہ
کی یہ ہے کہ نماز کی شرائط کے ساتھ بدون ہاتھ اوٹھانیکے اللہ اکبر کہکر سجدہ کرے
اور پہر اللہ اکبر کہکر سر اوٹھاوے التحیات اور سلام پھیرنا اسمین کچھ نہین۔ اور

مکروہ ہے کہ کسی سورۃ کو پوری پڑھے اور آیت سجدہ کو چھوڑ دے اور اسکا الٹا
(یعنے آیت سجدہ کو صرف پڑھنا اور سورت کو نہ پڑھنا) مکروہ نہین۔

باب مسافر کی نماز کے بیان مین

باب مسافر کی نماز کے بیان مین۔ جو شخص کہ باراوہ سفر میانہ تین دن رات کے اپنے
شہر کے گھرونسے باہر نکلے خواہ جنگل مین خواہ دریا مین خواہ پہاڑ مین تو وہ چار رکعت
فرضونکو دو رکعت پڑھے (جاننا چاہیے کہ نماز کے قصر کرنیکے لیے میانہ چال سے سفر
تین دن یا تین رات کا شرط ہے یعنی ایسی چال سے کہ قافلہ بھی پہونچ سکے پس جنگل اور دریا
اور پہاڑ مین اسکا فاصلہ مختلف ہوگا اسلیے ہر جگہہ مین اسیکے موافق تین دن رات کے
سفر کی نیت کرنی چاہیے اور امام شافعیؒ کے نزدیک دو دن رات کا سفر ہونا شرط ہے
اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول خدا صلعم کا ہے کہ مسافر موزون پر مسح کرے تین دن رات
پس ہر مسافر کے لیے تین دن رات مدت مسح ہونی چاہیے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
مسافت کم تین دن رات سے نہین ہوتی ہے اور نیز امام شافعیؒ کے نزدیک سفر مین قصر
اور پوری نماز پڑھنی دونو جائز ہین اور امام اعظمؒ کے نزدیک قصر لازم ہے اور
پوری پڑھنی جائز نہین اسکی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اونھون نے
فرمایا کہ نماز دو دو رکعت فرض ہوئی تھی پس سفر کی نماز تو ویسی ہی ہے اور حالت
قیام مین زائد کی گئی اور نیز ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اونھون نے فرمایا کہ تمہارے
نبی کی زبانی اللہ تعالی نے چار چار رکعتین حالت قیام مین فرض کین اور دو دو حالت
سفر مین روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے) پس اگر سفر مین پوری چار رکعتین پڑھین اور
دو رکعت کے بعد بیٹھا تو نماز درست ہوگی اور اگر دوسری رکعت کے بعد نہین بیٹھا تو
نماز جائز نہوگی (اسلیے کہ مسافر کے حق مین اول قعدہ ہی قعدہ اخیرہ ہے جو فرض ہے

تو اوسکے ترک سے نماز نہوگی — اور یہ حکم قصر کا جبتک (رہیگا کہ) مسافر اپنے شہر مین
داخل ہو یا پندرہ روز کے ٹھہرنے کی کسی شہر مین یا گانو مین نیت کرلے نہ کم اور منی
مین (یعنے پندرہ دن کی نیت اگر دو جگہ مین کریگا تو اس سے مقیم نہوگا اور ذکر مکے
اور منی کا مثال کی طور پر ہے) اور اگر نیت ٹھہرنے کی پندرہ دن سے کم کرے
خواہ کچھ نیت نکرے اور برسون تک رہے تو سفر ہی کا حکم رہیگا نماز قصر کیے جاوے
یا نیت کرے پندرہ دن کے ٹھہرنے کی کوئی لشکر کسی دار الحرب مین گو وہان کے کسی
شہر کا محاصرہ کیے ہون (یعنے لشکر اسلام غالب ہو) یا لشکر اسلام نے سرکشون کا
محاصرہ دار الاسلام مین ایسی جگہہ کر رکھا ہو جو شہر نہو (تو ان صور تونمین بھی حکم سفر کا
ہوگا نہ اقامت کا) بخلاف اہل خیمون کے (کہ جہان کہین گھاس اور پانی پاتے ہین اپنے
مواشی کے ساتھہ وہان ہی خیمہ ڈالدیتے ہین اونکا وطن وہی خیمہ ٹھہر گیا ہو اور اس قسم
کے لوگ ہمیشہ مقیم رہتے ہین نہ مسافر — متن کنز مین لفظ اخبیہ جمع خبا کی ہی جسکے معنے
خیمے کے ہین) اور اگر کوئی مسافر کسی مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو اوس نماز کے وقت مین
یہ اقتدا درست ہی اور (مقیم کی متابعت سے مسافر بھی) پوری نماز پڑھے اور اگر
وقت نماز کا نہین (یعنے مقیم قضا پڑھتا ہو اور مسافر بھی وہی نماز قضا پڑھنا چاہی)
تو اقتدا درست نہین اور اگر مقیم مسافر کے پیچھے نماز پڑھے تو دونو صورتونمین اقتدا
درست ہی (خواہ وقت نماز ہو یا وقت کے بعد پڑھتا ہو) لیکن جب مسافر امام اپنی
دو رکعت پڑھ لے مقیم اپنی نماز کو چار رکعتین کرلے فائدہ مقیم جو دو رکعتین اپنی
پڑھے اونکو ایسی طرح پڑھے کہ گویا امام کے پیچھے ہے یعنی انمین الحمد نہ پڑھے بلکہ الحمد کی
مقدار تک کھڑا رہکر رکوع سجدہ کرے اور یہ مسئلہ کار آمد ہی اکثر عوام اس سے

غافل ہین) اور وطن اصلی دوسری وطن اصلی سے جاتا رہتا ہے سفر سے باطل نہین ہوتا اور وطن اقامت دوسری وطن اقامت سے اور اوسجگہہ سے سفر کرنے سے اور وطن اصلی مین چلے جانے سے باطل ہوجاتا ہے (جاننا چاہیے کہ وطن اصلی اوسکو کہتے ہین کہ آدمی اپنی اور اپنے اہل وعیال کی بود وباش مقرر کرے اور وطن اقامت وہ ہے جہان پندرہ روز یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے پس اگر ایک وطن اصلی کو چھوڑ کر دوسرا اصلی اختیار کرے تو وطن اصلی اول باطل ہوجاتا ہے اور اوس جگہہ سے چند روز کے سفر کر جانے سے باطل نہین ہوتا اور وطن اقامت کو چھوڑ کر اگر دوسرا وطن اقامت کرے تب بھی باطل ہوجاتا ہے اور اگر اوس سے سفر کرے یا وطن اصلی کو چلا جاوے تب بھی جاتا رہتا ہے) اور سفر کی قضا اور مقام کی قضا دو رکعتین اور چار رکعتین پڑہی جاوین (یعنے سفر کی قضا دو رکعت ہین اور حضر کی چار) اور سفر اور مقام مین معتبر وقت آخر نماز کا ہے (تو آخر وقت مین اگر مسافر نمازی ہوگا تو سفر کی پڑہنی پڑیگی اور اگر مقیم ہوگا تو اقامت کی) اور سفر (کی اجازت قصر وغیرہ مین) گناہگار دوسرون جیسا ہے (یعنے اگر بارادہ رہزنی یا سرکشی کے مثلاً سفر اختیار کرے تو اوس سفر مین بھی اجازت قصر نماز اور افطار روزے کی ہوتی ہے اسلیے کہ نافرمانی اوس شخص کی دوسری بات مین ہے جو سفر کے بعد حاصل ہوگی اصل سفر مین نافرمانی نہین وہ اپنی ذات سے مباح ہے) اور نیت اقامت اور سفر مین اصل کا اعتبار ہے تابع کا نہین یعنی عورت اور غلام اور سپاہی کی نیت کا اعتبار نہین (بلکہ شوہر اور آقا اور حاکم کی نیت کا اعتبار ہے)

باب نماز جمعہ کے بیان مین۔ نماز جمعے کی ادا کی یہ شرطین ہین اول شہر کا ہونا اور شہر وہ جگہہ ہے جہان کوئی حاکم ہو (جس سے اہل اسلام کو تقویت ہو) اور قاضی ہو

(کہ حدود واحکام شرعی کو جاری کرتا ہو) خواہ عیدگاہ کا ہونا (کہ شہر کے کنارے پر ہوا کرتی ہے) وہ بھی سب باتوں میں شہر میں داخل ہے اور امام شافعی رح کے نزدیک شہر شرط نہیں اور ہماری دلیل قول حضرت علیؓ کا حجت ہے کہ آپنے فرمایا کہ جمعہ اور تشریق اور عید الفطر اور عید اضحیٰ سوا شہر جامع کے اور جگہہ نہیں روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس روایت کی تصحیح کی ابن حزم اور عبدالرزاق نے علاوہ ازین جب صحابہ اور تابعین نے ملک فتح کیے تو شہروں کے سوا اور جگہوں میں نہ منبر بنائے نہ جمعہ مقرر فرمایا) اور منیٰ شہر ہے عرفات شہر نہیں۔ اور ایک شہر میں جمعہ چند جا ادا کیا جاوے۔ دوسری شرط ادای جمعہ کی حاضر ہونا بادشاہ کا ہے یا اوسکے نائب کا (جو قاضی ہے اور اسمین امام شافعی کا اختلاف ہے اور دلیل امام اعظم رح کی ارشاد حضرت حسن بصری رح کا ہے کہ آپنے فرمایا کہ چار چیزین جو بادشاہ کو سپرد ہین اُن سب مین سے جمعہ اور عید ہے) تیسری شرط وقت ظہر کا ہونا ہے پس اوسکے نکلجانے سے جمعہ باطل ہو جاویگا چوتھی شرط نماز جمعہ سے پہلے خطبہ ہے اور مسنون یہ ہے کہ امام دو خطبہ طہارت کی ساتھ کھڑا ہو کر پڑھے اور دونو کے بیچ مین بیٹھے اور کفایت کرتا ہے ایکدفعہ الحمد للہ یا لا الٰہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہنا پانچوین شرط جماعت ہے اور وہ (امام کے سوا) تین آدمی ہین پس اگر سجدہ کرنے سے پیشتر (جماعت کے لوگ) بھاگ جاوین تو جمعہ باطل ہو جاویگا۔ چھٹی شرط اذن عام ہے (یہانتک کہ جو کوئی چاہے اگر نماز مین مشغول ہو جاوے) اور جمعے کے واجب ہونیکی شرطین یہ ہین اول مقیم ہونا (کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں) دوسری مرد ہونا (کہ عورت پر نہیں) تیسری تندرستی (کہ بیمار پر واجب نہیں) چوتھی آزاد ہونا (کہ غلام پر جمعہ نہیں) پانچوین آنکھونکا سلامت ہونا (کہ اندھے پر واجب نہیں) چھٹے پانوکا درست ہونا (کہ لنگڑے اور اپاہج پہ

جمعہ نہیں) اور جو شخص کہ جمعہ اوسپر واجب نہیں اگر وہ جمعہ کو (اون شرائط کی ساتھہ جو گذر چکیں) ادا کرے تو یہ جمعہ فرض وقت (یعنے ظہر) کے بدلے مین ادا ہو جاویگا ۔ اور مسافر اور غلام اور بیمار کو جائز ہی کہ جمعے مین امام ہو جاوین اور جمعہ اون لوگون سے بھی ہو جاتا ہی (یعنے اگر ایسے ہی لوگ ہون اونکے سوا اور نہو اور جمعہ پڑہین تو جائز ہوگا) اور جس شخص کو کوئی عذر نہو اگر وہ ظہر کی نماز جمعے سے پیشتر پڑہ لے تو مکروہ ہی پھر اگر (نماز پڑہکر) جمعے کے لیے جاوے تو ظہر کی نماز اوسکی باطل ہو جاویگی ۔ اور معذور اور قیدی کو نماز ظہر جماعت کے ساتھہ شہر مین پڑہنا مکروہ ہی اور جس شخص کو جمعے کی نماز مین التحیات یا سجدۂ سہو امام کے ساتھہ ملے تو وہ نماز جمعہ تمام کرے اور جس وقت امام خطبے کے لیے نکلے اوسوقت نہ کوئی نماز درست ہی نہ کوئی کلام اور واجب ہی جمعے کیواسطے چلنا اور خرید و فروخت کو چھوڑنا پہلے اذن کے ساتھہ پھر جب امام منبر پر بیٹھے تو اوسکے سامنے اذن دیجاوے اور خطبہ پورا ہونے پر تکبیر نماز کہی جاوے (واللہ اعلم)

باب دونو عیدونکی نماز کے بیان مین ۔ نماز عید کی اوس شخص پر واجب ہی جسپر جمعہ واجب ہی اور شرطین بھی وہی ہین جو جمعے مین تہین سوا خطبے کے (کہ عید مین شرط نہین بلکہ سُنت ہی) اور عید فطر مین مستحب یہ ہی کہ کچھہ کہاوے اور غسل اور مسواک کرے اور خوشبو لگاوے اور سب سے عمدہ اپنے کپڑے پہنے اور صدقہ فطر دیکر عید گاہ کو چلے سطرح کہ تکبیر پکار کر نہ کہے اور نہ نماز عید سے پہلے کوئی نفل پڑہے ۔ اور نماز عید کا وقت آفتاب کے اونچے ہونے سے لیکر اوسکے زوال تک ہی اور نماز کی دو رکعتین پڑہے اور دعا شروع یعنی سبحانک اللھم زائد تکبیرون سے پہلے

پڑھے زائد تکبیرین ہر رکعت مین تین تین ہین اور دونون رکعتونکی قرارت کو ملا دیوے
(یعنے اول رکعت مین تکبیرین قرارت سے پہلے کہے اور دوسری رکعت مین قرارت
کے بعد) اور زائد تکبیرون مین اپنے دونو ہاتھ (کانون تک) اوٹھاوے اور نماز کے
بعد دو خطبہ پڑھے اور خطبے مین صدقہ فطر کے احکام بیان کرے۔ اور اگر کسی شخص کو امام
کے ساتھ نماز عید نہ ملے تو قضا نہ پڑھے (او رمینہ وغیرہ) عذر کے باعث نماز
عید مین کل تک کی تاخیر کرین (یعنے اگر اول روز نہ پڑھ سکین تو دوسرے روز پڑھ لین
تیسرے روز پڑھنا جائز نہین) اور یہی احکام نماز عید اضحے کے ہین مگر (اتنا
فرق ہی کہ) اس عید مین کھانا بعد نماز کے کھاوے اور راستے مین پکار کر تکبیر کہے اور
خطبے مین قربانی اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرے اور یہ نماز تاخیر کیجاوے
تیسرے دن (یعنے بارہوین تاریخ) تک اور تعریف (یعنے عرفہ کرنا) کوئی (مشروع)
بات نہین (اور تعریف اسکو کہتے ہین کہ عرفے کے دن احرام باندہکر حاجیون کیطرح
ننگے سر جنگل مین لبیک کہتے ہوی کھڑے رہین تو یہ امر مشروع نہین اسواسطے کہ یہ
عبادت ایک خاص جگہہ مین مشروع ہی دوسری جگھون کو اوسپر قیاس نکرنا چاہیے)
اور مسنون ہی عرفے کے دن کی نماز فجر کے بعد سے آٹھہ نمازون تک (ہر نماز کے بعد)
ایک بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہنا بشرط مقیم
ہونے اور شہر مین ہونے اور نماز فرض اور جماعت مستحب کے (اور مستحب جماعت
سے غرض مردونکی جماعت مراد ہی عورتون کی جماعت کے بعد تکبیر واجب نہین) اور
اقتدا کے سبب سے عورت اور مسافر پر بھی تکبیر واجب ہوجاتی ہے (جاننا چاہیے
کہ ایام تشریق کی تکبیرین واجب ہین اور کتب مین جو مسنون کا لفظ ہے تو اس

حجت سے ہے کہ انکا ثبوت سنت سے ہوا ہے چنانچہ اسی مسئلے مین لفظ یجب
او سپر دلالت رکھتا ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کے
نزدیک آخر ایام تشریق یعنی تیرہوین تاریخ کے عصر تک واجب ہین کہ ۲۳
نمازین ہوتی ہین)

باب سورج گہن (اور چاند گہن) کی نماز کے بیان مین۔ سورج گہن مین امام
جمعہ دو رکعتین مثل نفل کے (یعنے بدون اذان اور تکبیر کے جماعت کے ساتھ
ایک ہی رکوع سے ہر رکعت مین) پڑہے اور قرارت پکار کر اور خطبہ نہ پڑہے پھر دعا
مانگے یہانتک کہ آفتاب کہل جاوے اور اگر امام جمعہ نہو یا لوگ جمع نہون تو اکیلے نماز پڑہین
مثل چاند گہن کے اور (اسیطرح اکیلے پڑہین) سخت اندہیری اور آندہی اور خوف
(مین مثل زلزلے اور کڑک اور دشمن) کے۔

باب مینہ کے طلب کے بیان مین۔ مینہ کی طلب مین نماز تو ہے مگر جماعت کے
ساتھ نہین اور دعا مانگنا اور استغفار پڑہنا ہے نہ چادر کا اوٹنا اور اہل ذمہ کا موجود
ہونا بلکہ صرف تین روز نماز کے لیے نکلین (جاننا چاہیے کہ امام اعظم کے نزدیک
مینہ کی نماز مین جماعت مسنون نہین بلکہ مینہ کی طلب مین دعا مانگنا مینہ کے لیے اور
اپنے گناہون کی مغفرت چاہنی ہے اور اگر اکیلے اکیلے نماز پڑہین تو ہو سکتا ہے اور
صاحبین کے نزدیک دو رکعتین جماعت سے پڑہین جیسے عید کی نماز پڑہتے ہین اور
چادر کو لوٹ لین یعنی ایک مونڈہے کی دوسرے پر کرین اور نیچے کی اوپر اور
چاہیے کہ اہل ذمہ نماز کی جگہہ مین حاضر نہون اور اس کام کے واسطے تین دن
نکلین واللہ اعلم۔

باب خوف (کے وقت) کی نماز کے بیان مین ۔ جسوقت کہ دشمن خواہ درندہ ہی
خوف زیادہ ہو تو امام اپنی جماعت کے دو گروہ کرے ایک کو دشمن کے سامنے کھڑا
کرے اور دوسرے کے ساتھ (اگر مسافر ہو) تو ایک رکعت پڑھے اور اگر مقیم ہو تو دو رکعتین
پڑھے پھر یہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جاوے اور سامنے والا گروہ ہٹ کر امام کے پیچھے
آوے اور امام باقی نماز ان لوگون کے ساتھ پڑھکر سلام پھیرے (امام کے سلام کے) بعد
یہ گروہ دشمن کے مقابل جاوے اور پہلا گروہ آکر اپنی نماز بدون قرارت کے تمام کرے
(اسلئے کہ وہ لوگ شروع سے امام کے ساتھ تھے اور سلام کے بعد یہ لوگ) پھر دشمن
کے سامنے جاوین اور دوسرا گروہ آکر اپنی نماز تمام کرے قرارت کے ساتھ (اسلئے کہ
یہ لوگ شروع نماز مین امام کے ساتھ نہ تھے اور جو پیچھے آکر ملتا ہے اوسکو قرارت
پڑھنی چاہئے اور جو پہلے سے شامل ہے اور بیچ مین کسیوجہ سے شامل نہین رہا اوسکو
قرارت نہین چاہئے اسلئے قرارت پہلے گروہ پر ہوئی اور دوسرے پر ہوئی) اور نماز
مغرب مین اول گروہ کو دو رکعت پڑھاوے اور دوسرے کو ایک رکعت اور جو شخص
لڑنے لگیگا اوسکی نماز باطل ہو جاویگی ۔ اور اگر خوف بہت زیادہ ہو تو حالت سواری مین
اکیلے اکیلے اشارہ سے نماز جس طرف کو قادر ہون پڑھین اور خوف کی نماز بدون دشمن
کے موجود ہونیکے جائز نہین

باب جنازہ کے بیان مین) جنازہ جیم کے زبر سے بمعنی مردہ کے ہے اور جیم کے
کسرہ سے اوس تختہ کو کہتے ہین جسپر مردہ کو رکھتے ہین) جب آدمی کی موت قریب
ہو تو اوسکا منہ قبلے کی طرف دہنی کروٹ پر پھیر دین اور اسکو کلمہ شہادت سکھایا جاوے
اور جب مر جاوے تو اوسکے دونون جبڑے باندھ دے جاوین اور دونون آنکھین بند

لیجاوین اور ایک تختے کو طاق مرتبہ (یعنے ایک یا تین یا پانچ یا سات بار) بسا کر اوسپر
اوسکو اوتارین اور اوسکی برہنگی (ناف سے لیکر گھٹنون تک) ڈھانپ کر کپڑے اوتارلین
اور وضو بغیر کلی اور ناک مین پانی دینے کے کراوین بعد اوسکے وہ پانی ڈالین جسمین بیری
کے پتے خواہ اشنان جوش دیا ہو ورنہ خالص پانی ڈالین اور اوسکے سر اور داڑہی کے
بالونکو گل خیرو سے دہوین اور بائین کروٹ پر لٹا کر اتنا دہوین کہ پانی بدن کے اوس
حصے پر پہونچ جاوے جو تختے سے ملا ہو پھر داہنی کروٹ دیکر اوسیطرح نہلاوین (کہ پانی
نیچے تک پہونچ جاوے) پھر اوسکو سہارا دیکر بٹھلاوین اور اوسکے پیٹ کو (آہستگی اور
نرمی سے) سوتین اور جو کچھ اوسکے پیٹ مین سے نکلے اوسکو دہو ڈالین اور پھر دوبارہ
غسل نہ دیوین اور اوسکے بدن کو کپڑے سے پونچھکر خشک کرین اور خوشبو (مرکب) اسکے سر اور
ڈاڑہی مین لگاوین اور سجدے کی جگہون (یعنے پیشانی اور ناک اور ہتھیلیون اور گھٹنون
اور تلوون) پہ کافور ملین اور اوسکے بالونمین اور داڑہی مین کنگھی نکرین اور نہ بال اور
ناخن کترین۔ اور مرد کا کفن مسنون اندر کی چادر اور پیراہن (یعنے کفنی گردن سے لیکر
گھٹنون کے نیچے تک) اور پوش کی چادر ہی اور کفن کفایہ اندر اور پوش کی چادرین ہین اور
مردے پر کفن کو اوسکی بائین طرفسے لپیٹین پھر داہنی طرفسے اور اگر خوف کفن کے اڑنے اور
کھلنے کا ہو تو گرہ دیدین اور کفن ضرورت جو کچھ میسر ہو جاوے اور عورت کا کفن مسنون
(پانچ کپڑے) ہین کفنی اور اندر کی چادر اور دامنی اور سینہ بند جسکو اوسکی چھاتیون
پر لپیٹا جاتا ہی اور سینے سے ناف کے نیچے تک ہوتا ہی) اور پوش کی چادر اور کفن کفایہ
(اوسکے لیے تین کپڑے ہین) دونون چادرین اور دامنی (جسکو اوڑہنی کہتے ہین) اور عورت
کو اسطرح کفن پہنایا جاوے کہ اول کفنی پہناوین پھر سر کے بالونکو (دو لٹین کرکے)

چھاتی پر رکھیں اور دامنی پہنادیں کفنی کے اوپر اور پوٹ کی چادر کے نیچے (پھر سینہ بند اور چادریں لپیٹیں) اور کفن کے کپڑوں کو طاق مرتبہ پہنانے سے پیشتر بسالیں

فصل جنازے کی نماز کے لیے بادشاہ لائق تر ہی اور یہ نماز فرض کفایہ ہے (یعنے اگر کچھ لوگ ادا کریں تو سبکے ذمے سے ساقط ہو جاتی ہی ورنہ سب گناہگار ہوتے ہیں) اور جنازے کی نماز کی شرط مردے کا مسلمان اور پاک ہونا ہی (پس کافر پر نماز جائز نہیں اسیطرح غسل سے پہلے نماز درست نہیں) بعد بادشاہ کے لائق تر جنازے کی امامت کے لیے قاضی ہی اگر دونوں موجود ہوں پھر محلے کا امام پس مردے کا ولی اور ولی کو جائز ہی کہ اپنے سوا کسی دوسرے کو نماز پڑھانیکی اجازت دیوے پس اگر بادشاہ اور ولی کے سوا کوئی اور نماز پڑھ لے تو ولی دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہی اور ولی کے سوا دوسرا شخص پھر نہیں پڑھ سکتا اور اگر بدون نماز کے دفن کر دیا جاوے تو اوسکی قبر پر نماز پڑھی جاوے جبتک کہ اوسکا بدن پھٹا نہو اور نماز جنازہ چار تکبیریں ہیں اول تکبیر کے بعد سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھکر اللہ اکبر کہے اسکے بعد درود پڑھے اور تیسری بار اللہ اکبر کہکر پھر جامیت کیواسطے دعا کرے پھر چوتھی تکبیر کہکر دونوں طرف سلام پھیر دے اور اگر امام پانچویں دفعہ تکبیر کہے تو مقتدی اوسکی پیروی نکریں (یعنے وہ پانچویں دفعہ اللہ اکبر نکہیں اور دعا میت کیواسطے یوں کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ) اور لڑکے کے لیے استغفار نکرے بلکہ یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔ اور مسبوق (یعنے جس سے پہلے کوئی تکبیر ہو چکی ہو) انتظار امام کی تکبیر کا کرے (کہ جب وہ اللہ اکبر کہے اوسکے

ساتھ مسبوق بھی کہکر ملجاوے) نہ وہ شخص کہ موجود ہو یعنے موجود ہو اور پہلی تکبیر
امام کے ساتھ نہین کہی وہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے بلکہ خود تکبیر کہکر شریک ہو جاوے
اور دوسری تکبیر امام کے ساتھ کہے اور مسبوق کو جو تکبیر رہ گئی ہو نماز کے ہو چکنے کے
بعد قضا کرلے) اور امام مرد و عورت کے سینے کے مقابل کھڑا ہو اور اس نماز کو سوار ہو کر نہ
پڑھین اور نہ مسجد کے اندر ادا کرین (اور امام شافعی کے نزدیک مسجد مین جائز ہے اور دلیل
امام اعظمؒ کی یہ ہے کہ مسجد نماز پنجگانہ کے لئے بنی ہے نہ نماز جنازہ کے لئے علاوہ اسکے
احتمال مسجد کے آلودہ ہو جانیکا ہے اور زمانہ صحابہ اور تابعین مین جنازے کی نماز مسجد مین
نہ پڑہتے تھے مگر جب کوئی خاص ضرورت اوسکی مقتضی ہوتی تھی تو پڑہتے تھے واللہ اعلم
اور جو بچہ کہ پیدا ہو کر آواز کرے (اور مر جاوے) اوسپر نماز پڑہی جاوے ورنہ نہین پڑہنا
چاہیے جیسے وہ لڑکا کہ اپنی مان خواہ باپ کے ساتھ قید مین اکر مر جاوے (تو اوسپر
نماز نہ پڑہین گے اسلئے کہ مان باپ کی متابعت سے وہ بھی کافر گنا جاویگا) لیکن جس
صورت مین کہ باپ خواہ مان مسلمان ہو جاوے (تو اوسکی متابعت مین بچہ کو مسلمان جانینگے
اور اوسپر نماز پڑہین گے) یا وہ لڑکا خود مسلمان ہو جاوے (بشرطیکہ عاقل ہو) یا اوسکی ساتھ
مین اوسکا باپ خواہ مان قید نہوئے ہون (تو اسصورت مین بھی اوسکو دار الاسلام کی متابعت
سے مسلمان تصور کرینگے اور نماز پڑہین گے (اور ولی اگر مسلمان ہو تو وہ کافر مردہ
کو نہلا دے اور کفن دے اور دفن کردے (مگر سنت کے طور پر جیسا ہو نکرے بلکہ
اوسپر پانی ڈالکر اور کپڑے مین لپیٹ کر گڈہے مین دباوے) اور جنازہ کی چارپائی
کے چارون پائے پکڑکر جلد جلد لیجاوین مگر دوڑین نہین اور نہ پہلے جنازہ رکھنے
سے بیٹھین اور نہ اوس سے آگے چلین اور اوسکے سرہانے کو پہلے اپنے داہنے

کندھے پر رکھے پھر بائین پر پھر پائینتی کی طرف اول دہنے پر رکھے پھر بائین پر یعنے
اگر اوٹھانیوالے بہت سے ہون تو ہر ایک کو چاہیئے کہ نوبت بنوبت اسیطرح اوٹھاوین
اور قبر کھود کر لحد بنائی جاوے اور قبلہ کی طرف سے گور مین اوتارا جاوے اور جو گور مین
اوتارے وہ کہے بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ اور گور مین رکھکر منہ قبلے کیطرف کو کیا جاوے اور
کفن کے بند کھولدئے جاوین اور کچی اینٹین خواہ نل لحد کے اوپر رکھین پکی اینٹین اور
لکڑی نرکھین اور عورت کی قبر چھپائی جاوے نہ مرد کی پھر مٹی دیجاوے اور قبر کو اونٹ کی کوہان
کی صورت بناوین چوکھونٹی چبوترے کی شکل نہ بناوین اور قبر کو چونے کی نہ بناوین اور نہ مردہ
کو قبر سے نکالین مگر اوس صورتمین کہ زمین زبردستی سے چھینی ہوئی ہو

باب شہید کے حکمون کے بیان مین — شہید وہ شخص ہے جسکو کافرون یا سرکشون
یا رہزنون نے مار ڈالا ہو یا میدان جنگ مین اوسکی نعش ملے اور زخم کا نشان اوسپر
ہو یا اوسکو کسی مسلمان نے براہ ظلم مار ڈالا ہو اور مارنے والے پر خون بہا لازم نہوا ہو
(یعنی دانستہ مارا ہو) تو ایسے شخص کو کفن دیا جاوے اور نماز پڑہی جاوے بدون نہلانے
کے اور خون اور کپڑون کے ساتھہ دفن کیا جاوے مگر جو کپڑے کفن کے جنس سے نہون
وہ اوتار لئے جاوین اور (اگر کپڑے کفن سے کم ہون) تو زیادہ کر کے کفن پورا کردین
اور (اگر زیادہ ہون تو کفن سے زیادہ کو) کم کرین اور اگر حالت ناپاکی مین مارا گیا
ہو یا لڑکپن مین یا دیر مین مرا ہو اسطرح کہ زخمی ہونیکے بعد کہاوے یا پیوے یا سووے
یا علاج کیا جاوے یا اوسپر ایک وقت نماز کا گذرے اور اوسکے ہوش بجا ہون یا لڑائی کی جگہہ
سے زندہ لایا جاوے یا وصیت کرے یا شہر مین مارا جاوے اور یہہ نہ معلوم ہو کہ
وہ ہتھیار سے براہ ظلم مارا گیا ہے یا حد مارنے کے سبب سے مرگیا ہو یا دوسرے کے

مارڈالنے کے عوض مین مارا گیا ہو تو ان سب صورتون مین غسل دیا جاویگا اور اگر کوئی شخص باغی ہونیکی جہت سے خواہ رہزنی کے باعث مارا گیا ہو تو اوسکو غسل دینا چاہیے نہ نماز پڑھنی چاہیے۔

باب کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے بیان مین۔ کعبے کے اندر اور اوپر نماز فرض اور نفل دونون درست ہین۔ اور جو شخص کہ کعبے کے اندر اپنی پیٹھ امام کی پیٹھ کیطرف کو کریگا تو جائز ہوگا لیکن اگر پیٹھ امام کے منھ کیطرف کریگا تو نماز درست نہوگی اور اگر گرد کعبے کے حلقہ کرین تو درست ہی نماز اوس شخص کی کہ کعبے سے امام کی نسبت قریب تر ہووے بشرطیکہ وہ شخص امام کیطرف نہو اس مسئلے کیصورت یہ ہی کہ کعبے کی چارون طرف نماز کو کہڑے ہوئے تو جو شخص کہ اسطرف مین ہی جدہر امام ہی اوسکو نچاہیے کہ کعبے کیطرف کو اپنے امام سے نزدیک ہو جاوے اسلیے کہ امام سے آگے بڑہنا لازم آویگا اور جو شخص کہ اور تین طرف ہین اونکو جائز ہی کہ امام کی نسبت کعبے سے نزدیک زیادہ ہو جاوین

کتاب الزکوۃ

اسمین زکوۃ کا بیان ہی (جاننا چاہیے کہ زکوۃ اسلام کا تیسرا رکن ہی اور نماز کے بعد سب حکمون سے زیادہ اسکی تاکید ہی اسلیے کہ قرآن مین اکثر جگہہ زکوۃ کے دینے کو نماز کے ہر بار کہنے کے ساتھہ بیان فرمایا ہی اور بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جب بعضے گروہ عرب کی زکوۃ کے دینے سے باز رہے حضرت ابوبکر صدیق رض نے اونکے مرتد ہوجانے کا حکم فرماکر اونپر جہاد کیا) زکوۃ شریعت مین مالک کرنا مال کا ہی صرف اللہ تعالے کی رضامندی کیواسطے مفت بلاعوض ایسے مسلمان فقیر کو جو ہاشمی نہو نہ ہاشمی کا غلام ہو اس شرط سے کہ مالک کی منفعت ہر طرح اس مال سے علیحدہ ہو جاوے۔ زکوۃ کے

واجب ہونیکی شرطین (یہ ہین) اول عاقل ہونا دوم بالغ ہونا سوم مسلمان ہونا چہارم
آزاد ہونا (پس باؤلے اور لڑکے اور کافر اور غلام پر واجب نہین) پنجم مالک ہونا
ایسے مال کا جو نصاب کی مقدار ہو اور برس دن اوسپر گذر گیا ہو اور قرض اور حاجت
اصلی سے بچا ہوا ہو اور بڑہنے والا ہو گو فرضاً ہی بڑہے (مثلاً سونا اور چاندی
کہ اگرچہ بدون بڑہے انپر برس گذر جاوے لیکن یہ دونون چیزین بڑہنے والی مال کے
حکم مین ہین اسلیے کہ اگر تجارت کرتا تو اونکی مالیت زیادہ ہو جاتی) اور شرط زکوۃ کے
ادا کرنیکی نیت ہی خواہ دینے کیوقت ہو خواہ مقدار واجب کے علیحدہ کرنیکے وقت
یا کل مال خیرات کر ڈالنا ہی۔

باب چرنیوالے جانورونکی زکوۃ مین - چرنیوالے جانور وہ کہلاتے ہین کہ سال
مین بہت دن چرنے پر گذارہ کرین (یعنے گو بعض اوقات گھر سے اونکو گھاس
کھلائی جاوے مگر اکثر چرنے پر کفایت کرتے ہون) **فصل** اونٹ کی زکوۃ کے ذکر مین
۲۵ اونٹون مین ایک بنت مخاض ہی (اور وہ ایسا بچہ ہی جو ایک برس کا ہو کر دوسرا سال
اوسکو لگا ہو) اور اونٹ اگر ۲۵ سے کم ہون تو ہر پانچ اونٹ کی زکوۃ ایک بکری ہی
اور ۳۶ اونٹون مین ایک بنت لبون (دینی چاہیے وہ ایسا بوتہ ہے کہ دو برس کا
ہو کر تیسرے مین پانو دہرا ہو) اور ۴۶ اونٹونکی زکوۃ حقہ ہے (یعنے وہ بوتہ کہ چوتھے
سال مین ہو) اور ۶۱ اونٹون مین ایک جذعہ ہی (جسکو پانچوان سال ہو) اور ۷۶
اونٹون مین نوّے تک دو بنت لبون ہین اور ۹۱ اونٹونمین ۱۲۰ تک دو حقے ہین پہر
اسے آگے ہر پانچ اونٹ پیچھے ایک بکری ہی یہانتک کہ تعداد ۱۴۵ ہو جاوی اسقدر مین
دو حقے اور ایک بنت مخاض (مقدار زکوۃ) ہی اور ۱۵۰ اونٹونمین تین حقے ہین پہر

باب چرنیوالے جانورون کی زکوۃ مین
فصل اونٹون کی زکوۃ مین

ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری ہے اور ١٧٥ اونٹون پر تین حقے اور ایک بنت مخاض اور
١٨٦ مین تین حقے اور ایک بنت لبون ہے اور ١٩٦ مین چار حقے ہین دو سو اونٹون
تک پھر دو سو کے بعد نیا حساب کیے اوسطرح جیسا ڈیڑھ سو کے بعد کیا ہے (یعنی ہر
پانچ پر ایک بکری اور ٢٥ پر بنت مخاض اور ٣٦ پر بنت لبون اور ٤٦ سے ٥٠ تک
ایک حقہ) اور بختی اونٹ مثل عرب کی اونٹون کے ہین (اونکی زکوۃ بھی اسیطرح ہونی
چاہیے **فصل گائے کی زکوۃ مین**) ٣٠ گایون مین ایک بچھڑا خواہ بچھڑی ایک سالہ
ہے اور ٤٠ مین دو برس کا بچھڑا خواہ بچھڑی ہے پھر ٤٠ سے اگر بڑھین تو اونکی زکوۃ
حصہ رسد حساب کر لیا جاوے (یعنے اگر ٤١ ہون تو ایک دو برس کا بچھڑا اور اوسکی قیمت
کا چالیسوان حصہ اونکی زکوۃ ہوگی اسیطرح اگر ٤٠ سے دو زاید ہون تو وہ چالیسوین حصے
یعنی بیسوان حصہ قیمت کا بڑہا لیا جاوے گا) یہانتک کہ تعداد ٦٠ ہو پس ساٹھ گایون
مین برس برس کے دو بچھڑے ہونگے اور ستر مین ایک برس روز کا اور ایک دو برس
کی اور اسی مین دو بچھڑیان دو برس کی ہونگی پس مقدار زکوۃ ہر دہائی پر بدلتی جاویگی
کہ ایک برس کے بچھڑے کی جگہ دو برس کا ہو جاویگا (یعنے ہر دہائی پر دیکھنا چاہیے
کہ اوس مین کتنے ٣٠ ہین اور کتنے ٤٠ ہین پس ٣٠ کے عوض ایک برس کا بچھڑا لگاوین
اور ٤٠ کے عوض دو برس کا مثلاً اگر تعداد ٩٠ ہو تو ٣٠ اوس مین تین دفعہ پورے
ہین اسلئے اونکی زکوۃ تین بچھڑے یکسالہ ہووینگے اور سو مین ٣٠ دو دفعہ اور ٤٠
ایک دفعہ ہے تو اوسکی زکوۃ دو ایک سالہ بچھڑی اور ایک دو سالہ بچھڑا ہوگا اور علی ہذا القیاس)
اور بھینس مثل گائے کے ہے زکوۃ کے باب مین **فصل بکری کی زکوۃ مین**
٤٠ بکریون مین ایک بکری ہے اور ١٢٠ بکریون مین دو بکریان ہین اور ٢٠١ بکریون مین تین

بکریان ہین اور چارسو مین چار پہر ہر سو پیچھے ایک بکری دینی چاہیے۔ اور بہیڑ
مثل بکری کی ہے اور بکریون کی زکوٰۃ مین ایک برس کا بکرا دو دانت لینا چاہیے
جذع (جو ایک برس سے کم کا ہوتا ہی) نہ لینا چاہیے اور گہوڑون اور گدہون اور خچرون
مین اور صرف بہیڑ بکری کے بچون اور محض بوتون اور نری بچہڑون اور کام کے
مواشی اور گہر پر کہانیوالون مین کچہ زکوٰۃ واجب نہین اور نہ اوس مقدار مین جو معاف ہی
اور نہ اوس مین کہ بعد زکوٰۃ کے واجب ہونیکے ہلاک ہو گئے ہون (یعنے اگر فقط بچے
ہی ہون بڑے مواشی نہون تو انمین زکوٰۃ نہین اسیطرح جو جانور کہیتی وغیرہ مین
کام مین لگے ہون یا اونکو گہر سے گہاس دانہ دینا پڑتا ہو چرنے پر بسر کرتے ہون
او نپر بہی زکوٰۃ نہین ایسا ہی دو نصابون کے بیچ مین جو عدد معاف ہین جیسے
۳۰ اور ۴۰ گایون کے بیچ مین مثلاً ۳۵ ہون تو ۳۰ کی زکوٰۃ ہی پانچ کی کچہ
نہین آور یہی حال ہی جبکہ مال بعد زکوٰۃ واجب ہونیکے جاتا رہی کہ مال کی جاتے رہنے
سے زکوٰۃ واجب بہی جاتی رہتی ہی) اور اگر کسی عمر کے جانور کا دینا زکوٰۃ مین لازم
آوے اور اوس عمر کا جانور زکوٰۃ کے گلے مین پایا نہ جاوے تو زکوٰۃ دینے والیکو چاہیے کہ
(تین باتون مین سے ایک کرے) یا اوس جانور سے زائد عمر کا دیوے اور زکوٰۃ لینے والے سے
اوپر اون پہیر لے یا اُس سے کم عمر کا مع اوپر اون زکوٰۃ لینے والے کی حوالے کرے یا قیمت
اوس جانور کی جو لازم ہوا ہی دیدے (مخفی نرہے کہ مقدار واجب کی قیمت دینے مین
امام شافعی خلاف کرتے ہین اور اونکے اوپر قول حضرت معاذ بن جبل رضہ کا حجت ہے جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے یمن والون سے زکوٰۃ لیتے تہے کہ انہونے فرمایا اگر تم جو گیہون
اور جو کے بدلے مین کپڑا دیدو تو تمکو بہی آسان ہو اور مدینہ منورہ مین صحابہ کے کام آوے

روایت کیا اسکو بخاری نے اور ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
نے زکوٰۃ کے اونٹون مین ایک اونٹنی نہایت عمدہ دیکھی استفسار فرمایا کہ اسکو زکوٰۃ مین
کیون لیا ہی لوگون نے عرض کیا کہ یہ دو اونٹونکی عوض مین لی ہی آپنے فرمایا کہ خیر اس
روایت سے بہی مقدار واجب کا بدل لینا ثابت ہوتا ہی واللہ اعلم اور زکوٰۃ مین میانہ جانور
لینا چاہیے (نہ سب سے اچھا ہو اور نہ سب سے برا) اور جو کچھہ جنس نصاب سے سال کے بیچ مین حاصل ہو
وہ نصاب مین ملا لیا جاوے (یعنے اگر سال کے بیچ مین اونٹ خواہ گائین یا بکریان اور
حاصل ہوئین تو یہہ بہی اوسی جنس مین ملا لیجاوینگی کہ گویا برس بہر تک اونپر پورا ہو گیا)
اور اگر باغی خراج اور دیکی اور زکوٰۃ لے لیوین تو دوسری بار نہ لینی چاہیے اور اگر مال والا
اپنے مال کی زکوٰۃ کئی برسون کی خواہ کئی نصاب کی پیشتر سے ادا کر دے تو جائز ہے۔

باب مال نقد کی زکوٰۃ کے بیان مین۔ چاندی اگر وزن مین دو سو درم ہو اور
سونا ۲۰ دینار تو اونمین چالیسوان حصہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہی خواہ اونکی ڈلیان ہون خواہ
زیور خواہ برتن (خواہ روپیہ اشرفی) پہر ہر پانچوین حصے مین درم اور دینار کی تعداد سے
اسی حساب سے ہو (یعنے دوسو پر جب ۴۰ درم وزن بڑہیگا اور ۲۰ دینار سونے پر جب چار
دینار زائد ہونگے تو اونکا بہی چالیسوان حصہ دینا پڑیگا) اور زکوٰۃ کی ادا کرنے اور واجب
ہونے مین درم اور دینار کا وزن معتبر ہی (یعنے اگر چاندی یا سونے کے برتن کی
قیمت مال کی نسبت زیادہ ہو تو اوسکا اعتبار نہین بلکہ وزن کا اعتبار ہی اور درمون
مین وزن سبعہ معتبر ہے یعنی دس درم چاندی کے سات مثقال سونے کے برابر ہونے
چاہیئین۔ اور جسمین چاندی غالب ہو وہ چاندی ہے نہ اوسکا اولٹا یعنی اگر برتن
یا روپیہ تانبے کا ملا ہوا ہو تو جسمین چاندی زیادہ ہو گی وہ ایسا ہی جیسا خالص چاندی

کا اور جسمین تانبا زیادہ ہی وہ نری تانبے کے حکم مین ہوگا) اور واجب ہے زکوۃ
اسباب تجارت مین جسکی قیمت مقدار نصاب چاندی خواہ سونے کو پہنچ جاوے
(یعنے اگر کپڑا خواہ لکڑی یا پتھر یا گھوڑا یا گدہا تجارت کیواسطے لیا تو اگر اوسکی قیمت
دوسو درم چاندی کے خواہ بیس دینار سونے کی برابر ہو گی تو اوسکا چالیسوان حصہ
زکوۃ دینی پڑیگی) اور سال کے بیچ مین مقدار مال کا نصاب سو کم ہو جانا زکوۃ کے
واجب ہونے کو مضر نہین بشرطیکہ مال کے دونون سرون پر پوری نصاب ہو۔
اور اسباب تجارت کی قیمت نقد چاندی سونے مین ملالیجاوے اور سونے کو چاندی
مین قیمت کے اعتبار سے ملالیا جاوے نہ وزن کے اعتبار سے یعنے اگر سو درم چاندی کے
اور دس دینار سونے کے ہون جنکی قیمت سو درم ہو تو دوسو درم کی زکوۃ کہ پانچ
درم ہوئے دیدے اور وزن کے اعتبار سے نملادین مثلاً اگر مثال مذکور مین
دس دینار سو درم کے نہون بلکہ تھوڑے درم کے ہون تو اس صورت مین کچھ
وزن کے اعتبار سے آدہی نصاب چاندی کی اور آدہی سونے کی ہی مگر زکوۃ لازم ہوگی

باب زکوۃ لینے والے کے بیان مین (جسکو عاشر کہتے ہین) عاشر وہ شخص ہی جسکو
بادشاہ سوداگرون سے زکوۃ لینے کے واسطے مقرر کرے۔ پس اگر کوئی شخص سوداگرون
مین سے کہے میرے مال پر ابھی برس دن نہین گذرا یا میرے ذمہ قرض ہی یا مین نے خو-
ایک فقیر کو دیدی ہی یا دوسرے عاشر کو حوالے کی ہی جو اسی سال مین ہوا ہی اور
ان باتون پر قسم کہاوے تو اوسکی بات مان لیجاویگی (یعنے زکوۃ اوس سے نلیوین) مگر
چرنیوالے جانورونکی زکوۃ مین اوسکا قول آپ دینے کا نمانینگے (یعنے اگر وہ کہے کہ مین نے
خود ایک فقیر کو زکوۃ اون چرنیوالے جانورونکی دیدی ہی تو باوجود اوسکی قسم کہانی

کے تا نینگے اور دوسری دفعہ اوس سے زکوۃ لینگے) اور جس باب مین مسلمان کا قول مانا جاوے اوسمین جزیہ دینے والے کا قول بہی مانا جاوے نہ کافر حربی کا لیکن ام ولدکے باب مین کافر حربی کا قول بہی مانا جاتا ہی (یعنے اگر کوئی حربی امن لیکر دار الاسلام مین سوداگری کو آوے اور اپنی لونڈی کو کہے کہ یہہ میری حرم ہی سوداگری کی نہین تو اوسکے قول کو مان لینگے) اور عاشر کو چاہیے کہ مسلمانون سے چالیسوان حصہ زکوۃ لے اور ذمی سے (یعنے جو کافر جزیہ یعنی چٹی دیکر دار الاسلام مین رہتا ہو اوس سے) بیسوان حصہ زکوۃ لیوے اور حربی سے دسوان حصہ بشرطیکہ نصاب پوری ہو اور حربی بہی مسلمانون سے لیتے ہون (یعنے اگر کافر دار الحرب مین مسلمان سوداگرون سے راہداری لیتے ہون تو عاشر بہی کافر سوداگرون سے لیوے ورنہ نلیوے) اور بدون دار الحرب سے دوبارہ آنے کے ایک برسمین دوبار زکوۃ نہ لیجاوے (یعنے اگر حربی ایک برسمین دوبار دار الحرب سے دار الاسلام مین آمد ورفت کرے تو اوس سے دوبار دو یکی لیوین) اور شراب کی دہ یکی لیجاوے نہ سور کی (اسلیے کہ شراب مثلی چیزون مین سے ہی یعنے ایسی چیز ہے کہ اوسکے تلف کرنے سے ویسی ہی دینی پڑے تو اوسکی قیمت خود شراب ہنوگی اور سو قیمت والی چیزونمین سے ہی کہ اوسکے تلف سے قیمت دینی پڑتی ہی تو اوسکی قیمت اوسکی ذات کا حکم رکہتی ہی اور ان دونون چیزون کی ذات کا لینا ممنوع ہی) اور نہ اوس چیز کی زکوۃ لین جو اوسکے گہر مین ہو اور نہ اوس مال کی لیوین جو کسی نے اوسکو تجارت کے لیے دیا ہو اور نہ مال مضاربت کی اور نہ اوس مال کی جو اوسکے غلام نے پیدا کیا ہو جسکو اوسنے تجارت کی اجازت دی رکہی ہو (یعنے اگر کوئی سوداگر ایسا گذرے جسکے گہر مین مال تجارت اتنا ہی کہ اوسپر زکوۃ واجب ہی تو اوسیقدر مال کی زکوۃ لین جو موجود ہی اور جو اوسکے گہر مین ہے

سکی نہ لین ایسا ہی حال زکوۃ مال بضاعت اور مال مضاربت اور غلام کی کمائی
کا ہے اور اوسکو بہی نہ لینا چاہیے) اور دہ یکی دوبارہ لیجاوے اگر خارجیون
نے راہداری لے لی ہو (یعنے اگر باغیون نے ملک بادشاہ پر غالب ہوکر
حربی سوداگرون سے راہداری لے لی ہو تو اون سے دوبارہ لیجاوے۔

باب رکاز (یعنے زمین کی چیزین مثل کان اور خزانہ مدفون) کی زکوۃ کے
ذکر مین۔ کان اگر نقد کی ہو یعنے سونے اور چاندی کی خواہ لوہے جیسی چیز کی ہو
(مثل تانبے اور سیسے کی تو مثل نقد کی کان) اگر زمین خراجی اور دہ یکی والی مین پائی جاوے
تو اوسمین سے پانچوان حصہ لیا جاوے اور اگر یہہ کان بانیوالے کے گہر مین یا اوسکی ملک
کی زمین مین نکلے تو کچہ نہ لیا جاوے اور ایسا ہی پانچوان حصہ خزانہ مدفون کا
لیا جاوے اور باقی چار حصے زمیندار قدیم کو ملین گے اور پہاڑی مین سے بہی
پانچوان حصہ لیا جاوے۔ اور جو دفینہ اور کان کہ دار الحرب مین نکلے خواہ فیروزہ
اور موتی اور عنبر دار الاسلام مین نکلے اوسمین سے پانچوان حصہ نہ لیوین گے

باب عشر (یعنے محصول زمین مین سے دہ یکی کے لینے) کے بیان مین۔ دہ یکی
واجب ہے زمین عشری کے شہد مین سے اور اوس زمین کے پیداوار سے سبکو مینہ کا
خواہ رد کا پانی پہونچا ہو اور اوسمین کچہ شرط مقدار نصاب کی اور باقی رہنے کی نہین
(یعنے ایسی چیزین خواہ تہوڑی ہون خواہ بہت ٹہرتی ہون یا نہین سبا مین سے
دہ یکی لیوین) لیکن لکڑی اور نرکل اور گہاس (اگر پیدا ہوا ہوں) مین دہ یکی نہین
اور بیسوان حصہ لیا جاوے اگر زمین کو چرس اور بڑے ڈول سے پانی دیا ہو
اور مزدوری کا خرچ مجرا نہ دیا جاوے گا یعنے دہ یکی اور بیسوان حصہ کل پیداوار سے

لیا جاوے یہہ نکیا جاوے کہ بیلون اور کارکنون کا خرچ مجرا دیکر باقی کی دو یکی اور پانچوان حصہ لیا جاوے تغلبی شخص کے زمین عشری کے پیداوار مین گو وہ مسلمان ہوگیا ہو یا اوسنے کسی مسلمان یا جزیہ دینے والے نے خرید لی ہو اور تغلبی ایک فرقہ نصارے مین کا ہے جو جزیے کے عوض دو چند دہ یکے دیتے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین اسیطرح ٹھہر گیا ہے اور اگر زمین عشری کو مسلمان کے پاس سے کوئی ذمی مول لے لیوے تو خراج لیا جاویگا اور اگر زمین عشری مذکور کو اوس ذمی کے پاس سے کوئی مسلمان حق شفعہ کی جہت سے لے لیوے یا وہ ذمی اوس زمین کو بیع فاسد ہونیکی جہت سے پھر بائع کو پھیر دے جو مسلمان تھا تو اس صورت مین دہ یکے لیجاویگی۔ اور اگر کوئی مسلمان اپنے گھر کو باغ بنالے تو اوسکا مقدار واجب پانی کے ساتھہ بدلتا رہتا ہے یعنے اگر پانی عشر والا دیا تو اوس باغ کی پیداوار سے دہ یکی لیجاویگی اور اگر پانی خراج کا دیا تو خراج دینا پڑیگا) بخلاف جزیہ دینے والے یعنی ذمی کے (کہ وہ اگر اپنے گھر کو باغیچہ کر دیگا تو اوسمین دونون صورتونمین خراج ہی دینا پڑیگا) اور ذمی کے گھر کی زمین آزاد ہے یعنے اوسپر کچہہ واجب نہین) مانند چشمہ قیر اور نفط کے زمین عشری مین (کہ اوسپر بھی کچہہ واجب نہین) اور اگر یہہ دونون چشمے زمین خراج مین ہووین تو اونپر خراج واجب ہوتا ہے (واضح ہو کہ عشر کا پانی مینہ اور کنوؤن اور دریاؤن کا ہے کہ کسیکے تابع حکم نہین اور خراج کا پانی اون نہرونکا پانی ہے جنکو عجم کے بادشاہون نے کہدوایا ہے اور اون چشمون کا جو زمین خراجی مین ہون اور قیر اور نفط لونن کے کسرے سے گوندکی طرح کی چیز ہے کہ آگ کے شعلے لے اوٹھتی ہے جیسے رال وغیرہ

باب مال زکوۃ کے مصرف کے بیان مین۔ زکوۃ جسکو دیجاوے وہ فقیر ہے

اور مسکین فقیر سے بہی خراب حال ہی (اسلیے کہ مشہور یہہ ہی کہ فقیر وہ ہی جو مالک نصاب
نہو اور مسکین وہ ہی جسکے پاس ایک رات دن کی غذا نہو) اور جو شخص بادشاہ کیطرف سے
مال زکوۃ کی تحصیل کا عامل ہو اور مکاتب (یعنے وہ غلام اور لونڈی کہ اوسکے مالک
نے ایک مقدار معین مال پر اوسکو آزاد کیا ہو) اور قرضدار اور شکستہ حال غازی نمین
سے (جو گھوڑا اور ہتہیار رکھتا ہو) اور مسافر (کہ مال اپنے پاس رکہتا ہو گو وطن مین
مالدار ہو) پس مال زکوۃ خواہ ان سبکو دیا جاوی خواہ ایک قسم کے شخص کو۔ اور زکوۃ
ذمی کو نہ دیجا وے اور زکوۃ کے سوا اور صدقون کا اوسکو دینا جائز ہی۔ اور نہ مال
زکوۃ سے مسجد بناوے اور نہ مردی کو کفن دی نہ مردے کا قرض ادا کرے نہ آزاد کرنے
کے لیے غلام خریدی اور نہ اپنی اصل (یعنی مان باپ دادا دادی نانا نانی وغیرہ کو
دے) اور نہ اپنی فرع (یعنے بیٹا بیٹی اور اونکی اولاد) کو دے نہ عورت اپنے
خاوند کو دے نہ خاوند اپنی بی بی کو نہ اپنے غلام اور مکاتب اور مدبر اور ام ولد کو
اور نہ اس غلام کو جسکا کچہہ حصہ آزاد ہو گیا ہی اور ایسے شخص کو بہی نہدی جو تو انگر ہو
نصاب کی مالک ہونے سے اور نہ اوسکے لڑکے اور غلام کو دے اور بنی ہاشم کی قوم
کو اور اونکے آزاد کیے ہوؤنکو بہی نہ دیوے (جاننا چاہیے کہ بعض روایتون
کے بموجب بنی ہاشم سکے غیر اکو زکوۃ نہین دیسکتے اور بعض روایتونمین یہہ ہی کہ
چونکہ ذوی القربی کا حصہ ان لوگون سے موقوف ہو گیا ہی تو انکا زکوۃ کا مال
اونکو دینا جائز ہی واللہ اعلم) اور اگر زکوۃ انکل سے دیدی پہر معلوم ہوا کہ
جسکو دی وہ تو انگر تہا یا ہاشمی تہا یا کافر تہا یا اوس خود کا باپ یا بیٹا تہا تو جائز
ہی اور اگر یہہ معلوم ہوا کہ وہ شخص اوسکا غلام یا مکاتب تہا تو جائز نہین دوبارہ

زکوۃ دیوے) اور مکروہ ہی زکوۃ کا اسقدر دینا کہ فقیر تو انگر ہو جاوے مگر اتنا دینا مستحب ہی
(کہ اوس دن کے) سوال کی اوسکو حاجت نرہی اور مکروہ ہی مال زکوۃ کو ایک شہر سے
دوسرے شہر مین لیجانا بشرطیکہ دوسرے شہر مین کوئی اوسکا رشتہ دار نہین یا اول شہر کی
نسبت وہان زیادہ محتاج (اور اگر دوسرے شہر مین اپنے رشتہ دارون کیلیے لیجاوے
یا اول شہر کی نسبت دوسرے مین زیادہ محتاج کیلیے دینے کے لیجاوے تو
بلا کراہت درست ہی) اور جس شخص کے پاس ایکدن کی غذا ہو اوسکو سوال کرنا بیجا ہی

باب صدقہ فطر کے بیان مین

(یعنے اوس صدقہ کے بیان مین جسکا دینا بعد رمضان
کے روزون کے واجب ہوتا ہی) صدقہ فطر واجب ہی اوس شخص پر جو آزاد اور مسلمان
صاحب نصاب ہو اور وہ نصاب اوسکے گہر اور کپڑون اور اسباب اور گہوڑے اور ہتہیار
اور غلامون سے علاوہ ہو اور صدقہ فطر خود اپنی طرفسے اور اپنی لڑکے کی طرفسے جو مالدار
نہو اور اپنی خدمت کے غلامون کی طرف سے اور مدبر اور ام ولد کی طرفسے دیوے (اور
اگر بچہ غنی ہو تو اوسکی طرفسے اوسکے ذمہ واجب نہین) نہ اپنی بیبی کیطرفسے اور نہ اپنے
مکاتب کی طرفسے اور نہ ایسے ایک غلام یا چند غلامون کیطرفسے جو مشترک ہون دو
شخصون مین اور اگر کسی غلام کو جاکر بیچدیا ہی تو اوسکا صدقہ ملتوی رہیگا یعنے اگر خریدار
نے واپس کردیا اور اوس شخص کے ملک مین آگیا تب تو اوسکو دینا پڑیگا اور اگر خریدار
کے ملک مین جاویگا تو اوسپر لازم آویگا (اور مقدار صدقہ) واجب (کی) آدہا صاع گیہون
خواہ اوسکا آٹا یا ستو یا خشک انگور (یعنے کشمش ہے) یا ایک صاع چھوہارے یا جو کا
ہی) اور صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہی (اور رطل تخمیناً شاہجہانی وزن کے آدہ سیر
کی برابر ہی) اور وقت (صدقے کے) واجب ہونیکا عید کے دن کی صبح ہی پس جو شخص کہ

صبح سے پہلے مرجاوے یا صبح کے بعد مسلمان ہو یا پیدا ہوا ہو اوسپر صدقۂ فطر واجب نہو گا اور اگر صدقہ عید کی صبح سے پہلے خواہ پیچھے ادا کرے تو درست ہے

کتاب الصوم

اسمین روزہ کا بیان ہے (جاننا چاہیے کہ روزہ اسلام کے پانچوں رکن مین سے چوتھا رکن ہے اور قدیم سے فرض ہوا ہے کہ پہلی امتون پر بھی فرض تھا چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ یعنی تمپر روزہ فرض کیا گیا جیسے اون لوگون پر فرض کیا گیا جو تم سے پیشتر تھے) روزہ اوسکو کہتے ہین کہ جو شخص روزہ کا اہل ہے (یعنے مرد مسلمان اور عورت پاک حیض و نفاس سے) وہ نیت کے ساتھ کھانا اور پینا اور صحبت کرنی صبح صادق سے آفتاب کے ڈوبنے تک چھوڑ دے۔ اور رمضان کا روزہ جو فرض ہے اور نذر معین کا روزہ جو واجب ہی (مثلاً کہے کہ اس جمعرات کا روزہ رکھونگا) اور نفل کا روزہ ان (تینون روزون) کے لیے اگر نیت معہ تعیین رات سے لیکر دوپہر تک کرلے خواہ مطلق نیت کرلے (یعنے فرض اور واجب اور نفل کو معین نکرے) خواہ نفل ہی کی نیت کرے تو درست ہونگے اور ان تینو قسمون کے سوا اور روزی (جو رہے مثلاً قضا رمضان اور کفارہ کے اور نذر غیر معین کے جیسے یون کہی کہ خدا کیواسطے روزہ رکھونگا تو یہ روزی) درست نہین ہوتے جبتک کہ نیت رات سے نکرے اور تعیین روزہ کی نکرے اور رمضان چاند دیکھنے سے یا شعبان کے ۳۰ دن ہو جانے سے ثابت ہو جاتا ہے اور شک کے روز (یعنے تیسوین تاریخ شعبان کی اگر اونتیسوین کو ابر و غبار مین چاند معلوم نہوا ہو) روزہ نفل کی نیت کے سوا نرکھا جاوے (جاننا چاہیے کہ روزہ

شک کی روزہ امام شافعیؒ کے نزدیک ممنوع ہے اسلئے کہ حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی شک کے روز روزہ رکھیگا وہ میری نافرمانی کریگا اور برہان مین مذکور ہی کہ اوس روز کا روزہ امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہی اور امام اعظمؒ کے نزدیک نفل کی نیت سی روزہ رکھنا جائز ہے اور فرض رمضان کی نیت سی ناجائز اور اس نیت سی بھی جائز نہین کہ اگر کل رمضان ہے تو روزہ رکھونگا اور اگر نہین ہی تو روزہ نرکھونگا اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہی کہ حدیثون مین رمضان کے مہینے سے پیشتر روزہ رکھنے سی ممانعت آئی ہے اور بعضی حدیثون مین شروع ماہ شعبان اور اوسکی آخر دن کا روزہ رکھنی کی لیے حکم آیا ہے جو امام احمد رحمۃ کے لیے دلیل ہے ان دونون حدیثونکی رعایت کرنے سی روزہ نفل جائز نہوگا اور فرض رمضان کی نیت سے جائز نہوگا اور ہدایہ مین ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ شک کے روز روزہ نرکہا جاوی مگر نفل کی نیت سی اور یہ حدیث خواہ مرفوع ہو یا موقوف یعنے اسکی اسناد حضرتؐ تک پونہچی ہو یا نہ پونہچی ہو اسی مذہب کی موافق ہی اور احتیاط زیادہ اسمین ہی کہ قاضی اور مفتی اور خواص شک کے روز نفل کی نیت سی روزہ رکھین اور عوام کو افطار کا حکم کرین) اور جو کوئی چاند رمضان کا خواہ عید کا دیکھ لے اور اوسکی گواہی نمانی جاوی تو اوسکو چاہیے کہ روزہ رکھی پس اگر افطار کرلے تو صرف ایک روزہ قضا کرے (یعنے کفارہ اوسپر لازم نہین اور روزہ رمضان مین اوسپر سبب چاند دیکھنے کے لازم ہے اور عید مین بسبب سب مسلمانونکی پیروی کے) اور آسمان مین ابر و غبار کی جہت سی ایک عادلؒ کی خبر اگرچہ وہ غلام یا عورت ہو رمضان کی لیے مقبول ہوگی اور ماہ شوال کے لیے دو مردون خواہ ایکمرد اور دو عورتون کی گواہی لیجاویگی اور اگر آسمان مین ابر و غبار نہو تو بڑی جماعت کا دیکھنا معتبر ہوگا رمضان اور شوال دونون مین

صح عادل دو مرد [illegible] زیادہ [illegible] ۱۲۸۲

(اور بڑی جماعت کے لیے ۵۰ آدمی مقرر کیے گئے ہین) اور عید الضحےٰ مانند عید فطر کے ہر
رسینے چاند کے دیکھنے مین اور گواہی کے قبول ہونے مین دونون کا ایک حکم ہے اور مطلعون کا
مختلف ہونا معتبر نہین (یہانتک کہ اگر تمام جہان مین ایک ہی جگہ چاند دیکھین تو پورب سے
پچھم تک اور شمال سے جنوب تک چاند معلوم ہونے کا حکم ہوگا اور بعضے علما کے
نزدیک اختلاف اطراف کے مطلعون کا معتبر ہے اس روایت کے بموجب ہر ولایت
مین اوسیکے مطلع کا حکم معتبر ہوگا

باب ان چیزون کے بیان مین جنسے روزہ فاسد ہوجاتا ہے اور جنسے نہین ہوتا۔ اگر
روزہ دار کہا لے یا پی لے یا صحبت کرے (اگر یہ باتین) بھولکر (ہوجاوین) یا خواب مین
نہانے کی حاجت ہو یا شہوت سے دیکھنے کے باعث منی نکل پڑے یا تیل ملے یا سینگی سے
خون نکلوا وے یا سرمہ لگا وے یا بوسہ لے اور اوس سے انزال نہو یا اوسکے گلے مین
غبار یا مکھی چلی جاوے اور اوسکو اپنا روزہ یاد ہو یا اپنے دانتون مین لگی ہوئی چیز کو کہا جاوے
یا قے کرے اور وہ ہٹ کر اوسکے حلق مین خود چلی جاوے تو اوسکا روزہ نہ ٹوٹیگا۔
اور اگر قے خود نگلی جاوے یا جان بوجھکر قے کرے یا کنکر یا لوہے کا ٹکڑا (یعنے جو چیز
کہانے کی نہو) نگلجاوے تو ان صورتون مین صرف روزے کی قضا کرے (یعنے کفارہ لازم نہوگا)
اور جو مرد صحبت کرے خواہ عورت صحبت کیجاوے یا غذا کہاوے یا دوا پیوے (اور یہ باتین)
جان بوجھکر (ہون) تو (روزے کی) قضا کرے اور ظہار کا سا کفارہ دے (یعنے ایک بردہ
آزاد کرے یا ساٹھ مسکینونکو کہانا کہلاوے یا دو مہینے برابر روزے رکھے اور کفارہ
لازم نہوگا اگر شرمگاہ کے سوا (اور کسی عضو) مین صحبت کرنے سے انزال ہوگا اور ایسا ہی
حال ہے رمضان کے سوا اور روزے کے توڑنے کا۔ اور اگر حقنہ کراوے یا ناک مین

دوا ٹپکا دی یا کان مین یا زخم پیٹ یا زخم کھوپڑی کا علاج کسی خشک خواہ تر دوا
سی کرے اور وہ دوا اوسکے پیٹ یا دماغ مین پونہچ جاوی تو ان صورتون مین روزہ
ٹوٹجاتا ہی۔ اور اگر سوراخ ذکر مین کوئی دوا ڈالی تو روزہ نجاوے گا اور مکروہ ہے
بدون عذر کے کسی چیز کا چکھنا اور چبانا اسیطرح علک کا چبانا (جو ایک قسم کا گوند ہے
اور عذر یہ ہی کہ لڑکے کے لیے چاہیے کہ بدون اوسکے چارہ نہو یا کسی درد کے لیے
چباوے کہ اوسکے چبانے سے آرام ہو) اور سرمہ لگانا اور مونچھون پر تیل ملنا اور مسواک
کرنی اور بوسہ لینا اس شرط سے کہ خوف (صحبت کر بیٹھنے اور انزال ہوجانے کا) نہو مکروہ
نہین (ورنہ مکروہ ہی) امام شافعیؒ کے نزدیک دن ڈھلے سے غروب آفتاب تک مسواک
کرنی مکروہ ہی اور انپر حجت ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ فرمایا اگر مین اپنی امت پر مشقت
نجانتا تو مسواک کا حکم ہر نماز کے وقت کر دیتا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ رمضان مین بھی
مسواک ظہر اور عصر کی نماز کے لیے مسنون ہی اور ابراہیم نے عاصم سے پوچھا کہ آیا روزہ دار
تر مسواک کرے انہون نے کہا البتہ اسلیے کہ مسواک کی تری پانی کی تری سے بڑہکر
نہین یعنی کلی ہر وضو مین کرتے ہین اور تری منھ مین پونہچتی ہے پھر مسواک کی تری
تو اوس سے کم ہی ہی ابراہیم نے پوچھا کہ دن کے شروع مین مسواک کرے یا آخر
مین عاصم نے کہا کہ دونو وقتون مین ابراہیم نے پوچھا کہ یہ بات تم کس شخص سے روایت
کرتے ہو اونہون نے کہا کہ مین انسؓ سے روایت کرتا ہون اور نسائی نے بہی اسکو راوی ہین
روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے **فصل** جو شخص بیماری کی بڑہجانیکا خوف رکھتا
ہو اوسکو روزہ کا افطار کرنا درست ہی اور جائز ہے افطار کرنا مسافر کو (بہی) اور مسافر
اگر روزہ رکھے تو مستحب ہی بشرطیکہ اوسکو ضرر نکرے (یعنے مسافر کو اگر مشقت اور ماندگی

سفر کی ہو تو باوجود افطار کے مباح ہونیکے روزہ رکہنا مستحب ہے اور اگر مشقت ہو
تو افطار کرنا مستحب ہے) اور بیمار اور مسافر اگر حالت بیماری یا سفر مین مرجاوین تو اونپر
روزہ کی قضا نہین (یعنے بیمار اگر صحت نپاوے اور مسافر نٹھہرے تو اوسپر لازم نہین کہ
اپنے وارثون کو وصیت کرے کہ میرے اِن روزونکا فدیہ دیدینا) اور اگر وہ دونون
اپنے وارثون کو وصیت کرجاوین تو اونکا وارث ہر روزے کے عوض مین صدقہ دیوے
مثل صدقہ عید فطر کے (اور بدون وصیت کے لازم نہین اور میت کیطرف سے روزہ اور
نماز درست نہین) اور اگر وہ دونون روزہ رکہنے پر قادر ہوجاوین تو قضا رکہ لین
بدون شرط پے در پے رکہنے کے (یعنے رمضان کے روزون کی قضا مین یہ قید
نہین کہ سب ایک ساتھ ہون اگر جدا جدا رکہیگا تب بہی جائز ہے) پس اگر اسعرصہ مین
دوسرا رمضان آجاوے اور انکے ذمہ قضا کے روزے باقی ہون تو اون کو چاہیے کہ
رمضان حال کے روزے اول رکہین اور قضا رمضان کے پیچہے اور عورت حاملہ اور
دودہ پلانیوالی کو افطار کرنا روزہ کا درست ہے بشرطیکہ دونوکو بچے کا خوف ہو یا
حاملہ کو اپنی جان کا خوف ہو اور جائز ہے افطار نہایت بوڑہے شخص کو (جو ناطاقتی
کے باعث روزہ نرکہہ سکے اور آیندہ کو بہی توقع نرکہتا ہو) اور صرف اسطرحکا بوڑہا اپنے
روزہ کے (عوض) مین فدیہ دیوے (یعنے پیٹ والی عورت اور دودہ پلانیوالی
کو فدیہ دینا لازم نہین) اور جائز ہے نفل روزہ والے کو افطار کرنا (عذر کے ساتھ
سب روایتون مین اور) بدون عذر کے ایک روایت مین اور اِس روزہ کی وہ قضا کرے
اسلیے کہ نفل کو شروع کرکے اگر توڑ ڈالیگا تو اوسکی قضا لازم ہوجاویگی) اور اگر رمضان
کے دنونمین کوئی لڑکا بالغ ہوا یا کوئی کافر مسلمان ہو تو اوس روز امساک کرے

(یعنے افطار کرنیوالی چیزونمین سے کچھ نکرے) اور کوئی روزہ اوس دن کی عوض قضا نرکے - اور اگر کوئی مسافر افطار کی نیت کرکے نچلے پہر اپنی شہر کو آدے اور روزہ کیوقت مین نیت روزے کی کرلے (یعنی دوپہر ڈہلے سی پہلے نیت کرلے) تو اوسکا روزہ درست ہوگا اور اگر روزہ دار کو بیہوشی عارض ہوجاوے تو بیہوشی کے (ایام) کی روزے قضا کرے مگر جس رات مین بیہوشی ہوئی ہو اوسکے دن کے روزے کی قضا نکرے (یعنے اگرچہ چند روز رمضان کے مہینے مین بیہوش رہا تو سب دنون کی قضا کرے اسلیے کہ نیت روزے کی نہین پائی گئی مگر اُس دن کی قضا نکرے جسکی رات مین بیہوش ہوا ہوا اسلیے کہ ظاہر یہی ہے کہ اُوس رات مین نیت اوس روزے کی کی ہوگی) اور قضا کرے روزے کو بسبب ایسے جنون کے جو مدت تک کا نہو (یعنے مہینے مین کبہی ہوگیا ہو اور کبہی نہوا ہو اور اگر تمام مہینے جنون رہا ہو تو اوسپر قضا نہوگی اسلیے کہ ماہ رمضان مین اوسکو موجود ہونا میسر نہوا جو کہ شرط روزے کے واجب ہونے کی ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ یعنی پس جو کہ حاضر ہووے تم مین سے مہینے مین وہ اوسکے روزے رکہے) اور یہی قضا کرے وہ شخص کہ افطار کی چیزون سے بدون نیت کے باز رہے (یعنی اگر کوئی کچھ نیت نکرے نہ افطار کرنے کی اور نہ روزہ رکہنے کی رمضان کے روزونمین تو وہ شخص اون روزونکی قضا رکہے اسلیے کہ روزہ بدون نیت کی جائز نہین ہوتا) اور اگر دن کو رمضان مین مسافر اپنے شہر مین پہونچ جاوے یا حیض والی عورت پاک ہو خواہ رات کے گمان سی سحر کہالے حالانکہ صبح ہوگئی ہو یا رات ہوجانے کے گمان پر افطار کرلے حالانکہ ا ، ا موجود ہو ایسے لوگ دِنکو افطار کی چیزون سی باز رہین اور اوس روزے کی قضا رکہین اور کفارہ ندین اور یہی حکم ہے بہولکر کہا لینے کے بعد جان بوجہکر کہا لینے کا

(یعنے اگر کسی نے بہولکر کہالیا اور نادانی سے یہہ سمجہا کہ میرا روزہ جاتا رہا پہر دانستہ کہایا تو اوسکو روزہ قضا) رکہنا پڑیگا کفارہ لازم نہوگا۔ اسیطرح اگر سوتی ہوئی اور دیوانی عورت سے صحبت کیجاوے تو اون دونوںپر قضا لازم ہوگی کفارہ نہوگا **فصل** اور جو شخص کہ قربانی کے دن (یعنے عید اضحیٰ) کے روزہ رکہنے کی منت مانے تو وہ اوس روز افطار کرے اور اوسکی عوض دوسرا روزہ رکہے اور اگر اوس منت سے قسم مراد لی تو قسم کا کفارہ بہی دیوے (اسلیئے کہ اوس دن کا روزہ رکہنا جائز نہین اسلیئے افطار کرکے قضا رکہے اور قسم کی نیت مین قسم کا کفارہ بہی لازم آتا ہے اور یہی حکم اور دنون کے روزے کی نذر کا ہے جنمین روزہ رکہنا منع ہے جیسے ایام تشریق اور عید فطر کا روزہ) اور اگر نذر کرے کہ اس برس کے روزے رکہونگا تو چاہیئے کہ جن دنونمین روزہ ممنوع ہے یعنی دو عیدون کے دن اور تین دن تشریق کے ان پانچون روزون مین افطار کرے اور ان کے عوض اور دن رکہے اور قضا ان روزون کی لازم نہین جس صورت مین کہ اندنون مین روزہ شروع کرکے افطار کر لیا ہو (یعنے جسطرح اور روزون مین ہے کہ نفل مین شروع کرکے افطار کرنے سے قضا لازم آتی ہے قضا اون روزونکی لازم نہین ہوتی

باب اعتکاف کے بیان مین۔ مسجد مین روزہ اور نیت اعتکاف کے ساتھ ٹہرنا (اعتکاف کہلاتا ہے اور وہ) مسنون ہے اور کمتر مدت نفل اعتکاف کی ایکساعت ہے اور عورت اپنے گہر کی مسجد مین اعتکاف کرے۔ اور اعتکاف والا بدون حاجت شرعیہ یا طبیعت کی حاجت کے مسجد سے باہر نہ نکلے (حاجت شرعی) جیسے نماز جمعہ اور نماز جنازہ اور بیمار پرسی ہے اور حاجت طبعی مثل) بول و براز کے ہے اپس اگر بدون عذر ایکساعت کو باہر نکلیگا اعتکاف جاتا رہیگا اور جائز ہے اعتکاف والے کو کہانا اور پینا

اور سونا اور خرید و فروخت کرنا جس مسجد مین کہ اعتکاف کیا ہو اور مکروہ ہے بیچنے کی چیز کو مسجد مین لانا (بلکہ صرف زبانی معاملہ داد وستد کا کرے) اور مکروہ ہی اوسکو چپ رہنا اور نیک کلام کے سوا دوسری باتین کرنی - اور حرام ہی اسکو صحبت کرنا اور اوسکے لوازم (مثل بوسہ لینے اور گلے چمٹانے کے) اور صحبت کرنے سے اعتکاف باطل ہو جاتا ہی اور اگر چند روز کے اعتکاف کی نذر کرے تو ان روزون کی راتین بہی اوسپر لازم ہو جاتی ہین اور دو روز کی اگر نذر کرے تو دو راتین لازم ہونگی

كتاب الحج

اسمین حج کا بیان ہے (جاننا چاہیے کہ حج کرنا خانہ کعبہ کا اسلام کے پانچون رکنون مین سے پانچوان رکن ہی اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا یعنی اللہ کیواسطے ہے لوگون پر حج کرنا خانہ کعبہ کا جسکو قدرت ہووے راہ کی) خاص طور پر زیارت کرنا خانہ کعبہ کا حج کے معنون مین حج کہلاتا ہی اور وہ عمر بہر مین ایکبار بطور ریا کی ادا ہے ... شرطون سے فرض ہے اور شرطین اوسکی یہ ہین اول آزاد ہونا دوم بالغ ہونا سوم عاقل ہونا چہارم تندرستی مرض سے پنجم قادر ہونا راہ کے خرچ اور سواری پر جو زائد ہو اوسکے مکان اور ضروری چیزون سے ششم قادر ہونا خرچ آنے جانے اور گھر والون کے اخراجات پر ہفتم راستے کا مامون ہونا آٹھوین شرط عورت کے لیے ہی کہ محرم (یعنے باپ یا بیٹا) یا خاوند ساتھ ہو اس صورت مین کہ اوسکے اور کعبہ کے درمیان مین فاصلہ سفر شرعی (یا اوس سے بڑھکر) ہو (اور اگر کعبہ سے ایک منزل پر رہتی ہو تو محرم کا ہونا شرط نہین) پس اگر کوئی لڑکا یا غلام احرام باندہے اور بعد احرام کے وہ لڑکا بالغ ہو جاوے یا غلام آزاد کیا جاوے اور پہر یہ دونون باقی افعال حج کے

کتاب الحج ... (حج وقوف عرفات ... احرام اور عرفات ... طواف ... سعی اور رمی اور طواف صدر ... ۱۲)

بجالاوین تو انکے ذمے سے حج فرض یعنے حج اسلام) ادا نہوگا (اسلیے کہ احرام
بالغ ہونے اور آزاد ہونے سے پیشتر باندہا تہا) اور میقات یعنی وہ جگہین جہان سے
احرام باندہتے ہین اور بدون احرام کے گذرنا جائز نہین پانچ ہین اول ذوالحلیفہ دوم
ذات عرق سوم جحفہ چہارم قرن المنازل پنجم یلملم (انمین سے ہر ایک جگہہ اون لوگون
کیواسطے جو وہان رہتے ہین اور جو اونپر کو گذرتے ہین احرام باندہنے کا مقام ہی اور
جائز ہی اون جگہون سے پیشتر احرام کا باندہنا مگر ان سے آگے بڑہکر باندہنا جائز
نہین اور جو لوگ ان جگہون کے اندر رہتے ہین اونکے لیے احرام باندہنے کی جگہہ
حل ہے یعنے حرم کے سوا اور مکی کے رہنے والونکی میقات (اگر حج) کیواسطے (احرام باندہین تو)
حرم ہے اور عمرے کے لیے (باندہین تو) حل ہے ؛

باب احرام باندہنے کے بیانمین (حج کے اعمال مین احرام مثل تحریمہ کے ہی افعال
نماز مین) اور جب تو احرام باندہنا چاہے تو وضو کر اور نہانا مستحب ہی اور (وضو خواہ
نہانیکے بعد) ایک تہمد اور چادر کہ دونون نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہین اور خوشبو لگا اور
دو رکعتین پڑہکر یون کہہ کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي اور نماز کے
بعد نیت حج سے تلبیہ کہہ (یعنے یہہ الفاظ بازبان لا) لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ
لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اور ان الفاظ مین چاہے تو
اور بڑہاوے مگر کم نکر جب تو نیت حج سے تلبیہ کہہ چکے تو اب تو احرام باندہ چکا تو اب
بری باتون اور گناہون اور لڑائی جہگڑے اور شکار کے مارنے اور اوسکی طرف
اشارہ کرنے اور اوسکو بتلانے اور کرتہ اور پاجامہ اور پگڑی اور ٹوپی اور قبا اور موزے
پہننے سے پرہیز کر لیکن اگر جوتیان میسر نہون تو موزون کو ٹخنون کے نیچے سے کاٹکر

پہن لے اور ورس اور زعفران اور کسم کا رنگ مت پہن مگر یہہ رنگین کپڑا اگر دہویا ہوا ہو
کہ بو نہ آتی ہو تو اوسکا مضائقہ نہین) اور سر اور چہرے کے ڈہانپنے اور اونکو گل خیرو وغیرہ
سے دہونے اور خوشبو لگانے اور اپنے سر کے بال منڈانے اور کترانے اور ناخن دور
کرنے سے بہی پرہیز کر۔ اور نہانے اور حمام مین جانے اور مکان کے خواہ کجاوے کے
سایے مین ٹھہرنے اور ہمیانی کمر مین باندہنے سے (پرہیز کرنا) ضرور نہین۔ اور جب تو
نماز پڑہے یا اونچی جگہہ پر چڑہے یا پستی مین اوترے یا سوارون سے ملے اور سحر کے وقت
مین تلبیہ کثرت سے پکار کے کہتا رہ۔ اور جسوقت مکے مین داخل ہو تو اول مسجد حرام مین
جا اور خانۂ کعبہ کو دیکہکر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ زبان پر لا اور پہر حجر اسود کے سامنے
جاکر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہتا ہوا اوسکو بوسہ دے (خواہ ہاتھہ لگاکر ہاتھہ کو بوسہ دے)
بدون دوسری شخص کو تکلیف دینے کے اور خانۂ کعبہ کے گرد اپنی چادر داہنی بغل کے نیچے سے
نکالکر بائین کندہے پر ڈالکر حطیم کو شامل کرکے سات بار پہر (اور حطیم ایک دیوار کا ٹکڑا ہے
کعبے کی ایک کناری کو) اور پہرنا گردِ کعبے کے اپنی دہنی طرف سے شروع کر اوس جگہہ سے جو
دروازۂ کعبے کے پاس ہے اور اول کے تین پہیرونمین رَمَل کر (یعنے مونڈہے ہلاتا ہوا
جہپٹ کر چل) اور جب حجر اسود کے پاس کو گذرے تو اگر ہو سکے تو بوسہ دے (یا ہاتہہ لگا دے)
اور ختم کر گردش کو حجر اسود کے بوسہ دینے پر بعد اسکے دو رکعت نماز مقام ابراہیم
مین خواہ جس جگہہ مسجد مین ہو سکے ادا کر (اور یہہ) طواف خانۂ کعبہ کی سامنے آنیکا ہے یعنی
اسکو طواف قدوم کہتے ہین) اور یہہ طواف مکے کے رہنے والونکے سوا کے لیے سنت ہے
(کیونکہ یہہ طواف اول آنے کے واسطے ہے اور اہل مکہ تو وہان ہی رہتے ہین دوسری جگہہ سے
نہین آتے) پہر مسجد مین سے نکلکر صفا کی پہاڑی پر جا اور خانۂ کعبہ کی طرف کو منہ کرکے تکبیر اور

تہلیل کہہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بہیج اور اپنے پروردگار سے اپنی مراد مانگ
پہر وہان سے اوترکر مروہ کیطرف چل اور سبز میلون کے درمیانین دوڑ اور مروہ پر پونہچکر جو کچہ
صفا پر کیا تہا وہی افعال بجالا اسیطرح ان دونون کے درمیانین سات پہیرے کر شروع
پہیرونکا صفا سے اور ساتوان پہیرا تمام مروہ پر ہو بعد اوسکے مکہ مین احرام باندہے ٹہر
اور جب تیرا دل چاہے خانہ کعبہ کا طواف کیا کر پہر ساتوین تاریخ ذی الحجہ کو امام کو چاہیے
خطبہ پڑہے اور اوسمین افعال حج کے بیان کرے اور آٹہوین تاریخ منیٰ کو جا اور نوین
کو صبح کی نماز کے بعد عرفات کو جا وہان امام خطبہ پڑہے اور افعال حج کے لوگون کو
تعلیم کرے پہر دوپہر ڈہلنے ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو تکبیر وںسے پڑہ بشرطیکہ
امام اور احرام ہو (یعنے اگر احرام نہ باندہے یا اکیلا ہو تو اس صورت مین ایک وقت مین
دو نمازونکو ساتہ نہ پڑہنا چاہیے) پہر موقف کیطرف چل اور کوہ رحمت کے قریب ٹہر
اور عرفات کا میدان سب ٹہرنے کی جگہ ہے سوائے میدان عرنہ کے اور وہان تحمید
اور تکبیر اور تہلیل اور تلبیہ اور درود اور دعائین پڑہتا رہ پہر دن چہپے بعد مزدلفہ
کیطرف چل اور کوہ قزح کے پاس اوتر اور جماعت کے ساتہ مغرب اور عشا کی نماز ایک
اذان اور ایک تکبیر سے پڑہ اور نماز مغرب کو راہ مین پڑہنا درست نہین پہر نماز فجر کی اندہیرے
مین پڑہکر تکبیر اور تہلیل اور تلبیہ اور درود اور دعائین پڑہتا ہوا توقف کر اور مزدلفہ میدان
محسر کے سوا سب جگہ ٹہرنے کی ہے پہر روشنی ہو جانیکے بعد منیٰ کو چل اور (وہان پونہچکر)
جمرۂ عقبہ کو پست نالے کے بیچ مین کہڑا ہو کر سات کنکریان ایسی جنکو انگلی سے مار سکین اور
ہر پہیری کے ساتہ اللہ اکبر کہہ اور لبیک کہنا اول ہی کنکری کے مارنے سے موقوف کر
پہر قربانی کر پہر سر کے بال منڈا یا کترا اور منڈانا مستحب ہے ان کامونکے بعد تجہیر سب احرام

کی ممنوع چیزین سوا عورت سی صحبت کرنیکے جائز ہوجاوینگے پہر اسی تاریخ دسوین کو یا گیارہوین خواہ بارہوین کو مکی مین آ اور طواف رکن کے (جسکو طواف زیارت بہی کہتی ہین) سات پہیرے بدون رمل ودرمیان صفا مروہ دوڑنیکے بجالا اگر یہہ دونون باتین طواف قدوم مین کرلی ہون اور اگر نکی ہون تو طواف رکن مین کیجاوین اس طواف کی بعد تجکو عورت سے صحبت کرنا درست ہوجاویگا اور مکروہ ہی اس طواف کو ذبح کے دنون (یعنے دسوین گیارہوین بارہوین تاریخ) سے پیچھے ڈہلانا۔ پہر (طواف رکن کرنیکے بعد) منی کو جا اور قربانی کے دوسرے دن (یعنے گیارہوین کو) دوپہر ڈہلے سے پیچھے تینون جمرون کو سات سات کنکرین مار اور شروع اوس جمرہ سے کر جو مسجد خیف[ف] کے قریب ہی پہر جو اوسکے قریب ہی پہر جمرۂ عقبہ کو مار اور جب کنکر مارنے کے بعد دوسرا کنکر مارنا ہو تو اوس کے بعد کچہہ توقف کر (یعنے جمرۂ اول ودوسرے کو کنکر مارنیکے بعد توقف کر اور جمرۂ عقبہ کو مارنیکے بعد توقف مت کر) پہر گیارہوین کو اسیطرح کر اور بارہوین کو بہی ایسا ہی کر اگر منی مین ٹھہرا رہی اور اگر تیرہوین تاریخ کو کنکر ماری تو زوال سی پہلے کنکر مارنا درست ہی اور اول اور دوم جمرہ کو کنکریان پیادہ ہوکر مارنی چاہیین اور تیسرے کو سوار ہوکر بہی مارنا درست ہے اور مکروہ ہی کہ اپنا اسباب وسامان مکے کو روانہ کردے اور خود کنکریان مارنیکو منی مین ٹھہرا رہی۔ پہر محصب مین پہونچ (اور محصب ایک پتہریلی زمین مکی کی کنارے پر ہی وہان اسکو رہنا سنت ہی) پہر (محصب سے مسجد حرام مین داخل ہوکر) طواف رخصت کی سات پہیرے پہر اور یہہ طواف سوا اہل مکہ کے اور ونپر واجب ہی (اسکو طواف صدر بہی کہتے ہین اور مکہ والونپر اسلیے نہین کہ وہ اپنے وطن کو رخصت نہین ہوتے) پہر (طواف رخصت کے بعد) زمزم کا پانی پی اور ملتزم سے لپٹ (اور یہہ جگہہ حجر اسود سے لیکر دروازہ کعبہ تک ہی)

[ف] بڑی مسجد کو کہتی ہی جو منی [illegible] کنارہ [illegible] ۱۲

فصل

اور خانۂ کعبہ کے پردونکو پکڑکر اور دیوار سے لگ (کر) اور دعا مانگ کر گریہ وزاری کرتا علیحدہ ہو
فصل اور جو شخص مکے مین نجاوے اور عرفات مین ٹھہرے اوسکے ذمے سے طواف
قدوم جاتا رہیگا اور جو شخص عرفے کے روز زوال کے بعد سے دسوین کی صبح تک ایک ساعت
بہی توقف کریگا تو اوسکا حج پورا ہوجاویگا گو بے جانے یا سوتے ہوئے خواہ بیہوشی
کی حالت مین توقف کرے اور اگر اوسکی طرفسے بیہوشی کی جہت سے اوسکا رفیق احرام باندہلے
تو جائز ہے (یعنے اوسکا حج ہوجائیگا) اور حج کے تمام افعال مین) عورت کا حکم مثل مرد
کے ہو اتنا فرق ہی کہ عورت اپنا منہ کہولے مگر سر نہ کہولے اور لبیک بلند آواز سے نہ کہو
اور نہ طواف مین سونڈہی ہلاوے اور نہ سبز میلون کے درمیان دوڑے اور نہ سر منڈاوے
بلکہ بال تہوڑے سے کتر ڈالے اور سیا ہوا کپڑا پہنے (مترجم کہتا ہی کہ عورت مرد مین ایک
فرق یہہ بہی ہی کہ عورت کو باعث عذر حیض کے طواف رکن مین تاخیر زنی درست ہی
اور جو شخص کہ نفل کی بدنی یعنی قربانی کے گلے مین خواہ نذر کی بدنی کے خواہ شکار کے
عوض کے بدنی کے گلے مین خواہ اوراسکی مانند (مثل تمتع کے بدنی کے) [illegible] وہ باندہی
اور اوسکو حج کے ارادے سے اپنے ساتھ لیکر کعبے کی طرف متوجہ ہو تو اوسکا احرام
بندہگیا (یعنی بدون تلبیہ کے اس عمل سے محرم ہوجاتا ہے اور اس مسئلے میں امام شافعی
کا خلاف ہی اور دلیل اونپر ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ نے فرمایا
جو کوئی کلادہ باندہے بدنی کو تو وہ محرم ہوگیا) پس اگر بدنی کو اول روانہ کرے
بعد اوسکے خود روانہ ہو تو محرم نہوگا جبتک کہ راہ مین اوس سے ملے مگر بدنہ
تمتع مین (کہ بدون ملنے کے محرم ہوجاتا ہے) پہر اگر اس بدنی پر جہول ڈالی
یا اوسکی کوہان مین زخم لگادیا یا بکری کے گلے مین کلادہ باندہا تو محرم نہوگا۔

اور بدنہ شریعت مین اونٹ اور گاے کا معتبر ہے (بکری کا نہین)

باب قران کے بیان مین (جاننا چاہیے کہ حج کے افعال تین قسم ہین قران اور تمتع اور افراد۔ قران ایک احرام سے حج اور عمرے کے ادا کرنے کو کہتے ہین اور تمتع ایک سفر اور دو احرام سے حج اور عمرہ کرنے کو کہتے ہین۔ اور افراد اکیلا حج بدون عمرے کے کرنیکو کہتے ہین۔ ان تینون قسمون مین سے) افضل قران ہے (اسلیے کہ اوسمین دو عمل ادا کرنے ہوتے ہین اور احرام بہت دنون تک رہتا ہے جسمین سب کامونکی نسبت زیادہ مشقت ہوتی ہے) قران کے بعد تمتع ہے (اسلیے کہ اوسمین بھی دو عمل ادا ہوتے ہین لیکن چونکہ احرام اول کے بعد حلال ہو جاتا ہے اسلیے اسمین محنت کم ہوتی ہے بنسبت قران کے) اور تمتع کے بعد افراد ہے (کہ اوسمین صرف حج کا ادا کرنا ہے نہ عمرے کا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے آل محمد احرام باندھو حج اور عمرے کا ایک ساتھ اس حدیث کو طحاوی نے بیان کیا ہے اور امام شافعی رح کے نزدیک قران کی نسبت تمتع بہتر ہے واللہ اعلم) اور قران کی صورت یہ ہے کہ میقات (یعنے احرام باندھنے کی جگہ سے) حج اور عمرے کا احرام اکٹھا باندھے اور پھر دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ پھر مکے مین داخل ہو کر طواف اور سعی عمرے کی کرے بموجب بیان گذشتہ بالا کے حج ادا کرے۔ پس اگر حج اور عمرے کے لیے دو طواف کریگا اور دو سعی کریگا یعنی صفا اور مروہ مین دو بار دوڑیگا تو جائز ہوگا مگر برا کریگا (یعنے اسطرح کرنا مکروہ ہے) اور جب قربانی کے روز جمرہ عقبہ کو کنکریان مار چکے تو ایک بکری یا بدنی کا ساتوان حصہ ذبح کرے (اسلیے کہ یہ ذبح واجب ہے) اور جو شخص ذبح کرنے سے عاجز ہو وہ دس روزے رکھے اسطرح کہ تین تو ساتوین اور آٹھوین اور نوین تاریخ کو

باب قران کے بیان مین

سر عمرے کے ... مین ... دو طواف ... (marginal annotations, partly illegible)

رکھے اور سات روز جبکہ افعال حج سے فارغ ہو چکے گو مکے ہی مین ٹھہرا رہے۔ اور اگر قربانی کے دن تک روزہ نرکھیگا تو ذبح کرنے کے سوا اور کچہ نہین ہو سکتا اور اگر قران والا مکے مین نجاوے (کہ حج سے پہلے عمرہ ادا کرے) اور عرفات مین توقف کرے (یعنے حج کے ارکان شروع کردے) تو اوسپر عمرے کے چھوڑنے کا دم دینا لازم ہوگا اور عمرے کی قضا کرنے پڑیگی۔

باب تمتع کے بیان مین

باب تمتع کے بیان مین۔ اوسکی صورت یہہ ہی کہ میقات پر عمرے کا احرام باندھے پہر طواف عمرے کا اور سعی کرے اور سر کے بال منڈاوے یا کترا وے اور احرام کہولکر حلال ہوجاوے ایسا شخص طواف کے اول ہی پہیرے مین لبیک کہنا موقوف کردے پہر آٹھوین تاریخ ذیحجہ کی احرام حج کا حرم سے باندہے اور حج کرے اور ذبح کرے پس اگر ذبح سے عاجز ہو تو اوسکا حکم گذر چکا (کہ دس دن روزے رکھے) اور اگر تین روزے ماہ شوال مین رکھے (یعنے حج کے مہینو نمین سے کوئی سے تین دن رکھے) اور روزون کے بعد عمرہ کرے تو (یہہ روزے) تمتع (کے تین روزون) کے عوض کافی ہونگے لیکن اگر عمرے کا احرام باندہکر طواف عمرہ سے پیشتر (تین روزے) رکھیگا تو البتہ تمتع کے روزونکے عوض مین کافی ہونگے۔ پس اگر تمتع کرنیوالا قربانی اپنے ساتھ لیجانا چاہے (کہ یہہ دوسری قسم تمتع کی ہے) تو وہ احرام باندہکر قربانی کو ہانکتا چلے اور اوسکے گلے مین توشہ دان یا جوتی ڈالدے مگر اوسکے کوہان مین زخم نکرے اور عمرہ کرنیکے بعد (احرام کی قیدین لگی رکھے) حلال نہوجاوے اور آٹھوین تاریخ کو حج کے لیے احرام باندہے اور (آٹھوین سے) پہلے باندہنا مستحب ہی پہر جب دسوین کو بال منڈا چکے اوسوقت دونون احرامون (یعنی عمرے اور حج سے) حلال ہوجاوے۔ اور مکہ اور اوسکے قریب کے باشندونکو تمتع اور قران

درست نہین پس اگر تمتع کرنیوالا اپنے شہر کو عمرے کے بعد لوٹ آوے اور قربانی کو روانہ نکیا
تو اوسکا تمتع باطل ہوجاویگا اور اگر قربانی روانہ کرچکا تھا (اور عمرے کے بعد اپنے شہر کو
واپس آیا) تو تمتع باطل نہوگا۔ اور جو شخص عمرے کے طواف مین کمتر پھیرے (یعنی تین
پھیرے یا اون سے کم) حج کے مہینون سے پیشتر کرے اور حج کے مہینون مین اوس طواف کے
باقی پھیرے پورے کرے اور حج ادا کرے تو تمتع اوسکا باقی رہیگا اور اسکے عکس کی صورت مین
(یعنے حج کے مہینون مین زیادہ پھیرے نکرے بلکہ کمتر کرے تو وہ) تمتع والا نرہیگا اور
حج کے مہینے ماہ شوال اور ذیقعدہ اور دس روز ذیحجہ کے ہین اور حج کے لیے ان مہینون
سے پیشتر احرام باندہنا جائز ہی مگر مکروہ ہی اور اگر کسی کوفے کے رہنے والے نے
حج کے مہینون مین عمرہ کیا اور مکہ مین خواہ بصرہ مین ٹھہر گیا (یعنے اپنے وطن کو واپس نگیا)
اور حج کیا تو اوسکا تمتع جائز ہوگا اور اگر عمرہ کو فاسد کردیا اور مکہ خواہ بصرے مین ٹھہرا
اور عمرہ فاسدہ کو قضا کرکے حج کیا تو (اس صورت مین) تمتع والا نرہیگا مگر ایک صورت
سے کہ اپنے وطن کو واپس جاوے (اور پھر آوے اور عمرہ فاسد کو حج کے مہینون مین قضا
کرکے حج ادا کرے اس صورت مین البتہ اوسکا تمتع درست ہوگا) اور ان مین سے جونسے
کو فاسد کردے چاہیے کہ اوسکے افعال کرتا رہے اور ذبح لازم ہوگا (اسلیے کہ حج خواہ
عمرے کے فاسد کردینے سے تمتع والا نرہا) اور اگر کسی نے تمتع کیا اور قربانی کی تو یہہ
قربانی تمتع کے دم کے عوض ہوگی (اسلیے کہ تمتع کا دم قربانی کے سوا ہی) اور اگر عورت
احرام باندہنے کے وقت حائض ہوگئی تو طواف کے سوا سب ارکان حج کے ادا کرے
اور اگر طواف رخصت کرنے کے وقت حائض ہو تو طواف رخصت کو چھوڑ دے اور اپنے وطن کو
چلی جاوے (یعنے اوس طواف کے چھوڑنے سے اسپر کچھ لازم نہوگا) جیسے وہ شخص کہ مکہ

مین رہنا اختیار کرلے (یعنے حج کے بعد اگر کوئی شخص مکے کی اقامت اختیار کرے تو اسپر بہی طواف رخصت لازم نہین رہتا

باب احرام اور حج کے اعمال مین قصورون کے بیان مین (ذبح کرنا) ایک بکری (کا) واجب (ہوتا ہے) اگر محرم (اپنے) ایک عضو (کامل) پر خوشبو لگاوے اور اگر ایک عضو سے کم کو لگاوے تو صدقہ دے اور اگر اپنے سر کو مہندی سے رنگین کرے یا زیتون کا تیل ملے یا کپڑا سیا ہوا پہنے یا دن بہر سر کو چہپاوے تو ان صورتون مین بکری ذبح کرے اور (ایک روز سے) کم (اگر سر کو) چہپاوے تو صدقہ دے اور اگر چوتہائی سر کے خواہ داڑہی کے بال منڈاوے تو دم دے اور (چوتہائی سے) کم مین صدقہ دے مثل مونڈنے والے کی (یعنے اگر محرم کسیکے بال مونڈے تو اوسپر صدقہ واجب ہوتا ہی) اور اگر گردن کے بال خواہ دونون بغلون کے یا ایک کے یا پچہنے لگانے کی جگہہ کے منڈاوے تو ان سب صورتون مین دم دے اور مونچہہ مونڈانے مین حکم ایک مرد عادل کا ہے (کہ جو کچہہ وہ کہے صدقہ دیڈالے) اور محرم شخص اگر حلال آدمی کے موچہین مونڈے یا ناخن کترے تو کہانا دے اور اگر دونون ہاتہہ پانون کے ناخن ایک مجلس مین کاٹے یا ایک ہاتہہ خواہ ایک پانو کے کاٹے تو دم دے اور (اگر اس سے) کم کترے تو صدقہ دے اور یہی حال ہے اگر پانچ ناخن متفرق (یعنے دونون ہاتہہ پانون مین سے) لے ڈالے اور اگر ٹوٹا ہوا ناخن دور کرے تو کچہہ واجب نہین ہوتا اور اگر کسی عذر کی جہت سے (مثلاً بیماری کے باعث) خوشبو لگاوے یا سیا ہوا کپڑا پہنے یا سر منڈاوے تو بکری ذبح کرے یا تین صاع گیہون چہہ مسکینونکو دے یا تین روزے رکہے (اور بدون عذر کے ان چیزون کے مرتکب ہونیسے ذبح کرنیکے سوا اور کوئی چیز درست نہین)

باب احرام اور حج کے اعمال مین قصورون کے بیان مین

فصل اور کچھ واجب نہین ہوتا اِس صورتمین کہ محرم کسی عورت کی شرمگاہ کی طرف
شہوت سے دیکھے اور منی نکل پڑے اور اگر بوسہ دے خواہ شہوت سے اوسکو چھووے یا
اپنے حج کو فاسد کردے اِسطرح کہ عرفات مین ٹھہرنے سے بیشتر صحبت کر بیٹھے تو دم
دے اور اعمال حج کے کیے چلا جاوے اور اوسکی قضا کرے اور مرد و عورت (جنہون نے
ہمبستری کی ہو) قضا کرنے مین (حج کے یہہ ضرور نہین کہ جدا جدا ہون اور اگر عرفات
پر ٹھہرنے کے بعد صحبت کی ہو تو بدنہ واجب ہوگا اور حج فاسد نہوگا - اور اگر صحبت کرے
(حج مین) بعد سر منڈانے کے یا عمرے مین طواف کے اکثر پھیرون (یعنے چار یا زیادہ)
سے بیشتر تو دم دے اور عمرہ اِس صحبت سے فاسد ہوجاویگا اسکے اعمال بجا لاوے اور
اوسکو قضا کرے اور اگر (عمرہ مین) طواف کے اکثر پھیرون کے بعد صحبت کریگا تو
عمرہ فاسد نہوگا (مگر اس صورتمین دم دینا لازم ہوگا) اور بھولکر صحبت کرنی مثل جان
بوجھکر صحبت کرنیکے ہے اور بکری ذبح کرے جس صورت مین کہ طواف رکن بیوضو کرے اور
بدنہ ذبح کرے اگر طواف رکن حالت ناپاکی مین کرے اور اوس طواف کو (اس صورتمین)
دوبارہ کرے اور اگر طواف قدوم کو یا طواف رخصت کو بیوضو کرے تو صدقہ دے
اور بکری دے اگر طواف رکن مین کے کمتر پھیرے چھوڑ دے اور اگر زیادہ (پھیرے تو
اِس طواف کے) چھوڑ دیگا تو محرم ہی بنا رہیگا (چاہیے کہ اوسکو دوبارہ کرے بدون
نئے احرام کے) اور بکری دے اگر طواف رخصت کے اکثر پھیرے ترک کرے یا اوسکو
حالت ناپاکی مین کرے اور اگر اس طواف مین سے کمتر پھیرے یعنی تین یا دو یا ایک
ترک کرے تو صدقہ دے اور بکری دے اگر طواف رکن بیوضو کرے اور طواف رخصت
باوضو ایام تشریق کے آخر دنین (یعنے تیرہوین تاریخ) کرے اور اگر طواف رکن کو

حالت جنابت مین کرے تو دو دم (واجب ہوتے) ہین – اور بکری ذبح کرے اگر
عمرہ کا طواف اور سعی بیوضو کرے لیکن اس عمرے اور سعی کا دوبارہ کرنا لازم نہین –
اور بکری ہی اگر سعی چھوڑ دے یا عرفات پر سے امام سے پیشتر چلا آوے یا مزدلفہ مین
رہنا چھوڑ دے یا سب دنون کی کنکریان مارنے کو خواہ ایک دن کی کنکرین مارنے کو
ترک کرے یا بال بارہوین تاریخ کے بعد منڈاوے یا طواف رکن کو بارہوین کے
بعد کرے یا سر کو حرم کے باہر حل مین منڈاوے – اور اگر قران کرنے والا ذبح سے
پیشتر سر کے بال منڈاوے تو دو دم دینے لازم ہونگے

فصل

فصل اگر کوئی محرم شکار کو مار ڈالے یا ایسے شخص کو شکار بتلاوے جو اوسکو مار ڈالے
تو اوسپر جزا واجب ہوتی ہی اور (جزا شکار کی) وہ قیمت ہی جو دو مرد عادل اوسکے مار ڈالنے
کی جگہہ مین یا اوسکے قریب ٹھہراوین (اور امام شافعی کے نزدیک صورت مذکورہ مین اوس شکار
کی صورت کا جانور واجب ہوتا ہی اور دلیل اونکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی کہ مثل
شکار کے اوسپر حکم ہین کہ دو صاحب عدل حکم کرین اگر صورت کا مثل اس سے مراد لیا جاوے
تو دو شخصون کے حکم کی کیا حاجت ہی صورت کے یکسان ہونے کو تو ہر کس اور
ناکس پہچانتا ہی پس ضرور ہوا کہ مثل سے غرض مال مین یکسان ہونا ہے اور
وہ قیمت ہی صورت نہین) پس اس قیمت سے ہدے خرید کرکے ذبح کرے اگر قیمت مین
ہدی کی گنجایش ہو اور اگر اتنی قیمت نہو تو اوس سے جو اور گیہون خرید کر مساکین پر
صدقہ کرے مثل صدقہ فطر کے (یعنے ہر مسکین کو ایک صاع جو اور نصف صاع گیہون
دے) یا ہر مسکین کے یومیہ صدقے کی عوض مین ایک روزہ رکھے (یعنے حساب کرے کہ
یہہ اناج کتنے مساکین کو تقسیم ہو گا اوسیقدر روزے رکہے اور اگر حساب مین مسکینون

کو دیکر نصف صاع سے کم بچ رہے تو اوسکو خیرات کردی یا اوسکے عوض ایک دن روزہ رکھے۔ اور اگر شکار کو زخمی کرے یا اوسکا عضو کاٹ ڈالی یا بال و کہال ی تر اان افعال سے) جسقدر نقصان شکار کی قیمت مین ہوجاوے اوسقدر دام لیکر صدقہ کردے۔ اور اگر شکار کے شہپر اوکہاڑ ڈالے یا اوسکے ہاتھ پانو کاٹ ڈالی یا اوسکا دودہ دوہے یا اوسکا انڈا توڑے یا اوسمین سے مُردہ بچہ نکلے تو ان سب صورتون مین ہر ایک کی پوری قیمت واجب ہوگی۔ اور کوّے اور چیل اور بہیڑیے اور سانپ او بچہو اور چوہے اور باؤلے کتے اور مچہڑ اور چیونٹی اور پسّو اور کلنی اور کچہوی کے مار ڈالنے سے کچہ لازم نہین ہوتا اور جون اور ٹیڑی کے مار ڈالنے مین جو چاہے صدقہ دے (مثلاً ایک مٹھی اناج خواہ اور ایسی ہی چیز دیدے۔ اور درندو کے مار ڈالنے مین ایک بکری سے زیادہ قیمت نکلیاویگی (یعنے اگرچہ قیمت درندی کی زائد مگر بکری سے زیادہ واجب نہین ہوتی) اور اگر درندہ محرم پر حملہ کرے تو اوسکی مار ڈالنے سے کچہ واجب نہین ہوتا نچاپاو نے بے اختیار کہ (یعنے اگر محرم بہوک سی مجبور ہوکر شکار کو کہانیکے لیے ماری تو اوسپر جزا لازم آتی ہی) اور محرم کو ذبح کرنا بکری اور گائے اور اونٹ اور مرغی اور گہرکی بلی بطخ کا جائز ہے اور اگر پالتو کبوتر کو یا پلے ہوئی ہرن کو ذبح کرے تو جزا لازم ہوتی ہی۔ اور اگر محرم کسی شکار کو ذبح کرے تو وہ حرام ہوجاتا ہی اور تاوان دی اگر اوسکو کہائے (یعنے ذبح کیے ہوئے کو کہاوے تو قیمت اوسکی مساکین پر صدقہ کرے) اور اگر اوس جانور کو دوسرا محرم کہاوے تو اوسپر کچہہ (تاوان) واجب نہین اور محرم کو اوس شکار کا گوشت حلال ہی جسکو حلال شخص نے مار کر ذبح کیا ہو بشرطیکہ محرم نے اوسکو شکار نہ بتلایا ہو اور نہ حکم شکار مارنیکا کیا ہو۔ اور محرم حلال اگر حرم کے

سلہ یعنے اول دو روم مین شکار کے اور سوم مین دودہ کے اور چہارم مین سولہ کی اور پنجم مین جو دی کے قیمت دینا ہوگا کذا فی شرح الوقایہ ۱۲

سلہ یعنے پالتو جانور ہون جنکو شکار نہین ۱۲

شکار کو ذبح کرے تو واجب ہی کہ اوسکی قیمت خیرات کرے نہ روزہ رکہنا (یعنے روزہ
رکہی جیسا شکار مارنے مین رکہتا تہا) اور جو شخص کہ حرم مین شکار ساتہ لاوے تو اوسکو
چہوڑ دینا چاہئیے پس اگر اوسکو بیچ لے اور شکار موجود ہو تو اس بیع کو واپس کرانا
چاہیے اور اگر شکار مر جاوے تو اوس شخص بائع پر جزا لازم ہوگی - اور اگر کوئی شخص احرام
باندہے اور اوسکے گہر مین یا اوسکے ساتہ پنجرے مین شکار ہو تو اوسپر لازم نہین کہ اوس
شکار کو چہوڑ دے - اگر کوئی حلال شخص شکار پکڑ کر احرام باندہ لے تو جو کوئی اوسکو
چہوڑ دے وہ ڈانڑ بہرے (اسلیے کہ احرام کی حالت کے سوا مین شکار ممنوع نتہا جو
پکڑنیوالا نقصان اوٹہاوے تو اوسکے چہوڑنیوالے پر تاوان لازم ہوگا) اور اگر کوئی
محرم اس شکار کو پکڑ لے تو چہوڑنیوالا تاوان نہ دے (اسلیے کہ پکڑنا شکار کا حالت احرام
مین ممنوع ہی تو اوسکے چہوڑنے والے پر تاوان نہوگا) پہر اگر کسی دوسرے محرم نے اوسکو
مار ڈالا تو دونون محرم تاوان دین (اول تو شکار پکڑنے کی جہت سے اور دوسرا اوسکے
مار ڈالنے کے سبب سے) اور جسنے شکار پکڑا تہا وہ اپنا تاوان مارنیوالے سے بہر لے
(اسلیے کہ اگر وہ نمارتا تو شاید پکڑنے والا اوس شکار کو خود چہوڑ دیتا تو اوسکے ذمے
کچہہ بہی واجب نہوتا اب جو تاوان دینا پڑا تو اوسکے مار ڈالنے کی جہت سے دینا پڑا)
پس اگر محرم حرم کی گہاس کاٹے یا ایسا درخت جو کسیکی ملک نہو اور نہ اون چیزون سے ہو
جنکو لوگ بویا کرتے ہین تو اوسکی قیمت کا تاوان دے لیکن اگر گہاس یا درخت خشک
ہو تو اوسمین کچہہ تاوان نہین - اور حرام ہی حرم کی گہاس کا چرانا اور کاٹنا سوائے اذخر
کے (اور وہ ایک گہاس خوشبودار ہی اوسکا کاٹ لینا حاجت کیواسطے درست ہی)
اور جو قصور ایسے ہین کہ اون کے باعث تنہا حج کرنیوالے پر ایک دم لازم آتا ہی تو اونکی

۵۲
یعنے اوسکی قیمت مالک کو دیوے ۱۲

جہت سے قران والے پر دو دم لازم آتے ہین ایک حج کیواسطے اور ایک عمرہ کے لیے)
مگر ایک صورت مین کہ قران والا احرام باندھنے کی جگہ سے بدون احرام کے آگے بڑھ جاوے
(تو اس صورت مین تنہا حج کرنیوالے اور قران والے پر دونو پر ایک دم سے زیادہ لازم نہین
اور اگر دو محرم ملکر ایک شکار مارین تو جزا دو دینی پڑینگی اور اگر دو حلال ملکر حرم کا شکار
مارین تو ایک جزا سے زیادہ لازم نہوگی (اسلیے کہ یہہ جزا حرم محترم کی تعظیم کے لیے
ہے اور وہ ایک ہی ہے اور پہلی جزا احرام مین امر ممنوع کرنیکی جہت سے ہے اور وہ
دو شخصون سے سرزد ہوا ہے) اور اگر محرم شکار کو بیچے یا خریدے تو یہہ خرید و فروخت
باطل ہے اور اگر کوئی شخص حرم مین سے ہرنی پکڑ لاوے اور اوسکے بچہ پیدا ہو
اور دونون مر جاوین تو اوسکو دونون کا تاوان دینا چاہیے اور اگر وہ ہرنی کا تاوان
دے چکے اوسکے بعد وہ بچہ جنے اور دونون مر جاوین تو بچے کا تاوان نہ دے۔

باب میقات پر سے بدون احرام کے آگے بڑھنے کے بیان مین — جو شخص
بدون احرام کے میقات سے گذر جاوے اور پھر میقات کو احرام باندھکر لبیک کہتا ہوا لوٹ
آوے یا بدون احرام آگے بڑھ گیا تھا پھر عمرہ کا احرام باندھ لیا اور عمرہ کو فاسد کر کے
اوسکو قضا کیا (اسطرح کہ دوسرا احرام میقات پر سے باندھا) تو (جو) ذبح کرنا (اوسکے
ذمے میقات پر سے بدون احرام نکل جانے کے باعث لازم ہوا تھا وہ) ساقط ہو جاویگا
اور اگر کوفے کا کوئی رہنے والا (یا کسی اور شہر کا) بنی عامر کے باغ مین کسی اپنے کام کو آوے
(اور یہہ باغ حرم کے باہر میقاتون کے اندر واقع ہے) تو اوس شخص کو مکے مین بدون
احرام داخل ہونا جائز ہے اور (حج کیواسطے) اوس شخص کی میقات وہی باغ ہو۔
اور جو کوئی مکے مین بدون احرام کے داخل ہو پھر اوسی سال مین اپنے ذمے کے حج اسلام

باب میقات پر سے بدون احرام کے آگے بڑھنے کے بیان مین

کو ادا کرے تو پہر حج عوض اوس حج کے جو اوسکے ذمے پر ہے مکے مین بدون احرام
داخل ہونے سے ہوا تہا جائز ہوگا اور اگر سال بدلجاوے (یعنے حج اسلام
دوسرے برس کرے) تو (اوسکی عوض) جائز نہوگا (غرض کہ جو کوئی مکے مین
بدون احرام چلا آتا ہے اوسپر حج لازم ہوجاتا ہے اور اگر اوسی سال مین حج
اسلام ادا کرے تو دوسرے حج کی ضرورت نہین ایک ہی دونون کی عوض ہوجائیگا

باب ایک احرام پر دوسرا احرام کرلینے کے بیان مین - ایک مکی کے رہنے والے
نے عمرے کے طواف کا ایک پہیرا کیا پہر حج کا احرام باندہ لیا تو حج کو ترک کرے اور
اوسپر حج اور عمرہ دونون کی قضا اور دم لازم ہوگا واسطے ترک کرنے حج کے پہر اگر
حج اور عمرے کے افعال پوری کردے تو جائز ہوگا اور دم لازم آویگا (کہ مکے ہوکر
دونون کو اکٹہا کیا) اور اگر کسی شخص نے حج کا احرام کیا پہر قربانی کے دن (یعنے
دسوین تاریخ) دوسرے حج کا احرام کرلیا تو اگر اول حج مین اوسنے بال منڈائے ہین تو
اوسکو دوسرا حج کرنا لازم ہوگا اور دم دینا نہ پڑیگا اور اگر بال نہ منڈائے ہون تو حج
ودم بہی لازم ہوگا اور دم دینا بہی پڑیگا گو بال کتراوے یا نہ کتراوے (یعنے دوسرے
احرام مین کہ پہلے احرام کے بعد باندہی بال کترانے سے دم ساقط نہوگا اور کترانے
سے مراد دور کرنا بالونکا ہے خواہ منڈانے سے ہو یا کترانے سے آور) جو شخص سواے
بال منڈانیکے اپنے عمرے کے سب افعال سے فارغ ہوجاوے پہر احرام دوسرے عمرے کا
باندہے تو اوسپر دم لازم آویگا (اسلیے کہ اوسنے دو احرامونکو جمع کردیا) اور جس شخص
نے احرام حج کا باندہا پہر عمرے کا احرام کرلیا پہر عرفات مین ٹہرا تو اوسنے عمرے کو ترک
کیا اور اگر صرف عرفات کی طرفکو چلے تو جب تک وہان توقف نکریگا عمرے کا ترک کرنا متحقق

باب ایک احرام پر دوسرا احرام کرلینے کے بیان مین

یہ صورت قران کی ہوئی اور مکی کو قران درست نہین

نہوگا - پہر اگر حج کا طواف کرکے عمرے کا احرام باندہ لے اور اونکے اعمال بجالاوے
تو ذبح کرنا اوسپر واجب ہی اور مستحب ہی کہ اوس عمرے کو ترک کرے - اور اگر قربانی کے روز
عمرے کا احرام باندہی تو عمرہ لازم ہوجاتا ہی مگر اوسوقت اوسکا ترک کرنا لازم ہے اور
اوس عمرے کی قضا مع دم کے لازم ہے اگر اسوقت عمرے کو نچھوڑا اور حج اور عمرے کی افعال
دونون کیے تو جائز ہوجاویگا اور دم دینا پڑیگا اور جس شخص سے حج فوت ہوجاوے
پہر وہ عمرے یا حج کا احرام کرے تو دونون کو اوسوقت ترک کرے (اور عمرے کی قضا
مین تو صرف عمرہ کرے اور حج کی قضا مین حج اور عمرہ دونون کرے)

باب حج اور عمرے سے رکجانیکے بیانمین - جو شخص کہ دشمن یا مرض کی جہت سے
حج خواہ عمرے سے رُک گیا ہو اوسکو چاہیے کہ ایک بکری روانہ کرے اور اگر قران
والا ہو تو دو دم روانہ کرے پہر دم اسکی طرف سے ذبح کیا جاوے اوسکے بعد وہ
احرام کہولدے اور اس دم کا ذبح ہونا حرم مین چاہیے یہہ نہین کہ قربانی کے
روز ذبح ہو - اور جو کوئی کہ حج سے رُک کر حلال ہوجاوے تو اوسپر قضا ایک حج اور
ایک عمرے کی ہی اور اگر عمرے سے رُکا ہی تو ایک عمرے کی قضا ہی اور قران والی پر ایک
حج اور دو عمرے کی قضا ہے - پہر اگر ہدی کے روانہ کرنیکے بعد رکاوٹ جاتی رہی اور
وہ شخص ہدی کو پکڑ سکتا ہی اور حج ادا کرسکتا ہی تو حج کو چلا جاوے ورنہ نجاوے
(ہدی رکاوٹ کو کافی ہوگی اور حج یا عمرے کی قضا کردے) اور جب عرفا نمین ٹہیر گیا
تو پہر روکا جانا معتبر نہین اسلیے کہ اوسکا حج پورا ہوگیا اور جو رکن سب مین عمدہ
تہا وہ تو ادا ہوگیا باقی رہا طواف رکن اور طواف رخصت اور سر منڈانا تو ان
اعمال کو پیچہے ادا کرلیگا) اور جو شخص دو رکنون سے روکا جاوے (یعنی عرفات پر

باب حج اور عمرے سے رکجانیکے بیان مین

ف دم احصار کا ذبح ہونا حرم مین اسطرح معلوم ہوسکتا ہے کہ بھیجا ہوا کہدے کہ فلان دن اسکو ذبح کرنا یہانتک کے بعد احرام کہولدے ۱۲

ٹھہرنے اور طواف رکن کرنے سے) وہ اگرچہ مکہ معظمہ مین ہی ہو روکا ہوا کہلائیگا
ورنہ روکا ہوا نہوگا۔

باب حج کے نکلنے کے بیان مین۔ جس شخص کا حج عرفات پر نہ ٹھہرنے کی باعث
فوت ہوجاوے تو اوسکو چاہیے کہ عمرہ کرکے حلال ہوجاوے اور اوسپر سال آیندہ مین
حج بدون ذبح لازم ہوگا (یعنے حج کے قضا مین دم دینا واجب نہوگا) اور عمرہ فوت ہونے
کی چیز نہین اور عمرہ یہہ ہی کہ احرام کے بعد طواف اور سعی کرے (اور سر منڈادے یا بال
کترادے) اور یہہ تمام سالمین جائز ہے مگر عرفے کے روز اور قربانی کے دن
اور ایام تشریق مین مکروہ ہے اور عمرہ سنت موکدہ ہے (واللہ اعلم

باب دوسرے کی طرفسے حج کرنے کے بیانمین۔ عبادت مالی مین (جیسے زکواۃ
یا صدقہ فطر کے دینے مین نیابت (دونون صورتون مین) ہوسکتی ہی آدمی خود قادر ہو یا نہو اور
عبادت بدنی مین (مثل نماز اور روزے کے کسی صورتمین نیابت نہین (چل سکتی) اور جو
عبادت کہ مرکب ہو مالی اور بدنی سے (جیسا حج اور عمرہ ہی) اوسمین نیابت جب چل سکتی ہی
کہ نائب کرنیوالا عاجز ہو (اور اگر خود قادر ہو تو نیابت درست نہین) اور (حج کرانیکے لیے)
یہہ شرط ہی کہ (جسکی طرفسے حج ہو وہ) ہمیشہ کو اپنے مرنے تک عاجز ہو اور یہہ شرط حج فرض کے
لیے ہی نہ نفل کے لیے (یعنے نفل حج مین دوسرا شخص اگر قادر بھی ہو تو باوجود قدرت
کے نائب کردینا جائز ہی) اور جو شخص دو آدمیون کی طرفسے احرام باندہے وہ جتنا خرچ ہو
اون دونون کو ہٹا دے (اسلیے کہ حج ہر ایک کی طرفسے جدا جدا چاہیے تہا وہ ثابت نہین ہوا)
اور رکجانیکا دم بھیجنے والے کے ذمے ہی اور قران و قصور کا دم نائب کے ذمے۔ پس اگر
نائب حج کے راستے مین مرجاوے تو جسکی طرفسے حج کو گیا تہا اوسکے ترکے مین سے جسقدر رہا ہو

تہائی لیکر حج اوسکی طرف سے اوسی جگہہ سے کرایا جاوے جہان وہ رہتا تہا (نہ اوسجگہہ
سے جہان نائب مرا ہی) اور جو شخص حج کے لیے اپنے مان باپ دونون کی طرف سے
احرام باندہے پہر اوسکے بعد اونمین سے ایک کے لیے معین کردے تو جائز ہوگا

باب ہدی کے بیانمین (جو حرم مین ذبح کے لیے بہیجی جاوے) کم سے کم ہدی بکری
ہی (کہ اوس سے کمتر درست نہین) اور ہدی اونٹ اور گاے اور بکری سبکی ہوسکتی ہی اور
جو جانور قربانی کے لیے درست ہین وہ ہدی مین جائز ہین اور بکری ہر قصومین درست ہی مگر
جو طواف فرض (یعنے طواف رکن) ناپاکی مین کیا ہو یا بعد عرفات پر ٹہہرنے کی صحبت کی ہو
(تو ان صورتونمین بکری جائز نہین بدنہ لازم آتا ہی جو اونٹ اور گای کا ہوتا ہی) اور صرف
ہدی نفل اور تمتع اور قران کا کہانا درست ہی (یعنے اگر صاحب ہدی چاہے تو اونمین سے
کہاوے) اور تمتع اور قران کے دَم کا ذبح کرنا قربانی کے روز مخصوص ہے صرف
(اوسی روز ذبح کرے اور اونکے سوا اور دم جب چاہی ذبح کرے) اور تمام اقسام ہدی کا
ذبح کرنا حرم مین مخصوص ہی فقیر حرم پر مخصوص نہین (بلکہ غیر حرم کے فقیرون کو بہی
اونکا دینا درست ہی) اور واجب نہین ہدی کا عرفات کولیجانا اور ہدی کی جہول اور
نکیل کو صدقہ کردے اور قصائی کی مزدوری اوسمین سے نہ دے اور بدون سخت ضرورت کی
اوسپر سوار ہو اور نہ اوسکا دودہ نکالے اور اوسکے تہنون پر ٹہنڈا پانی چہڑکدے
(کہ دودہ نہ ٹپکے کنزمین جو نقاخ کا لفظ ہے دونون کے پیش اور قاف اور خاء معجمہ
سے آب سرد کے معنون مین ہے) پس اگر ہدی واجب مرجاوے یا معیدار ہو (یعنے
اوسمین ایسا عیب ہو جاوے جو ہدی مین درست نہین) تو اوسکی جگہہ دوسری ہدی قائم کرے
اور عیبدار اوسکی خود کی رہیگی (اوسکو جو چاہے کرے) اور اگر ہدی کی نفل ہو

اور عاجز ہو جاوے تو اوسکو ذبح کردے اور اوسکے خون سے اوسکے سم بھر دے
اور ایک چھاپہ خون کا اوسکی گردن کی طرف لگا دے (جس سے معلوم ہو کہ ہدی ہے) اور
اوسکو کوئی غنی نہ کہا وے۔ اور کلاوہ صرف نفل کے بدنہ اور قران اور تمتع کے
بدنہ کے گلے مین باندھا جاوے (یعنے اوسکے سوا اور دم مثل نذر کیا لینکے اور قصور کے
دم کے گلے مین کلاوہ نہ باندہین) اور اگر لوگ اسباتکی گواہی دین کہ حاجی عرفات مین
عرفہ سے ایک روز پہلے ٹھہرے ہین تو اونکی گواہی قبول کی جاویگی (یعنے دوسرے
روز پھر عرفات پر ٹھہرنا چاہیئے) اور (اگر یہہ گواہی دین کہ) عرفہ سے (ایک روز)
بعد (ٹھہرے ہین تو) قبول نکیجاویگی (اور مراد گواہی سے ماہ ذیحجہ کے چاند دیکھنے کی
گواہی ہے اسطرح کہ عرفات پر ٹھہرنا عرفہ کے روز سے ایکدن پہلے یا پیچھے لازم آوے
حاصل یہہ ہے کہ اگر عرفات پر ٹھہرنے کی خطا کا تدارک ممکن ہو تب تو گواہی قبول
کیجاویگی ورنہ مقبول نہو گی) اور اگر کوئی شخص اول جمرہ کو کنکریان مار لی گیارہوین تاریخ
ترک کرے تو (اوسکی قضا مین چاہیے) سب کو ترتیب کنکریان مارے خواہ صرف اول کو
مارے (اور یہی حال ہے بارہوین اور تیرہوین تاریخ کا بخلاف روز اول کے یعنی دسوین
کے کہ اوسمین سوائے جمرہ عقبہ کے اور جمرات کو کنکریان نہین مارتے) اور جو شخص اپنے
اوپر حج کو پاپیادہ واجب کرے مثلاً نذر وغیرہ سے تو اوسکو چاہیئے کہ سوار نہو جبتک
کہ طواف رکن نکرے (اسلیئے کہ یہہ طواف فرض ہے اور حج کے ارکان اوسپر تمام
ہوجاتے ہین بعد اس طواف کے اوسکو اختیار ہے چاہے سوار ہو یا پیادہ
رہے) اور جو شخص کہ محرم لونڈی خریدے (اور اوسسے صحبت چاہے تو)
چاہیئے کہ اوسکو حلال کرے پھر صحبت کرے (یعنے لونڈی کے احرام مین

پھر چاہیے کہ اوس سے صحبت کرے اور اپنی صحبت سے اوسکو حلال کرے بلکہ پہلے اوسکو حلال کرنے پھر صحبت کرے واللہ اعلم بالصواب)

کتاب النکاح

کتاب النکاح

اسمین نکاح کا بیان ہی جاننا چاہیے کہ نکاح دنیا کی ضروری باتون مین سی ہی مثل کہانے اور پینے اور لباس اور رہنے کے مکان کے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نکاح کرنا میری سنت سی ہی جو شخص کہ میری سنت سے منہ پہیرے وہ میری امت مین سی اور میرے طریق پر نہین) نکاح ایک معاملہ ہی کہ عورت سے فائدہ لینے کے لیے قصداً ہوا کرتا ہے (یعنے اس معاملہ مین قصداصلی صحبت کا حلال کرنا ہوتا ہی ورنہ لونڈی کے خریدنے مین بہی صحبت حلال ہو جاتی ہی مگر قصداولی سے نہین ہوتی بلکہ اول ملک اوس لونڈی کی خود کی ہوتی ہی اوسکی تبعیت مین صحبت حلال ہو جاتی ہی) اور نکاح سنت ہی اور جبکہ خواہش صحبت زیادہ ہو اوس صورت مین نکاح واجب ہی (تاکہ زنا مین مبتلا ہونیسے محفوظ رہی) اور نکاح (ایک کے) ایجاب اور (دوسرے کے) قبول سی ہو جاتا ہی (مگر شرط یہہ ہے کہ ایجاب وقبول ایسی الفاظ سی ہون) جو زمانہ گذشتہ کے لئے بنائے گئے ہون (خواہ) دونون (زمانہ گذشتہ کے لیے موضوع ہون) یا ایک (مثلاً مرد کہے کہ مین نے تجہہ سے نکاح کیا اور عورت کہے کہ مین نے قبول کیا یہان دونون ماضی ہین یا عورت کو کہ مجہہ سے بیاہ کرلے اور مرد کہے کہ مین نے تجہہ سی بیاہ کر لیا اسمین ایک لفظ ماضی سے ہے) اور نکاح لفظ نکاح اور تزویج اور اون لفظون سے درست ہوتا ہی جو اوسی وقت چیز کے مالک کر دینے کے لیے بنائے گئے ہین مثلاً ہبہ کے لفظ سی درست ہو جاویگا لیکن اجارے کے لفظ سے درست نہوگا اسلیے کہ لفظ اجارہ چیز کی ملکیت کیواسطے نہین بنا

بلکہ نفع کے مالک کردینے کو بنا ہی اور وصیت کے لفظ سے بھی درست نہین اسیلیے
کہ وصیت اوسی وقت چیز کی ملکیت کے لیے نہین ہے بلکہ بعد موت کے مالک کردینے
کو بنی ہے) اور (شرط یہ ہی کہ ایجاب وقبول) دو آزاد مردون خواہ ایک آزاد مرد اور
دو آزاد عورتونکے سامنے ہو اور وہ دونون عاقل اور بالغ اور مسلمان ہون اگرچہ
گناہگار ہون یا گالی دینے کے بدلے مین اونکو سزاے شرعی ہوئی ہو یا دونون اندہے ہون
یا دونون خاوند بی بی کی اولاد ہون- اور اگر کوئی مسلمان مرد کسی ذمی عورت سے
دو ذمیون کے سامنے نکاح کرے (یعنے گواہ نکاح کے دو ذمی ہون) تو (یہہ نکاح) درست ہی
اور جس شخص نے کسی دوسرے سے کہا کہ میری صغیر لڑکی کا نکاح کردے اور اوسنے ایک مرد
کے سامنے نکاح کردیا اور باپ موجود تھا تو نکاح درست ہوگا اور اگر وہ موجود نہو گا تو نکاح
درست نہوگا (اسلیے کہ باپ کے موجود ہونے سے باپ خود نکاح پڑہنے والا مانا جاویگا
اور وہ مرد اجنبی اور ایک جسکو نکاح کردینے کو کہا تھا دونون گواہ ٹھہرینگے اور
اگر باپ موجود نہوگا تو صرف ایک شخص اجنبی گواہ رہیگا اور یہہ درست نہین)

فصل اون عورتون کے بیان مین جنسے نکاح کرنا حرام ہے- حرام ہی نکاح کرنا اپنی
مان سے اور بیٹی سے اگرچہ دور کی ہون (یعنے نانی ہو یا دادی یا نواسی ہو یا پوتی
ایک مرتبہ کی ہو یا کئی مرتبہ کی) اور (حرام ہی نکاح کرنا) اپنی بہن اور بھانجی اور بھتیجی اور
پھوپھی اور خالہ اور ساس اور اپنی بی بی کی لڑکی سے بشرطیکہ بی بی سے صحبت کرچکا ہو
(اور اگر صحبت نکی ہو تو نکاح اوسکی لڑکی سے درست ہی) اور اپنی باپ کی بی بی سے
اور اپنی بہو سے اگرچہ باپ اور بیٹا دور کا ہو (یعنے دادا ہو یا پوتا انکی بی بی سے
نکاح کرنا حرام ہی) اور یہہ سب رشتے دودھ کے ناتے سے بھی حرام ہین جیسے

نسب مین حرام ہین) اور (حرام ہے) جمع کرنا دو بہنون کا نکاح مین یا صحبت مین خرید نے
کی جہت سے (یعنے دو بہنون کو نہ نکاح مین جمع کرنا چاہیے نہ خریدکر ایک ساتھ حرم
بنانا چاہیے) پس اگر کوئی شخص اپنی لونڈی سے صحبت کرلے پہر اوسکی بہن سے
نکاح کرے تو اب دونون مین سے ایک کے ساتھ بہی ہم بستر نہوا سلئے کہ دو بہنونکا
جمع کرنا صحبت مین لازم آجاویگا گو ایک کی صحبت نکاح سے ہوئی اور دوسری کی
ملکیت کی جہت سے) جبتک کہ خریدی ہوئی لونڈی کو بیچ نڈالے (اوسکے فروخت کے
بعد منکوحہ سے صحبت جائز ہوجاویگی) اور اگر کسی مردنے دو بہنون سے دو عقدون مین
نکاح کیا اور پہر معلوم نہین کہ اول کسکا ہوا تو اوس مرد اور اون دونون بہنون مین جدائی
کردیجاویگی اور اون دونون بہنون کو آدہا مہر ملیگا (اسلیئے کہ صحبت سے پہلے جدا ہونیکی
صورت مین آدہا مہر لازم آتا ہی اور یہہ معلوم نہین کہ کسکو ملنا چاہیے اسواسطے یہہ
آدہا مہر دونون کو نصف نصف ملیگا) اور (نہین درست ہی جمع کرنا) ایسی دو عورتونکو
کہ جونسی اونمین سے مرد مفروض کیجاوے تو دوسرے کے ساتھ اوسکا نکاح درست نہو
(مثلاً پہوپہی اور بہتیجی کو ایک ساتھ نکاح مین رکھے اسلیئے کہ انمین سے جسکو مرد
فرض کرین تو اوسکا نکاح دوسرے سے درست نہین) اور زنا کرنا اور شہوت سے
ہاتھ لگانا اور مرد کو شہوت سے عورت کی شرمگاہ کا دیکہنا یا اسکا عکس ان سب
باتون سے حرمت دامادی ثابت ہوجاتی ہی (یعنے جسطرح منکوحہ کی مان حرام ہے
اوسیطرح جس عورت سے زنا کیا ہو یا اوسکو شہوت سے ہاتھ لگایا ہو یا اوسکی شرمگاہ
کو شہوت سے دیکہا ہو اوسکی مان سے بہی نکاح کرنا حرام ہی) اور (حرام ہے) اپنی طلاق
دی ہوئی بی بی کی بہن سے نکاح کرنا جبتک کہ وہ طلاق کی عدت مین ہو اور (اسیطرح

اپنی لونڈی سے نکاح کرنا اور غلام کو اپنی مالکہ سے نکاح کرنا اور مسلمان کو مجوسی
اور بت پرست عورت سے نکاح کرنا (نا جائز ہے اور درست ہی کتابیہ عورت سے (یعنے
یہودی خواہ نصرانی سے) نکاح کرنا او صابئیہ عورت سے (نکاح کرنا صابئی ایک
فرقہ نصاری کا ہی جو زبور پڑھتے ہین اور بعضے ستارون کی تعظیم کرتے ہین لیکن
اونکی تعظیم عبادت کے طور پر نہین کرتے تا کہ مشرک ہوجاوین) اور (درست ہے)
احرام والی عورت سے (نکاح کرنا) اگرچہ مرد بہی محرم ہو اور دوسرے کی لونڈی
سے (نکاح کرنا) گو (وہ لونڈی) اہل کتاب (مین سے) ہو اور (درست ہی) لونڈی
(کے نکاح) پر آزاد عورت سے نکاح کرنا نہ اسکا عکس (یعنے یہہ جائز نہین کہ آزاد
عورت اگر نکاح مین ہو تو اوسپر لونڈی سی نکاح کرے) گو (یہ لونڈی کا نکاح اوس)
عورت آزاد کی عدت کے دنو مین ہو (تاہم جائز نہوگا) اور نکاح کرنا صرف چار عورتون
آزاد کا خواہ چار لونڈیونکا درست ہی (یعنے چار عورتون کے سوا نکاح مین جمع
کرنا درست نہین خواہ وہ آزاد ہون یا لونڈیان) اور غلام کو صرف دو عورتون سی
نکاح کرنا درست ہی (خواہ آزاد ہون یا لونڈیان) اور نکاح اوس عورت کا جسکو
زنا سے پیٹ ہو درست ہی نہ دوسری طرحکا پیٹ (یعنے جس عورت کا حمل زنا سے نہو
اوسکا نکاح درست نہین) اور جائز ہے نکاح اوس عورت کا جس سے صحبت ملک کی باعث
یا زنا کی طور کی ہو (یعنے بعد صحبت کے نکاح اوس سے درست ہی) اور (درست ہے
نکاح) اوس عورت کا جو حرام عورت کے ساتھ عقد مین آئی ہو (اسطرح کہ ایک عقد مین
دو عورتون سے نکاح کیا کہ ایک اون دونون مین سے اوسپر حرام تہی تو دوسری کا نکاح
درست ہوگا) اور مہر جتنا ٹھہرایا ہو تمام و کمال اوس حلال عورت کا ہوگا (اوس حرام

عورت کو کچھ نملیگا) اور باطل ہے نکاح متعہ اور میعادی (متعہ کی صورت یہہ ہی کہ کوئی
عورت سی کہے کہ مجھہ سے اسقدر روپیہ لے تاکہ مین تجھہ سے اتنے دنون کام نکالون
اور یہہ معاملہ شروع اسلام مین مشروع تہا پہر منسوخ ہوگیا اور میعادی نکاح کی صورت
یہہ ہی کہ کسی عورت سی نکاح کی سب شرطون کے ساتھ نکاح کرے اور کہے کہ مین نے
ایک مہینے کے واسطے تجھہ سے نکاح کیا ہی اس نکاح کا حال بہی متعہ کا سا ہی) اور جائز
ہے مرد کو صحبت کرنی ایسی عورت سے جو یہہ دعوی کرے کہ تو نے مجھہ سے نکاح کیا
ہے اور گواہون کی روسے اوسپر حکم نکاح کا کردیا جاوے حالانکہ (واقع مین) نکاح نہوا
ہو (یعنے ایک عورت نے قاضی کے سامنے دعوی کیا کہ اس مرد نے مجھہ سی نکاح کیا ہی
اور اس دعوی پر گواہ گذرانے اور قاضی نے گواہی مانکر دونون مین حکم نکاح کا
کردیا تو اس صورت مین اوس مرد کو اوس عورت سے صحبت کرنی جائز ہی گو واقع مین
نکاح نہین ہوا تہا اور گواہون نے جھوٹی گواہی دی تہی اور اس مسئلے مین امام شافعیؒ کا
خلاف ہی وہ کہتے ہین کہ چونکہ حقیقت مین نکاح نہ تہا اسلیے صحبت درست نہین اور دلیل
امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ اگر پہلے نکاح نہ تہا تو اب ہوگیا یعنی قاضی کے حکم نے گویا نیا عقد
کردیا لیکن یہہ عورت کا حلال ہوجانا اس امر پر مشروط ہی کہ کوئی اور سبب مانع نکاح
اوس مرد و عورت مین نہو مثلاً ایک دوسرے کے محرم نہون اور دودہ کا رشتہ نہو اور
روایت صحیح ہی کہ یہہ مقدمہ حضرت علی رضؓ کی خلافت مین واقع ہوا تہا کہ ایک شخص نے
ایک عورت پر دعوی نکاح کا کیا اور جھوٹے گواہ گذراندے حضرت علی نے اون
دونون مین نکاح کا حکم کردیا عورت نے عرض کیا کہ بہتر اگر اب کچھہ چارہ نہین تو میرا
نکاح اس مرد سے کردو اسلیے کہ واقع مین نکاح نہین ہوا آپنے فرمایا کہ انہین گواہون

نے تیرا نکاح کر دیا یعنی حاجت دوسرے نکاح کی نہین)

باب بیان مین ولیون اور کفوون (یعنے ہمسرون) کے جو عورت کہ آزاد اور عاقل اور بالغ ہو اوسکا نکاح بدون اجازت اوسکے ولی کے جایز ہے (اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی کہ اونکے نزدیک بدون ولی کی اجازت کے نکاح نہین ہوتا اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہے کہ آیات قرآنی مین معاملات کی نسبت عورتونکیطرف بہت جگہہ ہی چنانچہ اس آیت مین فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ اور اس آیت مین فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت مالک عقد کی ہوتی ہے) اور باکرہ عورت یعنی کنواری اگر بالغ ہو تو ولی کو نہین پہنچتا کہ زبردستی سے اوسکا نکاح کر دے (اس مسئلہ مین بھی امام شافعی رح کا خلاف ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ کنواری سی اوسکے خود کی بابین اجازت طلب کیجاوے اور اسکا چپ رہنا اجازت ہی اور اسکی موافق بہت سی نصوص مین ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیے ہیں) پس اگر ولی نے کنواری سے اجازت مانگی اور وہ چپ ہو رہی یا ہنس پڑی یا یہہ کہ ولی نے اسکا نکاح کر دیا اور وہ نکاح کو سنکر چپ ہو رہی تو یہہ اذن مین داخل ہے لیکن اگر ایسا شخص اجازت مانگے جو ولی نہو تو زبان سی اجازت دینی ضرور ہے جیسے اس عورت کی اجازت جو کنواری نہو (یعنے اسکا چپ رہنا یا ہنس دینا اجازت مین کافی نہین زبان سی کہنا معتبر ہے) اور جس عورت کی بکارت کودنے سے خواہ حیض خواہ زخم سی خواہ بہت دنون ٹھہرنے سی خواہ زنا سے جاتی رہی ہو تو وہ (زبردستی نکاح کرنے اور اجازت مانگنے مین مثل) کنواری (کے) ہے اور اگر عورت اور شوہر

یعنے جب شوہر نہ ہو ... سے ہمسرون ...

... عبارت ...

پس اگر ولی ... کا نکاح کر دین ... وہ زبردستی کا ...

چپ رہے مین مختلف ہون تو عورت کا قول معتبر ہوگا اور ولی کو اختیار ہے چھوٹے لڑکے
اور لڑکی کے نکاح کرنے کا (خواہ ولی باپ ہو یا کوئی اور [illegible] اور ولی عصبہ ہوتا ہے
وراثت کی ترتیب پر (یعنے جو شخص ارث مین مقدم ہے وہ ولی نکاح ہونے مین
بھی مقدم ہے) اور ان دونونکو بعد بالغ ہونیکے اختیار عقد کے توڑنے کا ہے
بشرطیکہ نکاح باپ دادا کے سوا کسی اور نے کیا ہو اور قاضی کا حکم (ڈگری) واسطے
اس عقد کے توڑنے کے شرط ہے (یعنے نابالغ کو یا [illegible] بالغ ہونیکے فوراً [illegible]
[illegible] وہ اوس نکاح کو توڑ [illegible]
رہتا ہے [illegible] نکاح کا [illegible] اپنے کنوارے [illegible]
بالغ ہونیکے چپ ہو رہی اور صغیرہ کا اختیار بعد بلوغ کے چپ [illegible]
جبتک راضی نہو جاوے گو رضامندی حال کی [illegible] اور اگر
ان دونون مین سے نکاح کے توڑنے سے پیشتر کوئی مر جاویگا تو دوسرا اوسکے ترکہ سے
وراثت پاویگا اور غلام اور نابالغ اور دیوانہ کو ولی ہونے کا حق نہین [illegible] اور نہ
کافر مسلمان عورت کا ولی ہوسکے اور جس صورت مین کہ عورت کے کوئی عصبہ نہو
ولایت ماں کو ہے پھر حقیقی بہن کو پھر علاتی بہن کو [illegible] اخیافی بھائی یا بہن کو پھر
[illegible] الارحام کو (مثلاً [illegible] کو یا بھانجی کو) [جسکا باپ ایک ہو] [illegible] اور [illegible] نہون تو حاکم کو حق ولایت
[illegible] بادشاہ یا قاضی کو ہے اور اگر ولی قریب موجود نہو بلکہ اتنے فاصلے پر ہو کہ
[illegible] جانے مین نماز قصر سے پڑھی جاوے تو [illegible] ولی کو [illegible] نکاح کر دینے
کا [illegible] اسکا نکاح کیا ہوا قریب ترین [illegible] کے آنے سے جاتا نہ رہیگا بلکہ بدستور
صحیح رہیگا [illegible] دیوانی عورت کا ولی اوسکا لڑکا ہوتا ہے باپ نہین ہوتا

مسئلہ جو عورت غیر کفو سے نکاح کرے تو ولی خاوند بیبی کو جدا کر دے اور [illegible] وغیرہ
سے ولیون کا راضی ہونا ایسا ہے جیسا سب کا راضی ہونا اور اوسکے خاوند
سے مہر کا لینا یا اوس سے مہر کی بات کرنی (مثلا اوسکے جہیز کا سامان کر دینا) رضامندی
[illegible] ورنہ رضامندی نہیں ہے اور [illegible] اور ایسا ہی نکاح تب نسب کی رو
سے [illegible] ہوا ہے پس قریش آپس مین ایک دوسرے کے کفو برابر ہین اور سب لوگ
[illegible] سب آپس مین کفو [illegible] کا اعتبار [illegible] مسلمان
[illegible] اور [illegible] مرد اور آزاد اور مالدار مہر مثل اور نفقہ دینے کی
[illegible] ایسے ہی ہون (یعنی جو شخص باپ اور دادا کی طرف سے مسلمان [illegible]
[illegible] کا [illegible] مسلمان ہون [illegible] استحسان)
[illegible] مالداری اور تونگری اور پیشہ وری کی [illegible] لوہا
[illegible] جولاہا اور گندھی اور چمار اور حجام [illegible] ایک پیشہ
ہم پیشہ کی برابر ہین) اور اگر عورت اپنے نکاح مین مہر مثل سے کم [illegible] تو ولی کو [illegible]
ہے کہ نکاح کو توڑ دے یا مہر کو کامل کر دے اور اگر کسی شخص اپنے بچہ کا نکاح [illegible]
[illegible] کر دے یا بہت سا گھٹا کر باندھے تو نکاح درست ہے مگر [illegible]
[illegible] **فصل** باپ کے بیٹے او اختیار [illegible]
کا نکاح اپنے آپ سے کر لے اور (اگر عورت نے کسیکو وکیل (اپنے [illegible]
کیا ہو تو اس) کو بھی اختیار ہے (کہ اوس) وکیل کرنے والی کو اپنے نکاح مین [illegible] ۱۲ منہ
(اسلیے کہ یہ دونون اگر اپنے سوا کسی دوسرے سے ان عورتون کا نکاح کر دیتے تو جب بھی
اگر خود اپنی ذات سے کر لینگے تب بھی درست ہوگا) اور اگر غلام یا لونڈی [illegible]

اجازت آقا کے اپنا نکاح کر لے تو یہہ نکاح آقا کی اجازت پر موقوف رہیگا جیسے فضولی کا نکاح (کہ وہ بھی طرفین کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر وہ اجازت دین تو درست ہو جاتا ہے ورنہ باطل نکاح مین فضولی اوسکو کہتے مین کہ مرد و عورت کی اجازت کے بدون خواہ جیہ ایک کی اجازت کے بالا بالا نکاح کردے) اور نصف عقد غائب شخص کے قبول کرنے پر موقوف نہین رہتا (یعنے اگر ایک طرف سے ایجاب ہوا اور دوسری جانب والا موجود نہین تو یہہ ایجاب اوسکی حاضری پر موقوف نرہیگا بلکہ اوسکی آنے کے بعد نئے سرے ایجاب کرنا چاہیے پہلا ایجاب جو ہوا تھا بیکار گیا) اور اگر کسی شخص نے دوسرے کو وکیل کیا ہو کہ میرا نکاح ایک عورت سے کر دے اور وہ دو عورتون سے اوسکا عقد کردے تو وہ شخص اوسکے حکم کا خلاف کرنے والا ہوگا (یعنے اوسکا عقد کرنا اوسکی اجازت پر موقوف رہیگا) اور اگر لونڈی سے اوسکا عقد کردیگا تو (پہلی ہی اجازت سے) جائز ہوگا۔

باب مہر کے بیان مین۔ نکاح بدون ذکر مہر کے بھی درست ہے اور کم سے کم دس درم ہے (اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو چیز کہ کسی کارآمد شے کی قیمت ہو سکے خواہ تھوڑی ہو یا بہت وہ مہر ہونیکی لیاقت رکھتی ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ مہر دس درم سے کمتر نہین روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے اور قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی ایسا ہی ہے روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے) پس اگر مہر دس درم ٹھہرایا یا اوس سے کم تو صحبت کرنے سے خواہ میان بیبی مین سے ایک کے مرجانے سے دس درم واجب ہو جاتے ہین اور قبل صحبت کے طلاق دینے سے مہر مذکور آدھا رہجاتا ہے۔ اور اگر مہر معین نکیا ہو یا یہہ کہا ہو کہ مہر ندونگا تو (ان

باب پنجم

ما صورتون مین) عورت کو مہر مثل (یعنے اوس جیسی عورت کا مہر) بشرط صحبت یا مرجانے
خاوند کے ملیگا اور اگر صحبت سے پیشتر خاوند اوسکو چھوڑدے تو جوڑا ملیگا اور اوسمین تین
کپڑے مین سرابن اور دامنی اور چادر اور جو چیز کہ عقد نکاح کے بعد ٹھہری ہیا
مہر پر بڑہائی گئی ہو اوسکو نصف نکرین (یعنے اگر صحبت سے پیشتر طلاق دیوے تو صرف اصل
مہر کا نصف دلادین جو زیادتی بعد ہوئی ہو اوسکو نصف نکرین) اور جائز ہے عورت
کا اپنے مہر کو گہٹا دینا (یعنے اگر مہر زیادہ بندہا ہو اور عورت کہے کہ مین اسقدر کم کئے
دیتی ہون تو جائز ہے) اور جو عورت سے خلوت کرلی بدون مرض کے (کہ نہ خود بیمار ہو
و نہ عورت) اور بدون حیض اور بدون اپنے اور اوسکے احرام کے اور بدون روزہ
فرض کے صحبت کرنیکے حکم مین ہے اگرچہ مرد ذکر کٹا یا نامرد یا خصی ہو [illegible]
(کہ ان سبکا عورت کے ساتھ علیحدہ ہونا ایسی طرح کہ عذر شرعی صحبت کے کرنیکا
موجود نہو خلوت صحیحہ ہوتی ہے) اور عورت کو ان سب صورتون مین (بعد طلاق کے
یا خاوند کے مرنیکے احتیاطاً) عدت واجب ہے (اگرچہ واقع مین صحبت کا ہونا ان
شخصون سے محال ہے) اور مستحب ہے جوڑا دینا سوائے مفوضہ کے ہر ایک طلاق
والی عورت کو (خواہ اوس سے صحبت کی ہو یا نہین اور اگر مفوضہ کو پہلے صحبت کے طلاق
دی ہو تو اوسکو جوڑا دینا واجب ہے اور مفوضہ وہ عورت ہے جسکا نکاح بدون ذکر مہر
کے ہوا ہو) اور نکاح شغار مین مہر مثل واجب ہے (اور شغار اوس نکاح کو کہتے ہین
کہ ایک شخص اپنی لڑکی خواہ بہن کا نکاح دوسرے شخص سے اس شرط سے کرے کہ دوسرا بھی اپنی لڑکی
خواہ بہن کو اول شخص سے بیاہ دے اور سوای اس شرط کے اور مہر کچھہ نہ ٹھہرے پس اس صورت مین یہہ شرط
لغو ہوگی اور مہر مثل لازم آویگا) اور اگر نکاح اس شرط پر کیا کہ شوہر آزاد منکوحہ کی خدمت بجالاویگا [illegible]

پڑہاویگا تو اگر وہ ایسے ہوں تو انکو مہر مثل واجب ہوتا ہے (یعنی خدمت ... کا تقرر باطل)
ہان اگر شوہر غلام ہو (اور شرط خدمت کرے) تو البتہ ... خدمت کرنی عورتکو بجای مہر
مثل کے شوہر کو خدمت کرنی لازم ہوگی اور اگر ... عورت کا مہر ہزار تھا اور خاوند
سے ہزار مہر کی بابت لیکر اوسکو ہبہ کر دیے پھر اوس عورت کو صحبت سے پہلے طلاق ہوگئی تو
خاوند آدھا مہر یعنی پانسو عورت سے اور لے (اسواسطے کہ ہزار جو مہر کے واجب تھے وہ
اوسنے دیے تھے مگر پہلے صحبت کے طلاق دیدینے سے اوسکے ذمے صرف پانسو ہی لازم ہوئے
اسلیے پانسو عورت سے پہیر لیوے اور وہ جو ہزار لیکا ہے وہ ہبہ کے تھے مہر سے اونکو
کچھ علاقہ نہین) پھر اگر ایسی صورت ہو کہ عورت ہزار نہ لے یا پانسو ہی لے اور باقی
خاوند کو ہبہ کرے یا جو اسباب کہ مہر مین تھا اوسکو قبضہ کرنے سے پہلے یا پیچھے خاوند
کو ہبہ کر دے اور پھر صحبت سے پہلے طلاق دیجاوے تو اس صورت مین خاوند
اُس سے کچھ نہ پھیرے (اسلیے کہ اس صورتین عورت کے پاس کچھ زاید نہین پونہچا ہے
کہ خاوند اوس سے واپس لیوے اور صورت مہر کے اسباب کو قبضہ سے پہلے ہبہ کرنیکی
یہہ ہے کہ خاوند نے کوئی چیز مہر کے ادا کرنے کو ٹھہرائی تھی عورت نے وہ چیز مول لیکے
خاوند کو ہبہ کر دی) اور اگر کسی عورت سے اس شرط سے نکاح کیا کہ اوسکو اوسکے
وطن سے باہر نہ لیجاؤنگا یا اوسپر دوسرا نکاح نکرونگا اور ہزار مہر کے ٹھہرائے
یا یہہ شرط کی کہ اگر اوسکو اوسکے وطن مین رکہونگا تو ہزار دونگا اور وطن سے باہر
لیجاؤنگا تو دو ہزار دونگا پس اگر شرط کو پورا کیا اور اوسکے وطن ہی مین رہا تب تو اوسکو
ہزار دینے پڑینگے اور اگر (شرط) پوری نکی (اور اوسکے وطن مین اوسکے ساتھ نہ رہا)
تو اوسکو مہر مثل دینا ہوگا اور اگر مہر عورت کا نکاح مین دو غلامون سے ایک ہو

[illegible] معین کیا [illegible] اور ان دونون غلامونکی قیمت مختلف ہے) تو (اسصورتین
[illegible] مقرر کیا ہوگا [illegible] مثل [illegible] غلام کی قیمت کے موافق ہوگا وہی)
[illegible] یا گدھے کی عوض (یعنے گھوڑا، و گدھا
[illegible] سب ہوگی یعنے نہ بہت اچھا نہ بہت برا دینا پڑیگا)
[illegible] ہوگی اور اگر مہر ایک تہان کپڑے کا مقرر کیا یا شراب
[illegible] شوہر پر (نکاح کرتا ہون) اور [illegible] اب تہوڑی یا زکوہا
[illegible] تو (ان سب [illegible] تو مین) مہر مثل واجب ہوگا
اگر دو [illegible] مین جو مہر ٹھہرایا اور [illegible] ایک [illegible] نکلا تو مہر (صرف وہی)
غلام (باقیماندہ) ہوگا اور نکاح فاسد مین مہر مثل بعد صحبت کے واجب ہوتا ہے
اور [illegible] بھی (جسقدر خاوند نے مقرر کیا تہا اوس) مقدار سے زیادہ دینا چاہئے اور
نکاح فاسد سے بچہ کا نسب ثابت ہوتا ہے (یعنے ولد الزنا نہ کہلاویگا) اور عدت
بھی (عورت پر لازم ہوتی ہے) اور مہر مثل عورت کے باپ کی قوم کا معتبر ہوتا ہے
جب دونون (عورتین) عمر (مین) اور خوبصورتی (مین) [illegible] شہر اور خاوند اور
عقل اور دینداری اور کنواری ہونے مین برابر ہوتی ہے اگر اس طرحکی عورت باپ کی
قوم مین پائی جاوی تو اجنبی عورت کا (جو اوسکی برابر ان چیزون مین ہو مہر معتبر ہوگا) اور
عورت کا ولی (خاوند کیطرف سے) مہر کا ضامن ہو جاوے تو درست ہے اور عورت کو
(اسصورتمین) اختیار ہے چاہے مہر کا مطالبہ اپنے ولی (ذمہ دار) سے کرے خواہ خاوند
(مانگے) اور عورتکو پہنچتا ہے [illegible] اپنے مہر کے لینے کیواسطے مرد کو صحبت کرنے سے اور [illegible]
[illegible] لینے سے روکنے کو (اول اوس سے صحبت کرلیا ہو) اور اگر عورت [illegible]

مقدار ثلث بیان کرین تو مہر مثل کو حکم کیا جاویگا (جسکے بیان سے مہر مثل ملتا ہوگا وہی معتبر ہوگا) اور اگر پہلے صحبت سے طلاق دیدی ہو اور مہر مین اختلاف واقع ہو (تو اس صورتمین) جوڑے کو حکم کیا جاویگا اور اگر اصل مہر مین تکرار ہو (کہ ایک کہے کہ مہر کچھ مقرر ہوا تھا اور دوسرا کہے کہ کچھہ نہین ٹھہرا) تو مہر مثل واجب ہوتا ہے گو دونون خاوند بیبی مرجاویں اور اگر خاوند بیبی کے وارث (بعد اون دونون کے مرجانیکے) مقدار مہر مین اختلاف کرین تو مرد کے وارثون کا قول معتبر ہوگا (عورت کے وارثون کا نہوگا) اور جو شخص اپنی بیبی کو کچھہ بھیجے پھر وہ عورت دعوے کرے کہ وہ چیز ہدیہ تھی اور مرد کہے کہ وہ مہر مین تھی تو (اس صورت مین) قول مرد کا معتبر ہوگا ان چیزون مین جو کہانے کی جنس سے نہون (یعنی کہانے کی چیزونکو مہر مین سے تصور نکرینگے گو مرد بیان کرے کہ مین نے مہر کی نیت سے بھیجی تھی اسلیئے کہ ظاہر حال سے وہ جھوٹا معلوم ہوتا ہے) اور اگر ایسا جزیہ دینے والا مرد جزیہ دینے والی عورت سے نکاح کرے کسی مردار جانور کے عوض مین خواہ بدون مہر کے اور یہہ امر اونکے یہان جایز ہو پھر اوس سے صحبت کیجاوے یا قبل صحبت کے طلاق دیجاوے یا خاوند مرجاوے تو اوس عورت کا مہر نملیگا اور یہی حال حربی عورتون کا ہے کفرستان مین (کہ ان صورتونمین اونکو مہر نملیگا یعنی اگر وہ عورتین قاضی کے یہان نالش کرینگی تو قاضی خاوند پر مہر کا حکم نہ دیگا) مسئلہ اگر کوئی ذمی کسی ذمی عورت سے معین شراب کے عوض یا معین سؤر کے عوض مین نکاح کرے پھر وہ دونون مسلمان ہوجاوین یا ایک (اونمین سے مسلمان ہوجاوے) تو عورت کو وہی شراب اور سؤر ملیگے اور اگر شراب اور سؤر کو معین نکرے تو شراب کی قیمت ملیگی اور سؤر کی صورتمین مہر مثل دلایا جاویگا٭

باب غلام کے نکاح کے بیان میں۔ غلام اور لونڈی اور مکاتب اور مدبر اور خاوند سے
اولاد والی لونڈی کا نکاح بدون مالک کی اجازت کے جائز نہیں پس اگر کوئی غلام آقا
کی اجازت سے نکاح کرے تو مہر میں بیچڈالا جائیگا اور مدبر اور مکاتب (یعنے جو آقا کے
مرنے کے بعد یا کسی قدر مال پر آزاد ہو تو یہہ دونوں مہر میں آپ نہ بیچا جاوینگے (بلکہ) کما کر مہر
ادا کرینگے۔ اور اگر آقا نے غلام کو نکاح کر لینے کی اجازت دی اور اوسنے غلام سے کہا کہ
اوس عورت کو طلاق رجعی دیدے تو یہہ لفظ اجازت (نکاح کی تصدیق) ہوگا (رجعی
کہ طلاق رجعی وہی ہے جس میں پھر عورت سے رجوع کرنا درست ہے) اور اگر اوسنے یہہ کہا
کہ اوس عورت کو طلاق دیدی یا الگ کردے (تو اس لفظ سے نکاح کی) اجازت نہوگی
اور اجازت نکاح فاسد کو بھی شامل ہے (یعنے آقا نے اگر اجازت دی اور غلام
نے نکاح فاسد کیا تو یہہ نکاح بھی آقا کی اجازت سے تمام ہوگا) اور اگر مالک اپنے
کسی غلام کا نکاح کسی عورت سے کردی اور اوس غلام کو تجارت کی اجازت دی رکہی ہو
تو یہہ نکاح جائز ہوگا اور عورت اپنے مہر کے باب میں اور قرضخواہوں کی شریک ہوگی (یعنی
غلام پر اگر لوگوں کا تجارت میں قرض ہوگا تو عورت کا مہر بھی [illegible]
ہوگا) اور جو شخص اپنی لونڈی کا نکاح کردی تو اوس کے ذمے یہہ لازم نہیں کہ اوسکے
لیے کوئی جگہ بھی علیحدہ سونے کی مقرر کردے بلکہ وہ عورت آقا کی خدمت کریگی اور
خاوند کو جب موقع ملے اوس سے ہم بستر ہو اور آقا کو اپنے غلام اور لونڈی
کا نکاح زبردستی کرنا درست ہے (یعنے اونکا دل چاہے یا نہ چاہے آقا کو اختیار
ہے کہ نکاح کردے) اور آقا اگر اپنی لونڈی کو [illegible] صحبت سے پہلے
مار ڈالے تو اوسکا مہر ساقط ہوجاتا ہے لیکن اگر آزاد عورت [illegible] اپنے تئیں پہلی

مار ڈالے تو اوسکا مہر بجا دیگا (اوسکے وارثونکو مہر کا دعوے پونہچتا ہے) اور عزل
سکے باب مین اجازت آقا کی چاہیئے (لونڈی کا قول معتبر نہین عزل اوسکو کہتے ہین
کہ صحبت کیوقت انزال سے پیشتر ذکر نکال لے تاکہ نطفہ باہر گرے اور حمل نرہے اور
یہہ حرکت کراہت کے ساتھہ درست ہے) اور اگر کوئی لونڈی یا مکاتبہ (نکاح کے بعد)
آزاد ہوجاوے تو انکو (نکاح کے باقی رکھنے اور توڑ دینے کا) اختیار دیا جائیگا اگرچہ
اونکا شوہر آزاد ہو (اسمین امام شافعی کا خلاف ہے اور جس صورتمین کہ انکا شوہر
غلام ہو تو انکو بالاتفاق اختیار ہے) اور اگر لونڈی بدون اجازت (آقا کے) نکاح کرکر
اور پہر آزاد کیجاوے تو اوسکا نکاح (کہ موقوف تھا اب) بدون اختیار کے جاری ہوجاویگا
پہر اگر اوسکا شوہر (اوسکے) آزاد ہونے سے پیشتر (اوس سے) صحبت کرے تب تو مہر آقا
کو ملیگا اور اگر بعد آزاد ہونے کے صحبت کرے تو مہر لونڈی کا ہوگا اور اگر کوئی شخص
اپنے بیٹے کی لونڈی سے صحبت کرے اور اوس سے بچہ پیدا ہوا اور وہ اوسکا دعوے
کرے (کہ میرا ہے) تو اوس بچہ کا نسب باپ سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اسکی حرم
ہوجاویگی اور اوسکی قیمت (اپنے بیٹے لونڈی کے مالک کو) دینی پڑیگی صحبت کا تاوان
اور بچہ کی قیمت ندینی ہوگی اور اگر باپ نہو (اور دادا یہی بات کرے) تو دادا کا حال
بہی باپ ہی کا سا ہے اور اگر بیٹا اپنی لونڈی کا نکاح باپ سے کردے اور اوس سے اولاد
ہو تو وہ لونڈی باپ کی حرم نہو (بلکہ اوسکی منکوحہ ہے) اور (اسصورتمین) باپ پر
اوسکی قیمت نہ واجب ہوگی بلکہ مہر واجب ہوگا اور اوسکی اولاد آزاد ہوگی (اسلیے
کہ لونڈی کی اولاد کا مالک اوسکا آقا ہوا کرتا ہے اور اسصورتمین آقا اولاد کا علاتی
بہائی ہے اسی جہت سے وہ بہائی پر آزاد ہوگی) جو آزاد عورت [illegible] غلام کے نکاح

مین ہووہ اگر اپنے شوہر کے آقا سے کہے کہ اسکو میری طرف سے ہزار کی عوض آزاد کردے
اور وہ ویساہی کرے تو نکاح فاسد ہوجاویگا (اسلیے کہ اس کلام کے کہنے سے عورت
مذکور اپنے خاوند کی مالک ہوجاتی ہے اور پھر وہ آزاد ہوتا ہے اور عورت کو اپنے شوہر کا
مالک ہونا نکاح کا مفسد ہے) اور اگر ہزار کے عوض نہ کہے تو البتہ نکاح فاسد نہوگا (اسلیے
کہ عورت شوہر کی مالک نہوئی) اور اسصورتمین غلام کی وَلا آقا کو پہونچیگی (نہ
اوس عورت کو کیونکہ آزاد کرنیوالا وہی ہے اور پہلی صورت مین وَلا عورتکو پہونچیگی کہ
وہ آزاد کرنیوالی ہے اور آقا صرف وکیل ہے ولا اوس مال کو کہتے ہین کہ مرنے کے بعد
اگر میت کا کوئی وارث قرابت دار نہو تو اوسکے آزاد کرنیوالی کو وہ ترکہ پہونچے)

باب کافر کے نکاح کے بیانمین — اگر کوئی کافر کسی عورت سے بدون گواہونکے
نکاح کرلے یا ایسی عورت سے نکاح کرے جو دوسرے کافر کی عدت مین تھی اور یہہ امر
اُنکے دین مین درست ہو تو اب اگر وہ دونون مسلمان ہوجاوینگے تو اونکا وہی پہلا
نکاح قائم رکھا جاویگا لیکن اگر عورت اوس مرد کی محرم ہوگی (مثلا بہن یا بیٹی وغیرہ
تو (اسصورتمین) ان دونون کو جدا کردیا جاویگا (اگرچہ اونکے دین مین درست ہو)
اور جو مرد خواہ عورت کہ مرتد ہوگئے ہون (یعنے دین اسلام سے پھرگئے ہون) وہ
کسی سے نکاح نکرین (یعنے نہ مسلمان سے نہ ذمی سے نہ مرتد سے اسلیے کہ مرتد کا نکاح
جائز نہین اور لڑکا مان باپ مین سے دین مین بہتر کا تابع ہوتا ہے (یعنی اگر شوہر
مسلمان ہو اور عورت اہل کتاب مین سے تو اونکی اولاد کو مسلمان تصور کرینگے) اور
آتش پرست بنسبت یہودیون اور نصرانیونکے برا ہے (اس سے یہہ نکلا کہ جو اولاد اہل
کتاب مرد اور آتش پرست عورت سے ہوگی وہ اہل کتاب ہوگی) اور اگر میان بیبی مین

مسلمان ہوجاوے تو دوسرے کو مسلمان ہونے کو کہا جاوے اگر وہ بھی مسلمان ہوجاوے
تو بہتر ہے (نکاح باقی رہیگا) ورنہ دونون کو جدا کر دیا جاوے اور (اگر) مرد مسلمان
ہونے سے انکار کریگا تو یہی انکار طلاق متصور ہوگا لیکن عورت کا انکار طلاق
نہوگا (بلکہ صرف جدا ہونا ہوگا) اور اگر دونون مین سے ایک دار الحرب مین مسلمان ہو تو جبتک
نکاح سے جدا نہوگی جبتک کہ تین بار حیض سے نہ ہولے اور اگر کتاب والی عورت کا شوہر
مسلمان ہوجاوے تو دونو انکا نکاح باقی رہیگا (اسلیے کہ مسلمان کو کتابی عورت کا
نکاح جائز ہے) اور دو ملکون کا جدا ہونا جدائی کا سبب ہے نہ قید مین آنا (یعنے
اگر مرد و عورت مین سے ایک مسلمان ہوکر کفرستان سے دار الاسلام مین چلا آوے
تو جدائی ہوجاویگی اور اگر کسیکو دشمنون نے قید کر کے اوسی ملک مین رکھین تو جدائی نہوگی
جبتک کہ اوسکو دار الاسلام مین نلاوین) اور جو عورت کہ دار الحرب سے ہجرت کر کے
دار الاسلام کو چلی آوے اور اوسکو حمل نہو وہ بدون عدت مین بیٹھنے کے نکاح کر لے (حاصل
جو عبارت کنز مین ہے اوسکے معنی جو عورت حاملہ نہوے) اور دونون مین سے کسیکا مرتد ہوجانا
اوسیوقت نکاح کا توڑنا ہے جس عورت سے صحبت کی ہو اوسکا تمام مہر لازم ہوگا اور
جس سے صحبت نکی ہو اوسکو نصف مہر دینا پڑیگا (یعنے جس صورت مین کہ مرد مرتد ہوجاوے
اگر عورت مرتد ہو تو اوسکو مہر نملیگا) اور مسلمان ہونے سے انکار کر دینا مرتد ہونیکے حکم مین
ہے (یعنے جب دونون مین سے ایک مسلمان ہوجاوے اور دوسرے کو مسلمان ہونیکو کہا جاوے
اور وہ انکار کرے اور اس انکار سے دونون مین جدائی واقع ہو تو مہر کے واجب ہونے اور
نہونے مین اس انکار کا حکم مرتد ہونیکا سا ہے جو اوپر مذکور ہوا) اور اگر دونون
اکٹھے مرتد ہوجاوین اور ساتھ ہی مسلمان ہون تو عورت و مرد مین جدائی نہوگی لیکن اگر

آگے پیچھے مسلمان ہونگے تو جدائی ہوجاویگی

باب عورتونکی نوبت کے بیانمین - نوبت کے بابمین کنواری اور بیاہی برابر ہے اور نئی اور پرانی اور مسلمان عورت اور کتاب والی بھی برابر اور آزاد عورت کی باری لونڈی کی نسبت دونی ہے (اگر ایک روز منکوحہ لونڈی کی باری کا ہو تو دو روز آزاد منکوحہ کے مقرر کرے - اور مرد کو اختیار ہے کہ جس بیبی کے ساتھ چاہے سفر کرے (اوسمین باری کی رعایت نہین مگر) قرعہ ڈالنا مستحب ہے (جسکے نام قرعہ نکلا اوسکو ساتھ لیجاوے) اور عورت کو اختیار ہے کہ اگر اپنی باری دوسری عورت کو بخشدی ہو پھر اس سے لے لے (واللہ اعلم)

کتاب الرضاع

دودھ پینے کا بیان ہے - دودھ پینا اسکو کہتے ہین کہ شیرخوار بچہ ایک خاص قوت مین عورت کی چھاتی سے دودھ پیوے اور اوسکے باعث اگرچہ تین مہینے کے اندر کم دن پیا ہو وہ رشتے حرام ہوجاتے ہین جو قرابت نسب سے تھے مگر دودھ کی بہن کی مان اور اوسکے بیٹے کی بہن (کہ نسبت مین حرام تھی اور دودھ مین حرام نہین ہے) اسلیے کہ نسبی بہن کی مان یا اپنی حقیقی مان ہوگی یا باپ کی بی بی ہوگی یہ دونون حرام ہین اور نسبی لڑکے کی بہن یا اپنی بیٹی ہوگی یا اپنی اوس زوجہ کی بیٹی ہوگی جس سے صحبت کرچکا ہو اور یہ دونون ہی حرام ہین بخلاف دودھ کے کہ اوسمین یہ رشتے حلال ہین واضح ہو کہ امام شافعی کے نزدیک دودھ پینے سے حرمت کی شرط یہ ہے کہ پانچ بار دودھ پیوے اور امام اعظم کے نزدیک ایکبار کے پینے سے بھی حرمت ثابت ہے اور اونکی دلیل قول اللہ تعالی کا ہے وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ کہ اسمین مطلق

دودہ پلانا ارشاد ہوا پانچ بار کی قید نہین اور قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ دودہ پینے سے
وہ رشتے حرام ہین جو نسب سے ہین اسمین بھی شرط گنتی اور تھوڑے اور بہت کی نہین
اور اسیطرح حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہے اور نیز امام شافعی کے نزدیک
دودہ پینے کی مدت دو برس ہے یعنی اسکے اندر پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور
امام اعظم کے نزدیک ۳۰ مہینے ہین اور انکی دلیل یہہ آیت ہے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ
ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ظاہر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حمل اور دودہ چھوڑانے کی ہر ایک کی
مدت ۳۰ مہینے ہین لیکن چونکہ حمل کی مدت دو برس سے زیادہ نہین ہوتی تو دودہ چھڑانے
کو ۳۰ مہینے قائم رکھے اور اگر یہہ بھی مان لیا جاوے کہ مدت اس آیت مین مذکور ہے وہ
دونون چیزونکے مجموعے کے لیے ہے تو جس صورتمین کہ حمل کی کمتر مدت چھہ مہینے اختیار فرمائی
ہے تو دو برس بھی کمتر مدت دودہ کی ہوگی) اور دودہ پلانیوالیکا وہ خاوند جس سے
اوسکے دودہ پیدا ہوا ہے وہ شیرخوار بچے کا باپ ہوگا اور اوسکا بیٹا اوس بچے کا بھائی
اور اوسکی بیٹی بچے کی بہن اور اوسکا بھائی بچے کا چچا اور اوسکی بہن اوسکی پھوپھی ہوگی
۔ اور اپنے بھائی کی دودہ کی بہن اور نسبی بہن حلال ہوسکتی ہین (دودہ کیصورت
تو ظاہر ہے مگر نسب کیصورت یہہ ہے کہ ایک شخص کے دو لڑکے دو بیبیون سے ہون اور
ان بیبیون مین سے ایک کی ایک لڑکی بھی دوسرے خاوند سے تو یہہ لڑکی دوسری بیبی کے
لڑکے کو حلال ہوگی اسلیے کہ ان دونومین کوئی قرابت نہین مگر اوسی بیبی کے لڑکے کو
حلال نہین اسلیے کہ وہ اخیافی بہن اوسکی ہے) اور دو شیرخوار جنہون نے ایک چھاتی
سے دودہ پیا ہو اونمین حلت نہین (یعنے ان دونو کا نکاح نہین ہوسکتا اسلیے کہ وہ
دودہ شریک بھائی بہن ہین) ورنہ کوئی دودہ پینے والی اپنے دودہ پلانے والی کے لڑکے

۵ اور انکا حمل اور دودہ چھوڑانا تیس مہینے مین ہے ۱۲

یا پوتے کو حلال ہو سکتی ہے (جاننا چاہئے کہ یہہ مسئلہ پہلی عبارت سے بھی سمجھہ مین اتا
ہے لیکن مصنف نے تاکید اور تصریح کے لئے جو اس باب مین مناسب ہے اسکو دو
بارہ بیان کیا اور دودہ کے مسائل کی جامع یہہ بیت مشہور ہے ؏ از جانب شیردہ ہمہ
خویش شوند ✤ وز جانب شیرخوار زوجان فروع ✤ یعنی دودہ پینے والیکی اصول مثل باپ دادی
کے اور انکی اولاد یعنی شیرخوار کے بھائی اور چچا یہہ لوگ دودہ پلانیوالی اور اوسکی بیٹی پوتی
پر حرام نہین ہوتے) اور جو دودہ کہ بچہ کو کہانے مین ملاکر دیا جاوے خواہ دودہ غالب
ہو یا کہانا وہ حرام نہین کرتا (اسلیے کہ حکم کہانیکا ہے نہ دودہ کا) ہان اگر دودہ کو پانی مین
یا دوا مین یا بکری کے دودہ مین یا دوسری عورت کے دودہ مین ملاکر دیا تو ان صورتون مین
اگر دودہ غالب ہوگا تب تو حرمت ہوگی (اور اگر دوسری چیز غالب ہوگی
ہوگی تو وہی کہلاویگی اور حرمت اس سے متعلق نہوگی مگر دو عورتونکی دودہ کی صورت مین
ایک کی حرمت ضرور ہوگی جسکا کہ دودہ غالب ہوگا) اور کنواری عورتکا اگر دودہ اوتر
آوے اور مری ہوی عورت کا دودہ دونو حرام کرنیوالے ہین لیکن اگر دودہ کا حقنہ بچہ کو
کیا جاوے (یعنے پاخانے کی راہ سے دودہ اندر پونہچایا جاوے) یا مرد کے دودہ اوتر آوے
یا بکری کا دودہ دو بچے پیوین تو (ان صورتون مین حرمت) نہوگی اور اگر کوئی عورت
اپنی دودہ پینی سوت کو دودہ پلاوے تو یہہ دونون مرد پر حرام ہوجاتی ہین (اسلیے کہ مان
بیٹی کا نکاح مین رکہنا حرام ہے) اور اس صورت مین بڑی کو مہر نملیگا اگر اس سے شوہر نے
صحبت نکی ہو اور چہوٹی کو نصف مہر دیوے اور یہہ آدہا مہر بڑی سے لیوے اگر اسنے جان
بوجہکر نکاح فاسد کیا ہو ورنہ کچہہ نہ لے اور) جس گواہی سے مال ثابت ہوتا ہے اوسی سے
دودہ کا پینا بھی ثابت ہوتا ہے (یعنے دو مردون خواہ ایکمرد دو عورتون کی گواہی دو تکسینا

(کا پینا ثابت ہوجاتا ہی)

کتاب الطلاق

اسمین عورت کو چھوڑ دینے کا بیان ہی (واضح ہو کہ سب مباح چیزونمین سے زیادہ بری طلاق ہے اسلیے کہ اوسمین نکاح کا دور کرنا ہی جو سنت یا واجب ہی لیکن جب بعد نکاح کے ناموافقت ہو تو جدائی کے سوا کوئی علاج نہین اسواسطے شریعت نے اوسکو درست کیا) جو قید کہ شریعت سے نکاح کے باعث ہوتی ہے اوسکے دور کرنے کو طلاق کہتے ہین (پہر طلاق کی تین قسمین ہین ایک یہ ہی کہ) عورت کو ایسے طہر مین جسمین صحبت نکی ہو ایک طلاق دیکر چھوڑ دے یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہوجاوے (اس طرحکی طلاق کو) احسن کہتے ہین (دوسرے یہہ کہ) تین طہرون مین طلاق دی اوسکو حسن اور سنی کہتے ہین (یعنے انکا ثابت ہونا سنت سے ثابت ہوا تیسرے یہہ کہ) تین طلاقین ایک طہر مین یا ایک لفظ مین دی (مثلاً یہہ کہی کہ مین نے تجکو تین طلاقین دین) اسکو بدعی کہتے ہین (یعنی منسوب بدعت کیطرف ہی) اور جس عورت سے صحبت نہوئی ہو اسکو طلاق سنی حالت حیض مین بھی ہوسکتی ہے (یعنے اوسکے حق مین حیض حکم طہر کا رکہتا ہے طلاق کے بابمین) اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اوسکی طلاق کو مہینوں پر تقسیم کرنا چاہیے (یعنی اگر ایسی عورت کو طلاق سنی دیجاوے تو ہر طہر کی عوض مین ایک مہینا ہوگا) اور صحبت کی بعد اوسکو طلاق دینا جائز ہے اور جس عورت سے صحبت کرلی ہو اوسکو حالت حیض مین طلاق دینی بدعت ہی پس (ایسی طلاق کے بعد) عورت سے رجعت کرلے اور دوسری طہر مین اوسکو طلاق دے - اور اگر اپنی صحبت کی ہوئی سے کہا کہ تجکو تین طلاق ہین بطور سنت کے تو ہر طہر پر ایک [illegible] واقع ہوگی اور اگر شوہر نیت کرلے کہ تینون طلاقین اوسی ساعت مین پڑجاوین یا

[illegible] ہیا

ہر مہینے مین ایک ایک حیض ہو تو جایز ہے اور طلاق ایسے شوہر کی پڑا کرتی ہے جو عاقل اور
بالغ ہو گو اوس سے کسی نے زبردستی طلاق دلوائی ہو اور نشہ کی طلاق اور گونگے کی طلاق
اشارہ سے اور غلام کی بھی واقع ہوتی ہے مگر لڑکے کی اور دیوانہ کی اور سوتے ہوئے
شخص کی اور آقا کی طلاق جو اپنے غلام کی منکوحہ کو دی نہین پڑتی اور طلاق کی گنتی کا
اعتبار عورتون سے ہے اور وہ آزاد عورت کے حق مین تین ہین (گو شوہر آزاد ہو یا غلام)

اور لونڈی کے حق مین دو ہین (اگرچہ شوہر آزاد ہو یا غلام)

باب صریح طلاق کے بیان مین

(صریح طلاق کے یہہ الفاظ ہین کہ) تو طلاق والی ہے
یا طلاق دی ہوی ہے یا مین نے تجکو طلاق دی اور ان (الفاظ) سے ایک طلاق رجعی
پڑتی ہے اگرچہ نیت زیادہ کی کرے یا بائن کرنے کی یا کچھ نیت نکرے اور اگر (یہہ الفاظ)
کہے انت الطلاق و انت طلاق الطلاق و انت طالق طلاقا تو (ان لفظون سے) ایک
طلاق رجعی پڑیگی بشرطیکہ نیت کچھ نہو یا نیت ایک طلاق کی خواہ دو کی کرے لیکن اگر
نیت تین طلاقون کی کریگا تو تین پڑجاوینگی اور اگر طلاق کو تمام عورت کیطرف منسوب
کیا یا ایسی چیز کیطرف جس سے تمام بدن بیان کیا جاتا ہے مثلاً گردن اور گلا اور روح
اور بدن اور جسم اور شرمگاہ اور سر اور چہرہ یا اوسکے حصہ غیر معین کیطرف منسوب کیا
جیسے آدہا اور تہائی ہے تو ان صورتون مین طلاق پڑجاویگی (اور) اگر ہاتھہ اور پانو
اور انگلی اور مقام پاخانہ کیطرف نسبت کیا (مثلاً کہا کہ تیری اونگلی پر طلاق ہے تو
(طلاق) نہ پڑیگی (اسلیئے کہ ان اعضا سے تمام بدنکو تعبیر نہین کرتے) اور اگر کہے کہ
آدہی طلاق (ہے) یا تہائی طلاق (ہے تو) پوری طلاق ہوگی اور دو طلاق کے بیچ
نصف کہے تو تین طلاقین ہونگی اور اگر یون کہے کہ) ایک طلاق سے لیکر دو تک یا

(کہے کہ جو کچھہ) ایک طلاق سے دو تک کے درمیانمین (ہے تو) ایک طلاق پڑیگی اور
(ایک سے) تین تک (خواہ ایک سی تین تک کے درمیانین کہنے سی) دو طلاقین ہوتی
ہین اور (اگر کہے) ایک در دو (تو) ایک طلاق ہوگی اگر کچھہ نیت نکرے یا نیت ضرب کی
کرے اور اگر (ان لفظون سے) ایک اور دو مراد لے تو (اسصورتین) تین پڑینگی
(جاننا چاہیئے کہ ضرب کے معنی فقہا کے نزدیک یہہ ہین کہ مضروب کے اجزا بقدر مضروب
فیہ کے زیادہ ہوجاوین پس ایک کی ضرب تین مین یہہ ہے کہ ایک کو تین جزو ہو گئی یہہ معنی نہیں ہے
کہ ایک کو تین بار اعتبار کرین جیسا حساب مین ہوتا ہے) اور دو در دو (کہنے مین) دو طلاقین
ہونگی گو ضرب کی نیت کرے۔ اور (اگر یون کہے کہ) یہان سے شام تک (طلاق ہے) تو اسسے
ایک طلاق رجعی ہوگی اور (اگر کہے کہ) مکہ کے پاس یا مکہ کے اندر (یا گھر کے اندر طلاق ہے تو
یہہ طلاق) اوسیوقت پڑجاتی ہے اور (اگر یون کہے کہ) جب تو مکہ مین داخل ہو تجھے طلاق طلاق
ہے تو) یہہ الفاظ معلق یعنی مشروط کرنیکے ہین (جب عورت مکہ مین داخل ہوگی اوسوقت
طلاق پڑیگی اور مخفی نرہے کہ شام اور مکہ کا ذکر مثال کے لیئے ہے ورنہ ہر ایک شہر اور گانو کا یہی
حکم ہے **فصل**) جس صورتمین کہے کہ تو طالق (یعنے طلاق والی) ہے کل کو یا کل مین تو اوسپر
طلاق صبح ہونے پر پڑیگی اور اگر (شوہر ان لفظون سے) نیت عصر کے وقت کی کرے
تو صرف دوسرے لفظمین جائز ہوگی (یعنے اگر کہا کہ کل مین طالق ہے) اور (اگر کہا کہ تو
طالق ہے) آجکل یا کل آج (تو ایسے الفاظ) مین اول لفظ کا اعتبار کیا جاتا ہے (دوسرے کا
اعتبار نہین پس جو لفظ زبان سے اول کہا ہے اوسمین طلاق پڑیگی) اور (اگر کہے کہ) تو طالق ہے
پیشتر اس سے کہ مین تجھہ سے نکاح کرون یا تو کل طالق تھی حالانکہ اوس سے نکاح آج کیا ہے
تو یہہ طلاق لغو ہے (اسلیئے کہ نکاح سے پہلے طلاق دینے کے کچھہ معنی نہین) اور اگر

اوس سے نکاح کل سے پیشتر کر لیا تھا تو طلاق اوسوقت پڑیگی (اسلیے کہ گذرے ہوے زمانہ
مین طلاق پڑ نہین سکتی تو صرف یہ ہوا کہ جسوقت طلاق دیتا ہے اسوقت پڑی) اور (اگر یون کہے
کہ) تو طالق ہے جسوقت مین کہ مین تجکو طلاق دون اور (یہہ کہکر) چپکے رہا تو طلاق پڑجاویگی
(اسلیے کہ جب چپکا ہوا تو ایک وقت ایسا ثابت ہوا کہ اوسمین طلاق نہ دی حالانکہ وہ وقت
طلاق دیدینے کے قابل تھا پس اوسوقت مین طلاق پڑجاویگی) اور (اگر یہہ کہا کہ) تو طالق
ہے اگر مین تجکو طلاق نہ دون تو (یہہ طلاق) نہین پڑتی جبتک کہ ایک ان دونو مین سے
نہ مرجاوے۔ اور (اگر یون کہے کہ) تو طالق ہے اوسوقت مین کہ مین طلاق نہ دون تو طالق
ہے۔ تو اس سے پہلے لفظ سے طلاق پڑجاویگی۔ اور (اگر کہے کہ) تو طالق ہے جس روز کہ
مین تجہہ سے نکاح کرون اور نکاح اوس عورت کو کیا تو طلاق پڑجاویگی (اسلیے کہ مراد عرف
کی رو سے مطلق وقت تھا اور یہ بات بخلاف اس (صورت) کے کہ اپنی عورت سے کہے کہ تیرا
اختیار تیرے ہاتھ مین ہے جس روز ایسا معاملہ ہو اور اس اختیار دینے سے اوسکی نیت طلاق کی ہو
پہر وہ معاملہ رات کو واقع ہو تو طلاق نہ پڑیگی) اور (اگر کہے کہ مین) تجہہ سے طلاق والا ہون (
تو یہہ لفظ لغو ہے اگرچہ طلاق کی نیت کرلے (اسلیے کہ طلاق مرد کیطرف سے عورتکو ہوا کرتی ہے
نہ عورت کیطرف سے) اور (اگر یہہ کہے کہ مین تجہہ سے جدا ہون یا حرام ہون تو عورت جدا
ہوجاتی ہے اور (اگر یہہ کہے کہ) تو طلاق والی ہے ایک طلاق سے یا نہین یا (تو طلاق والی ہے)
تیرے مرنیکے ساتھہ خواہ اپنے مرنیکے ساتھہ (تو یہہ الفاظ) لغو ہین (انسے طلاق نہین ہوتی)
اور اگر شوہر عورت کے کل کا یا جزو کا مالک ہوجاوے یا عورت اپنے شوہر کے کل خواہ
جزو کی مالک ہو تو نکاح جاتا رہتا ہے پہر اگر شوہر اپنی منکوحہ (لونڈی) کو خرید کر طلاق دیگا
تو نہ پڑیگی (اسلیے کہ خریدنیکے بعد نکاح جاتا رہا وہ عورت طلاق کی جگہہ ہی نہ رہی اگر یون کہا کہ

جب ہی تیرا آقا تجھے آزاد کرے تب ہی تجھکو دو طلاق ہین پس آقا نے اسے آزاد کر دیا تو شوہر کو اوس سے رجوع کر لینے کا اختیار ہے (اسلیے کہ طلاق آزادی کے ساتھ پڑی ہے تو دو طلاق سے دو بائن ہو نگی لونڈی رہتی تو بائن ہو جاتی) اور اگر لونڈی کا آزاد ہونا اور دو طلاقین کل کے آنے پر شروط کر دیجاوین تو کل کے آنے پر شوہر کو رجوع کا اختیار نرہیگا اور (اوس عورت کی) عدت تین حیض ہونگے (اس مسئلے کی صورت یہہ ہی کہ شوہر نے اپنی منکوحہ لونڈی کو کہا کہ جب اگلی کل ہو تو تجھکو دو طلاقین ہین اور اوس لونڈی کے آقا نے کہا کہ جب کل ہو تو تو آزاد ہی پس جسوقت دوسرا دن ہوگا وہ عورت دو طلاق سے بائن ہو جاویگی اور رجعت کے قابل نرہیگی اسلیے کہ طلاقون کے پڑنے کیوقت وہ لونڈی تھی مگر عدت اوسکی تین حیض ہونگے کہ عدت کیوقت مین بلا شبہہ آزاد ہی اور آزاد کی عدت تین حیض ہین اور فرق اول مسئلے اور دوسرے مین یہہ ہی کہ اول مین لونڈی کے آزاد ہونیکے بعد طلاق پڑتی ہے کیونکہ عرف مین اوس عبارت سے یہی سمجھا جاتا ہی اور دوسرے مین آزادی سے پہلے پڑتی ہے) اور (اگر یہہ کہ) تو طالق ہے اتنی اور اشارہ تین انگلیون سے کرے تو تین طلاقین پڑینگی (اور اگر یہہ کہے) تو طالق ہے بائن یا البتہ یا سب سے فاحش تر طلاق یا شیطان کی طلاق یا بدعت کی طلاق یا سخت تر طلاق یا پہاڑ جیسی یا مثل ہزار کے یا کوٹھا بھر کر یا طلاق سخت (یا لنبی یا چوڑی تو ان سب الفاظ سے) ایک طلاق بائن پڑیگی بشرطیکہ تین کی نیت نکرے اور اگر تین کی نیت کرے تو تین پڑینگی ۔

فصل صحبت سے پہلے طلاق دینے کے بیان مین ۔ جو عورت غیر مدخولہ (ہو یعنی شوہر نے اوس سے صحبت نکی ہو) اوسکو اگر شوہر تین طلاقین اکٹھی دیوے تو تینون پڑجاوینگی (اور اگر جدا جدا کر کے دیوے) تو عورت پہلے ہی طلاق مین نکاح سے باہر ہو جاویگی اور اگر طلاق کہہ چکا اور ہنوز تمام

ذکر کرنے پایا تھا کہ عورت مر گئی تو وہ طلاق لغو ہوئی (اسلیے کہ شوہر نے کلام پورا نکیا تھا تو گویا کچھ منہ سے نکالا ہی نتھا) اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک اور ایک یا ایک سے پہلے ایک یا ایک جسکے بعد ایک ہو تو (ان سب صور تونمین) ایک ہی پڑیگی (اسلیے کہ عورت غیر مدخولہ تھی ایک سے بائن ہوگئی دوسری کا محل نرہی) اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک کے بعد ایک طلاق سے یا ایک طلاق سے جسکے پہلے ایک ہو یا ایک ہے جسکے ساتھ ایک ہو تو ان سب مین دو طلاقین واقع ہوتی ہین (اسلیے کہ دونون ایک ساتھ پڑین آگے پیچھے نہ پڑین اور اگر آگے پیچھے تہین تو بولنے سے پیشتر صرف خیال اور تصور مین تہین اسلیے ایکبارگی پڑین) اور (اگر یون کہے کہ) جب تو داخل ہو تو تو طالق ہے ایک اور ایک پس وہ داخل ہوئی تو ایک طلاق پڑیگی اور شرط کو پیچھے بولے (یعنی یون کہے کہ تو طلاق ہے ایک اور ایک جب داخل ہو) تو دو پڑینگی

باب کنایہ کے لفظون سے طلاق دینے کے بیانمین - کنایات سے عورت کو طلاق نہین پڑتی مگر نیت سے یا قرینہ کے باعث اگر (شوہر یہ) کہے کہ تو عدت مین بیٹھہ اور اپنے رحم کو صاف کر اور انتِ واحدة تو (ان صورتونمین) ایک طلاق رجعی پڑتی ہے اور ان (الفاظ کے) سوا (اگر دوسری کنایات بولیگا تو) ایک طلاق بائن پڑیگی اگرچہ دو کی نیت کرے اور جائز ہے تین طلاقونکی نیت کرنی کنایات مین (اس مسئلے مین امام شافعی کا خلاف ہے کہ انکے نزدیک کنایات مین طلاق رجعی پڑتی ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہے کہ طلاق بائن دینے کی ضرورت تو ہوا ہی کرتی ہے پس شوہر اپنی ملک مین اگر اس قسم کا تصرف کرے تو جائز ہوگا بلکہ صریح طلاق مین بھی قیاس یہی ہے لیکن نص کی ضرورت سے صریح مین حکم رجعت کا کیا گیا ہے اور روایت کیا ہے عبد الرزاق نے کہ کنایات سے طلاق بائنہ کا واقع ہونا اکثر صحابہ

کا قول ہے سوا حضرت ابن عمر اور ابن مسعودؓ کے اور امام محمدؒ نے بھی کتاب الآثار میں اسیطرح کہا ہے) اور (الفاظ) کنایات (کے) یہ ہیں (کہ تو) بائن ہے اور بتہ اور بتلہ (یعنی جدا ہے) حرام (ہے) خالی (ہے) پاک ہے تیری دوری ہے [illegible] اپنے میکے میں جا [illegible] میں نے تجھے تیرے میکے کو دیا تجھے میں نے ہبہ کیا [illegible] الگ ہوا تو جانے تیرا کام تو آزاد ہے اختیار کر [illegible] نکال [illegible] باہر نکل جا اٹھ کھڑی ہو [illegible] تلاش کر اگر شوہر [illegible] کہ تو حیض شمار کر اور اول سے نیت طلاق کی نہ کی اور [illegible] حیض کی شمار [illegible] تو اوسکا قول مانا جاویگا اور اگر تو دو پہلے حیضوں کے شمار کرنے سے [illegible] نیت کی تو تینوں طلاقیں ہونگی اور اگر کہا کہ تو میری بیوی نہیں یا میں تیرا خاوند نہیں اور طلاق کی نیت کی تو طلاق پڑجاویگی اور طلاق صریح طلاق [صریح] اور بائن دونوں سے ملتی ہے اور بائن صرف صریح سے ملتی ہے نہ بائن سے مگر جس صورت میں کہ بائن کسی شرط پر موقوف ہو (تو اوس صورت میں بائن سے بھی ملجاتی ہے اول مسئلے کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو کہا میں نے تجھکو طلاق دی یا طلاق کنایہ دی پھر اس طلاق کی عدت میں دوسری طلاق صریح دی تو یہ دوسری طلاق بھی پہلی طلاق سے ملجاویگی اور دونوں طلاقیں واقع ہونگی اسیطرح اگر پہلی طلاق صریح دی اور یہ بائن دی تو وہ صریح سے ملجاویگی لیکن اگر پہلے بائن دی اور دوبارہ پھر بائن دی تو یہ اول کے ساتھ نملیگی اسلیے کہ جب طلاق اول سے عورت جدا ہو چکی تو پھر طلاق کی محل نہ رہی ہاں اگر پہلی طلاق بائن کسی شرط پر موقوف ہوگی تو اوسکا پڑنا شرط کی ہونے پر ہوگا اوس سے پہلے نہوگا اسلیے دوسری بھی اس اثنا میں پڑسکتی ہے)

باب عورت کو طلاق کے سپرد کرنیکے بیان میں۔ اگر شوہر اپنی بیبی سے کہے کہ اختیار کر اور

اس سے نیت طلاق کی کرے اور وہ عورت اوسی مجلس مین اپنے آپ کو اختیار کر لے تو ایک طلاق سے بائن ہو جاویگی اور (اسصورتمین اگر شوہر) تین طلاقونکی نیت (کریگا تو درست) نہوگی پھر اگر وہ عورت وہان سے اُٹھہ جائے یا اور کام کرنے لگے تو اوسکا اختیار جاتا رہیگا۔ اور اسبا بمین (یعنے اختیار کے ثابت ہونے مین) یہہ شرط ہے کہ ذکر نفس کا یا اختیار کا دونون مین سے ایک کے کلام مین پایا جاوے (مثلا یا مرد کہے کہ اختیار کر اپنے نفس کو خواہ طلاق کو یا عورت کہے کہ مین نے اپنے نفس کو خواہ طلاق کو اختیار کیا اور اگر دونو کے کلام مین سے کسی مین نپایا جاوے گا تو اختیار کا ثبوت درست نہوگا اور اگر شوہر نے عورتسے کہا کہ تو اختیار کر اور عورت جوابدیا کہ مین اپنی ذات کو اختیار کرتی ہون یا مین نے اپنی ذات کو اختیار کیا تو طلاق پڑجاویگی اور اگر عورت سے تین بار کہے کہ اختیار کر اختیار کر اختیار کر اور عورت جوابدے کہ مین نے اول کو یا دوم کو یا پچھلی کو اختیار کیا یا ایک اختیار کو اختیار کیا تو تین طلاقین بدون نیت کے پڑجاوینگی اور اگر کہیگی کہ مین نے اپنی ذات کو طلاق دیلی یا اپنی ذات کو ایک طلاق سے اختیار کیا تو اسصورتمین ایک طلاق سے بائن ہوجاویگی (اور اگر شوہر عورت سے کہے کہ) تیرا معاملہ تیرے ہاتہہ ہے ایک طلاق کے باب مین یا یہہ کہ ایک طلاق اختیار کر لے اور (اسکے جوابمین) عورت اپنی ذات کو اختیار کر لے تو ایک طلاق رجعی پڑیگی (اسلیئے کہ شوہر کے کلام مین صریح لفظ طلاق کا موجود ہے اور صریح طلاق مین حکم رجعت کا ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ) تیرا معاملہ تیرے ہاتھہ ہے اور تین طلاقون کی نیت کی اور عورت نے جوابدیا کہ مین نے اپنی ذات کو ایکدفعہ سے اختیار کیا تو تین طلاقین پڑینگی اور اگر کہیگی کہ مین نے اپنے نفس کو ایک طلاق دی یا اپنی ذات کو ایک طلاق سے اختیار کیا تو ایک طلاق سے بائن ہوجاویگی۔ اور اگر شوہر کہے کہ تیرا

معاملہ تیری ہاتھہ ہی آج اور پرسون تو اس قول مین رات داخل نہوگی (یعنے اختیار دونکو رہیگا رات کو نہوگا) اور اگر عورت اختیار اوس دن کا نمانے تو اوس روز کا اختیار باطل ہوجاویگا اور پرسون کا اختیار اوسکو رہیگا اور اگر اختیار مین شوہر قید آج اور کل کی لگائی تو اوسمین رات بہی شامل رہیگی اور اگر اوس روز اختیار کو عورت نمانیگی تو اوسکی کل کو بہی اوس کو اختیار نرہیگا (اسلیے کہ اختیار کے وقت مین کوئی زمانہ اختیار نرہنے کا نہین) اور اگر اختیار دئیجانیکے لیے عورت نے کیا ان کی دیر کی اور کہڑی ہوئی یا کہڑی تہی بیٹھہ گئی یا بیٹھی تہی تکیہ لگا لیا یا تکیہ لگائی تہی بیٹھہ گئی یا اپنی باپ کو مشورہ کے لیے بلایا یا گواہون کو گواہ کرنے کو طلب کیا یا سواری پر تہی سواری کو روک لیا تو (ان سب صورتون مین) اوسکا اختیار باقی رہیگا اور اگر سواری کو چلایا تو اختیار نرہیگا او کشتی کا حال گہر کا سا ہی (یعنے کشتی اگرچہ چلتی ہو عورت کا اختیار باقی رہتا ہی سواری کیطرح نہین کہ چلنے سے اختیار جاتا رہتا ہی) اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیلے اور اوس سے کچھ نیت نکی یا ایک طلاق کی نیت کی اور عورت نے طلاق دیلی تو ایک طلاق رجعی پڑیگی اور اگر تین طلاقین دیلیوےگی اور شوہر نے تین کی نیت کی ہوگی تو تینوں پڑجاوینگی اور اگر عورت کہے کہ مین نے اپنی ذات کو جدا کیا تو طلاق پڑجاویگی لیکن اگر کہے کہ مین نے اختیار کیا تو نہ پڑیگی اور (اس اختیار دینے سے) مرد رجوع کرنے کا مالک نہین رہتا اور اختیار عورت کی مجلس تک رہتا ہی (یعنے بعد اوس مجلس کے ہوچکنے کے اوسکو اختیار طلاق کا نہین رہتا) ہان شوہر اگر (اختیار دینے مین) یہہ بہی کہدے کہ جب تو چاہے ایسا کر (تو اسصورت مین عورت اوس مجلس کے بعد بہی اپنے آپکو طلاق دیسکتی ہی) اور اگر شوہر کسی آدمی سے کہے کہ میری منکوحہ کو طلاق دیدی تو یہہ اجازت فقط اوس مجلس پر منحصر نرہیگی (اوس مرد کا جب دل چاہے طلاق دیدے)

لیکن اگر شوہر یون کہے کہ تو چاہے تو طلاق دیدے (اِسصورتمین بعد اوس مجلس کے گذرجانے کے اختیار نرہیگا) اور اگر شوہر اپنی منکوحہ سے کہے کہ اپنی ذات کو تین طلاقین دیلے اور عورت نے ایک طلاق دیلی تو یہہ طلاق پڑجاویگی اور اسکے الٹے مین (یعنے مرد کہے کہ ایک طلاق دیلے اور عورت تین دی تو) واقع نہوگی اور اگر مرد کہی کہ تین طلاقین دیلے اگر چاہے اور عورت ایک دی اور مرد کہے کہ ایک دیلے اگر چاہے اور عورت تین دیلے اِسصورتمین کچہہ واقع نہوگی (ایک نہ تین) اور اگر شوہر نے اوسکو طلاق بائن یا رجعی کے دینے کو کہا اور عورت نے اوسکی اجازت کے برعکس کیا (تو اسصورتمین) وہی پڑیگی جسکی اجازت شوہر نے دی تہی (اور اگر شوہر نے کہا کہ) تو طالق ہے اگر چاہے اور عورت نے کہا کہ مین نے چاہا اگر تو چاہے پہر شوہر نے کہا کہ مین نے چاہا اور اِس کلمہ سے طلاق کی نیت کی یا یہہ کہ عورت نے کہا کہ مین نے چاہا بشرطیکہ ایسا ہو اور ایک امر معدوم کا نام لیدیا تو دونون صورتونمین یہہ قول باطل ہوجاویگا اور اگر کسی ایسے امر کا ذکر عورت نے کیا جو گذر گیا ہو تو طلاق پڑجاویگی اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہے جب چاہے یا جب کبہی چاہے اور عورت اسکو رد کرے تو رد نہوگا اور نہ مجلس پر مقید ہوگا مگر (اس لفظ سے صرف) ایک طلاق اپنے آپکو دے سکتی ہے اور (اگر شوہر نے کہا کہ) جتنی بار کہ تو چاہے طالق ہے تو عورت کو اختیار ہے کہ تین طلاقین علیحدہ علیحدہ دیلے اور ایک ساتہہ تین نہین دیسکتی اور اگر اِس اختیار کی روسے بعد نئے شوہر کے پہر طلاق دیوے تو واقع نہوگی (یعنے دوسرا نکاح کرکے اگر پہر شوہر اول کے پاس اتفاقاً آوے تو اسوقت وہ پہلا اختیار باقی نہین رہتا) اور اگر کہا کہ تو طالق ہے جہان اور جسجگہہ چاہے تو طلاق نہوگی بجز اسکے کہ اوسی مجلس مین چاہے اور اگر کہا کہ جسطرح چاہے اور عورت نے طلاق دیلی تو رجعی پڑیگی اور اگر عورت نے طلاق

بائن چاہی یا تین طلاقتین اور شوہر کی نیت بہی یہی تو وہی پڑ جاویگی اور اگر شوہر نے کہا کہ تو طلاق ہی جتنی چاہی اور جو چاہی تو عورت جو چاہے اوسی مجلس مین طلاق دیلے اور اگر عورت اس اختیار کو رد کردی تو رد ہوجاتا ہی۔ اور اگر شوہر کہی کہ اپنی ذات کو تین مین سے جتنی چاہی طلاق دیلے تو عورتکو تین سی کم کا اختیار ہوگا (یعنی ایک یا دو کی دینے کا)

باب طلاق کو کسی شرط پر مقید کرنیکے بیان مین — طلاق کا مشروط کرنا اوس صورت مین درست ہی کہ شرط ملک نکاح مین واقع ہو یا خود ملک نکاح سی وابستہ ہو مثلاً (شوہر) اپنی منکوحہ سی کہی کہ اگر تو میری پاس آویگی تو طلاق ہی (تو یہہ شرط لگانا عین ملک نکاح مین ہی) اور (اگر) اجنبی سی کہی کہ اگر مین تجہہ سی نکاح کرون تو تو طلاق ہی (تو یہہ شرط ملک نکاح کے ہونے پر ہوئی تھی) تو ایسی صورتو نمین شرط کے بعد طلاق پڑجاتی ہے (یعنے نکاح یا پاس آنیکے بعد اوپر کی مثالو نمین طلاق ہوجاویگی) اور اگر اجنبی عورت سی کہا کہ اگر تو میری پاس آویگی تو تو طلاق والی ہی پہر اوس سی نکاح کیا اور وہ آئی تو طلاق نہوگی (اسلیی کہ شرط نہ تو نکاح مین تہی نہ خود نکاح کو شرط کیا تہا) اور الفاظ شرط کے یہہ ہین اگر جو جو کچہہ ہر چیز جتنی بار جب جب کبہی ان الفاظ مین اگر شرط پائی جاویگی تو قسم تمام ہوجاویگی (یعنی حکم مشروط کرنیکا ختم ہوجاویگا) مگر لفظ کلما بمعنے (جتنی بار) مین (حکم شرط کا تمام نہوگا) اسلیی کہ وہ فعلون کی عام ہونیکو چاہتا ہی جیسے لفظ کل (جسکے معنی ہر چیز ہین) اسمون کے عام ہونیکو چاہتا ہی پس اگر شوہر کہی کہ جتنی بار مین کسی عورت سی نکاح کرون تو وہ طالق ہی تو ہر بار کے نکاح کرنے سی طلاق ہوگی (گو ایک ہی عورت) دوسرے شوہر کے بعد (اس سی دوبارہ نکاح کری) اور ملک نکاح کے جاتی رہنے سی شرط باطل نہین ہوتی پس اگر شرط ملک مین پائی جاوی تو عورت طالق ہوجاویگی

اور حکم شرط کا پورا ہوجاویگا اور اگر شرط ملک نکاح مین پائی جاویگی تو عورت کو طلاق
نہوگی مگر حکم شرط کا اسصورتمین بھی تمام ہوجاویگا (مثلاً شوہر نے کہا کہ اگر تو گھر مین جاوے
تو تجھے طلاق ہے تو اگر وہ عورت نکاح کیے پیچھے جاویگی تو طلاق بھی پڑیگی اور شرط بھی جاتی
رہیگی اور اگر نکاح نرہنے کے بعد عورت گھر مین جاویگی تو طلاق بھی نہ پڑیگی اور شرط بھی
بیکار ہوجاویگی یعنی آیندہ اگر بعد نکاح کے وہ عورت پھر گھر مین جاویگی تو پہلی شرط کی رو
سے اوسکو طلاق نہ پڑیگی اور اگر شرط کے واقع ہونے مین عورت مرد اختلاف کرین تو
مرد کی بات معتبر ہوگی مگر جس صورتمین کہ عورت گواہ (اپنے دعوی کے) پیش کرے (تو
اوسیکا قول معتبر ہوگا) اور جو امور ایسے ہین کہ وہ عورت ہی کے بتانے سے معلوم ہوتے
ہین اونمین عورت ہی کا قول معتبر ہوگا مگر خاص اوسیکے باب مین مثلاً اگر شوہر نے کہا کہ جب
تو حیض سے ہو تو تو اور فلانی عورت طالق ہے یا یہہ کہا کہ اگر تو مجھہ سے محبت رکھتی ہے تو تو
اور فلانی عورت طالق ہے پس عورت نے کہا کہ مین حیض سے ہوگی یا مین تجھہ سے محبت رکھتی ہون
تو (اسصورتمین) صرف وہی عورت طالق ہوگی (دوسرے پر صرف اوسی سے طلاق نہ پڑیگی
اور جس صورتمین کہ طلاق کو حیض پر مشروط کیا ہو تو) بفور خون دیکھنے کے طلاق نہ پڑیگی پس
اگر خون تین دن تک رہیگا تو طلاق اوسیوقت سے پڑیگی جبسے خون دیکھا ہوگا اور اگر یہہ
کہا ہوگا کہ اگر تجھکو ایک حیض آوے تو طلاق ہے تو اسصورتمین) طلاق اوسوقت پڑیگی جب وہ حیض
سے پاک ہوگی (اسلیے کہ ایک حیض سے حیض کامل مراد ہوتا ہے) اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرے
لڑکا پیدا ہو تو تو ایک طلاق سے طالق ہے اور اگر تیرے لڑکی ہو تو دو طلاقون سے پس
اس عورت کے لڑکا اور لڑکی توام ہوئے اور یہہ معلوم نہوا کہ اول کون ہوا تو قاضی
کے حکم کی رو سے تو اوسپر ایک طلاق پڑیگی اور احتیاط کی رو سے دو [illegible]

گذر جاویگی (اسلیے کہ اول بچہ ہونے سے تو اوسکو طلاق پڑگئی اور دوسرے کے ہونے پر عدت
پوری ہوگئی کیونکہ حاملہ عورت کی عدت بچہ ہونے تک ہوتی ہے) اور ملک نکاح دو
شرطون مین سے پہلے کے لیے شرط ہے (مثلاً اگر کہے کہ اگر تو زید اور عمر سے کلام کریگی
تو تو طلاق ہے بعد اسکے اوس عورت کو دوسری طلاق دیکر بائن کر دیا اور اوس عورت
نے زید سے کلام کیا پھر شوہر اول نے اوس سے نکاح کر لیا پھر اوسنے عمر سے کلام کیا تو
طلاق پڑ جاویگی اور اگر زید سے کلام کرنیکے وقت تو نکاح مین ہو اور عمرو سے کلام کرنے
کے وقت منکوحہ نہو تو طلاق نہ پڑیگی) اور اگر تین طلاقونکو ایک شرط پر موقوف کیا
اور پھر تین طلاقین اوسی وقت دیدین تو پہلی شرط اوس سے باطل ہو جاویگی - اور اگر تین
طلاقونکو یا لونڈی کے آزاد ہونیکو صحبت پر مشروط کیا تو صحبت کیوقت زیادہ ٹھہرنے
سے اجرت زنا کی دینی نہ پڑیگی اور طلاق رجعی کیصورت مین اوس زیادہ ٹھہرنے سے رجعت
ثابت نہوگی ہان اگر اپنے ذکر کو نکالکر دوبارہ پھر داخل کریگا (تو رجعی کیصورت مین رجعت
ثابت ہوگی اور اول صورت مین زنا کی اجرت دینی پڑیگی اسلیے کہ صحبت کرنے مین ایک ہی
حال پر زیادہ توقف کرنا دوسری بار صحبت کرنا نہین کہ اوس سے اجرت یا رجعت درست
ہو) اور اگر شوہر کہے کہ اگر فلانی عورت سے مین تیرے اوپر نکاح کرون تو اوسکو طلاق ہے
پھر منکوحہ کو طلاق بائن دیکر اوس عورت سے نکاح کیا تو اوسکو طلاق نہ پڑیگی (اسلیے کہ شرط
نہین پائی گئی کیونکہ طلاق بائن کے بعد حکم نکاح کا باقی نہین رہتا گو کہ عورت عدت
مین ہو) اور اگر مرد نے کہا کہ تجھکو طلاق ہے انشاء اللہ اور کلمہ انشاء اللہ ملا کر کہا تو طلاق
نہ پڑیگی اگرچہ عورت انشاء اللہ کہنے سے پہلے مر جاوے - اور اگر شوہر کہے کہ تجھکو ایک
کم تین طلاقین ہین تو دو پڑینگی اور ایک کم دو کہیگا تو ایک پڑیگی اور اگر کہے کہ تین کم

باب بیمار کے طلاق دینے کے بیان مین

تین طلاقین ہین تو تین پڑینگی (اسلیے کہ ایک یا دو کا نکالنا تین مین سے ہوسکتا ہے مگر تین کو تین مین سے نکالنا ناممکن ہے اسواسطے استثنا لغو ہوگیا اور تین طلاقین پڑ گئین **باب** بیمار کے طلاق دینے کے بیانمین - اگر شوہر اپنے مرض مین منکوحہ کو طلاق رجعی یا بائن دے اور اوسکی عدت مین مرجاوے تو وارث ہوگی اور اگر بعد عدت کے مرے تو وارث نہوگی - اور اگر طلاق بائن عورت کی اجازت سے دے یا عورت مال دیکر طلاق لے لیوے یا شوہر کے اختیار دینے کی جہت سے وہ اپنی ذات کو اختیار کرلے تو وارث نہوگی - اور جس صورتمین کہ عورت شوہر سے کہے کہ مجکو طلاق رجعی دیدے اور شوہر اوسکو تین طلاقین دیوے تو وارث ہوگی - اور اگر شوہر اپنے مرض مین عورت کی اجازت سے اسکو بائن کردے یا حالت صحت مین اوسکے بائن کردینے اور عدت ہوچکنے پر مرد و عورت ایکدوسرے کو سچا کہہ چکے ہون پہر شوہر عورت کے قرض کا اپنے مرض مین اقرار کرے یا اوسکو کسیقدر مال کے دینے کی وصیت کرے تو عورت کو قرضہ خواہ وصیت اور ترکہ مین سے جو کم ہوگا وہ ملیگا (یعنے جو کچہہ اوسنے اقرار کیا ہے یا وصیت کی ہو اگر وہ ترکہ کے حصہ سے کم ہو تو وہ ملیگا نہین تو ترکہ مین کا حصہ ملیگا) اور جو شخص کسیکو لڑنے کے لئے بلاوے یا قصاص مین مارا جانے کو خواہ سنگسار کیا جانیکو پیش ہوا اور اس صورتمین اپنی منکوحہ کو بائن کردے تو وارث ہوگی بشرطیکہ اوسی صورت مین مارا جاوے یا مرجاوے اور اگر گہر گیا ہو یا لڑائی کی صف مین ہو اور اپنی بیبی کو بائن کردے تو اسصورتمین مرجانے سے وہ عورت وارث نہوگی (اسلیے کہ اسمین مرجانا یقینی نہین اور پہلی دونون صورتون مین مرجانا یقینی ہے) اور اگر شوہر نے اپنی عورت کی طلاق کو کسی اجنبی مرد کے کام پر مشروط کیا (مثلاً کہا کہ زید اگر سفر سے آوے تو تو ماہر ہے)

یا کسیوقت سے آنے پر مشروط کیا (مثلاً کہا کہ ماہ رمضان آوے تو تو بائن ہے) اور
شرط کا وجود اور شروط کرنا دونوں مرض ہی مین ہون یا مشروط کیا خاص اپنے کام پر اور
مرض مین مشروط کرنا اور اوس کام کا کرنا پایا گیا خواہ شرط کا ہونا ہی مرض مین پایا گیا او
مشروط ہے کیا تہا یا عورت کے ایسے فعل پر مشروط کیا کہ اوسکو خواہ نخواہ کرنا پڑے
(مثلاً کہدیا کہ اگر تو کہاویگی یا پیویگی تو بائن ہوجاویگی اور) اسمین خواہ دونون باتین مرض
مین ہون خواہ صرف شرط کا وجود مرض مین ہو تو ان سب صور تونمین وارث ہوگی او
انکے سوا اور صور تونمین وارث نہوگی اور اگر اپنی بیبی کو مرض مین بائن کردیا پہر اچہا ہوگیا
اور اوسکے بعد مرگیا یا بائن کرچکا تہا اور وہ عورت مرتد ہوگئی اور پہر مسلمان ہوگئی
اوسکے بعد شوہر مرا تو ان صور تونمین وارث نہوگی - اور اگر عورت شوہر کے لڑکے سے
ہم بستر ہوگئی یا شوہر سے لعان کیا یا شوہر نے بحالت مرض اوس سے ایلا کیا تو وارث ہوگی
اور اگر ایلا بحالت صحت کیا تہا اور ایلا کے باعث حالت مرض مین بائن ہوگئی تو وارث
نہوگی (اور قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ جس صورتمین شوہر کا طلاق دینا اسوجہ سے معلوم ہوتا ہو
کہ عورت کو وارث کرنے سے گریز کرتا ہے تو اوس صورتمین عورت وارث ہوگی اور اگر وہ وارث
کرنے سے گریز نہین کرتا اور نہ احتمال گریز کا ہو تو وارث نہوگی ۱۲)

باب رجعت (یعنے طلاق کے بعد عورت سے شوہر کے رجوع) کرنیکے بیانمین رجعت

اسبات کو کہتے ہین کہ جو نکاح مرد و عورت مین قائم تہا اوسکو عدت کے دنون مین اون کا
تون بنا رکہین اور یہہ رجعت اوس صورتمین درست ہے کہ عورت کو تین طلاقین نہوئی ہون
اگرچہ عورت رجعت پر راضی نہو اور صورت اوسکی یہہ ہے کہ شوہر (طلاق کے بعد عدت مین منکوحہ
سے کہدے کہ مین نے تجہ سے رجعت کی یا رجوع کیا یا یہہ کہے کہ مین نے اپنی منکوحہ سے رجعت

کی اور (ایک یہہ ہی کہ جن افعال سی حرمت دامادی ثابت ہی (وہ فعل بھی) کسی ساتھہ
کرے مثلا شہوت سی ہاتہہ لگاوی یا بوسہ لے یا اوسکی شرمگاہ کو دیکہی غرضکہ رجعت قول
بھی ہوتی ہے اور فعل سی بھی) اور مستحب ہی کہ رجعت کے پیچہ گواہ کر دے (اور اگر شوہر
نے عدت ہوچکنے کے بعد عورت سی کہا کہ مین نے عدت) مین تجہہ سی رجعت کرلی اور
عورت نے اوسکی تصدیق کی (کہ ٹہیک ہی) تو رجعت درست ہی اور اگر تصدیق نکی
تو درست نہوگی جیسے اسصورتمین کہ شوہر اوس سی کہی کہ مین نے تجہہ سی رجعت کی اور وہ
جوابدے کہ میری عدت ہوچکی (تو رجعت درست نہوگی) اور اگر لونڈی کا شوہر عدت
کے بعد اوس سی کہی کہ مین نے عدت مین تجہہ سی رجعت کرلی تہی اور اس بات کی تصدیق
اوسکے آقا نے کی مگر لونڈی نے اوسکو جہٹلایا یا لونڈی نے (شوہر کے رجعت کرنیکے
وقت کہا کہ میری عدت ہوچکی اور اوسکی آقا اور شوہر نے [illegible]
صورتونمین) لونڈی کا قول معتبر ہے (یعنے رجعت درست نہوگی) اور [illegible] رجعت کا
اوسوقت جاتا رہتا ہی جبکہ عورت حیض اخیر سے پاک ہوجاوے [illegible] اگر دس روز پر پاک
ہوئی تو بفور پاک ہونے کے وقت رجعت جاتا رہیگا غسل کرے [illegible] اور اگر دس روز
سے کم مین پاک ہوئی تو غسل تک وقت رجعت رہیگا یا تجہہ کہ پاک ہونیکے بعد ایکوقت
نماز کا گذر جاوے (یا اتنا وقت گذر جاوی کہ اوسمین عورت نہا کر نیت نماز کی کرلے)
یا وہ تیمم کرلے نماز پڑہ لے (جس صورتمین کہ پانی پر قادر نہو) اور اگر عورت نے غسل
کیا اور ایک عضو سی کم کو دہونا بہول گئی تو حق رجعت نرہیگا اور اگر عضو کامل کا دہونا
بہول گئی ہو تو حق رجعت باقی رہیگا (اسلیے کہ ابھی پورا غسل نہین کیا اور) اگر شوہر نے
عورت حاملہ یا بچہ والیکو ایک طلاق دی اور کہی کہ مین نے اس سی صحبت نہین کی

(یعنے ایک طلاق سے یہہ بائن ہوگئی) تو وہ (اسصورتین عورت سے) رجعت کرسکتا ہے (اسلیے کہ عورت کا حاملہ خواہ بچہ وار ہونا شوہر کو جہوٹا کرتا ہی) اور اگر (عورتسے) خلوت کری اور کہے کہ مینے صحبت نہین کی بعد اوسکے ایک طلاق دی (تو رجعت نکرے اسلیے کہ ممکن ہے کہ خلوت مین صحبت نکی ہو تو ایک ہی طلاق سے بائن ہوجاویگی) پس اگر اسی صورتین رجعت کی اور رجعت کے بعد اوس عورت کے دو برس سے کم مین بچہ پیدا ہوا تو وہ رجعت درست ہوگی (اسلیے کہ جب دو برس سے کم مین بچہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وقت رجعت کے حمل موجود تہا اور شوہر کا یہہ کہنا کہ مین نے صحبت نہین کی غلط تہا اور عورت ایک طلاق سے بائن نہین ہوئی تہی اسلیے اوسکی رجعت درست ہوئی) اگر شوہر نے اپنی منکوحہ سے کہا کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طلاق ہے پہر اوسکے بچہ پیدا ہوا تو یہہ دوسرا بچہ رجعت کا باعث ہوگا (اوس طلاق سے جو اول بچہ ہونے پر اوسکو ہوئی تہی) اور اگر شوہر نے یون کہا کہ جتنی بار تو بچہ جنے تو تو طالق ہے پہر اوسکے تین بچے علیحدہ علیحدہ حمل سے ہوئے تو دوسرا اور تیسرا بچہ پہلی دو طلاقون سے رجعت کے سبب ہونگے (اسلیے کہ پہلے بچے کے ہونے پر شرط کے بموجب اوسپر طلاق ہوئی اور حمل دوسرے بچے کا اوس سے رجعت کا سبب ہوا پہر دوسرے کے پیدا ہونے پر دوسری طلاق ہوئی تیسرے کا حمل اوس سے رجعت کا باعث ہوا پہر تیسری کے پیدا ہونے پر طلاق گاڑہی پڑگئی اب رجعت نہین ہوسکتی) اور جس عورت کو طلاق رجعی ہوئی ہو وہ اپنا بناؤ سنگار کرے (تاکہ شاید اوسکا شوہر اوس سے رجوع کرلے) اور مستحب یہہ ہے کہ شوہر بدون اطلاع اوسکے پاس نجاوے اور جبتک اوس سے رجعت نکرے تبتک اوسکے ساتہہ سفر نکرے اور طلاق رجعی سے صحبت کرنا حرام نہین ہوتا مگر عدت کے بعد البتہ حرام ہے اور جو عورت کہ بائن ہوگئی ہو وہ شوہر سے

نکاح عدت مین اور بعد عدت کے کر سکتی ہی مگر جو تین طلاقون سے بائن ہوئی ہو بشرطیکہ
آزاد ہو اور دو سے بائن ہوئی ہو اوس صورت مین کہ لونڈی ہو وہ شوہر سی نکاح نہین کر سکتی
جبتک کہ وہ دوسری شوہر سے نکاح صحیح نکرلے اور وہ دوسرا اوس سی صحبت نکر چکے اگرچہ
وہ مرد قریب بالغ ہونیکے ہو اور پہر وہ دوسرا اوسکو طلاق دی اور اسکی عدت پوری
ہوجاوی (تو اب البتہ شوہر اول سی نکاح کر سکتی ہی) نہ صحبت کرنا مالک کے باعث یعنی
اگر شوہر اپنی منکوحہ لونڈی کو دو طلاقین دی اور بعد عدت کے اوسکا مالک اوس سی صحبت
کرے تو اس صحبت سی یہہ عورت اپنی شوہر کو حلال نہوگی بلکہ صحبت کرلینے نکاح صحیح شرط ہی
اور مکروہ ہی حلال کرنیکی شرط سی نکاح کرنا (یعنے اسطرح کہ بعد نکاح کی طلاق دیدونگا)
ہرچند (دوسری شوہر کے طلاق دیدینے سے) شوہر اول پر وہ عورت حلال ہوجاتی ہے
(گو نکاح حلالہ کرنیکی شرط سی کیا ہو تاہم ایسی شرط سے نکاح کرنا مکروہ ہی) اور دوسرا شوہر
پہلے شوہر کی طلاق کا حکم دور کر دیتا ہی بشرطیکہ طلاقین تین سے کم ہون (یعنی جب عورت
دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور اوسکی طلاق کی بعد پہر اول شوہر کے نکاح مین آوی
تو شوہر اول تین طلاقو نکا مالک ہو جاویگا) اور اگر تین طلاقون والی عورت خبر دے
کہ شوہر اول اور شوہر دوم کی طلاق کی عدتین ہو چکین اور زمانہ اتنا ہوا کہ اوسمین
دونون عدتین ہو سکتی ہون تو شوہر اول کو اختیار ہے کہ اوسکی بات مان لے
اگر ظن غالب اوسکو ہو کہ یہہ سچ کہتی ہے (یعنے اوس سے اس صورت مین نکاح کر سکتا ہی)

باب ایلا کے بیان مین (ایلا کے معنے لغت مین قسم کے ہین اور شریعت کی اصطلاح
مین یہہ ہین) شوہر کا قسم کہانا اپنی منکوحہ سے چار مہینے یا اوس سے زیادہ صحبت نکرنی پر
ایلا کہلاتا ہی مثلاً یون کہی کہ خدا کی قسم مین تجہسے چار مہینے صحبت نکرونگا یا یہہ کہے

کہ بخدا مین تجہسے صحبت نکرونگا پس اگر (قسم مدت معین کی کی اور) مدت چہار ماہ وہین صحبت
کی تو کفارہ دی اپنی قسم کا اور ایلا باطل رہیگا اور اگر صحبت نکریگا تو عورت نکاح سے جدا
ہوجاویگی اور قسم جاتی رہیگی (یعنے کفارہ لازم نہوگا) اگر چار مہینے کے لیے قسم کہائی ہو
اور اگر ہمیشہ کے لیے کہائی ہو تو قسم باقی رہتی ہی (یعنے جس صورتمین کہ یون کہا کہ بخدا
تجہسے صحبت نکرونگا اور چار مہینے تک صحبت نکی اور وہ عورت نکاح سی باہر ہوگئی اور
پہر شوہر نے اوس سے دوبارہ نکاح کیا تو حکم قسم کا باقی ہی (یعنی اگر چار مہینے کے اندر
صحبت کریگا تو کفارہ لازم آویگا) پہر اگر اوس سے دوسری بار اور تیسری بار نکاح کیا
اور دونون دفعہ مدت چار مہینے کی بدون صحبت گذر گئی تو وہ عورت دونون طلاقون سی
بائن ہوجاویگی پہر اگر بعد دوسرے شوہر کے نکل کے اوس سے نکاح کیا تو طلاق نہوگی
اور اگر اوس سے صحبت کرے تو کفارہ دی قسم کے باقی رہنی کی جہت سی) صورت مسئلے
کی یہہ ہی کہ اپنی بی بی سے ایلا کرے اور چار مہینے کی مدت مین اوس سی صحبت نکری تو وہ بائن
ہوجاویگی اور اگر دوبارہ اوس سے نکاح کرے اور چار مہینے اوس سی ہم بستر نہو تو پہر ایک
طلاق سی بائن ہوجاویگی اسیطرح اگر تیسری دفعہ نکاح کرکے چار مہینے قربت نکری تو پہر ایک
طلاق سی بائن ہوجاویگی اب چونکہ طلاقین تین ہوگئین بدون نکاح دوسری شوہر کے
حلال نہوگی پس اگر بعد نکاح و طلاق شوہر ثانی کے پہر اوس عورت سے نکاح کری تو ایلا کا
حکم نرہیگا اور قسم باقی رہیگی یعنی اگر اوس سی صحبت نکریگا تو بائن نہوگی اور اگر صحبت
کریگا تو کفارہ دینا پڑیگا) اور چار مہینے سی کم مدت مین ایلا معتبر نہین (یعنی اگر ترک
صحبت کی قسم چار مہینے سے کم پر کہاویگا اور اوس مدت مین صحبت نکریگا تو طلاق نہ پڑیگی
لیکن اگر صحبت کریگا تو کفارہ لازم ہوگا) اور اگر شوہر نے کہا کہ بخدا دو مہینے یہہ اور دو

مہینے انکے بعد تجہ سے صحبت نکرونگا تو یہ ایلا ہوگیا (اسلیے کہ چار مہینے ہوئے اگرچہ اونکو دو دفعہ مین بیان کیا) اور اگر (پہلے یون کہا کہ واللہ تجھسے دو مہینے صحبت نکرونگا پہر) ایک روز ٹھہر گیا اور اوسکے بعد کہا کہ بخدا تجھسے پہلے دو مہینون کے بعد دو مہینے اور صحبت نکرونگا یا یون کہے کہ تجہ سے ایک دن کم برس روز صحبت نکرونگا یا یہ قسم بصرہ مین کہادے کہ مین کوفہ مین نجاؤنگا اور اوسکی منکوحہ کوفہ مین ہو توان صورتون مین ایلا نہین ہوتا۔ اور اگر شوہر نے صحبت کو حج یا روزہ یا صدقہ یا آزاد کرنے یا طلاق پر مشروط کیا (مثلاً یون کہا کہ اگر مین صحبت کرون تو مجہپر حج یا روزہ یا صدقہ لازم ہے) یا رجعی طلاق والی سے ایلا کرے تو (ان سب صورتون مین) ایلا کرنے والا ہوگا لیکن اگر طلاق بائن والی عورت یا اجنبی عورت سے ایلا کریگا تو درست نہوگا اور لونڈی منکوحہ کی ایلا کی مدت دو مہینے ہین اور اگر ایلا کرنے والا اپنی بیماری یا عورت کے مرض یا اوسکی شرمگاہ کی بند ہونے یا اوسکے صغیر سن ہونے یا فاصلہ دراز پر ہونے کی جہت سے اوس سے صحبت نکرسکے تو ایلا سے رجوع کرنا یون ہوسکتا ہے کہ اپنی زبان سے کہدے کہ مین نے اپنی منکوحہ سے رجوع کی اور اگر چار مہینے کی مدت مین صحبت پر قادر ہوجاوے تو رجوع کرنا صرف صحبت سے ہے (یعنے چار مہینے کے اندر اگر یہہ موانع برطرف ہون تو زبانی رجوع کا اعتبار نہین بلکہ صحبت کرنی چاہیے) اگر شوہر نے اپنی منکوحہ سے کہا کہ تو مجہپر حرام ہے اور اس سے عورت کے حرام ہونے کو اپنے اوپر نیت کی یا نیت کچہ نکی تو (اس حالت مین) ایلا ہوجاویگا اور (اگر اس سے) ظہار کی نیت کریگا تو ظہار ہوگا اور (اگر) جہوٹ کی نیت کریگا تو جہوٹ ہوگا اور طلاق کی نیت کریگا تو بائن طلاق ہوگی اور تین طلاقون کی نیت کریگا تو تین پڑینگی اور قول مفتیٰ بہ یہہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی منکوحہ سے کہے کہ

تو مجہپر حرام ہے اور حرام اوسکے نزدیک طلاق کے معنے مین ہو لیکن اوسنے طلاق کی نیت نکی ہو تو طلاق پڑجاویگی اور عرف کی روسے طلاق کی نیت کہنے والا ٹھہرالیا جاویگا یعنے اگر اوسکے علم مین حرام کے معنے طلاق کے ہونگے تو طلاق ہوجاویگی گو اوسنے اِن لفظون سے طلاق کی نیت نکی ہو وی)

باب خلع کے بیانمین (خلع اسکو کہتے ہین کہ عورت اپنے شوہر کو کچہہ مال دیکر طلاق لیوی) خلع نکاح سے جدا ہونیکا نام ہی اور خلع کے لفظ سی اور مال کی عوض طلاق کے لفظ سے طلاق بائن پڑتی ہی اور عورت پر جسقدر مال ٹھہرایا ہو لازم ہوجاتا ہی اور مکروہ ہی شوہر کو طلاق کی عوض مین کچہہ لینا بشرطیکہ سرکشی اور ناموافقت مرد کیطرف سی ہو اور اگر عورت کی طرف سی ہو تو مکروہ نہین اور جو چیز مہر ہونیکی لیاقت رکہتی ہی وہ خلع کا عوض ہوسکتی ہی پس اگر عورت سی شراب یا سور یا مردار پر خلع کیا یا اوسکو طلاق دی تو خلع کی صورتمین طلاق بائن پڑیگی اور طلاق کی صورت مین رجعی مگر مفت پڑیگی (عورت کو کچہہ دینا نہ آویگا) جیسا (اس صورتمین) کہ عورت کہے کہ مجہسے خلع کرلے اور جو کچہہ میرے قبضے مین ہے لے اور اوسکے قبضے مین کچہہ نہو (تو اس صورتمین اگر شوہر خلع کریگا تو طلاق مفت بدون عوض کے پڑیگی) اور اگر عورت اتنا اور بڑہا وے کہ میرے قبضے مین جو مال اور درم ہین لے تو (اس صورتمین عورت یا) اپنا مہر واپس کری یا تین درم شوہر کو دیوی اور اگر شوہر عورت سے خلع کرے ایک بہاگے ہوئے غلام پر جو عورت کی ملک مین ہے اور وہ عورت شرط کرلے کہ مین اوسکی ضامن نہین تو وہ اس شرط سے بری نہوجاویگی اگر عورت نے کہا کہ مجکو تین طلاق تین ہزار کے بدلے دیدے پس شوہر نے اوسکو ایک طلاق دی تو اوسکو ہزار کی تہائی ملیگی اور وہ عورت بائن ہوجاویگی اور اگر عورت

کہے کہ تین طلاقین مجکو ہزار پر دیدے اور وہ ایک دیوے تو اس صورتمین طلاق صحیح نہ
پڑیگی (اسواسطے کہ اول صورت مین لفظ بدلے کا تہا اور بدلکی صورتمین عوض معوض پر
بٹجاتا ہی اور دوسری صورتمین لفظ پر بمعنے شرط ہی اسمین نہین منقسم ہوتا) اگر شوہر نے منکوحہ سے
کہا کہ تو اپنی نفسکو تین طلاقین ہزار کے بدلے یا ہزار پر دیلے اور اوسنے ایک طلاق دی تو کچہ
نہ پڑیگی اور اگر مرد نے کہا کہ تو طالق ہی ہزار کے بدلے یا ہزار پر اور عورت نے قبول کر لیا
تو ہزار اوسپر لازم ہونگے اور بائن ہوجاویگی اور اگر اپنی منکوحہ سے کہا کہ تو طالق ہی اور
تجہپر ہزار ہین یا غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی اور تجہپر ہزار ہین تو طلاق اور آزادی مفت ہوجائیگی
(کچہ دینا نہ پڑیگا) اور اختیار کی شرط خلع مین عورت کو نکو کر لینی درست ہی مرد کو جائز نہین اگر
شوہر اپنی بی بی سے کہی کہ مین نے تجکو کل ہزار کے بدلے طلاق دی ہی مگر تو نے نہین مانا
اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کر لیا تہا تو شوہر کا قول سچا جانا جاویگا بخلاف بیچنے کے
(کہ اگر بیچنے والا کہے کہ مین نے اپنی چیز کل ہزار کے بدلے بیچی تہی اور تو نے منظور
نکی اور مشتری کہے کہ مین نے منظور کر لی تہی تو اس صورتمین لینے والیکا قول مانا جاویگا) اور
خلع کرنا اور حقوق سے بری الذمہ کرنا اون حقون کو دور کر دیتا ہی جو مرد و عورت کو ایک
دوسرے پر نکاح کے باعث ہون یہانتک کہ اگر مال کی عوض مین شوہر اپنی منکوحہ سے خلع
کرے یا بری الذمہ ہونیکا معاملہ کرے تو شوہر کو وہی مال ملیگا جو اس معاملہ مین ٹھہرا ہو اور
حقوق زوجیت ایک دوسرے کے ذمہ باقی نرہینگے مثلاً دعوی مہر کے لے لیا ہو یا نہ لیا ہو صحبت
سے پہلے ہو یا بعد ہو کسیکو اونمین سے ایک دوسرے پر نہین پوہنچتا - اور اگر چہوٹی لڑکیکا ولی
شوہر سے خلع کرے اور اسکے عوض صغیرہ کا مال ٹھہرا دے تو اوس مال کے بدلے مین خلع درست
نہوگا اور طلاق پڑجاویگی (یعنے صغیرہ کے ذمہ مال لازم نہ آویگا) اور ولی ہزار کے بدلے

مین اگر خلع کرے اس شرط پر کہ مین ضامن ہون تو طلاق پڑ جاویگی اور ہزار روپے
کے ذمے رہینگے (واللہ اعلم)

باب ظہار کے بیان مین (جو ایک طرحکی طلاق ہی) ظہار یہہ ہی کہ اپنی منکوحہ کو شوہر
ایسی عورت سے تشبیہ دیوے جو اوسپر ہمیشہ کو حرام ہو (مثلاً اپنی مان اور بہن اور بیٹی سے
تشبیہ دے بخلاف سالی سے تشبیہ دینے کے کہ وہ ظہار نہوگا اسلیے کہ سالی کی حرمت
ہمیشہ کو نہین بلکہ منکوحہ کی زندگی یا نکاح تک ہی) اگر شوہر اپنی منکوحہ کو کہے کہ تو مجہپر
مثل میری مان کی پیٹہ کی ہی تو ان لفظون کے بعد اوسکو عورت سے صحبت کرنا
اور ایسی باتین جو صحبت کے سامان ہون (مثل بوس وکنار کے) حرام ہوجاتی ہین جبتک
کفارہ نہ دیلے اور اگر کفارے سے پیشتر صحبت کر بیٹھے تو صرف اپنے پروردگار سے استغفار
کرے (یعنے دوسرا کفارہ لازم نہین ہوتا) اور (یہہ جو قرآن مجید مین لفظ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا
قَالُوْا آیا ہی یعنے پہر پہرتے مین اپنے قول سے اس) پہرنے سے مراد عورت سے صحبت کرنیکا
قصد ہی (نہ خود صحبت کرنا کہ صحبت کفارہ دینے سے پہلے درست ہو) اور پیٹ اور ران اور
شرمگاہ ان تینون اعضا کا حکم مثل پیٹہہ کے ہی (حرمت کے لازم ہونے مین) اور مرد
کی بہن اور پہوپہی اور مان دودہ کی راہ سے مثل حقیقی مان کے ہی (یعنے انکے ساتہ
مشابہت دینے سے بہی حرمت ثابت ہوگی) اور عورت کو یہہ کہنا کہ تیرا سر اور تیری شرمگاہ
اور تیرا چہرہ اور تیری گردن اور تیرا آدہا سر اور تیری تہائی ایسا ہی جیسا یہہ کہنا کہ تو ایسی
ہی (یعنے ان اعضا کو تشبیہ دینے سے محرمات کو اعضا سے حرمت ثابت ہوگی) اور اگر
شوہر نے کہا کہ تو مجہپر مثل میری مان کے ہی اور (اس جملے سے) نیت اوسکی خدمت اور
سلوک کی کی یا ظہار کی یا طلاق کی تو جو نیت کریگا وہی ہوگا اور اگر کچہ نیت نکی ہو تو

یہہ قول لغو ہی اور اگر یہہ کہا کہ تو مجہپر حرام ہی مثل میری مان کے اور ظہار یا طلاق کی
نیت کی تو جو نیت کریگا وہی ہوگا اور اگر یہہ کہا کہ تو مجہپر مثل میری مان کی پیشت کی حرام
ہی اور اوس سی طلاق یا ایلا کی نیت کی تو ظہار ہوگا (یہہ دونون چیزین نہونگی) اور ظہار صرف
اپنی منکوحہ بی بی سی ہوا کرتا ہی (یعنے اگر الفاظ ظہار کے اپنی لونڈی یا امّ ولد سی کہیگا
تو ظہار نہوگا) پس اگر ایک عورت سی بدون اوسکی اجازت کے نکاح کیا اور اوس سے
ظہار کیا اور ظہار کے بعد اوس عورت نے نکاح کو جائز رکہا تو ظہار باطل ہوجاویگا
(اسلیے کہ نکاح کی اجازت سے پیشتر وہ عورت اوسکی منکوحہ نتہی) اگر اپنی سب عورتون کو
کہے کہ تم مجہپر مثل میری مان کی پشت کے ہو تو سب سے ظہار ہوا اور کفارہ ہر ایک کیواسطے
جدا جدا دی اور ظہار کا کفارہ یہہ ہی کہ ایک بردہ آزاد کرے اور آزاد کرنا ایسی بردی کا جو
اندہا ہو یا دونون ہاتہہ کٹی ہون یا ہاتہونکی دونون انگوٹہے کٹے ہون یا دونون پانون کٹے
ہون یا دیوانہ ہو یا مدبر اور ام ولد ہو یا ایسا مکاتب ہو جو کچہہ مال دیچکا ہو اسباب مین
جایز نہین ہان اگر مکاتب نے کچہہ نہ دیا ہو اور اوسکو کفارے مین آزاد کردے تو جائز ہی
(اسلیے کہ وہ بردۂ کامل ہی) یا یہہ کہ کفارے کی نیت سی اپنے کسی رشتہ دار قریب کو خریدکری
یا کفارے مین آدہا غلام اپنا پہلے آزاد کردی اور آدہا پہر آزاد کرے یہہ سب صورتین
درست ہین اور اگر کفارے مین آدہا غلام مشترک آزاد کردے اور آدہی کی قیمت کا
اوسکے مالک کیواسطے ذمہ کرے یا آدہا بردہ کفارے مین آزاد کری اور جس عورت سی ظہار کیا تہا
پہر اوس سے صحبت کرے اور بعد صحبت کے آدہا آزاد کرے تو یہہ صورتین درست نہونگی
(اسلیے کہ آزادی پوری بردی کی صحبت سی پہلے نہوئی اور پوری بردی کا آزاد کرنا صحبت
سے پیشتر بموجب نص قرآنی کی شرط ہی) پس اگر بردہ آزاد کرنے کو ملے تو دو مہینے

بے در بے روزہ رکہو اسطرح کہ ان دونون مہینونمین رمضان اور ایسے دن واقع نہون جنمین روزہ رکہنا ممنوع ہی (یعنے دو روز عید سے کے اور تین روز بعد عید اضحیٰ کے ان دونون مہینونمین نہ پڑین) پہر اگر ان دونون مہینونکے اندر عورت مذکورسی رات کو یا بہولکر دن کو صحبت کریگا یا ایک دن بہی افطار کریگا تو نئی سرسے پہر روزے رکہنے پڑینگے (اسلیے کہ ان روزونمین پے درپے ہونا اور صحبت سی پیشتر رکہنا شرط ہی) اور اگر شوہر خود غلام ہو تو اوسکو سوای روزہ رکہنے کے دوسری چیز جائز نہین اگرچہ اوسکی طرف سی اوسکا آقا بردہ آزاد کردی یا کہانا کہلاوے (اسلیے کہ غلام خود تو مالک نہین تاکہ کہانا کہلادی یا بردہ آزاد کرے اور آقا کا آزاد کرنا اور کہانا کہلانا اوسکی طرف سے معتبر نہین) پہر اگر روزہ رکہنے کی طاقت نہو تو ساٹھہ مسکینونکو کہانا کہلاوے جیسا صدقۂ فطر مین مذکور ہوا یا کہانے کی قیمت دیدی (لیکن اگر اپنی طرف سے دوسرے شخص کو اجازت دی کہ ظہار کے کفارے مین کہانا کہلا دے اور وہ حکم کی تعمیل کرے تو درست ہی) (اور کفارونکی سب اقسام مین کہانیکا مباح کردینا درست ہی یعنے ظہار کی اور روزے کی قضا اور قسم اور احرام کے شکار کے کفارونمین اور نیز شیخ فانی کو روزے کے فدیہ اداکرنے مین کہانیکا مباح کرنا جائز ہے) مگر صدقات مین (مثل زکوٰۃ اور صدقۂ فطر اور عشر زمین مین) مباح کرنا کافی نہین (بلکہ تملیک شرط ہے اور مباح کرنا اسطرح ہی کہ کہانا لاکر فقیرونکو اوسکے کہانے کی اجازت دیدے اور تملیک یہہ ہی کہ وہ کہانا فقیرون کو دیڈالے اور اونکی ملک کردے چاہین کہائین چاہین دوسرےکو دیڈالین) اور کہانا کہلانے مین یہہ شرط ہی کہ ہر فقیر کو پیٹ بہر کر دو صبح یا دو شام یا ایک صبح اور ایک شام کا کہانا دیوے یعنے دو وقت کہلادے خواہ ایک دن مین ہو یا دو دن مین) اور اگر

ایک فقیر کو دو مہینے تک کہلا وے تو درست ہی (لیکن اگر ایک فقیر کو ۶۰ حصے) ایک
دن مین (دیدے تو) جائز نہوگا مگر خاص اسدن سکے (ایک آدمی سکے) کہلانے مین شمار
ہوگا اور اگر کہانا کہلانیکے درمیان مین عورت سی صحبت کری تو کہانا نئے سرسے کہلاوے
(جیسا روزہ مین تہا) اور اگر دو ظہارون کے کفارون مین ساٹھ فقیرون کو ایک
ایک صاع گیہون حوالی کرے تو ایک ظہار کا کفارہ جائز ہوگا (دوسرےکا اور دینا چاہیے)
اور اگر ایک کفارہ افطار کا تہا اور ایک ظہار کا اور کہانا مثل مذکورہ بالا دیا یا دو
ظہارین دو بردے آزاد کیے اور معین نکیا (کہ کونسا کس ظہار مین آزاد کرتا ہون تو
ان صورتومین) دونون کفارونکی) طرف سی جائز ہوگا اور اسی جیسا ہی دونون ظہارون
کے عوض مین روزے رکہنے اور کہانا کہلانا اسمین معین نکری کہ کسکی عوض روزے رکہتا
ہون اور کسکی عوض کہانا کہلاتا ہون تو دونون ظہار کا کفارہ ہوجاوےگا اور اگر دونون
ظہارون کے کفارے مین ایک بردہ آزاد کرے یا دو مہینے کی روزے رکہے تو ایک ظہار
کا کفارہ ہوگا (دوکا نہوگا) اور اگر ایک کفارہ ظہار کا ہوا اور ایک قتل کا اور وہ شخص ایک
کفارہ بلاتعین ادا کردے تو کسیکی طرف سی جائز نہوگا (غرضکہ دونون کفارے اگر ایک
جنس کے ہونگے تو جائز ہے کہ کفارہ دیچکے بعد کفارہ دینے کے انمین سے ایک
کی نیت کرلے اور اگر دو جنس کے کفارے ہون تو انمین بعد کفارہ دینے کے اگر تعین
کریگا تو کافی نہوگا واللہ اعلم)

باب لعان کے بیانمین (جس سے مرد و عورت مین جدائی ہوجاتی ہے
لغت مین اسکے معنی آپسمین لعنت کرنیکے ہین اور شریعت مین) لعان چند گواہیان
مرد و عورت کی ہین جو تاکید اور قسم اور لعنت سے انکے ساتھ بیان کرین اور یہ

لعان) مرد کے حق مین گالی دینے کی سزا کی قائم مقام ہے اور عورت کے حق مین زنا کی سزا کے پس اگر شوہر اور عورت لیاقت گواہی کی رکھتے ہون (یعنی آزاد اور عاقل اور بالغ اور مسلمان ہون اور مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت کرے اور وہ عورت ایسی ہو کہ اوسپر تہمت زنا کرنے والیکو سزا ملتی ہو (یعنے پارسا منکوحہ ہو) یا وہ شوہر اوس عورت کے بچے کو کہے کہ یہ میرا نہین اور عورت اوس شوہر کو زنا کی تہمت کی سزا دلوانا چاہے تو اس صورت لعان واجب ہے پس اگر شوہر لعان سے انکار کرے تو اوسکو قید کیا جاوے یہان تک کہ خواہ لعان کرے یا اپنے آپکو جہوٹا کہے اور گالی کی سزا سر پر لے پہر جب شوہر لعان کرے تو عورت پر لعان واجب ہے اور اگر وہ انکار کرے تو قید کیجاوے یہان تک کہ لعان کرے یا شوہر کی تہمت کو سچا کرے (اور زنا کی سزا کو پہونچے) پہر اگر شوہر مین لیاقت گواہی کی نہو تو اوسکو گالی کی سزا ملیگی اور اگر شوہر مین تو لیاقت گواہی کی ہو مگر عورت ایسی نہو جسکی تہمت لگانے والی کو سزا گالی کی دیجاوے (یعنے پارسا نہو تو شوہر پر نہ سزا واجب ہے نہ لعان) اور صورت لعان کی وہ ہے جو کلام مجید مین ارشاد ہوئی ہے (یعنے قاضی شوہر سے شروع کرے اور وہ چار مرتبہ اسطرح گواہی دے کہ مین خدا کے نام سے گواہی دیتا ہون کہ مین نے جو نسبت زنا کی اسعورت پر کی ہے اوسمین مین سچا ہون اور پانچوین مرتبہ یون کہے کہ اگر اسباب مین مین جہوٹا ہون تو خدا تعالیٰ کی لعنت مجہپر ہو بعد اوسکے عورت چار بار گواہی دے کہ مین خدا کے نام سے گواہی دیتی ہون کہ یہ مرد جو مجکو زنا لگاتا ہے اسمین جہوٹا ہے اور پانچوین مرتبہ یون کہے کہ اگر یہ مرد میرے ذمے زنا لگانے مین سچا ہو تو مجہپر خدا کا غضب ہو) پس جب اسطرحسے لعان کر چکین تو عورت اور مرد حاکم کے حکم سے علٰحدہ ہو جاوین اور اگر

مرد نے تہمت اسطرح کی ہو کہ عورت کے پیٹ کو کہا ہو کہ میرا نہین تو حاکم اوس بچہ کا
نسب اوس مرد سے دور کر دے اور اوسکو اوس عورت کیطرف لگا دے اور اگر مرد اپنے آپکو
جھوٹا کہے کہ مین نے جھوٹ کہا تھا تو اوسکو گالی کی سزا دیجاوے اور ہو سکتا ہے کہ
مرد اوس عورت سے (بعد لعان کے اور قاضی کے جدا کر دینے کے) نکاح کر لے اور اسیطرح
اگر اپنی بیبی کے سوا کسی اور عورت کو زنا کی تہمت کرے اور اوسکی سزا مرد کو ملے یا
عورت زنا کرے اور اوسکو زنا کی سزا ملے تو ان صورتون مین مرد کو اختیار ہے کہ اوس عورت
سے نکاح کر لے۔ اور شوہر اگر گونگا ہو اور وہ زنا کی تہمت اپنی منکوحہ کو کرے یا کوئی
شخص اپنی بیبی کے حمل کو کہے کہ میرا نہین تو ان صورتون مین لعان واجب نہین (اسلیے
کہ پوری تہمت کلام کے ساتھ ہوتی ہے اور وہ گونگے سے ناممکن ہے اور حمل کے انکار کرنے
مین بھی پوری تہمت نہین اسلیے کہ ہو سکتا ہے کہ بچہ پیٹ مین نہو ویسی ہی پہول گیا ہو
یا کوئی مرض ہو) اور اگر شوہر کہے کہ تو نے زنا کیا اور یہ حمل زنا کا ہے تو لعان واجب
ہے (اسلیے کہ اس صورت مین صریح نسبت زنا کی کی ہے) اور قاضی کو چاہیے کہ اس لڑکے یعنی
حمل کو اوسکے باپ سے جدا نکرے (اسلیے کہ بچہ ہونے سے پیشتر حمل کے ہونے اور نہونے
مین شبہہ باقی ہے۔ اور) اگر لوگ اوسکو مبارکبادی لڑکے کی دیوین اور اوسوقت
وہ کہے کہ یہ بچہ میرا نہین یا اسباب بچہ کے تولد کے خریدنے کیوقت ایسا کہے تو
یہ نسبت کو دور کرنا اپنے اوپر سے درست ہے اور ان وقتون کے بعد اگر کہیگا تو جائز
نہوگا اور لعان دونون صورتون مین کرے (یعنی خواہ تہنیت کیوقت لڑکے کو اپنا
نہ بتاوے خواہ تہنیت کے بعد خواہ سامان ولادت خریدنے کیوقت خواہ پیچھے
اور اگر جڑوان بچون مین سے اول کو اپنا نہکہے اور دوسرے کو اپنا بتاوے تو گالی کی سزا

اسکو دیجاوے اور اگر اول کا اقرار کرے اور دوسری کا انکار تو لعان کرے اور نسب دونون
بچون کا دونون صورتون مین اوسی سے ہوگا ۔

باب عنین یعنی نامرد کے بیان مین (جو عورت سے صحبت نکر سکے ۔ عنین اوسکو
کہتے ہین جس سے عورتون سے صحبت نہو سکے یا کنواریون کی صحبت پر قادر نہو اور رنڈیکی
صحبت پر قادر ہو) اگر عورت اپنے شوہر کو ہیجڑا یعنی ذکر کٹا ہوا دیکہے تو قاضی اون
دونون کو اوسیوقت جدا کردے اور جس صورت مین کہ نامرد او رخصیہ نکالا ہوا ہو تو ایک سال
ٹہرے اگر اس برس مین وہ صحبت کرے تو بہتر ورنہ اگر عورت اوس سے جدا ہونا چاہے
تو قاضی جدا کردے ۔ پس اگر شوہر کہے کہ مین نے صحبت کی ہے اور عورت انکار کرے اور
دوسری عورتین کہین کہ وہ عورت باکرہ ہے تو اوس عورت کو جدا ہوجانیکا اختیار دیا
جاویگا اور اگر وہ کہین کہ یہ عورت مرد رسیدہ ہے تو شوہر کا قول بشرط قسم کہانیکے
سچا جانا جاویگا اور اگر عورت شوہر کو پسند کرے تو اوسکے بعد جدا ہونے مین اوسکا
حق باطل ہوجاویگا اور اگر مرد وعورت مین سے کسیکو دوسرے کے عیب کے باعث
اختیار ندیا جاوے (یعنے جس صورتمین کہ ایک کو جذام یا جنون یا برص وغیرہ ہو جاوے
تو دوسرے کو جدا ہوجانیکا) اختیار نہین ۔ اور اس مسئلے مین امام شافعیؒ کا خلاف ہے کہ
اونکے نزدیک پانچ مرضون مین عورت مختار ہوتی ہے تین جو اوپر کہہ دیے چوتہا
رتق ہے کہ عورت کی شرمگاہ کے منہ پر گوشت ابہر آوے جو صحبت کا مانع ہو پانچوان
قرن ہے کہ اوسجگہ پر ہڈی مانع صحبت کی ہو اور دلیل امام اعظمؒ کی قول عطا نخعی اور
عمر بن عبدالعزیز اور اوزاعی اور سفیان ثوری اور ابن ابی لیلی کا ہے اسوجہ سے کہ جن
معاملات مین رضامندی کامل شرط ہے اونمین یہ بات ہوتی ہے کہ اگر رضامندی

باب عنین یعنی نامرد کے بیان مین

کی تقویت میں کوئی عیب خلل کرتا ہے تو اوس معاملے کو واپس کر دیتے ہین اور نکاح کا لازم ہونا کامل رضامندی پر موقوف نہین اسلیے کہ نکاح تو ہنسی کے الفاظ سے بھی لازم ہو جاتا ہے ۱۲

باب عدت کے بیان مین - عدت اوس انتظار کو کہتے ہین کہ عورت کو طلاق کے یا شوہر کی موت کے بعد کرنا لازم ہے - عدت آزاد عورت کی طلاق کیلیے اور بعد صحبت کے نکاح کے ٹوٹنے کے لیے تین حیض ہین جسکو حیض آتا ہو اور جسکو حیض نہ آتا ہو اوسکی عدت تین مہینے ہین اور شوہر کے مرنے کی عدت چار مہینے دس روز ہین اور لونڈی کی عدت اگر حیض آتا ہو تو دو حیض ہین اور اگر حیض نہ آتا ہو تو آزاد عورت کی عدت کا نصف ہوگا (یعنے طلاق اور نکاح ٹوٹنے مین ڈیڑھ مہینا اور خاوند کے مرنے مین دو مہینے پانچ روز) اور حاملہ عورت کی عدت بچہ کا جننا ہے اور فار کی منکوحہ کی عدت وہ ہے جو دونون وقتون مین سے زیادہ تر دور ہو (فار اوس مرد کو کہتے ہین کہ اپنی بیبی کو مرض کی حالت مین طلاق دے اور اوسی مرض مین مر جاوے تو ایسی عورت کی عدت چار مہینے دس روز اور تین حیضون کی مدت مین سے جو زیادہ ہو وہی ہوگی) اور جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت مین آزاد ہو جاوے اوسکی عدت کا حکم مثل آزاد عورت کے ہے اور (اگر طلاق) بائن (کی عدت مین یا) خاوند کے مرنے کی عدت مین (آزاد ہووے تو) حکم آزاد کا سا نہوگا (لونڈی کی عدت کریگی) اور جس عورت کو تین مہینے عدت کے بعد حیض ہونے لگے تو اوسکی عدت حیض کے اعتبار سے ہوگی (نہ مہینون کے اعتبار سے) اور جس عورت کا نکاح فاسد ہوا ہو یا اوس سے شبہہ مین صحبت ہوئی ہو اوسکی عدت اور ام ولد کی عدت باعتبار حیض کے ہے شوہر کے مرنے وغیرہ کے لیے - اور شوہر اگر چھوٹا ہو

اور اوسکی زوجہ اوسکے مرنیکے وقت حاملہ ہوجاوی تو اوسکی عدت بچہ کا جننا ہے
اور اگر اوسکے مرنیکے بعد حاملہ ہو تو عدت چار مہینے دس روز کی ہوگی اور ان
دونون صورتون مین نسب اوس بچہ کا اوس شوہر خورد سال سے نہ لگایا جاویگا اور جب
حیض مین عورت کو طلاق دیگئی ہو اوسکا اعتبار نکیا جاوی یعنی اگر طلاق حیض کیحالت
مین دی ہو تو اوس حیض کو عدت مین شمار نکرین بلکہ تین حیض اوسکے سوا شمار
کرین) اور جو عورت کہ عدت مین ہو اگر اوس سے شبہی سے صحبت کا اتفاق ہو تو وہ عورت
دوسری عدت کرے اور یہ دونون عدتین ایک دوسری مین آجاوینگی اور جو حیض صحبت
کے بعد عورت کو ہوگا وہ دونون عدتون مین شمار ہوگا اور وہ عورت جب پہلی عدت
پوری ہوچکے تو دوسری کو تمام کرے (یعنی مرد نے عدت والی عورت سے شبہی سے
ساتھ صحبت کی تو اوس عورت پر ایک عدت اور لازم ہوگی اور جو حیض اب آویگا وہ دونو
عدتون مین شمار ہوگا اور یہی معنی ہین دونون عدتون کے ایکدوسری مین آجانیکے اور
جب پہلی عدت پوری ہوچکے تو دوسری عدت تمام کرے) اور شروع عدت کا طلاق
کے پڑنے اور مرنے کے بعد سے ہے اور نکاح فاسد مین جدائی کے بعد سے یا اوس
وقت سے کہ شوہر نے قصد اوس سے صحبت کے ترک کا کیا۔ اور اگر عورت نے دعوی کیا
کہ میری عدت گذر گئی (یعنے اب رجعت درست نہین) اور شوہر نے اوسکا قول نمانا تو
قاضی کے بیان معتبر عورت ہی کا قول ہوگا بشرطیکہ قسم سے بیان کرے۔ اور اگر شوہر
نے اپنی عدت والی عورت سے نکاح کیا اور اوسکو صحبت سے پیشتر طلاق دیدی تو اس
نکاح کا مہر پورا دینا واجب ہوگا نہ آدہا اور نئے سر سے عدت عورت پر لازم ہوگی
اور اگر کوئی ذمی اپنی ذمی منکوحہ کو طلاق دے تو وہ عدت نکرے (یعنے اسصورت مین کہ

ف اس مین اتنی قید اور بہی ہے کہ وقت بہی اسقدر گذر گیا ہو کہ عدت گذرنیکا احتمال رکہتا ہو ۱۲

اونکے مذہب مین عدت واجب نہو

فصل

جس عورت کو طلاق بائن ملی ہو یا شوہر مرگیا ہو وہ سوگ کرے یعنی زیب وزینت اور خوشبو لگانا اور سرمہ اور تیل ڈالنا چھوڑدے اور مرض کے عذر سے تیل اور سرمہ درست ہے اور مہدی لگانا اور سرخ وزرد کپڑا پہننا ترک کرے بشرطیکہ عورت بالغ اور مسلمان ہو اور اگر آزادی کے سبب عدت مین ہو یا نکاح فاسد کی عدت مین جیسے بدون گواہون کے نکاح ہوا ہو تو ایسی عدت مین سوگ نکرے اور عدت والی عورت سی صراحتہً پیام نکاح کا ندیا جاوے اور اشارۃً پیام دینا صحیح ہے اور جو عورت طلاق کی عدت مین ہو اوسکو اپنے گہر سے نکلنا نچاہیے اور جو موت کی عدت مین ہو وہ دنکو اور شروع رات مین نکلے اور یہ دونون عدت اوسی گہر مین بیٹھین جسمین عدت اونپر واجب ہوئی ہو (یعنے طلاق یا موت جس گہر مین ہوئی ہو اوسمین عدت چاہیے) لیکن اگر اوسمین سے کوئی نکالدے یا وہ گہر گرجاوے تو دوسرے مکان مین رہین جو عورت کہ سفر مین بائن ہو یا شوہر مرجاوے اور اوس مین اور اوسکے شہر مین فاصلہ تین روز سی کم ہو تو اپنے شہر کو واپس آوے اور اگر تین دن کی مدت ہو تو خواہ اپنے شہر کو چلی آوے یا جدہر جاتی ہے اوسطرف چلی جاوے دونون صورتون مین اوسکے ساتھ محرم ہو یا نہین اور اگر کسی شہر مین ایسا اتفاق ہو تو اوسی جگہہ عدت کرے اور بعد عدت کے وہان سے محرم کے ساتھ نکلے

باب نسب کے ثابت ہونیکے بیان مین - اگر کوئی مرد کہے کہ فلانی عورت سے اگر مین نکاح کرون تو اوسکو طلاق ہے پہر اوس سے نکاح کیا اور جب سے نکاح کیا تہا پوری چھہ مہینے کے بعد اوس عورت کے بچہ ہو تو اوسکا نسب اوس شوہر پر لازم ہوگا اور مہر پورا دینا آویگا اور جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو اوسکے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت

ہوگا اگرچہ وہ دو برس کے بعد جنے بشرطیکہ عدت کے ہو چکنے کا اقرار نکرے اور اسوقت
بچہ کا ہوگا رجعت کے حکم مین ہوگا دو برس سے زیادہ پہ اگر ہوا ہوگا اور اگر دو برس
سے کم مین ہوا ہوگا تو رجعت نہوگی (اسلیے کہ حمل دو برس سے زیادہ نہین ٹھرتا ہے پس اوس
صورت مین معلوم ہوا کہ شروع حمل کا عدت مین ہوا اسلیے باعث رجعت ہونیا اور
دو برس سے کم کی صورت مین یہ شک ہی کہ شاید یہ حمل نکاح سے دنوں کا ہو تو اسیواسطے
موجب رجعت نہوا) اور اگر عورت طلاق بائن کی عدت مین ہو تو دو برس سے کم مین اگر بچہ
ہوگا تو نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہوگا (اسلیے کہ طلاق بائن مین احتمال رجعت کا نہین)
ہان اگر شوہر بچہ کا دعوی کرے (تو ثابت ہوگا اور یہ مان لیا جاویگا کہ شبہے سے صحبت
کی ہوگی) اور جو عورت بالغ ہونیکے قریب ہو اور وہ عدت مین طلاق رجعی یا بائن کی ہو
اوسکے بچہ کا نسب اگر نو مہینے سے کم مین ہوگا تو ثابت ہوگا اور اگر پورے نو مہینے
یا زیادہ مین ہوگا تو ثابت نہوگا اور جو عورت موت شوہر کی عدت مین ہو اوسکے بچہ
کا نسب دو برس سے کم مین ثابت ہوگا۔ اور جو عورت کہ اپنی عدت ہو چکنے کا اقرار کرتی
ہو اوسکے بچہ کا نسب وقت اقرار سے چھ مہینے سے کمتر مین اگر ہوگا تو ثابت ہوگا ورنہ ثابت
نہوگا۔ اور جو عورت عدت مین ہو اور اوسکے بچہ ہونے کو لوگ نمانین تو اوسکا نسب
کسی طرح ثابت ہو سکتا ہی یا یہ کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین گواہی اوس بچے کے
ہونے کی دین یا یہ کہ حمل ظاہر ہو یا یہ کہ شوہر اوس بچہ کو کہے کہ میرا ہی یا اگر شوہر
مرجاوے تو اوسکے وارث اوسکی تصدیق کرین۔ اور عورت منکوحہ کے بچہ کا ثبوت
اس شوہر سے اوس صورت مین ہی کہ اوسکے بچہ چھ مہینے خواہ زیادہ مین وقت نکاح سے
پیدا ہوا اگرچہ شوہر چپ رہے (کچھ اقرار انکار نکرے) اور اگر انکار کرے تو ایکصورت

کی گواہی سی ثابت ہو گا جو بیان کری کہ اوس عورت سے بچہ پیدا ہوا ہے پہر اگر بچہ پیدا
ہونیکے بعد عورت مرد مین اختلاف ہو عورت کہے کہ تو نے مجہ سے چہہ مہینے ہوسے
کہ نکاح کیا ہی اور شوہر دعوی کرے کہ چہہ مہینے سی کم ہوئے ہین تو اس صورت مین
عورت کا قول معتبر ہوگا اور وہ بچہ اوس مرد کا ٹہریگا۔ اور اگر شوہر طلاق کو مشروط
بچہ ہونے پر کر دی اور ایک عورت اوسکی بچہ ہونی پر گواہی دی تو طلاق نہوسکے
اور اگر مرد نے خود اقرار حمل کا کر لیا تو بدون کسی کی گواہی کے عورت پر طلاق
پڑجاویگی اور مدت حمل کی زیادہ سی زیادہ دو برس ہین اور کم سی کم چہہ مہینے (اور
امام شافعیؒ کے نزدیک زیادہ مدت حمل کی چار برس ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی
قول حضرت عائشہؓ کا ہی کہ بچہ پیٹ مین دو برس سی زیادہ نہین رہتا) پس اگر کسی
لونڈی سی نکاح کرکے اوسکو طلاق دی پہ اوسکو خرید لیا اور وقت خرید سے چہہ
مہینے کے اندر اوسکے بچہ ہو تو وہ بچہ (اوسیکے سر پڑیگا اور) اوسیکا لڑکا ہوگا
(اور چہہ مہینے یا زیادہ مین بچہ جنیگی تو بدون دعوی کے اوسکا نہ ٹہریگا) اور
اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہی تو وہ میرا ہے
اور گواہی دی ایکعورت بچہ ہونے کی تو وہ لونڈی اس مرد کی ام ولد ہو جاویگی
(یعنے نسب اوس بچہ کا بدون دعوی کے ثابت ہو جاویگا لیکن یہ اوس صورت مین ہی
کہ بچہ اوس لونڈی کے مرد کے اقرار سے چہہ مہینے سی کم مین ہووی) اور جو شخص
کسی لڑکے کو کہے کہ یہ میرا بیٹا ہی اور مر جاوی پس اوس لڑکے کی مان کہی کہ مین
اوسکی بیبی ہون اور یہ اوسکا بیٹا ہی تو یہ دونون اوس مرد کے وارث ہونگے پہر
اگر اوس عورت کی آزادی معلوم نہو اور وارث مرد کی (یعنے وہ لڑکا) کہی کہ تو

میری یا باپ کی ام ولد ہو (نکاحی بیبی نہین) تو اوس عورت کو میراث نملیگی

باب بچہ کے گود لینے (یعنے پرورش) کے بیان مین سب سی زیادہ مستحق (اور بہتر) بچہ کے رکہنے کے لیے اوسکی مان ہی باپ سی جدا ہونیکے پیشتر اور بعد جدائی کے بہی اور بعد مان کے نانی ہے اوسکے بعد دادی اوسکے پیچہے بہن حقیقی اوسکے بعد بہن اخیانی اوسکی بعد بہن علاقی پہر خالہ اسیطرح (یعنے حقیقی سب سی مقدم اوسکی بعد اخیانی اوسکی بعد علاقی) پہر پہوپہیان اسیطور پر۔ اور جو عورت کہ بچہ کے غیر محرم سی نکاح کرلی (یعنی اوسکا شوہر بچہ سے قرابتِ قریب نرکہتا ہو) تو اوس عورت کا حق گود لینے کا جاتا رہیگا اور اگر وہ عورت اوس شوہر سی جدا ہو جاوی تو حق مذکور پہر ہٹ آویگا بعد ان مذکورین کے گود لینے کے مستحق عصبات ہین ارث کی ترتیب پر اور مان اور نانی دادی لڑکی کی پرورش کی مستحق ترہین جسوقت تک کہ وہ اپنی حاجات ضروری سی بے پروا ہو جاوی (یعنی کہانا پینا کپڑا پہننا استنجا کرنا خود بدون کسیکی مدد کے کرسکے) اور اسکا انداز لڑکی کے حق مین سات برس کا ہی (کہ اس عمر کا لڑکا یہ باتین اپنے آپ کرلیا کرتا ہی) اور لڑکی کی مستحق اوسوقت تک ہین کہ وہ حائضہ ہو اور مان اور جدّہ کے سوا اور ونکو اوسوقت تک حق ہی کہ لڑکی مشتہاۃ (یعنے مردونکی خواہش کے لائق) ہو جاوی اور لونڈی کو (اپنی اولاد کی بابت) اور ام ولد کو (اپنے بچون کے بابین) حق گود لینے کا نہین جبتک کہ آزاد نہو جاوین (اور آزاد ہونیکے بعد آزاد عورت کیطرح اونکو حق گود مین لینے کا ہوگا) اور عورت ذمی اپنے مسلمان بچے کی رکہنے کی اوسوقت تک مستحق ہی کہ وہ دین کو نہ سمجہے (اور بعد دین کی سمجہ آنیکے اوس بچہ کا مستحق اوسکا باپ مسلمان ہوگا) اور بچہ کا اسبابین اختیار نہین (یعنے اوسکو اختیار ندین کہ چاہی مان کے ساتھ رہی چاہی باپ کی ساتھ اسلیے کہ اوسکو عقل

نہین اور غالب یہی ہی کہ اوسکے نزدیک جو بہتر ہوگا اور اوسکو آرام ملیگا وہی صورت اختیار
کری لیکن یہ امر تربیت کی مصلحت کی خلاف ہی اسلیئی کہ تربیت مین دہمکی اور گوشمالی ضروری
ہی) اور جس عورت کو طلاق دیگئی ہو وہ اپنی بچہ کو لیکر کہین سفر نکرے ہان (اگر اپنے
وطن کو جہان اوسکا نکاح ہوا تہا لیجاوے (تو مضائقہ نہین ÷)

باب نفقہ کی بیان مین

(نفقہ کہانا وغیرہ دینی کو کہتے ہین) عورت کا کہانا اور
کپڑا شوہر پر موافق حیثیت دونون کے واجب ہی (یعنے کہانی اور پوشاک مین دونون کے
حال کی رعایت مفلسی اور توانگری کے اعتبار سے کرنی چاہیئی) اگرچہ عورت اپنا
مہر لینے کیواسطے صحبت شوہر کو نکرنے دیتی ہو لیکن جو عورت سرکش ہو (یعنے خاوند کی
گہر سے نکلجاوی اور اسکی بات نمانے) اوسکا نفقہ اور لباس شوہر پر واجب نہین اور نہ
اُس عورت کا جو کم سن قابل صحبت کے نہو اور نہ اوسکا جو قرضدار ہونی کی جہت سی قید ہو
اور نہ اوسکا جو زبردستی (شوہر سے) چہن گئی ہو اور نہ اوسکا جو حج کو شوہر کی سوا کسی اور کی
ساتھ چلی گئی ہو اور نہ اوسکا جو بیماری کے سبب شوہر کی حوالہ نہوئی ہو۔ اور اگر شوہر
توانگر ہو تو عورت کی خادم کا نفقہ بہی اوسکے ذمہ پر ہوگا اور اگر شوہر نفقہ دینی سی عاجز
ہو تو عورت کو اوس سی جدا نکیا جاوی بلکہ اوسکو اجازت دیجاوی کہ شوہر کی نام قرض لی (یعنے
قاضی حکم کردے کہ اپنی شوہر پر قرض لیکر کہاوی) اور اگر شوہر کو توانگری عارض ہو جاوی
تو توانگری سے نفقہ کو پورا کرے گو نفقہ مفلسی کا حکم ہو چکا ہو (یعنی اگر قاضی نی شوہر
کو حکم دیا ہو کہ مفلسون کا سا نفقہ عورت کو دیوی اور بعد اسکی وہ توانگر ہو جاوی تو اوسکو
توانگری کا نفقہ پورا دینا پڑیگا) اور جو مدت گذر چکی ہو اوسکا نفقہ بدون قاضی کی حکم
کے یا رضامندی شوہر کے واجب نہین ہوتا اور شوہر اور عورت مین سی اگر ایک مرجاوے

تو جو نفقہ کہ حاکم نے مقرر کیا ہو وہ جاتا رہتا ہی اور جو نفقہ کہ شوہر عورت کو دیچکا ہو اگر شوہر مرجاوے تو عورت سے وہ واپس نلیا جاویگا۔ اور شوہر اگر غلام ہو اور منکوحہ کا نفقہ ندے تو اوسکی نفقے مین بیچڈالا جاویگا۔ اور لونڈی منکوحہ کا نفقہ جگہ دینے سے واجب ہوتا ہی (یعنے اگر لونڈی کی آقا نے لونڈی اور اوسکی شوہر کو جگہ علٰحدہ رہنے کی دی ہوگی تو اوسکا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا ورنہ واجب نہوگا) اور شوہر پر (عورت کے لیے) ایک مکان رہنے کو دینا واجب ہی جو شوہر کے گھر والون اور عورت کے گھر والون سے خالی ہو اور جائز ہے عورت کے گھر والون کو اوس عورت کیطرف دیکھنا اور اوس سے باتین کرنی (جب او نکا دل چاہے) اور جو شخص کہ غائب ہو اوسکی لڑکا اور مان باپ اور منکوحہ کا نفقہ اوسکے اوس مال مین مقرر کیا جاوے جو دوسری شخص کے پاس ہو اور وہ اقرار کرے (کہ یہ فلانے کا مال ہی) اور (یہ بہی اقرار کرے کہ) یہ عورت اوسکی منکوحہ ہے اور منکوحہ سے ضمانت لے لیجاوے (کہ اگر اوسکی منکوحہ نہوئی تو نفقہ واپس کرنا پڑیگا) اور واجب ہی نفقہ اوس عورت کے لیے جو طلاق کی عدت مین ہو نہ شوہر کی موت کی عدت والی کو اور نہ ایسی جدائی کی عدت والیکو جو عورت کیطرف سے ہوئی ہو (مثلاً عورت کے مرتد ہونی کے باعث جدائی ہوئی ہو تو اوسکی عدت کا نفقہ شوہر پر نہوگا۔ اور) اگر عورت کو تین طلاقین بائن ملین اور اوسکی بعد وہ مرتد ہوگئی تو جو نفقہ عدت کا اوسکے لیے لازم ہوتا وہ ساقط ہوجاویگا اور اگر عورت مذکور شوہر کے پسر کو اپنی ہم بستری پر قادر کرلے تو نفقہ مذکور ساقط نہوگا۔ اور واجب ہی آدمی پر نفقہ اپنے بچے محتاج کا۔ اور مان پر زبردستی نکیجاوے کہ بچے کو دودہ پلاوے بلکہ باپ کسی دودہ پلانیوالی کو نوکر رکہہ لے کہ مان کے پاس اوسکو دودہ پلاوے اور اگر اوسکی مان منکوحہ ہو یا عدت مین تو اوسکو اجرت دودہ

پلانے کی ندی اور بعد عدت کے ماں کو دودھ پلانے پر اجرت لینے کا زیادہ استحقاق ہے بشرطیکہ زیادہ اجرت نہ مانگے۔ اور واجب ہی آدمی پر نفقہ اپنی ماں باپ اور اجداد و جدات کا اگر وہ محتاج ہوں۔ اور دین کی مختلف ہونے سے نفقہ واجب نہیں رہتا مگر منکوحہ بعد زوجیت یا باپ بیٹا ہونے سی (یعنے اگر دو شخصوں کے دین میں اختلاف ہو تو ایک کا نفقہ دوسری پر نہیں واجب ہوتا لیکن دو صورتوں میں اول یہ کہ منکوحہ اہل کتاب میں سی ہو دوم یہ کہ ماں باپ کافر ہوں یا بیٹا اور پوتا کافر ہوں کہ ان صورتوں میں باوجود دین کے مختلف ہونے کے نفقہ لازم ہی) اور باپ اگر اپنی اولاد کو نفقہ دے یا لڑکا اپنی ماں باپ کو نفقہ دے تو اس نفقے میں کوئی اور شریک نہ ہوگا اور جو رشتہ دار محرم کہ محتاج اور کمانے سے عاجز ہو اوسکا نفقہ وارثوں پر بقدر وراثت ہوگا اگر وہ توانگر ہوں (مثلاً ایک شخص فقیر اور اپاہج ہے اور اوسکی ایک بھائی اور ایک بہن ہی تو اوسکا نفقہ بھائی پر دو حصہ اور بہن پر ایک حصہ واجب ہوگا بشرطیکہ دونوں غنی ہوں) اور باپ کو اپنی نفقے کی لیے اپنی بیٹے کا اسباب بیچنا درست ہی مگر زمین اوسکی فروخت کرنی درست نہیں اور اگر کسی شخص نے اپنی امانت دوسرے کے پاس رکھی اور اوس دوسرے نے اوسکی بدون اجازت کے اوسکو اوسکے ماں باپ کے نفقے میں اٹھا ڈالا تو اوسکا تاوان دینا پڑیگا اور اگر ماں باپ کے پاس کچھ مال بیٹے کا تھا اور وہ خرچ کر ڈالیں تو انپر کچھ تاوان نہیں پس اگر ماں باپ یا بیٹے یا قریب کی لیے قاضی نے حکم نفقے کا دیا اور ایک مدت گذر گئی کہ وہ نفقہ اونکو نہ پونہچا تو نفقہ ایام گذشتہ کا ساقط ہو جائیگا ہاں اگر قاضی اونکو حکم قرض لینے کا کر دے اور وہ قرض لے لیویں تو ساقط نہوگا (اوس شخص کے ذمے لازم رہیگا) اور واجب ہی نفقہ غلام کا آقا پر اور اگر وہ انکار کرے نفقہ دینے سی تو غلام کا نفقہ اوسکی کمائی میں سے ہے (یعنی جو کچھ غلام کماوے اوسمیں سی کھاوے)۔

یعنی اولاد کو نفقہ [illegible]

اور اگر کوئی پیشہ اوسکو نہ آتا ہو تو اوسکی فروخت کردینی کا حکم دیا جائیگا (تا کہ ہلاک نہو)

کتاب العتاق

اسمین آزاد کرنیکے مسئلے ہین (جاننا چاہیے کہ آزاد کرنا مستحب ہی کہ حدیثونمین اوسکی فضائل بہت واقع ہین اونمین سی یہ ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی آزاد کری مسلمان بردی کو اللہ تعالی اوسکی ہر عضو کے بدلہ مین آزاد کرنیوالی کی ہر عضو کو دوزخ کی آگ سی آزاد کرے) آزادی ایک ایسی قوت شرعی ہی جو غلام مین بعد آقا کی ملک کی دور ہونے اور بندگی کے جاتے رہنے کی ثابت ہوتی ہے۔ اور وہ درست ہوتی ہی جسوقت آزاد عاقل و بالغ اپنی غلام لونڈی کو یہ کہی کہ تو آزاد ہی یا ایسا لفظ کہی جس سی تمام بدن بیان کیا جاتا ہی (مثلا کہی کہ تیری گردن یا تیرا سر یا روح آزاد ہے) یا تو عتیق ہی یا معتق ہی یا محرر ہی یا مین نے تجکو آزاد کیا ان الفاظ سے آزاد ہوجاویگا نیت کرے یا نکری (اسوسطی کہ یہ کلمات صریح آزاد کرنیکے ہین انمین نیت کی کچھ حاجت نہین) اور (اگر آقا یہ کہے کہ) میری ملک تجہپر نہین خواہ (یون کہے کہ) میری بندگی تجہپر نہین یا (یہ کہ) مجکو تجہپر اختیار نہین (توانمین) اگر نیت آزادی کی کریگا تو غلام آزاد ہوجاویگا) اور اگر یہ کہی کہ یہ غلام میرا بیٹا یا باپ ہی یا یہ لونڈی میری مان ہی یا کہی کہ میرا مولی ہے یا یون پکارے کہ اے میری مولی یا آو آزاد یا او عتیق توان الفاظ سی آزاد ہوگا لیکن اگر یون کہے کہ آو بیٹے یا آو بہائی یا مجکو تجہپر غلبہ نہین یا الفاظ طلاق کہے یا یون کہے کہ تو مثل آزاد کی ہی تو آزاد نہوگا اور آزاد ہوتا ہی ان الفاظ سی تو نہین ہے مگر آزاد اور تو آزاد ہی خدا کی رضا کی لئی یا شیطان کی رضا کی لئی یا بت کی لئی اور آزاد ہوجاتا ہی قریب رشتہ دار (جو ذی رحم محرم ہو)

مالک ہونیکی سبب سی اگرچہ مالک لڑکا یا دیوانہ ہو (یعنے قریب بمجرد مالک ہونیکی آزاد
ہوجاتا ہی) اور اگر کوئی زبردستی سی آزاد کرادی یا حالت نشہ مین آزاد کری تب بھی آزاد ہوجاویگا
اور اگر آزادی کو مالک ہونی یا کسی اور شرط پر مشروط کریگا تو درست ہوگا (مثلا یون کہی کہ اگر مین
مالک ہون اس بندی کا تو یہ آزاد ہی یا فلان شخص آوی تو میرا غلام آزاد ہی) اور اگر حاملہ لونڈی
کو آزاد کری تو وہ اور اوسکا بچہ دونون آزاد ہوجائینگی مترجم کہتا ہی کہ یہ صورت اوس وقت
ہی کہ بعد آزادی کی چھ مہینی سی کمتر مین بچہ پیدا ہو اور اگر بعد ۶ مہینے کے پیدا ہوگا تو بچہ
بالاصالت آزاد نہوگا بلکہ ماں کی تبعیت سی آزاد ہوگا) اور اگر حمل کو آزاد کریگا تو صرف بچہ
آزاد ہوگا اوسکی ماں آزاد نہوگی۔ اور بچہ ملک اور آزادی اور غلام ہونی مین اور مدبر
اور مکاتب اور ام ولد ہونی مین ماں کا تابع ہوتا ہی (پس اگر لونڈی ام ولد ہوگی اور
اوسکا بچہ آقا کی سوا کسی اور شوہر سی ہوگا تو وہ بھی ام ولد کی حکم مین ہوگا یعنی بعد آقا
کے مرنیکی ماں کی ساتھ مین آزاد ہوجاویگا اور جو بچہ کہ لونڈی سے کے آقا سے

ہو وہ آزاد ہے ۔

باب اوس غلام کے بیان مین جسکا کچھ حصہ آزاد ہوجاوی

باب اوس غلام کے بیان مین جسکا کچھ حصہ آزاد ہوجاوی۔ جو شخص کہ اپنی غلام کا کچھ
حصہ آزاد کردی تو وہ سب آزاد نہین ہوتا (بلکہ اوسیقدر آزاد ہوتا ہی جو مالک نے آزاد
کیا ہی) اور جو مقدار کہ آزاد نہین ہوئی اوسکی لیے آقا کو روپیہ کما دی اور اوسکا حکم مثل
مکاتب کی ہی (یعنے مالک کو اختیار ہی چاہی باقی کو آزاد کردی یا باقی کی قیمت اوسکی
کمائی سی لیوی اتنا فرق ہی کہ اگر یہ غلام کمانے سی عاجز ہوجاوی تو جسقدر آزاد ہوگیا ہی
وہ پھر سی غلام نہوگا بخلاف مکاتب کے کہ وہ عاجزی کیصورت مین پھر غلام ہوجاتا ہی
اور اگر ایک غلام مین دو شریک تھی اور ایک نی اپنا حصہ آزاد کردیا تو دوسری شریک کو اختیار

ہے چاہے اپنا حصہ بھی آزاد کردے خواہ غلام سے اوسقدر کموالے اور اسصورتمین ولا (یعنے
ترکہ غلام کا) دونون شریکونکو پہونچیگا رہا یہ کہ جسنے اپنا حصہ آزاد کردیا ہے اوس سے
اپنے حصے کے دام بھرلے بشرطیکہ وہ روپیہ والا ہو اور وہ آزاد کرنیوالا یہ دام غلام سے
بعد آزادی کے لیوے اور اسصورتمین ولا صرف آزاد کرنیوالے کو پہونچیگی (دوسرے شریک کو
نہ پہونچیگی) اور اگر دونون شریک ایکدوسرے کے حصے کے آزاد کرنے پر گواہی دین (یعنے
ہرایک یون کہے کہ اس شریک نے اپنا حصہ آزاد کردیا ہے) تو وہ غلام دونون مالکونکو انکے
حصے کا روپیہ کمادے (اور آزاد ہوجاوے) اور اگر دونون شریکونمین سے ایک تو کسی شخص کے
آنے پر کل کے روزمین آزاد ہونے کو مشروط کرے اور دوسرا اوسکے برعکس مشروط کرے اور
کل گذر جاوے اور معلوم نہو (کہ دونون شرطون مین سے کونسی ہوئی) تو غلام نصف آزاد ہوجاویگا
اور اپنی آدھی قیمت دونون شریکونکو کمادیگا (مثلاً ایک شریک نے کہا کہ اگر زید کل کو آویگا
تو میرا غلام آزاد ہے اور دوسرے شریک نے کہا کہ اگر کل کو زید نہ آوے تو میرا غلام آزاد ہے
اور کل کے روزمین معلوم نہوا کہ زید آیا یا نہ آیا تو غلام مذکور نصف آزاد ہوجاویگا اور نصفی
اپنی قیمت دونون کو کمادیگا) اور اگر دو شخصون نے اسی طرح قسم کہائی اپنی غلام کے علحدہ
علحدہ آزاد ہونیکی تو دونون غلامونمین سے کوئی بھی آزاد نہوگا (مراد قسم سے یہان وہی
مشروط کرنا ہے مثلاً ایک شخص نے کہا کہ اگر زید کل آوے تو میرا غلام آزاد ہے اور دوسرے نے
کہا کہ نہ آوے تو آزاد ہے تو اگر آنا نہ آنا متحقق نہوگا تو کوئی آزاد نہوگا اور فرق دونون مسئلون
مین یہ ہے کہ پہلے مسئلے مین غلام مشترک تھا اور اس مسئلے مین دونونکے غلام الگ الگ ہین)
اور اگر باپ دوسرے شریک کے ساتھ مین اپنے بیٹے کا مالک ہو تو حصہ باپ کا آزاد ہوجاویگا
اور اوسکو شریک ثانی کو کچھ دینا نہ پڑیگا اور شریک کو اختیار ہے کہ یا اوسکو آزاد کردے یا اپنے

حصے کی قیمت لکہوا لے۔ اور اگر ایک غلام کے نصف کو ایک اجنبی نے خریدا پہر باقی نصف
کو اوس غلام کے باپ نے خریدا تو مشتری اول کو پہونچتا ہی کہ وہ یا باپ سے اپنے حصے کا تاوان
لیلے خواہ بیٹی سے لکہوا لے۔ اور اگر باپ نے اپنے بیٹے کا نصف لیسکے پاس سے مول
لیا جو کل کا مالک تہا تو اسصورت مین باپ اوس بایع کو تاوان نہ دیگا بلکہ بایع یا باقی کو آزاد
کر دے یا اوسکی قیمت اوس بیٹے سے لکہوا لے) ایک غلام تین تو انگرونکی شرکت مین ہو
ایک نے اوسکو مدبر کر دیا اور دوسرے نے آزاد کر دیا تیسرا چپ رہا (یہ تیسرا شخص اپنے
حصے کا تاوان مدبر کرنیوالے سے لیوے اور مدبر کرنیوالا آزاد کرنیوالے سے تہائی قیمت
غلام مدبر کی لے اوسقدر نہ لے جتنی کہ اوسنے تیسرے کو دی ہی (اسلئے کہ وہ تو پوری
غلام کی تہائی تہی اور مدبر کا دام پوری کی دو تہائی کہتے ہین تو چونکہ مدبر اسی نے کیا ہے
تو اسیلئے مدبر ہی کی تہائی بہی لینی چاہیے) اور اگر ایک شریک نے دوسرے سے کہا
کہ یہہ لونڈی تیری اُمّ ولد ہی اور اوسنے انکار کیا تو وہ لونڈی ایک روز منکر کی خدمت کرے
اور ایک روز بیٹہی رہے (یعنی مدعی کی خدمت نکرے) اور اُمّ ولد کی کچہ قیمت نہین تو
اگر ان دونو مین سے کوئی اپنا حصہ آزاد کر دیگا تو دوسرے کو کچہ تاوان دینا نہ پڑیگا
ایک شخص کی تین غلام ہین دو کو اونمین سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی اسکلام کے
بعد ایک چلا گیا اور تیسرا جو نہین تہا وہ چلا آیا پہر اوسنے وہی کہا کہ تم مین سے ایک
آزاد ہی) اور اپنی نیت کا حال بدون بیان کیے مر گیا تو اسصورت مین جو غلام دونو دفعہ
مین ہان موجود رہا اوسکی تین چوتہائی آزاد ہونگی اور جو ایک دفعہ رہا (یعنی دونون باقی)
انکا نصف آزاد ہو گا (اور) اگر یہ معاملہ مالک کے مرض مین ہوا ہو (اور بدوہ بیان کرنے سے
پہلے مر جاوے) تو سوم حصہ ترکے کا ان سہامو نپر تقسیم کیا جاویگا (اسلئے کہ مرض مین

آزاد کرنا وصیت کے حکم مین ہی اور وصیت ترکہ کی تہائی سی جاری ہوتی ہی پس سات سہام
کو تقسیم کرینگے تین سہام دونون دفعہ والی اور دو دو سہام ان دونون کو اون سات سہام
مال مالک کی تہائی مین سی ملنے چاہئین اور بیچنا اور آزاد کرنا اور مرنا اور ہبہ کرنا اور مدبر
کرنا مبہم آزاد کرنیکا بیان ہوتا ہی (یعنے اگر دو غلامونکو کہا کہ تم مین سی ایک آزاد ہی بعد اوسکی
اونمین سی ایک کو بیچ ڈالا یا آزاد کر دیا یا وہ مر گیا یا مدبر کر دیا یا ہبہ کیا تو دوسرا آزاد ہوگا)
اور صحبت کرنا بیان نہین (یعنے اگر اپنی دو لونڈیون کو کہا کہ ایک تم مین سی آزاد ہی بعد
اوسکے ایک کے ساتھ صحبت کی تو اس سی یہ معلوم نہوگا کہ دوسری کی آزادی مراد تھی اور
صحبت اور موت طلاق مبہم کا بیان ہوجاتی ہین (مثلا اگر اپنی دو بیبیونکو کہا کہ تم مین سی
ایک کو طلاق ہی پھر ایک کے ساتھ صحبت کی یا ایک مر گئی تو اس سے معلوم ہوگا کہ طلاق
دوسری کو ہوئی) اور اگر شوہر نے کہا کہ اول بچہ جو تو جنے اگر وہ لڑکا ہو تو تو آزاد ہی پھر اوسکے
ایک لڑکا اور لڑکی توام ہوئی اور معلوم نہوا کہ پہلے کون سا ہوا تو لڑکا تو غلام رہیگا اور لڑکی
اور اوسکی ماں نصف آزاد ہوجائینگی (اسلئے کہ لڑکے کا اول پیدا ہونا شرط آزادی کی
ہی تو وہ ہر حالمین غلام ہی خواہ اول پیدا ہوا یا پیچھے اور اوسکی ماں اور بہن مین آگے پیچھے
ہونے ولادت کی رو سی شبہہ آزادی کا ہی کہ شاید لڑکا اول ہوا ہوگا تو آزاد ہوگئی
اسلیے دونون آدھی آزاد ہونگی ماں اصل مین آزاد ہوگی اور لڑکی اوسکے ساتھ مین)
اور اگر دو گواہ کسی شخص پر گواہی دین کہ انھنے اپنے دو غلامون یا دو لونڈیون مین سی
ایک کو آزاد کیا ہی تو یہ گواہی لغو اور نامقبول ہوگی (اسلیے کہ جسکے لیے گواہی دیتے ہین وہ
معلوم نہین) ہان اگر (یہ صورت) وصیت مین واقع ہو کہ مرض مین اوسنے ایسا کیا ہی یا
طلاق مبہم مین (اسطرحکی گواہی ہو تو مقبول ہوگی (اسواسطے کہ وصیت مین طرف ثانی یا

[illegible]

وصی ہوگا یا وارث ہوگا اور وہ معلوم ہین اور طلاق مین اسلیے مقبول ہوگی کہ دعوی طلاق مین شرط نہین ہے بدون معلوم ہونے ظرفتانی کے بہی شہادت مانی جاویگی

باب آزادی کو کسی چیز پر مشروط کرنیکے بیانمین۔ اگر کسی شخص نے یون کہا کہ مین اگر گہر مین جاؤن تو اوس روز میری جتنے مملوک ہین آزاد ہین حالانکہ اسوقت اوسکی ملک مین کوئی غلام لونڈی نہین تو شرط کے پائے جانے سے وہ مملوک آزاد ہوجاوینگے جو اوسکی ملک مین بعد اس شرط کے آئی ہین اور اگر لفظ (اوس روز) نکہیگا تو جن مملوکون کا مالک بعد اس شرط کی ہوگا وہ آزاد نہونگے اور کاملہ مملوک حمل پر واقع نہین ہوتا (تو حمل اس شرط سے خارج رہیگا اور) اگر یہ کہی کہ جتنے میری مملوک ہین یا مین اونکا مالک ہون وہ کل کو آزاد ہین یا میری مرنیکے بعد آزاد ہین تو اسمین صرف وہ مملوک شامل ہونگے جنکا وہ شخص شروع اس شرط لگانے سے مالک ہے (وہ نہ شامل ہونگے جنکو بعد اس شرط کے خریدیگا) اور اگر وہ شخص مرجاویگا تو اوسکی مال کی تہائی سے وہ مملوک بہی آزاد ہونگے جنکا وہ بعد شرط کے مالک ہوا ہے جیسے شرط کیوقت کی مملوک آزاد ہوتے ہین اسلیے کہ یہ اوسکا قول وصیت کی حکم مین ہے تو اسلیے سوم حصہ مال سے جاری ہوگی

باب مال کے عوضمین آزاد کرنیکے بیان مین۔ اگر کوئی شخص اپنے بندہ کو مال پر آزاد کرے اور وہ غلام اوسکو قبول کرے تو آزاد ہوجاویگا اور اگر آزاد ہونے کو مال کے اداکرنے پر مشروط کردے تو وہ غلام تجارت مین ماذون ہوگا (یعنے اجازت تجارت کی اوسکو آقا کیطرف سے ہوجاویگی) اور مال مشروط کو آقا کے سامنے رکہنے سے آزاد ہوجائیگا (یعنے یہ ضرور نہین کہ غلام کے آزاد کرنے کو مالک قبول بہی کرے بلکہ مال کا سامنے رکہدینا کافی ہے) اور اگر کہے کہ تو میری موت کے بعد ہزار کے بدلے مین آزاد ہے تو

غلام کا قبول کرنا مالک کی موت کے بعد معتبر ہوگا اور اگر غلام کو اپنی ایکسال کی خدمت
کے عوض آزاد کرے اور وہ غلام قبول کرلے تو اوسیوقت آزاد ہوجاویگا اور مالک کی
خدمت ایک برس کرنی ہوگی اور اگر مالک خدمت لینے سے پہلے مرجاوے تو اوس غلام آزاد کو
اپنی قیمت مالک کے ورثہ کو دینی پڑیگی - اور اگر ایک شخص نے لونڈی کے مالک سے
کہا کہ تو اوسکو ہزار کے عوض اِس شرط سے آزاد کردے کہ اوسکا نکاح مجھسے کردے پس مالک
نے اوسکو آزاد کیا اور لونڈی نے اُس شخص کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کیا تو وہ
مفت مین آزاد ہوجاویگی (اسلیئے کہ شرط ہزار کی پوری نہوئی) اور اگر (اُس شخص نے
اِتنا اور) زیادہ کہا کہ (اوس لونڈی کو) میری طرف سے (ہزار کے عوض آزاد کردے الخ)
تو (اسصورت مین) ہزار کو اوس لونڈی کی قیمت اور اوسکے مہرمثل پر بانٹا جاویگا تو
جسقدر اوسکی قیمت کے مقابل (حصہ رسد ہزار مین سے) ہوگا وہ اوس شخص کو مالک
کے حوالے کرنا واجب ہوگا اور جسقدر مہرمثل کے مقابل پڑیگا اوسکا دینا نہ آویگا (و نکاح
نہونے کی جہت سے جاتا رہا ہے)

باب مملوک کو مدبر کرنیکے بیان مین

باب مملوک کو مدبر کرنیکے بیان مین — مدبر کرنا یہ ہے کہ مملوک کی آزادی کو اپنی
موت مطلق پر مشروط کردے مثلاً (یہ کہے کہ) جب مین مرون تو تو آزاد ہے یا تو آزاد
ہے جسدن مین مرجاؤن یا میرے بعد تو مدبر ہے یا تجکو مین نے مدبر کیا پس (اسطرح
کا غلام) نہ بیچا جاوے نہ ہبہ کیا جاوے لیکن اوس سے کار خدمت لیا جاوے اور مزدوری
پر بھیجا جاوے اور اگر لونڈی ہو تو اوس سے صحبت کیجاوے اور اوسکا نکاح کردیا جاوے
اب مالک کے مرنے پر مدبر کے تین حال ہین اول مالک تونگر ہو تب مدبر اوسکی تہائی
مال مین سے بالکل آزاد ہوجاویگا اور اگر وہ فقیر ہو تو تہائی آزاد ہوگا اور اپنی دو تہائی

قیمت مالک کی وارثونکو کمادینی پڑیگی اور اگر ناتابت قرضدار ہو تو اپنی کل قیمت کمادینی
ہوگی اور جس صورتین کہ مالک کہی کہ اگر مین اپنی اس مرض خواہ اس سفر سی مرجاؤن یا دس دن تک
مرجاؤن تو تو آزاد ہی یا بعد فلان شخص کی مرنیکی تو آزاد ہی تو ان صورتون مین
اوسکا بیچنا درست ہی (یعنی وہ مدبر نہوگا) اور اگر ان صورتون مین شرط پائی جاویگی
تو وہ آزاد ہوجاویگا اسلیے کہ یہ صورتین مشروط آزادی کی ہین مدبر کرنیکے نہین

باب ام ولد بنانیکے بیانمین۔ اگر کسی لونڈی کی مالک سی اولاد ہو تو اوس کو
دوسری کی ملک کرنا (یعنے بیچنا اور ہبہ کرنا) درست نہین لیکن اوس سی صحبت کرنی
اور خدمت لینی اور مزدوری کرانی اور دوسری سی اوسکا نکاح کرنا جائز ہی۔ پھر اگر
دوسری دفعہ اوسکی اولاد ہو تو اوس بچی کا نسب مالک سی بدون اوسکے دعوی کے
ثابت ہوگا بخلاف اول دفعہ کی اولاد کے (کہ وہ بدون دعوی مالک کی ثابت
نہوگا) اور دوسری دفعہ کی بچی کی نسب کا اگر مالک منکر ہوگا تو اوس کا نسب اوس
سے الگ ہوجاویگا اور وہ لونڈی مالک کے مرنی پر اوسکی کل مال مین سی آزاد
ہوجاویگی اور اپنی قیمت مالک کی قرضخواہ کیواسطے نہ کماویگی۔ اور اگر نصرانی شخص
کی ام ولد مسلمان ہوجاوی تو چاہیی کہ وہ اپنی قیمت مالک کمادی (اس لیے کہ
مسلمان عورت کا نصرانی کی ماتحت رہنا جائز نہین) اور اگر کوئی لونڈی نکاح سے
سبب بچہ جنی پھر اوسکا شوہر اوسکا مالک ہوجاوی تو وہ لونڈی اوس شخص کی ام ولد
ہوجاویگی۔ اور اگر ایک لونڈی دو مردونمین مشترک ہو اور وہ بچہ جنی اور ان دونون
مین سی ایک اوسکا مدعی ہو تو اوس بچی کا نسب اوس سی ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اوسکی
ام ولد ہوجاویگی اور اوسکو لازم ہوگا کہ آدہی قیمت لونڈی کی اور آدہی اجرت

صحبت کی حوالی اپنی شریک کی کرے اوس بچی کی قیمت کچھ نہ دی اور اگر وہ دونون
شریک اوس بچی کے مدعی ہون اوسکا نسب دونون سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی دونون
کی ام ولد ہوگی اور ہر ایک پر اونمین سی نصف اجرت صحبت کی لازم ہوگی جسمین مجرا
دیوین (یعنے نہ یہ اوس سے لے نہ وہ اس سے اسلیے کہ ہر واحد پر دوسریکا حق برابر
ہے) اور اگر ان شریکونمین کوئی مریگا تو وہ بچہ ہر ایک کی ترکہ مین سے پوری میراث
بیٹے کی پاویگا اور اگر وہ انکی سامنے مرجاویگا تو اوسکے ترکہ مین ان دونونکو ایک
باپ کا حصہ ملیگا اوسکو دونون باہم تقسیم نصفا نصف کر لین اگر ایک شخص پاس
غلام مکاتب ہے اور مکاتب کی پاس لونڈی ہے اوس شخص نے اوس لونڈی کی بچی کا دعوی
کیا اور مکاتب نے اوسکی قول کی تصدیق کی تو نسب لازم ہوگا اور اجرت صحبت کی
اور قیمت بچی کی اپنی مکاتب یعنے لونڈی کے مالک کو حوالی کرنی پڑیگی اور وہ لونڈی
اوس شخص کی ام ولد نہوگی اور اگر مکاتب نے اوسکو دعوی مین جھٹلایا تو نسب اوس سے
ثابت نہووےگا ؎

كتاب الايمان

اسمین قسمون کا بیان ہے۔ قسم اسکو کہتے ہین کہ خبر کے سچ یا جھوٹ کو ایسی چیز
کے ذکر سے مضبوط کرے جسکے نام کی قسم کہائی ہے۔ پھر قسم کی تین قسمین ہین
اول یہ کہ کسی گذشتہ معاملہ پر جان بوجھکر جھوٹی قسم کہاوے اسکو غموس کہتے ہین
دوسری یہ کہ ظن غالب کی راہ سے قسم کہاوے وہ قسم لغو ہے اول صورت مین گناہگار
ہوتا ہے دوسری مین نہین ہوتا تیسری یہ ہے کہ کسی امر آئندہ پر قسم کہاوے یہ قسم
منعقدہ ہے اور صرف اسمین اگر قسم کی خلاف کریگا تو کفارہ لازم آویگا (یعنی غموس

اور لغو قسم مین کفارہ واجب نہین) اور قسم منعقد کو کسیکی زبردستی سے کہا دے یا بہولکر
کہا دے اور اوسکا خلاف خواہ کسیکی زبردستی سے کرے یا بہولکر کرے سب طرح سے کفارہ لازم
آتا ہے اور قسم خدا تعالی کی اور رحمن اور رحیم اور اوسکی عزت اور اوسکی بزرگی اور
اوسکی کبریائی کی ہوتی ہے اور اوسکے الفاظ یہ ہین قسم کہاتا ہون اور حلف کرتا ہون اور
گواہی دیتا ہون کو خدا کی گواہی دیتا ہون نکہے اور لعمر اللہ اور ایم اللہ اور عہد خدا کی قسم اور پیمان
خدا کی قسم اور مجہپر نذر ہے یا خدا تعالی کی نذر ہے اور اگر مین یہ کام کرون تو کافر ہون
(یہ سب کلمات قسم کے ہین) اور خدا کے علم اور غضب اور غصہ اور رحمت کی قسم اور
اوسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور قرآن کی اور کعبے کی اور خدا کی حق کی قسم کہانے سے قسم نہین
ہوتی اور اگر مین یہ کام کرون تو مجہپر خدا کا غضب اور غصہ ہو یا مین زانی یا چور یا
شراب خوار یا سود خوار ہون ان (کلمات) سے بھی قسم نہین ہوتی اور قسم کے حروف
عربی مین ب اور و اور ت ہین (مثلاً باللہ اور واللہ اور تاللہ) اور کبہی حرف قسم
پوشیدہ بھی ہوتا ہے (جیسے اللہ کہے اور مراد واللہ کہنے سے ہو) اور اگر قسم کے خلاف
کام کرے تو اوسکا کفارہ ایک بردے کا آزاد کرنا یا دس مسکینونکو کہلانا ہے جسطرح
ان دونون باتون کا ذکر ظہار مین گذر چکا ہے یا دس آدمیونکو کپڑا پہنانا اسطرح کہ اونکا
بدن اکثر ڈہکجاوے پس اگر یہ دونون باتین نہوسکین تو تین روزے پے درپے رکہے اور قسم کے خلاف
کرنے سے پیشتر کفارہ نہ دے۔ اور جو شخص کسی گناہ کے کام کرنیکے لیئے قسم کہا دے تو
اوسکو چاہیے کہ اپنی قسم کے خلاف عمل کرے اور قسم کا کفارہ دیوے۔ اور کفارہ قسم کا
کافر پر لازم نہین جو قسم کے خلاف حالت مسلمانی مین کرے اور جو کوئی اپنی ملک کو اپنے
اوپر حرام کر لیے وہ حرام نہین ہوتی پس اگر اوسکو استعمال مین لاوے تو کفارہ دے۔ اور اگر

یون کہی کہ ہر ایک حلال چیز مجھپر حرام ہی تو یہ قسم کہانے اور پینے کی چیزون پر ہوگی اور فتوی اسپر ہی کہ اس کلام سے اوسکی بیبی بدون نیت طلاق کے بائن ہوجاتی ہی۔ اور جو شخص کوئی نذر مطلق یا مشروط کسی شرط پر کری اور وہ شرط پائی جاوی تو اپنی نذر پوری کری خواہ نذر مطلق ہو یا مشروط لیکن اگر قسم مین کلمہ انشاء اللہ ملاوی تو قسم نہوگی اور اوسکے خلاف کرنی سی کچھ لازم نہ آویگا

باب اندر جانی اور نکلنی اور رہنی اور آنی وغیرہ پر قسم کہانیکے بیان مین

اگر کسی نی قسم کہائی کہ مین گہر کے اندر نجاؤنگا تو کعبے مین اور مسجد مین اور گرجا اور یہود یونکی مندر مین اور گہر کی ڈیوڑہی اور راستی کی چھپر اور صفی مین جانی سے اوسکی قسم نہ ٹوٹیگی (صفہ اوسکو کہتے ہین کہ تین دیوارون پر چہت ڈالدیجاوی) اور اگر قسم کہائی کہ کسی گہر مین نجاؤنگا اور پہر گہر مین ڈہنے کی بعد داخل ہوا تب بھی قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر قسم کہائی کہ اس گہر مین نجاؤنگا اور اوسکی گرجانی کی بعد اوسمین جاوی تو قسم کے خلاف ہوجاویگا اگرچہ وہ مکان ٹوٹ کر دوسرا بنگیا ہو اور اگر مکان مذکور ٹوٹنی کے بعد باغ یا مسجد یا حمام یا کوٹھری ہوگیا ہو تو اومین جانی سی قسم نہ ٹوٹیگی اسیطرح اگر کہے کہ اس کوٹھری مین نجاؤنگا اور وہ ویران ہوجاکے یا اوسکی جگہہ دوسرا مکان بناوی تو اوسمین جانی سی قسم نہ ٹوٹیگی اور جو شخص کہ گہر کی چہت پر کہڑا ہو وہ مکان مین داخل ہی اور اگر دروازہ کی محراب مین کہڑا ہو وہ مکان کے اندر نہین ہے اور پوشاک اور سواری اور رہنے پر ٹھہرا رہنا ایسا ہی کہ گویا اب شروع کیا ہی یعنی اگر یون قسم کہاوی کہ مین اس کپڑی کو نہ پہنونگا حالانکہ پہنے ہوئی ہی یا کہی کہ اس گہوڑی پر سوار نہونگا اور اوسوقت سوار ہی یا کہے کہ اس گہر مین نرہونگا حالانکہ رہتا ہے

اور اسی حالت پر ٹھہرا رہی تو قسم ٹوٹجاویگی) اور اگر یون کہی کہ مین اس گھر مین داخل ہونگا
اور اوسمین موجود ہوا اور ٹھہرا رہی تو اس ٹھہرنے سی قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر یہ قسم کہاوی کہ
مین اس مکان مین یا اس کوٹھری یا اس محلے مین نہ رہونگا اور خود تو چلا گیا مگر اوس کا
اسباب اور گھر کے لوگ رہگئی تو قسم ٹوٹجاویگی بخلاف شہر کی (یعنے اگر اسبات
کی قسم کہائی کہ شہر مین نہ رہونگا اور خود نکل گیا اور اسباب اور اہل وعیال شہر مین
رہی تو قسم نہ ٹوٹیگی) اور اگر قسم کہاوی کہ مین نہ نکلونگا پھر اوسکی اجازت سی لوگ اسکو
اوٹھالائی تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر اوسکی اجازت سی اوسکو نہین اوٹھایا بلکہ خود آئی
خواہ وہ راضی تھا یا زبردستی سی لائی تو قسم نہ ٹوٹیگی جیسی اسصورت مین کہ قسم کہائی
کہ مین صرف جنازی ہی کے لیے نکلونگا اور پھر جنازی کے لیے نکلے اور جنازی کے بعد
اپنے کسی کام کو جاوی تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر قسم کہائی کہ مکہ کو نہ نکلونگا یا نجاؤنگا
پھر مکہ کی ارادی سی نکلے اور اثنا راہ سی پھر آوی تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر یون کہی کہ
مکہ مین داخل ہونگا اور وہی صورت ہو جو مذکور ہوئی تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر قسم کہاوی
کہ مین فلان شخص کی پاس ضرور آؤنگا اور نہ آیا یہانتک کہ مرگیا تو اوسکی قسم زندگی
کی آخر مین ٹوٹیگی اور اگر قسم کہاوی کہ جبسی ہوسکیگا تو فلان کی پاس ضرور آونگا تو اس
ہوسکنی سی مراد بدن کی تندرستی ہوگی (یعنے بشرط خیریت ضرور آؤنگا اور بشرط قدرت
مراد نہوویگا جسکی یہ معنی ہین کہ تمام اسباب اور پیچ کی موجود ہون اور سب موانع اندر
باہر کی برطرف ہون کہ اس حالت مین معلول کا موجود ہونا واجب ہوجاتا ہی) اور اگر وہ
شخص ان الفاظ سی بشرط قدرت ہی ارادہ کری تو دیانت کی راہ سی مان لیا جاوی
(یعنے یہ نیت اوس معاملہ مین کہ اوس سی اور خدا تعالی سی ہی بڑیگا مقبول ہوگی مگر قاضی کی

عدالت مین مقبول نہوگی اوسکی نزدیک بشرط خیرت ہی سمجہا جاویگا) اور اگر قسم کہائی کہ
میری منکوحہ بجز میری اجازت کی نہین نکلیگی تو ہر نکلنے کیواسطے علیحدہ اجازت شرط ہوگی
دورنہ قسم ٹوٹجاویگی بخلاف اسکی کہ یون کہی کہ میری عورت نہ نکلی مگر یہ کہ مین اجازت
دون یا (نہ نکلے جبتک کہ مین اجازت ندون (تو اسصورتمین ہر نکلنی کی لئی علیحدہ اجازت
ضرور نہوگی بلکہ اول بار نکلنے کیواسطے اجازت چاہئی) اور اگر عورت نی نکلنے کا ارادہ
کیا یا اپنی غلام کو مارنا چاہا تو شوہر نی کہا کہ اگر تو نکلے یا غلام کو ماری تو تو طالق ہی
تو یہ طلاق اوسی نکلنے اور مارنی پر مشروط ہوگی (یعنے اگر عورت اسوقت نکلنی یا مارنی
سے باز رہی اور پہر نکلے یا ماری تو طلاق نہ پڑیگی جیسی اسصورتمین کہ ایک شخص سے کہا کہ بیٹھ جا
میری پاس کہانا کہالی اوسنی جواب دیا کہ اگر مین کہانا کہاؤن (تو میرا غلام آزاد ہی تو
یہ آزادی اوسیوقت کی کہانی پر مشروط ہوگی) اور قسم کی ٹوٹنی مین غلام کی سواری خود اوس شخص کی سی ہوگی
بشرطیکہ وہ غلام کی سواریکی بہی نیت قسم مین کری اور ایک یہ کہ غلام کی ذمی قرض کسیکا نہو اور اگر قرض ہوگا
تو غلام کی سواری خود اوسکی نہوگی گو وہ نیت بہی کرلی (اس مسئلہ کی صورت یہ ہی کہ مالک
کہی کہ مین اگر اپنی سواری پر سوار ہون تو مثلاً میرا غلام آزاد ہی اور نیت کرلی کہ سواری
خواہ میری ہو یا میری غلام کی مگر اوس غلام پر کسیکا قرض نہو تو اسصورتمین اگر وہ اپنی
غلام کی سواری پر سوار ہوگا تو اوسکا غلام آزاد ہوجاویگا

باب کہانی پینے پہننے کلام کرنی پر قسم کی بیان مین۔ اگر قسم کہاوے کہ اس
درخت مین سے نہ کہاؤنگا تو اوسکا میوہ کہانی سی قسم ٹوٹجاویگی۔ اور اگر یون کہا کہ ان
کچے چھوہارون یا پکون کو نہ کہاؤنگا یا اس دودہ کو نہ پیونگا تو جس صورتمین کچے کو معین
کیا تہا اوسمین پکون کی کہانے سی اور پکونکی صورتمین خشک کی کہانیسی اور دودہ

باب الایمان فی الاکل والشرب واللبس والکلام

کی صورتمین اوسکے دہی کے کہانے سے قسم نہ ٹوٹیگی۔ لیکن اگر کہا کہ اس لڑکے سے
یا اس جوان سے نہ بولونگا یا اس بھیڑکے بچے کو نہ کہاؤنگا تو اگر اوس لڑکے سے جوانی مین
بولیگا یا جوان سے اوسکے بوڑہا ہونے پر کلام کریگا یا بچے کو بڑا ہونے پر کہاویگا تو
قسم ٹوٹ جاویگی۔ اور اگر کہے کہ مین کچی چہوہاری نہ کہاؤنگا اور پختہ کہاوے تو قسم ٹوٹیگی
اور اگر کہے کہ پختہ چہوہاری یا کچی نکہاؤنگا یا یون کہے کہ نہ پکے کہاونگا نہ خام تو مذنب یعنی
گدری کہانیسے قسم ٹوٹ جاویگی (اور مذنب کچی چہوہاری کو کہتی ہین جو ایکطرفسے پکنا شروع
ہوگیا ہو یا پکا ہو اور تہوڑا سا کچا رہا ہو) اور اگر کہے کہ مین تر چہوہاری نخریدونگا پہر خوشہ
کچے چہوہارونکا مول لے جسمین کچہہ تر بہی ہون تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ گوشت
نکہاؤنگا تو مچہلی کہانے سے قسم نہ ٹوٹیگی اور سور اور انسان کا گوشت اور کلیجی اور اوجہہ
گوشت ہی (یعنے اگر قسم کہاوے کہ گوشت نکہاؤنگا تو ان چیزون کے کہانیسے قسم ٹوٹ
جاویگی۔ اور اگر کہے کہ چربی نہ کہاؤنگا اور پیٹہہ کی چربی کہاوے یا کہے کہ گوشت کو یا چربی کو
نہ کہاؤنگا اور پہر دُنبہ کی چکتی کہاوے یا کہے کہ ان گیہوؤنکو نہ کہاؤنگا اور اونکی روٹی
کہاوے تو ان صورتوںمین قسم ٹوٹ جاویگی۔ اور اگر کہے کہ اس آٹے کو نکہاؤنگا تو اوسکی روٹی
کہانیسے قسم ٹوٹیگی خشک کہانیسے نہ ٹوٹیگی اور روٹی (کی اگر قسم کہاوے تو اوس سے)
وہ مراد ہوگی جو اوسکے شہر والونکو عادت ہو۔ اور بہنی اور پکے کی قسم سے گوشت مراد
ہوتا ہی اور سری کہانیکی قسم مین وہ مراد ہوگی جو اوس شہرمین بکتی ہو (یعنے جونسی
سری شہرمین بکتی ہو خواہ گائی کی ہو یا بکری کی قسم مین وہی معتبر ہوگی) اور میوے سے غرض
سیب اور خربزہ اور زردآلو ہی انگور اور انار اور خرما، تمر اور کہیرا ککڑی مراد نہین
اور سالن کی قسم سے وہ مراد ہوگا جسمین روٹی ترکیجاوے جیسے سرکا اور نمک اور زیتون

کا تیل اسمین گوشت اور انڈا اور پنیر داخل نہین - اور صبح کے کہانے سے مراد فجر سے لیکر ظہر کے وقت تک ہی اور شام کے کہانے سے غرض ظہر کے وقت سے آدہی رات تک ہی اور سحر سے مراد آدہی رات سے صبح تک ہی برہان[۱۲] - اگر کہی کہ مین اگر کہاؤن یا پیوں یا پہنون تو ایسا ہو اور نیت کرے کسی معین کہانے پینے پہننے کی چیز کی تو اوسکی نیت نہ حکم قاضی مین مانی جاوے گی نہ دیانت کی روسے ہان اگر یون کہیگا کہ مین اگر کہانیکی چیز کہاؤن یا پینے کی چیز پیون یا کپڑا پہنون تو ایسا ہو تو اسصورتمین اگر معین چیز کی نیت کریگا تو دیانت کی راہ سے مان لیا جاویگا (مگر قاضی کے یہان معتبر نہوگا) اگر قسم کہاوے کہ مین گنگا سے پانی نہ پیونگا تو مراد منہ سے پانی پینے سے ہوگی (بدون کسی برتن کے) بخلاف اسکے کہ کہی کہ گنگا کا پانی نہ پیونگا (اسصورتمین اگر برتن مین لیکر بہی پیویگا تو قسم ٹوٹ جاویگی) اگر یون کہی کہ اگر مین آج اس کوزیکا پانی نہ پیون تو ایسا ہو حالانکہ اوس کوزے مین پانی نہو یا ہو اور اوسکو گرا دیا جاوے یا وہ شخص ان الفاظ کو مطلق کہے قید آج کی نہ لگاوے اور کوزے مین پانی نہو تو ان سب صورتون مین قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر پانی ہو اور گرا دیا جاوے تو قسم ٹوٹ جاویگی - اگر قسم کہاوے کہ مین آسمان پر چڑہونگا یا اس پتہر کو سونا بناؤنگا تو اوسی وقت قسم ٹوٹ جاویگی اور کفارہ دینا پڑیگا (اسلیے کہ یہ امور ممکن نہین) اگر قسم کہاوے کہ فلانے سے نہ بولونگا پہر اوسکو سوتے مین پکارا کہ وہ جاگ اوٹھا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر یہ کہا تہا کہ اوسسے بدون اوسکی اجازت کے کلام نکرونگا اور اوس شخص نے اجازت تو دی مگر اسکو اجازت کا حال معلوم نہوا اور کلام کیا تب بہی قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر یون کہی کہ مین ایک مہینے تک نہ بولونگا تو شروع اس مہینے کا اوسوقت سے معتبر ہوگا جبسے کہ اوسنے قسم کہائی ہی اور اگر یہ کہی کہ مین تکلم نکرونگا اور قرآن یا

[۵] یعنی اگر کسی نے یہ قسم کہائی کہ اگر مین اس کوزیکا پانی نہ پیون تو ایساہو اور پانی اسمین تہا مگر گرا دیا گیا تو قسم ٹوٹ جاویگی[۱۲]

تسبیح پڑھی تو قسم نہ ٹوٹیگی (اسلیے کہ عرف مین اسکو تکلم نہین کہتی بلکہ تلاوت اور تسبیح پڑھنا
بولتی ہین) اگر یون کہی کہ جسدن مین فلان شخص سی بولون تو ایسا ہو تو اس سے دن
اور رات دونون سمجھی جاوینگے اور اگر اوسنے قسم کی وقت اسکلام سی دن ہی کی نیت کی
نہ رات کی تو مان لیا جاویگا لیکن اگر یہہ کہی کہ جس رات فلان سی بولون تو ایسا ہو تو
اسکلام سی خاص رات ہی مراد ہوگی (دن اسمین مقصود نہوگا) اور اگر کہی کہ اوس سی نہ بولونگا
مگر اوس صورتمین کہ زید آجاوی یا کہی کہ مگر اوس صورتمین کہ وہ اجازت دی یا جبتک کہ وہ اجازت
دی پہر اوسنی زید کے آنیسے پہلی اور اوسکی اجازت سی پیشتر کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر
ان دونون باتونکے بعد بولیگا تو قسم نہ ٹوٹیگی۔ اور اگر زید مرجاوی تو حکم قسم کا جاتا رہیگا۔
اور اگر قسم کہاوی کہ فلانیکا کہانا نہ کہاؤنگا یا اوسکے گہر مین نجاؤنگا یا اوسکا کپڑا نہ پہنونگا
یا اوسکی سواری پر سوار نہونگا یا اوسکے غلام سے نبولونگا ان صورتونمین اگر ان چیزون
کی طرف اشارہ کرکے کہی (کہ اوسکے اس کہانیکو یا اس گہرمین یا اس کپڑیکو وغیرہ) اور پہر ان
چیزون پر سے مالک کی ملک جاتی رہی اور قسم والا وہ کام کری تو اوسکی قسم نہ ٹوٹیگی جیسے کہ
نئی ملک مین (یعنی مالک اگر دوسرا کہانا یا گہر مول لی تو اس کہانا کہانا ۔ اور نئی گہر کے اندر جانے
سے قسم ٹوٹیگی اور اگر ان چیزون کی طرف اشارہ نکرے تو مالک کی ملک کی جاتی رہنی کے
بعد ان کامون کی کرنیسے قسم نہ ٹوٹیگی مگر اوسکی نئی خریدی ہوئی چیز ولنسی قسم ٹوٹ جاویگی
اور اگر کہے کہ فلان کے دوست یا اوسکی بی بی سے نہ بولونگا اور اشارہ کردیا تو اون
دونون سے جب اوسکی دوستی اور زوجیت جاتی رہیگی اوسوقت بہی اگر کلام کریگا تو قسم
ٹوٹ جاویگی اور اگر اشارہ نکریگا تو قسم نہ ٹوٹیگی ہان اگر اوسکے نئے دوست اور نئی
بی بی سے بولیگا تو ٹوٹیگی اور اگر یہہ کہا کہ اس چادر کے مالک سی نبولونگا اور

مالک نے وہ چادر بیچ ڈالی تب اوسنے اوس سے کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اگر قسم مین
لفظ الحین اور الزمان یا ان دونون کو نکرہ بولے (یعنے حین ورزمان کہدیا)
تو یہ وقت چھ مہینے کا ہوگا (مثلاً اگر کہے کہ یہ کام ایک حین تک نکرونگا تو چھ مہینے
مراد ہونگے) اور اگر الدہر اور الابد کہا تو تمام عمر ہوگی اور اگر دہر کو نکرہ کہا تو مجمل
ہی (یعنے اسکی مقدار یقینی معلوم نہین) اور اگر الایام یا ایام کثیرہ کہا یا مہینون اور
برسون کہا تو دس مراد ہونگے اور اگر ان کو نکرہ بولیگا تو تین مراد ہونگے

باب طلاق دینے اور آزاد کرنیکے باب مین قسم کے بیان مین۔ اگر کوئی شخص
یون کہے کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طالق ہی یا لونڈی کو کہے کہ تو آزاد ہے اور اسکے بچہ
مردہ پیدا ہو تو اس شخص کی قسم ٹوٹجاویگی (یعنے طلاق پڑجاویگی اور لونڈی آزاد ہوجاویگی)
لیکن اگر اوسنے کہا تھا کہ تو بچہ جنے تو وہ بچہ آزاد ہی اور اوسکے بچہ مردہ پیدا ہوا تو اس
بچہ کے آزاد ہونیکا حکم نکرینگے (اور اوسکی قسم باقی رہیگی) اور اگر یون کہا کہ جس غلام کو
مین اول مالک ہون تو وہ آزاد ہی پس اگر ایک غلام کا مالک ہوگا تو وہ اس قسم
کی روسے آزاد ہوجاویگا اور اگر پہلے دو غلامون کا مالک ایک ساتھ ہو پھر تیسرے کا
مالک ہو تو ان تینون مین سے کوئی بھی آزاد نہوگا۔ اور اگر یون کہے کہ جس تنہا غلام کو
مین اول مالک ہون وہ آزاد ہی تو البتہ اس صورت مین تنہا کی قید سے تیسرا غلام آزاد ہوجاویگا
اور اگر یون کہا کہ پچھلا بندہ جسکا مین مالک ہون وہ آزاد ہی پھر وہ مالک ہوا ایک غلام کا
پھر دوسرے غلام کا اور اوسکے بعد مرگیا تو دوسرا غلام اوس شخص کی ابتدائے ملکیت
سے آزاد ہوگا۔ اگر یہہ کہے کہ جو غلام مجکو خوشخبری فلان معاملہ کی سناویگا وہ آزاد ہی
پھر تین غلامون نے علحدہ علحدہ وہی خوشخبری اوسکو سنائی تو جسنے اول سنائی

ہو گی وہ آزاد ہو گا اور اگر تینون نے ایک ساتھ سنائی تو سب آزاد ہو جاوینگے اور
ادائے کفارہ کے لیے اپنے باپ کا خریدنا درست ہی (اور یہی حکم ہی ہر ذی رحم محرم کے
خریدنے مین کہ اگر نیت کفارہ کی کرلے اور وہ بمجرد خریدنے کے آزاد ہو جانے تو
کفارہ ادا ہو جاویگا) لیکن اگر کسی غلام کی آزادی کو اپنی خرید پر مشروط کردیا ہو
اور اوسکے خریدنے مین نیت کفارہ کی کرلے تو وہ شرط کی جہت سے آزاد ہوگا (نہ
کفارہ کی عوض مین) اور یہی حال ہی ام ولد کے خریدنے کا (کہ وہ بہی کفارے کے
عوض نہوگی اور اوسکی صورت یہہ ہی کہ کوئی شخص اپنی منکوحہ سے جو لونڈی ہو اور اوس سے
اولاد رکہتی ہو کہے کہ اگر مین تجہے خریدون تو تو آزاد ہے اور خریدنے کے وقت نیت
کفارہ کی کرلے) اگر کہے کہ اگر مین حرم بناؤن تو وہ آزاد ہی تو یہہ قول اوسوقت
درست ہی کہ جس لونڈی کو کہا ہو وہ اوسوقت اوسکی ملک مین ہو (اور اگر مشروط کرنیکے وقت
اوسکی ملک مین نہو تو آزاد نہوگی) اگر یون کہے کہ جتنی میری مملوک ہین سب آزاد ہین تو اس لفظ سے
اوسکے غلام اور ام ولد اور مدبر سب آزاد ہوینگے مگر مکاتب آزاد نہونگے (کہ وہ پوری مملوک
نہین ہوتے) اگر کہے کہ یہ منکوحہ طالق ہی یا یہہ اور یہہ تو تیسری کو طلاق پڑجاویگی اور
پہلی دو مین شوہر کو اختیار دیا جاویگا (کہ جسکو چاہی طلاق کے لیے معین کرے
اور یہی حکم ہے بندون کے آزاد کرنے کا اور لوگون کے لیے مال کے اقرار کرنیکا)

باب خرید و فروخت اور نکاح اور روزہ نماز وغیرہ مین قسم کہانے کے بیان مین

جو کام کہ اونکو اپنے آپ کرنے سے قسم ٹوٹتی ہی اور دوسرے کو اونکے کرنے کی اجازت
دینے سے قسم نہین ٹوٹتی وہ یہہ ہین بیچنا مول لینا ٹہیکہ دینا مزدوری پر کام لینا
کسی مال کی عوض صلح کرنا تقسیم کرنا مقدمات کی جوابدہی کرنا لڑکے کو مارنا (ان

کا سونپیں اگر قسم کہا وی کہ مین نکرونگا تو اپنے آپ نکرے اور اگر دوسرا شخص اوسکی اجازت سے یہہ امور کرے تو اوسکی قسم نہ ٹوٹیگی) اور جو کام ایسے ہین کہ اون کو خواہ آپ کرے یا دوسرے کو اون کے کرنے کی اجازت دی دونوں صورتونین قسم ٹوٹ جاتی ہی وہ یہہ ہین نکاح اور طلاق اور عورت سی خلع کرنا اور آزاد کرنا اور مکاتب بنانا اور قتل عمد سے صلح کرنی اور ہبہ کرنا اور صدقہ دینا اور قرض دینا اور قرض لینا اور غلام کو مارنا اور جانور کو ذبح کرنا اور گھر بنانا اور سینا اور امانت سونپنی یا رکھنی اور مانگی چیز دینی یا لینی اور قرض ادا کرنا یا اپنا وصول کرنا اور کپڑا پہنانا اور کسی چیز کو اوٹھا کر سواری پر لادنا (کہ ان امور کو اگر خود کریگا یا دوسرے سے کرنے کو کہیگا تو دونوں صورتون مین قسم ٹوٹ جاویگی) اور داخل ہونا لام تخصیص کا (جسکے معنی واسطے کے ہین) بیع اور شرا اور اجارہ اور رنگریزی اور درخت اور مکان بنانے پر اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ وہ فعل اس شخص کی اجازت سے ہوا ہی جسکے ساتھ اوسکو مشروط کیا ہی گو وہ شخص مالک اوس چیز کا ہو یا نہو (مثلاً یہہ کہے کہ ان بعتُ لکَ ثوباً یعنے اگر تیرے واسطے بیچون یا خریدکرون کپڑا وغیرہ تو اوسکے یہہ معنی ہین کہ تیری اجازت سے بیچون) اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو مثلاً یون کہے کہ ان بعتُ ثوباً لکَ یعنی اگر مین بیچون کپڑا جو تیرا ہے یہان لام ثوب پر داخل ہے نہ بیع پر تو اس صورتمین اسبات پر دلالت کریگا کہ وہ چیز اوس شخص کی ملک ہی خواہ اوسنے اجازت بیچنے خریدنے وغیرہ کی دی ہو یا نہین (جیسے مثال دوم سے معلوم ہوتا ہی) اور اگر وہ شخص نیت اسکے سوا کرے (یعنے لفظون مین تو لام کو فعل پر بولے اور معنی وہ لے جو لام کو چیز پر داخل کرنے سے ہوتے ہین

یا اوسکا اولٹا کرے، تو اوسکی بات مانی جاویگی ایسی صورتین کہ (اوسکی نیت کے مطابق
معنی لینے سے) اوسکا نقصان ہوتا ہو (اور اگر اوسکی مراد کے موافق معنی لینے سے اوسکا
فائدہ ہوتا ہو گا تو نہ لیے جاوینگے واضح ہو کہ لام کے آنے سے غرض اوسکا متعلق
ہونا ہی اسطرح کہ جار مجرور متعلق فعل کے ہون یا چیز کی صفت پڑین یہہ غرض
نہین کہ لام مقدم لایا جاوے اسلیے کہ مقدم تو دونون مثالون مین ضمیر خطاب پر ہی اگر
یہہ کہا کہ مین اگر اس بندی کو خرید کرون یا بیچون تو آزاد ہے پہر اوسکو جا کر
خریدا یا بیچا تو قسم ٹوٹ جاویگی (یعنے غلام مذکور آزاد ہو جاویگا) اور یہی حال ہی
اگر بیع فاسد کی یا دوسرے کی اجازت پر موقوف رکہی لیکن اگر بیع باطل کے تو
اوسمین قسم نہ ٹوٹیگی اگر یہہ کہا کہ مین اسکو نہ بیچون تو ایسا ہو پہر اوسکو آزاد یا مدبر
کر دیا تو قسم ٹوٹ جاویگی (اسلیے کہ نہ بیچنا متحقق ہو گیا) عورت نے اپنے شوہر سے
کہا کہ تو نے مجہپر نکاح کر لیا اوسنے جواب دیا کہ میری جو منکوحہ ہو اوسکو طلاق ہے
تو اوس عورت پر بہی طلاق پڑ جاویگی (اور دوسری اگر ہونگے وہ بہی طلاق ہونگے
اگر کہے کہ مجہپر پیادہ جانا خانۂ خدا کو یا کعبہ کی طرف واجب ہے تو حج یا عمرہ پیادہ پا کرے
اگر اوسمین سوار ہو گا تو دم دینا پڑیگا یعنے بکری ذبح کرنی پڑیگی) بخلاف اس
صورت کے کہ کہی مجہپر نکلنا یا خانۂ خدا کو جانا یا پیادہ روانہ ہونا حرم خواہ صفا یا مروہ
کو واجب ہی (کہ ان صورتون مین حج پیادہ کرنا لازم نہین ہوتا بلکہ پا پیادہ
گہر سے نکلنا لازم ہوتا ہی) اگر کہے کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین اس برس حج نکرون
پہر وہ مدعی حج کا ہو اور دو گواہ گواہی دین کہ نحر کے دن وہ کوفے مین تہا تو
قسم نہ ٹوٹیگی اور غلام آزاد نہو گا (اسلیے کہ ہو سکتا ہی کہ حج کرے نحر کے روز کوفہ

مین چلا آیا ہو) اور اگر کہے کہ مین روزہ نرکھونگا تو روزہ کی نیت سی ایکساعت کا روزہ
رکھنے سے بہی قسم ٹوٹجاویگی اور اگر کہے کہ مین ایک روزہ یا ایکدن کا روزہ نرکھونگا تو
تمام دن کے روزہ رکھنے سے قسم ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ مین نماز نہ پڑہونگا تو ایک رکعت
کے پڑہنے سے قسم ٹوٹیگی اور اگر پوری نماز کہیگا تو دوگانہ پڑہنے سے قسم ٹوٹیگی (ایک
رکعت پڑہنے سے نہ ٹوٹیگی) اگر عورت سے کہی کہ اگر مین تیرا کاتا ہوا پہنون تو وہ ہدی ہے
پہر وہ شخص روئی کا مالک ہوا اور عورت نے اوسکو کاتا اور کپڑا بنا گیا اور مرد نے پہنا
تو وہ ہدی ہو جاویگی (اوسکو کعبہ کو بہیجنا پڑیگا) اور سونے کی انگوٹھی اور موتیونکا ہار پہننا
زیور کا پہننا ہی مگر چاندی کی انگوٹھی زیور مین نہوگی (پس اگر قسم کہائی کہ مین زیور نہ پہنونگا
توسونے کی انگوٹھی اور موتیونکی لڑی پہننے سے قسم ٹوٹ جاویگی لیکن چاندی کی انگوٹھی
پہننے سے قسم نہ ٹوٹیگی) اگر یون کہی کہ مین زمین پر نہ بیٹھونگا پہر فرش پر یا چٹائی پر بیٹھے
یا کہی کہ اِس فرش پر نہ سوؤنگا پہر اوسپر ایک دوسرا فرش بچہایا گیا اور اوسپر سو رہا
یا کہے کہ اس چوکی پر نہ بیٹھونگا اور اوسپر دوسری چوکی بچہائی گئی اور دوسرے پر
بیٹھا تو ان صورتون مین قسم نہ ٹوٹیگی لیکن اگر فرش پر پلنگ پوش بچہاکر
سوویگا یا چوکی پر فرش یا چٹائی ڈالکر بیٹھیگا تو قسم ٹوٹ جاویگی ؃

باب زدوکوب اور جان سے مار ڈالنے وغیرہ پر قسم کہانیکے بیان مین ۔ اگر کوئی شخص
دوسرے سے کہی کہ اگر مین تجکو مارون یا کپڑا پہناؤن یا تجہ سے بات کرون یا تیرے پاس
آؤن تو ایسا ہو تو یہہ افعال دوسرے کی زندگی کے حال سے متعلق ہوتے ہین (اگر
بعد موت کے یہہ کام کریگا تو قسم نہ ٹوٹیگی) بخلاف اس صورت کے کہ کہے اگر مین تجکو
نہلاؤن یا اوٹہاؤن یا ہاتہہ لگاؤن (تو ایسا ہو کہ یہہ امور اگر دوسرے کے مرنے کے بعد

بھی کریگا تو قسم ٹوٹ جاویگی۔ اگر قسم کہاوے کہ مین اپنی بی بی کو نمارونگا پھر اوسکے بال کھینچے
یا گلا دباوے یا کاٹ کہاوے تو قسم ٹوٹ جاویگی (اسلیئے کہ یہ باتین مارنے مین داخل
ہین) اور اگر کہا کہ مین اگر فلان شخص کو جان سے نماروں تو ایسا ہوا اور وہ شخص اس
قسم سے پہلے مرچکا ہے تو اگر اسکو اوسکی موت کا علم ہوگا تب تو قسم ٹوٹیگی اور اگر اوسکے
مرنے کو نہین جانتا تو نہ ٹوٹیگی۔ اور اگر قسم مین زمانہ قریب یا بعید کہیگا تو مہینے سے کم
مدت قریب ہے اور ایک مہینا اور اوس سے زیادہ مدت دراز ہے۔ اگر قسم کہاوے کہ فلانکا قرض
آج ادا کرونگا پھر ایسے درم ادا کیے جو کھوٹے ہون یا چلتے نہون یا کسی اور کے
ثابت ہون تو قسم پوری ہوجاویگی اور اگر رانگ کے ہونگے یا تانبے پیتل کے تو قسم
ٹوٹ جاویگی۔ اور قرض کے عوض مین کوئی چیز بیچڈالنے ادا قرض کے حکم مین ہے لیکن اگر
قرضخواہ قرضدار کو قرض ہبہ کردے تو ادا کے حکم مین نہوگا (یعنے ادا پر قسم کہانے
کی صورتمین اگر مدیون کوئی چیز عوض قرض کے قرضخواہ کے ہاتھ بیچڈالیگا تو قسم جھوٹی
نہ پڑیگی اور اگر قرضخواہ قرض معاف کردے تو ادا ثابت نہوگا اور قسم ٹوٹجاویگی) اگر قسم
کہائی کہ مین اپنے قرض کے وصول کرنے مین ایکدرم کو بدون دوسرے کے نلونگا (یعنے
قرض مین سے کچھ نہ چھوڑونگا سب لونگا اور جدا جدا وصول نکرونگا اکٹھا لونگا) پھر کچھ قرض
قبضے مین لایا تو قسم نہ ٹوٹیگی جبتک کہ تمام قرض کو جدا جدا وصول نکرے اور ضروری
جدائی سے قسم نجاویگی (کہ قرض کے ادا مین اوسقدر علیحدگی ضرور ہوا کرتی ہے مثلاً
روپیونکا گننا اور تولنا اور پرکھنا کہ ان امور سے قسم نہین جاتیگی) اگر کہے کہ میرے
پاس سو خواہ اوس سے سوا ہون تو ایسا ہو تو اس صورتمین سو کی یا اوس سے کمتر کی مالک
ہونے سے قسم نہ ٹوٹیگی (بلکہ سو سے زیادہ کے مالک ہونے سے قسم ٹوٹیگی) اگر کہے کہ

مین ایسا نکرونگا تو اوس کام کو ہمیشہ کو چھوڑ دے یعنے ایکبار بھی کرنیسے قسم جاتی رہیگی) اور اگر قسم اسبات پر کری کہ فلان کام ضرور کرونگا تو اوسکو ایکبار کرنے سے قسم پوری ہوجاویگی اور اگر کسی شخص سے حاکم وقت قسم لے کہ ہمکو مفسد لوگون اور ہر طرح کے بد لوگون کی اطلاع کرتے رہو تو یہہ قسم اوس حاکم کی حکومت تک مقید ہیگی (یعنے بعد اوسکے معزول ہوجانیکے اطلاع دینی لازم نہوگی) قسم پوری ہوتی ہی ہبہ کرنے سے بدون موہوب لہ کے قبول کرنے کے بخلاف بیع کے کہ بدون قبول مشتری کے (یعنے اگر قسم کہائی کہ اس چیز کو فلانے کو ہبہ کرونگا اور پہر اوسنے اوس شخص کو ہبہ کردی مگر اوسنے قبول نکی تو واہب کی قسم سچی ہوگئی اور اگر بیع کی قسم کہانے کے بعد فروخت کی اور مشتری نے قبول نکی تو قسم سچی نہوگی) اور اگر قسم کہائے کہ ریحان نہ سونگہونگا تو گل گلاب اور چنبیلی کے سونگہنے سے قسم نہ ٹوٹیگی (اسلیے کہ ریحان اوس سبزۂ خوشبو کا نام ہے جسمین تنہ نہو کہ کہڑا رہے پس اوسکو گلاب کے پہول اور چنبیلی کے پہول پر نہ بول سکینگے) اور بنفشہ اور گلاب اگر قسم مین مذکور ہو تو اوس سے پہول کی پتی مراد ہوگی (نہ اوسکے پیڑ کی شاخین اور پتیان) اگر قسم کہائے کہ مین نکاح نکرونگا اور اوسکا نکاح کسی اجنبی شخص نے کردیا اور اوسنے زبان سے اوس شخص کے نکاح کو جائز رکہا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر زبانسے کچہہ نہ کہا بلکہ ایسا فعل کیا جس سے نکاح کی اجازت پائی جاوے مثلاً اوس عورت کا مہر بہیجدیا تو اس صورت مین قسم نہ ٹوٹیگی اور گہر کا اعتبار ملک اور کرایہ سے ہی (یعنے اگر قسم کہائے کہ اپنے گہر مین نہ گہسونگا پہر اپنے غلام کے گہر مین گیا یا اپنی کرایہ کے مکان مین گیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر قسم کہاوے کہ میرے پاس مال نہین حالانکہ اوسکا قرض

کسی مفلس کے ذمے ہو یا نادہندتوانگر کے ذمے تو اوسکی قسم نہ ٹوٹیگی

کتاب الحدود

(اسمین حدون یعنی سزاؤن کا بیان ہے) حدوہ سزا ہے جو خدا تعالی کے حقوق کے لیے واجب ہوتی ہے (پس جو سزا اسطرحکی ہو کہ اوسمین بندے کا حق ہو تو اوسکو حد نہین کہتے جیسے قصاص ہے) اور زنا اوس صحبت کو کہتے جو ایسی شرمگاہ مین ہو کہ وہ نکاح اور شبہہ ملک سے خالی ہو اور زنا ثابت ہوتا ہے چار آدمیون کی گواہی سے لفظ زنا کے ساتھ اور اگر لفظ وطی اور جماع سے گواہی دینگے تو ثابت نہوگا پس اون گواہون سے حاکم شرع یون پوچھے کہ زنا کیا چیز ہے اور کسطرح ہوا اور کہان ہوا اور کب ہوا اور کس عورت سے زنا کیا پس اگر وہ گواہ سب باتین بیان کردین اور یون کہین کہ ہمنے اس مرد کو اوس عورت سے زنا کرتے ایسے دیکھا جیسے سرمہ دانی مین سلائی اور اون گواہون کی عدالت بھی ظاہر ظہور اور خفیہ تحقیق کرلیجاوے تو قاضی اسوقت حکم زنا کے ہونیکا کردے اور زنا اسطرح بھی ثابت ہوتا ہے کہ جسنے زنا کیا ہو وہ چار مرتبہ اپنی چار مجلسون مین اقرار زنا کا کرے اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اوسکے اقرار کو نمانے اور اوس سے (زنا کی حقیقت اور وقت اور جگہہ اور کیفیت وغیرہ) امور مذکورہ بالا پوچھے پس اگر وہ سب بیان کردے تو اوسکو سزا دے اور اگر سزا سے پیشتر اپنے اقرار سے منکر ہو یا عین سزا کے بیچ مین منکر ہو تو اوسکو رہا کرے اور مستحب ہے کہ قاضی اوسکو انکار کی وجہ ان لفظون سے تعلیم کرے کہ شاید تونے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھ لگایا ہوگا یا شبہے سے صحبت کی ہوگی۔ پھر اگر زانی محصن ہو تو اوسکو ایک میدان مین سنگسار کرے یہانتک کہ مرجاوے اور سنگسار کرنا گواہ شروع کرین پھر حاکم پھر دوسرے لوگ اور اگر گواہ

سنگسار کرنے سے انکار کرین تو حد جاتی رہتی ہی اور اگر زانی خود مقر ہو تو اوسکو
اول حاکم پتہر مارے پہر اور لوگ - اور اگر زانی محصن نہو تو اوسکی حد یہہ ہی کہ آزاد ہو تو
سو کوڑے اور مملوک ہو تو پچاس اور کوڑا ایسا ہو کہ اوسکی چوٹی مین گرہ نہو اور چوٹ متوسط
مارین نہ بہت زور سے نہ بہت آہستہ اور مرد کے کپڑے اوتارین اور سر اور چہرہ اور شرمگاہ
کو بچا کر تمام بدن پر الگ الگ لگا دین اور حد مارتے وقت مرد کو کھڑا کرین اور غیر ممدود
حد مارین (غیر ممدود سے یا یہہ مراد ہی کہ زمین پر لٹا کر اور گہسیٹ کر نمارین یا یہہ کہ کوڑے کو
مار کر نگہسیٹین کہ زخم کر دے یا یہہ کہ کوڑا مارتے وقت ہاتہہ کو سر پر نہ کہینچین تاکہ
چوٹ سخت نہ لگے) اور عورت کے کپڑے سوا پوستین اور روئی دار کے نہ اوتارے
جاوین اور اوسکو حد بٹہلا کر مارین اور اوسکے سنگسار کرنے کو ایک گڑہا کہود لین
نہ مرد کے لیے - اور مالک اپنے غلام کو بدون اذن بادشاہ کی حد نمارے - اور محصن ہونا
جو سنگسار کرنے مین معتبر ہی وہ یہہ ہی کہ آزاد اور عاقل اور بالغ اور مسلمان ہو اور
پہلے اس زنا سے نکاح صحیح سے کسی عورت کے ساتہ صحبت کیے ہوئے ہو اوس حال مین کہ
مرد و عورت دونون صفت محصن ہونیکی رکہتے ہون (یعنے شوہر و عورت آزاد اور
عاقل اور بالغ اور مسلمان ہون اور نکاح صحیح سے آپسمین صحبت کرین) اور کوڑے مارنا اور سنگسار
کرنا اکٹہے نکیے جاوین (یعنے دونون سزا نہ دینی چاہئین) اسیطرح کوڑے مارنے اور جلاوطن
کرنا نچاہیے ہان اگر حاکم کسی مصلحت کے واسطے چند روز کو جلاوطن کردے تو درست ہی -
اور بیمار پر اگر سزا سنگساری کی ثابت ہو تو سنگسار کیا جاوے الا کوڑے نہ لگائے جاوین
جبتک کہ اچہا نہووے (اسلیے کہ سنگسار کرنے مین تو مقصود مار ڈالنا ہی اوسمین بیمار اور
تندرست برابر ہین اور کوڑے مارنے مین غرض جہڑکدینا ہی نہ مار ڈالنا پس شاید بیمار

حالت مرض مین کوڑون سے مر جاوے اسلیے انتظار صحت ضروری ہی اور حاملہ عورت
کو کوڑون کی حد نماری جاوے جبتک کہ وہ بچہ جنکر نفاس سے فارغ نہو لے ۔

باب اوس صحبت کے بیان مین جس سے حد واجب ہوتی ہی اور جس سے واجب
نہین ہوتی - جس عورت سے صحبت کی ہو اگر اوسمین شبہہ حلال ہونے کا ہو گو اوس
شخص کو ظن غالب اوسکے حرام ہونے کا ہو تو اوسکی صحبت سے حد نہین آتی مثلاً
اپنے بیٹے یا پوتے کی لونڈی سے صحبت کرنی یا جو عورت کہ کنایے کی طلاق کی عدت
مین ہو اوس سے ہم بستر ہونا (موجب حد نہین اسلیے کہ اونمین شبہہ حلال ہونیکا ہی گو
وہ شخص گمان غالب انکی حرمت کا رکھتا ہو) اور نفس صحبت مین اگر شبہہ حلت کا ہو اور
وہ مرد بھی اپنے گمان غالب مین حلال جانکر کریگا تب بھی حد واجب نہوگی مثلاً جو عورت
کہ تین طلاقون کی عدت مین ہی اوس سے صحبت کرنی یا اپنے مان باپ کی لونڈی سی یا بیوی کی
لونڈی سی یا اپنے آقا کی لونڈی سی صحبت کرنی (کہ اس صحبت کو اگر اپنے گمان مین حلال جانتا ہوگا تو حد
لازم نہ آویگی اور اگر حرام جانتا ہوگا تو حد لازم آویگی) اور نسب صرف اول صورتمین
ثابت ہوگا (نہ دوسرے مین) اور اگر اپنے بھائی اور چچا کی لونڈی سے زنا کرے تو حد ماری
جاویگی گو اوس صحبت کو حلال خیال کرے اور یہی حال ہی اگر کوئی اجنبی عورت اپنے
بستر پر دیکھے اور اوس سے صحبت کرے لیکن اگر کوئی عورت بیگانہ اسکے پاس بھیجدیجاوے
اور کہدیا جاوے کہ یہہ تیری دلہن ہی (اور وہ اوس سے ہم بستر ہو) تو حد واجب
نہوگی بلکہ اسکا مہر یعنے اجرت صحبت کی دینی پڑیگی - اور ان صورتون مین بھی
حد واجب نہین ہوتی اول یہہ کہ جو عورت مرد پر حرام تھی اور اوس سے اتفاقاً
نکاح ہوگیا (اور اوس سے صحبت کی تو نکاح کے شبہے سے حد جاتی رہتی ہی) یا یہہ

کر اجنبی عورت سے پیشاب گاہ کے سوا اور جگہہ مین صحبت کری یا کسی سے اغلام کری یا چارپایہ
سے صحبت کری یا دار الحرب مین جاکر سرکشون کے یہان پونہچکر زنا کرے یا دار الحرب مین
رہنے والا ذمی عورت سے زنا کرے تو مرد پر حد نہوگی اگر عورت پر حد جاری کرنی چاہیے؛
یا لڑکا یا دیوانہ عورت بالغ مسلمان عاقل سے زنا کرے اور اگر اوسکا اولٹا ہو (یعنی مرد
کسی لڑکی یا دیوانہ عورت سے زنا کرے) تو حد واجب ہوگی مرد پر یا زنا کرنا کرایکی عورت
سے کرے (یعنے اگر زنا کے لیے کسی عورت کی خرچی مقرر کرے تو حد واجب نہین ہوتی)
یا زنا زبردستی کرے (یعنے کسیکے زور سے اس حرکت کا مرتکب ہو تو حد لازم نہوگی) یا زنا
کا اقرار کرے اور طرف ثانی اسکا انکار کرے (تو اس سے بہی حد جاتی رہتی ہے) اور جو شخص
کسیکی لونڈی سے زنا کرے اور وہ اس فعل سے مرجاوے تو اوسپر حد بہی
واجب ہوگی اور اوس لونڈی کی قیمت مالک کے حوالہ کرنی پڑیگی - اور بادشاہ
سے قصاص کا اور مالون کا مواخذہ کیا جاوے حدون کا مواخذہ نہ کیا جاوے
(یعنے بندون کے حقوق کا مواخذہ اوس سے کرین اللہ تعالی کے حقوق کا نکرین

باب زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پہر جانیکے بیان مین - گواہون نے ایک
پرانی بات پر گواہی دی جو موجب حد تہی سوا بہتان زنا کے تو اوس شخص پر حد لگائی
جاویگی اور اگر گواہی چوری کی ہوگی تو اوس شخص سے تاوان اسباب مسروقہ کا لیا جاویگا
(مگر ہاتہہ نہ کاٹا جاویگا) اور اگر گواہ ثابت کردین کہ اس مرد نے ایک غائب عورت سے
زنا کیا ہے (یعنے عورت موجود نہو) تو اوس مرد پر حد ماری جاویگی بخلاف چوری کے
(کہ اگر غیر موجود شخص کے مال چورانیکا ثبوت کرینگے تو ہاتہہ کاٹنا لازم نہوگا) اور اگر
مرد زنا کا اقرار ایک عورت نامعلوم سے کرے تو اوسکو حد ماریجاویگی اور اگر گواہ کہین کہ

اسنے ایک عورت نامعلوم سے زنا کیا ہے تو حد نہ لگائی جاوے جیسے اسصورتین کہ گواہان مذکور عورت کی خواہش اور مجبوری مین اختلاف کرین مثلاً دو کہین کہ وہ راضی تھی اور دو کہین کہ اوس سے زبردستی کیا) یا (جیسے) شہر زمین زنا ہوا اوسکے نام) مین اختلاف کرین اگرچہ ہر زنا کے فعل پر چار گواہ ہون (لیکن حد ساقط ہو جاویگی) اور اگر گواہ کوٹھری کے گوشون مین اختلاف کرین تو اسصورتین مرد و عورت دونوں کو حد لگائی جاوے اور اگر گواہون نے ایکعورت کے زنا پر شہادت دی حالانکہ وہ باکرہ ہے (یعنے مرد کے ساتھ ہمبستر نہین ہوئی) یا گواہ بدکار ہین یا گواہی دیوین کہ چار گواہون معتبر نے اس شخص پر زنا کی گواہی دی ہے گو وہ اصل گواہ بھی بعد گواہی زنا پر گواہی دین تو اسصورتین کسی پر حد جاری نہو گی (جنہ نے گواہی دی اور نہ گواہون پر) اور اگر گواہ اندھے ہون یا کسیکی گالی کے بہتان مین حد اونکو لگ چکی ہو یا چار کی جگہ تین گواہ ہون تو ان صورتومین گواہون پر حد لگیگی نہ اوس شخص پر جسپر کہ اونہون نے گواہی دی ہے۔ اور اگر کسی شخص کو گواہون کی گواہی سے حد ماری گئی بعد کو معلوم ہوا کہ ایک گواہ غلام تھا یا بہتان کی علت مین سزا پاچکا ہے تو چارون پر حد گالی کے بہتان کی جاری ہونی چاہیے اور اوس اول مرد کو جوان کے سبب سے حد لگی اور زخم یا چوٹ پونہچی اوسکا تاوان گواہون پر لازم نہ آویگا اور اگر انکی گواہی سے وہ سنگسار ہو گیا ہوگا تو اوسکا خونبہا وارثون کو بیت المال سے دیا جاویگا اور اگر بعد اوسکے رجم کے ایک گواہ پھر گیا تو اوسکو سزا گالی دینے کی دیجاویگی اور چوتھائی خونبہا کا تاوان لیا جاویگا اور اوسکے سنگسار ہونے سے پیشتر اگر کوئی گواہ پھر یگا تو چارونکو حد لگیگی اور رجم ثابت نہوگا اور اگر پانچ گواہون مین سے ایک پھر جاویگا تو اوسپر گالی کی سزا لازم نہوگی لیکن اگر دوسرا اور گواہ پھر یگا تو اوسوقت دونون کو حد جاری جاویگی

اور دونوں ملکر ہو تہائی خونبہا دینا پڑیگا اور دیت سنگسار کئے ہوئے شخص کی مزکی کو دینی پڑیگی اگر یہہ معلوم ہو کہ گواہ غلام ہین (مزکی اوس شخص کو کہتے ہین جو گواہوں کا حال ٹھیک ٹھیک بتاتا ہے کہ یہہ عادل قابل شہادت ہی یا نہین) جیسے اس صورتمین کہ اوس شخص کو کوئی جان سے مار ڈالے اور پہر گواہونکا حال ایسا ہی کہلے (یعنے ایک شخص پر رجم کا حکم ہوا دوسرے نے رجم کی جگہہ اسکو تلوار سے مار ڈالا پہر ظاہر ہوا کہ گواہ غلام ہین تو اس صورت مین دوسرا شخص اول شخص کے خونبہا کا ضامن ہوگا) اور اگر وہ شخص جسپر رجم کا حکم ہوا ہے سنگسار کیا جاوے اور گواہ غلام نکلین تو اسکا خونبہا بیت المال مین ہوگا۔ اور اگر زنا کے گواہ گواہی مین یہہ لفظ کہین کہ ہمنے جان بوجھکر زانی اور زانیہ کیطرف دیکھا تو اونکی شہادت قبول کیجاوے (یعنے قصداً دیکھنے کے جرم مین شہادت رد نکرنی چاہیے) اور جس شخص پر گواہی زنا کی گذری ہو اگر وہ اپنے محصن ہونے سے انکار کرے پہر اوسکے محصن ہونے پر ایک مرد اور دو عورتین گواہی دین یا اوسکی بیوی کے اوس سے بچہ پیدا ہو تو اوسپر رجم کیا جاویگا (اسلیے کہ منکوحہ سے جب اوسکے بچہ ہوا تو اوسکا محصن ہونا ثابت ہو گیا)

باب شراب پینے کی حد کے بیان مین۔ جس شخص نے کہ شراب پی اور ایسی طرح گرفتار ہوا کہ شراب کی بو موجود ہو یا وہ خود مست ہو اگرچہ نبیذ کے پینے سے ہوا ہو اور دو مرد اوسپر شراب پینے کی گواہی دین یا وہ خود ایکبار اقرار کرے تو اوسکو حد لگائی جاوے اگر یہہ معلوم ہو کہ اوسنے اپنی خواہش سے پی ہے اور حد حالت ہوش مین مارین (بیہوشی مین نمارین) اور اگر وہ خود بعد بو کے جاتے رہنے کے اقرار کرے یا وہ گواہ (شراب پینے پر) بعد بو کے جانے کے گواہی دین نہ دوری فاصلہ کی جہت سے (یعنے اگر فاصلے کی دوری کی جہت سے بو جاتی رہی ہو تو اوس سے حد نجاویگی) یا یہہ

کہ صرف اوس سے شراب کی بو پائی جاوی یا قے شراب کی کری یا جو کچھہ اقرار کیا تھا اوس سے
پھر جاوی یا اقرار ایسی مستی کی حالت مین کرے کہ اوسکی عقل جاتی رہی ہو تو (ان سب صورتون
مین حد نہ لگائی جاویگی اور سوا شراب انگوری کے اور چیزون سے مست ہونیکی سزا اور
شراب انگوری پینے کی سزا اگرچہ ایک ہی قطرہ پیوی اسّی کوڑی ہین آزاد کیواسطے اور اوسکا
نصف (یعنی چالیس) غلام کے لیے اور یہہ کوڑے حد زنا کیطرح مجرم کے بدن پر سر اور منہ اور
شرمگاہ بچا کر جدا جدا لگا دین ٭

باب ۔ تہمت زنا کی حد کے بیان مین ۔ (قذف یعنی کسی پر) زنا کی تہمت کرنیکی حد شراب
پینیکی سی حد ہے تعداد مین بھی اور ثبوت مین بھی (یعنی ۸۰ کوڑے آزاد کے لیے اور چالیس
غلام کے لیے ہین اور دو مردون کی گواہی یا ایکمرتبہ کے اقرار سے ثابت ہو جاتی ہے) پس
اگر محصن مرد یا محصنہ عورتکو کوئی شخص زنا کی تہمت لگاوے اور وہ مرد یا عورت اوسکی
سزا کے خواستگار ہون تو حد متفرق اوسکے تمام بدن پر لگائی جاوے اور اوسکے بدن
سے سواے پوستین اور روئی کے کپڑے کے اور کچھہ نہ اتارا جاوے ۔ اور محصن ہونا اسبات
مین یہہ ہے کہ عاقل بالغ آزاد مسلمان زنا سے پرہیزگار ہووے ۔ اور اگر کسی شخص نے غصے
مین دوسریکو کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین یا اوسکے باپ کا نام لیکر کہا کہ تو فلانے کا بیٹا
نہین تو اوسپر حد لگائی جاویگی اور اگر غصے مین نکہا ہو تو حد نلگائی جاویگی جیسے اس
صورت مین کہ اوسکو کہے کہ تو اپنے دادا کا بیٹا نہین حد نہین ہے اور اگر عرب کے آدمی
کو کہا کہ ای نبطی (اور نبطی وہ لوگ ہین جو بری بری عادتین رکھتے ہین اور انکی گفتگو مین
فصاحت نہین) یا یہہ کہ عربی کو کہا کہ اے آسمان کے پانی کے بیٹے (کہ اونکی صفائی
اور سخاوت کے سبب سے اس لقب سے نامزد کر دیتے ہین) یا یہہ کسیکو کہدیا کہ تو اپنے چچا

کا یا ماموں کا یا اپنی ماں کے خاوند کا بیٹا (یعنی) تو ان صورتوں میں حد لازم نہیں آتی اور اگر کسیکو کہا کہ ای چھنال کے جنے اور اوسکی ماں مرگئی ہو اور وہ یا اوسکا باپ یا بیٹا خواستگار سزا کے ہوں تو حد لگائی جاویگی - اور اگر باپ یا آقا اپنے لڑکے یا غلام کی ماں کو تہمت زنا کی گالی دیوے تو لڑکا اور غلام خواستگار اونکی سزا کے نہوں اور حد قذف کی اوس شخص کے مرنے سے باطل ہو جاتی ہے جسکو گالی دی ہو لیکن اگر مجرم کہے کہ مین نے اپنے قول سے رجوع کیا اور جھوٹ گالی دی تھی جسکو گالی دی وہ کہے کہ مین نے مجرم کو معاف کیا تو حد باطل نہوگی - اور اگر کسیکو کہے کہ زَنَأْتَ فِي الْجَبَلِ (تو نے پہاڑ مین زنا کیا) اور مراد لی پہاڑ پر چڑھنے کی تو حد مارا جاویگا (یعنے زنا ہمزہ کے ساتھہ چڑھنے کے معنو مین آتا ہے مگر اوسکا قرینہ یہہ تھا کہ اوسکے بعد جملے بولتا جب اسنے نہ کہا تو معلوم ہوا کہ چڑھنے کے معنی نہین لیے بلکہ زنا کے معنی لیے اسلیے حد واجب ہوئی) اور اگر کسیکو کہے کہ اے زانی اور دوسرے نے اوسکے جواب مین کہا کہ تو زانی ہے تو دونوں کو حد ماری جاوے اور اگر اپنی منکوحہ سے کہے کہ ای زانیہ اور وہ جواب مین کہے کہ زانی تو ہے تو عورت پر حد لگائی جاویگی اور لعان واجب نہین ہے اور اگر عورت یوں جواب دے کہ مین نے زنا تجھہ سے کیا ہے تو حد (اور لعان) دونوں باطل ہو جاوینگے اور اگر پہلے اپنے بیٹے کا اقرار کیا پھر کہا کہ میرا نہین تو لعان کرے اور اگر اول کہے کہ میرا نہین پھر اقرار کرے تو اسصورت مین اوسپر حد لگائی جاوے اور دونوں صورتوں مین بیٹا اوسیکا ہوگا اور اگر عورت سے یوں کہے کہ یہہ لڑکا نہ میرا ہے نہ تیرا تو حد اور لعان دونوں باطل ہونگے - اور اگر زنا کی گالی ایسی عورت کو دے جسکے بچہ کا باپ معلوم نہو یا جو اپنے بچے کے باب مین لعان کر چکی ہو یا ایسی مرد کو زنا کی گالی دی جسنے لونڈی غیر مملوک سے صحبت کی ہو (مثلاً اپنی ماں یا بہن یا

حاشیہ: دوسرے لوگ ... بھی ... نہ ہو

بھائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو یا گالی دی مسلمان کو جسنے حالت کفر مین زنا کیا ہو یا گالی دی مکاتب کو جو اتنا مال چھوڑ جاوے کہ اوسکی کتابت کا عوض ہو سکتا ہو تو ان سب صورتونمین گالی دینے والے پر حد نماری جاویگی اور جس شخص نے کہ آتش پرست لونڈی سے صحبت کی ہو یا حائضہ عورت یا مکاتب لونڈی سے یا کسی مسلمان نے حالت کفر مین اپنی مان سے نکاح کیا ہو تو ایسے شخصونکو اگر کوئی زنا کی گالی دے تو اوسپر حد ماری جاویگی اور مستامن اگر مسلمان کو گالی دے تو اوسپر حد لگائی جاویگی (مستامن اوس کافر کو کہتے ہین کہ دار الحرب سے دار الاسلام مین امن لیکر آیا ہو) اور جس شخص نے چند مرتبہ گالی دی اور چند مرتبہ زنا کیا اور شراب پی اور حد لگایا گیا تو یہہ حد اوسکے کل افعال کی ہو جاویگی (اسلیے کہ حدونمین تداخل ہو جایا کرتا ہے)

فصل

تعزیر (یعنے تادیب اور توبیخ) کے بیانمین (تعزیر وہ سزا ہے جو حد سے کم ہو اسکی مقدار معین نہین حاکم کی رای پر منحصر ہے) اگر کوئی شخص غلام یا کافر کو زنا کی گالی دے یا مسلمان کو ان الفاظ سے کوئی کہے اے فاسق او کافر یا خبیث اے چور اے بدکار اے منافق (یعنی ظاہر کے مسلمان اے لونڈے باز اے سود خوار اے شراب پینے والے اے دیوث (یعنے بیعزت کہ اپنی گھر والی پر زنا کار وادار رہے) اے ہیجڑے اے خیانت کرنیوالے اے قحبہ کے جنے او بیدین او قلتبان یعنی کٹنے او چورون اور زنا کارون کے ٹھکانے او حرامزادے تو ان سب صورتونمین تعزیر کیا جاویگا (اور اگر مسلمان کو کہے کہ) او کتے او گدہے او پہاڑی بکرے او سور او بیل او سانپ او بیعزت کینے او زنا کی مزدوری لینے والے او ولد الحرام او عیار فریبی او سرنگون او اندوہ او مسخرے او ٹھٹھے باز او بیعزت او وسوسہ دینے والے یعنی شیطان او بیوقوف تو ان صورتونمین تعزیر لازم نہوگی اور تعزیر کی مقدار زیادہ

زیادہ ۳۹ کوڑے ہین (اسلیے کہ ۴۰ کوڑی حد غلام کے لیے ہی اوس سے ایک کم تعزیر ہوئی)
اور کم سے کم تین کوڑی ہی اور جایز ہی مجرم کا قید کرنا بعد تعزیر کے - اور سخت تر مار تعزیر کی
ہے پہر زنا کی حد مین پہر شراب پینے کی حد مین پہر گالی کی حد مین (یعنے تعزیر مین خوب
سخت ہاتھہ لگاوین اور اوروںمین بتدریج نرم ہاتھہ پڑے) اور جس شخص پر حد
یا تعزیر ہوا اور وہ مرجاوی تو اوسکا خون معاف ہی یعنے خونبہا بیت المال سے دینا پڑیگا
بخلاف شوہر کے جو اپنی منکوحہ کو سنگار چہوڑنے پر خواہ صحبت کے لیے اپنا کہنا نماننے پر
خواہ نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے غسل نکرنے پر یا گہر سے نکلجانے پر تعزیر دے
(اور عورت مرجاوی تو شوہر پر خونبہا لازم ہوویگا)

کتاب السرقہ

اسمین چوری کا بیان ہی - چوری اوسکو کہتے ہین کہ عاقل بالغ شخص کسیکا مال جو دس
درم یا زیادہ قیمت کا ہو اور محفوظ جگہہ مین خواہ نگہبان کے تحت مین ہو پوشیدہ لیلے
پس اگر وہ اوسکے لینے کا اسیطرح ایکبار اقرار کری یا دو مرد اوسکی چوری پر گواہی دین
تو اوسکا ہاتھہ کاٹا جاوی اور اگر بہت لوگون نے مال چرایا اور مال کی جگہہ سے اونمین سے
بعض ہی اوٹہا لائے ہون مگر اوسمین سے حصہ ہر ایک کو دس درم سے کم نکلا ہو تو سبکا ہاتہہ
کاٹا جاویگا - اور لکڑی اور گہاس اور نرکل اور مچہلی اور پرند اور شکار اور ہرتال
اور گیرو اور چونا اور ترمیوہ اگرچہ درخت پر ہو اور دودہ اور گوشت اور کہیتی جو
کٹی نہو اور نشہ اور چیزین اور طنبورا اور قرآن شریف گو سونا لگا ہو اور مسجد کا دروازہ
اور سونے کے ترمول اور شطرنج اور نردین اور آزاد لڑکا اگرچہ زیور پہنے ہو اور بالغ
غلام اور دفترونکی چوری مین ہاتھہ نہ کاٹا جاوے الا اگر نابالغ غلام

اور حساب کا دفتر چراوی تو ہاتھہ کاٹا جاوی اور گتے اور چھیتے اور دف اور ڈہول اور
سارنگی اور آلات سرود کے چرانے سے اور خیانت کرنے اور لوٹ لینے اور اچک
لیجانے اور کفن چرانے اور عام کے مال چرانے (مثلا بیت المال مین سے چوری
کرلے) اور اس مال مین سے جو چور مین اور دوسرے شخص مین مشترک ہو اور
بقدر اپنے قرض کے قرضدار کے مال مین سے چرا لینے اور ایسی چیز کے چرانے سے
جسمین پہلے اسکا ہاتھہ کٹ چکا ہو بشرطیکہ وہ چیز بدستور ہو کچھہ بدلی نہو ہاتھہ نہ
کاٹا جاویگا (اور اگر ساگ کی لکڑی یا نیزی کی چھڑ یا آبنوس یا صندل یا سبز نگینے اور
یاقوت اور زمرد اور موتی اور برتن اور دروازے جو لکڑی کے ہون چراوی تو ہاتھہ
چور کا کاٹا جاویگا

فصل محفوظ جگہہ کے بیان مین

- جو شخص اپنے قریب محرم کا مال
چراوے اور قرابت دودہ کی راہ سے نہو یا اپنی منکوحہ کا مال یا عورت اپنے شوہر کا مال
یا غلام اپنے مالک کا مال خواہ مالک کی بیبی کا مال خواہ مالکہ کے شوہر کا مال یا اپنے مکاتب
کا مال یا اپنے داماد اور خسر کا مال یا مال غنیمت (یعنے لوٹ کا جو کافرون سے ملا ہو) یا
حمام مین کا مال خواہ ایسے گہر مین کا جسمین گہسنے کی اجازت ہو چراوے تو ہاتھہ کاٹا
نجاویگا - اور اگر کوئی شخص مسجد مین سے کچھہ اسباب چراوی اور مالک اسباب کا اسکے
پاس ہو تو ہاتھہ کاٹا جاویگا - اور اگر کوئی مہمان میزبان کی چیز چراوی یا کوئی چیز چراوے
مگر اوسکو گہر سے باہر نہ لیجاوی تو ہاتھہ نہ کاٹا جاوی - اور اگر چوری کی چیز کو حجرے سے
نکالکر گہر کے صحن مین لاوی یا جو شخص حجرہ والونمین سے ہو وہ ایک حجرے کو لوٹ لے
یا گہر کی دیوار مین سوراخ کرکے اندر گہسے اور کسی چیز کو سوراخ مین سے باہر مین ڈالدے
پہر نکلکر اوسکو اوٹہالے یا کسی چیز کو گدہے پر لادکر اسکو ہانکدے اور اسباب [illegible]

باہر نکال لاوے تو ان سب صورتون مین ہاتھہ کاٹا جاوے اور اگر گہر کے باہر چیز دوسرے کو دیدے یا گہر مین صرف ہاتھہ ڈالکر اسباب لے لے یا کیسہ جو آستین کے باہر ہو کاٹ لے یا اونٹون کی قطار مین سے ایک اونٹ یا اوسکا بوجہہ چرا لے تو ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا اور اگر اونٹ کے شلیطے کو چیر کر اوسمین سے اسباب لے لیا یا شلیطے کو ایسی طرح لے کہ اوسکا مالک اوسکی چوکسی کرتا ہے خواہ اوسپر سوتا ہے یا ہاتھہ صندوق مین خواہ کسیکی جیب و آستین مین ڈالکر مال لے تو ہاتھہ کاٹا جاویگا **فصل** ہاتھہ کاٹنے کی کیفیت اور اوسکے ثابت رکہنے کے بیان مین سیدہا ہاتھہ پونہچے سے کاٹکر (خون بند ہونیکے لیے) داغ دیا جاوے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو بایان پانو کاٹا جاوے اور اگر تیسری دفعہ چراوے تو قید کیا جاوے اور تعزیر دیا جاوے تاکہ چوری سے توبہ کرے مگر ہاتھہ نہ کاٹا جاوے اور اسیطرح اوس شخص کا حال ہے جو چوری کرے حالانکہ اوس کا بایان انگوٹھا ہاتھہ کا کٹا ہو یا انتہا بیکار ہوگیا ہو یا دو انگلیان بائین ہاتھہ کی سواء انگوٹھے کے کٹے ہوئی یا بیکار ہون یا داہنا پانو کٹا ہوا ہو (کہ ان سب صورتون مین اوسکا بایان ہاتھہ کاٹا جاویگا اور جس شخص کے داہنے ہاتھہ کٹنے کا حکم ہوا ہو اگر کاٹنے والا اوسکا بایان ہاتھہ کاٹ ڈالے تو کچھہ دیت (یعنے خونبہا) اوسکو دینی نہ آویگی اور ہاتھہ کاٹنے مین شرط ہے کہ جسکے پاس سے مال چوری گیا ہو وہ درخواست کرے اگرچہ وہ شخص دوسرے کا امانت دار ہو یا زبردستی کسیکا مال چہین لیا ہو یا سود لینے والا ہو (کہ مال بطریق سود دوسرے سے لیا ہو) اور جس صورتمین کہ مال انہین لوگون کے پاس سے چوری جاوے اور مال کا اصل مالک درخواست چور کے ہاتھہ کاٹنے کی کرے تب بہی ہاتھہ کاٹنا چاہیے اور اگر ایک چور نے مال چرایا اور چوری کے عوض اوسکا ہاتھہ کٹا بعد اوسکے وہ مال کسی

دوسرے نے چرالیا تو اب اول چور خواہ اصل مالک اگر ہاتہہ کاٹنے کی درخواست
کرینگے تو دوسرے کا ہاتہہ نہ کاٹا جاویگا اور جو شخص کہ کوئی چیز چراوی اور ہنوز مالک
نے اوسپر نالش نہین کی کہ اوسنے چیز مذکور مالک کے حوالے کردی یا قاضی نے حکم ہاتہہ
کاٹنے کا کسی چوری مین کردیا تہا بعد حکم کے وہ چیز چور کی ملک مین آگئی یا چور خود
مدعی ہوا کہ یہہ میری ملک ہی یا چوری کے بعد اوس چیز کی قیمت دس درم سی کم ہو گئی تو
ان سب صورتون مین ہاتہہ نہ کاٹا جاویگا۔ اور اگر دو چورون نے ایک چیز کے خود
چرانیکا اقرار کیا پہر اونمین سے ایک نے کہا کہ یہہ میرا مال ہی تو انمین سے کسیکا ہاتہہ
نہ کٹیگا۔ اور اگر دو آدمی ایک چیز چراوین اور ایک اونمین سے غائب یعنی روپوش
ہو جاوے اور گواہی سے دونون کے ذمے چرانا ثابت ہو تو موجود چور کا ہاتہہ کٹے گا
اور اگر کوئی غلام چوری کا اقرار کرے تو اوسکا ہاتہہ کٹے گا اور مال اوس شخص کو دلایا
جاویگا جسکے پاس سے اوسنے چرایا تہا۔ اور ہاتہہ کا کاٹنا اور مال کا تاوان ایک ساتہہ
نہین ہوتے یعنے یہہ نہین ہوسکتا کہ ہاتہہ بہی چور کا کٹے اور اوس سے مال کی قیمت بہی
دلائی جاوے لیکن اگر مال مسروقہ اوسکے پاس موجود ہو تو مالک کو دلایا جاویگا اور اگر
کچہہ چوریون کے عوض مین اوسکا ہاتہہ کاٹا جاوے تو اور مال کہ اوسنے چرائے ہونگے
اونکا تاوان نہ دینا پڑیگا۔ اور اگر کپڑے کو چرا کر گہر ہی مین چیر پہاڑ ڈالا پہر باہر نکالا
تو ہاتہہ کٹیگا۔ اور اگر بکری کو چرا کر اوسی جگہہ ذبح کرکے باہر نکالا تو نہ کٹے گا اور اگر
چاندی سونا چرا کر اوسکے روپیہ اشرفی بنالیے تو ہاتہہ کٹیگا اور روپیہ اشرفی
مالک کو دیے جاوینگے۔ اور اگر کپڑے کو چرا کر سرخ رنگا اور ہاتہہ کاٹا گیا
تو نہ کپڑا مالک کو دے نہ اوسکی قیمت اور اگر سیاہ رنگے تو کپڑا پہیر دے

باب رہزنی کے بیان مین - اگر کوئی شخص کہ قصد رہزنی کا رکھتا ہو رہزنی سے پہلے
گرفتار ہو تو اوسکو قید کرنا چاہیے یہانتک کہ اوس ارادۂ فاسد سے توبہ کرے (اور اگر
وہ کوئی) مال معصوم لے لیوے (یعنے مسلمان کا مال خواہ ذمی کا چھین لے) تو اوسکا
ایک ہاتھ اور ایک پانون دوسری جانب سے کاٹا جاوے (یعنے دہنا ہاتھ اور بایان پانون)
اور اگر اوسنے کسیکو جان سی مار ڈالا ہو تو وہ بہی حد مین مار ڈالا جاوے (نہ قصاص مین یعنی
اگرچہ وارث مقتول کا خون اوسکو معاف کردے لیکن خون معاف نہوگا) اور اگر وہ کسیکو
جان سے مارکر مال لیوے تو اوسکا دہنا ہاتھ اور بایان پانون کاٹکر مار ڈالا جاوے اور سولی پر
چڑہا دیا جاوے یا کہ صرف جان سے مار دیا جاوے یا فقط سولی پر کہینچا جاوے (یعنے حاکم کو
اختیار ہے جو چاہے انمین سے کرے) اور جس صورت مین کہ امام سولی پر چڑہانا پسند کرے
تو ڈاکو کو زندہ سولی پر چڑہا دے اور اوسکے پیٹ کو نیزہ سے چیرے تاکہ مرجاوے اور
تین دن تک اوسکی لاش سولی پر رکہے اور اس صورتمین جو مال اوسنے لیا ہو اوسکا تاوان
نہ لیگا - اور جو شخص مرتکب قتل اور مال لینے کا نہوا ہو وہ مثل مرتکب کی ہے (یعنے ڈاکوونکو
سبکو سزا یکسان ہونی چاہیے خواہ اوسنے خود ڈاکہ زنی کی ہو یا اوسکی مدد سے دوسرے
نے کی ہو) اور لکڑی اور پتہر مار ڈالنے مین مثل تلوار کے ہین (جیسا لکڑی اور پتہر
سے کسیکو مار ڈالا ویسا ہی تلوار سے) اور اگر کسیکو ڈاکو زخمی کرے اور مال لیوے تو
اوسکا دہنا ہاتھ اور بایان پانون کاٹا جاویگا اور زخم کا قصاص جاتا رہیگا اور اگر صرف
زخم کیا اور مال نلیا یا جان سے مار ڈالا پہر رہزنی سے توبہ کرلے یا بعض راہزن عاقل و بالغ
نہون یا جسپر رہزنی کی ہے اوس سے قرابت قریبہ رکہتا ہو یا قافلے کے کچہہ لوگ دوسرے
ساتہیونپر راہزنی کرین یا رات کو خواہ دنکو شہر مین یا دو شہرون کے بیچ مین رہزنی کرین

تو ان سب صورتون مین صلا زم نہوگی وارث کو اختیار ہی چاہی مقتول کی خون کا بدلے چاہے معاف کرے - اور جو شخص شہر مین کئی مرتبہ گلا گھونٹ کر لوگون کو مار ڈالی اوسکو اونکے عوض مین مار ڈالنا چاہی

کتاب السیر

اسمین جہاد کے طریق اور سفر کا مذکور ہی (سیر سین کے کسرہ اور یار مفتوح سے سیرت کی جمع ہی اور اوسکے معنی طریق جہاد کے ہین) جہاد (یعنے کافرون سے دین کے لیے لڑنا) ابتدا مین فرض کفایہ ہی (یعنے مسلمانون کو چاہیے کہ شروع لڑائی کا خود کرین) اور اگر کافر کسی شہر پر چڑھ آوین تو ہر شخص پر لڑنا فرض عین ہو جاتا ہی اور معنی فرض کفایہ کے یہہ ہین) کہ اگر اوس (کام) کو کچھ لوگ کرین تو سبکے ذمہ سے اوتر جاتا ہی اور اگر کوئی نکری تو گنہگار سب ہو وین - اور جہاد لڑکے اور عورت اور غلام اور اندھی اور اپاہج اور ہاتھ پاون کٹی پر واجب نہین - اور فرض عین ہی بشرطیکہ دشمن چڑھ آوی پس اس صورتمین عورت بدون اجازت اپنی شوہر کے اور غلام بدون اجازت مالک کے جہاد کو نکلے اور جہاد پر مزدوری کا مقرر کرنا مکروہ ہی بشرطیکہ بیت المال مین مال پایا جاوی ورنہ مکروہ نہین (کہ اور لوگون سے لیکر جہاد کرنیوالون کو دین) پس اگر ہم فرقہ اہل اسلام کافرون کو محاصرہ کرین تو اول اون سی مسلمان ہو جانیکی درخواست کرین اگر وہ مسلمان ہونا مان لین تو بہت ہی (کہ مطلب حاصل ہو گیا) اگر نمانین تو اون سے جزیہ طلب کرین اگر جزیہ دینا قبول کرین تو اونکو واسطے وہ ہی جو ہمارے لیے ہی (یعنے اون کی جان اور مال کو محفوظ رکھنا چاہیے) اور اونپر وہ ہی جو ہمپر ہی (یعنے معاملات مین اونکی احکام مثل مسلمانون کی ہین) اور جس کسیکو کہ دعوت اسلام نہ پہنچی ہو اوسکے ساتھ ہم نہ لڑینگے (یعنے اگر اون سے مسلمان ہونیکو نکہا گیا ہو تو

(فقط لڑنا نچاہیے) اور اگر پہلے دعوت اسلام پونہچ چکی ہو تو مستحب ہی کہ لڑائی کے
شروع مین پہر اون سے مسلمان ہونیکو کہدیا جاوے۔ پہر اگر جزیہ دینا بہی قبول نکرین
تو اللہ تعالی سے مدد کی درخواست کرکے اون سے لڑینگے اسطرح کہ آلات لڑائی کو سب
کام مین لاوینگے اور کافرونکو جلادینگے اور ڈبودینگے اور اون کے درخت کاٹ ڈالینگے
اور کہیتیان اجاڑدینگے اور تیرونکی بہرمار کرینگے اگرچہ وہ بعض مسلمانون کو اپنی
سپر بنالین اور ہم تیروغیرہ مارنے مین کافرون کی نیت کرینگے نہ مسلمانون کی دیننے
اگر کافر مسلمان کو اپنے سپر بنالے اور اوسکی آڑ مین کہڑا ہو اور اوسکو مارنیکی ضرورت
ہو تو صرف کافر کی نیت سے تیروغیرہ مارنا چاہیے گو مسلمان بہی زخمی ہو یا مارا جاوے
اور مسلمانون کو منع ہی کہ قرآن اور عورت کو ایسے لشکر مین ہمراہ لین جسمین جمیعت تہوڑی
ہو اور شکست کا خوف لگا ہو اور نیز منع ہی کہ دغا کرین یا عہد کے خلاف کرین یا مال غنیمت
مین خیانت کرین یا کسیکے ناک کان کاٹین یا عورت اور بیعقل دنا بالغ کو مارین یا
بوڑہے فرطوت اور اندہے اور اپاہج کو قتل کرین ہان جس صورتمین کہ ایسا شخص لڑائی
مین رای دیتا ہو یا بادشاہ ہو تو مار ڈالنا چاہیے اور منع ہی کہ (مسلمان لڑکا اپنے
باپ مشرک کو قتل کرے بلکہ لڑکے کو اوسکے مار ڈالنے سے انکار کرنا چاہیے تاکہ دوسرا
شخص اوسکو مار ڈالے۔ اور ہمکو اختیار ہے کہ اون سے کچہہ مال لیکر خواہ دیکر صلح لین
اگر صلح کرنا مسلمانون کے حق مین بہتر ہو اور صلح کو توڑ ڈالین اگر توڑنا اچہا ہو اور اگر
کافرون کا بادشاہ خیانت کرے تو بدون صلح توڑے اون سے لڑین اور مرتدون سے
بدون مال کے لڑین لیں اگر مرتدون سے مال لے لیا جاوے تو باوجودیکہ مال کا لینا درست
نہین تاہم اوس مال کو اونکو واپس ندیا جاوے۔ اور کافرون کے ہاتہہ مسلمان ہتہیار نہ بیچین

اور جس کافر کو کوئی مسلمان مرد یا عورت پناہ دے اوسکو قتل نکریں ہاں اگر اوسکا
پناہ دینا برا ہو تو امن کو توڑ ڈالیں اور اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر یا غلام
جسکو لڑنیکا حکم نہیں تھا کسی کافر کو پناہ دے تو اونکا پناہ دینا باطل ہے

باب جو مال غنیمت کافروں سے ہاتھ لگے اوسکے اور اوسکی تقسیم کے بیان میں مسلمانوں
کا بادشاہ جس شہر کو غلبہ اور زبردستی سے فتح کرے اوسکو مسلمانوں میں بانٹ دے یا اوس
ملک کے باشندونکو اوسپر مقرر رکھے اور اون پر جزیہ اور اونکی زمینوں پر خراج ٹھہراوے
اور قیدیونکو اختیار ہے چاہے مار ڈالے چاہے غلام بنالے چاہے آزاد چھوڑ دے
کہ مسلمانونکو جزیہ دیا کریں لیکن یہ حکم اون لوگوں میں ہے کہ مرتد نہوں اور نہ عرب کے
شرک کرنے والے اور حرام ہے قیدیوں سے فدیہ لیکر دار الحرب کو واپس بھیجنا اور مفت
اونپر احسان رکھکر رہا کر دینا اور نیز حرام ہے مواشی کی کوچین کاٹنی جس صورت میں
کہ اونکا دار الاسلام میں لانا مشکل ہو بلکہ ذبح کرکے اونکو جلا دیا جاوے (تاکہ کافر فائدہ اون سے
نہ اوٹھاویں) اور کافروں کے ملک میں مال غنیمت کو بانٹنا حرام ہے مگر سپرد کرنیکے طور پر حرام
نہیں (یعنی اگر لشکر والونکو مال اسلیے بانٹ دیں کہ اونکے پاس امانت رہے دار الاسلام
میں داخل ہو کر پھر قسمت کیجاویگی تو جائز ہے) اور حرام ہے مال غنیمت کو تقسیم سے پیشتر
فروخت کرنا اور جو مدد کہ مسلمانونکو پہنچے وہ مال غنیمت میں اونکی شریک ہوگی اگرچہ مدد
کے لوگونکو کافروں سے لڑنے کا اتفاق نہو مگر بازاری شخص اور جو کہ دار الحرب میں جاوے
وہ شریک نہوگا اور اگر دار الحرب کے محاصرے کے بعد دار الاسلام میں مریگا تو حصہ اوس
مردیکا اوسکے وارثونکو دیا جاویگا۔ اور جائز ہے مسلمانونکو کہ مال غنیمت میں سے ان سب کا تقسیم
سے پیشتر اپنے کام میں لاویں گھاس اور کھانے کی چیز اور لکڑیاں جلانے کی اور ہتھیار اور

تیل مگر انکا بیچنا جائز نہین اور جب دار الحرب سے نکلین تو اونکو کام مین نلاوین بلکہ جسقدر
اپنے پاس بچی ہون اونکو مال غنیمت مین واپس دین - اور جو شخص کہ کافرون مین سے
مسلمان ہوجاویگا اوسکی جان قتل سے اور لڑکا قید سے بچیگا اور جو مال اوسکا پاس ہوگا یا کسی
مسلمان کے پاس خواہ ذمی کے پاس امانت ہوگا وہ غنیمت ہوجانے سے محفوظ رہیگا
لیکن اوسکے مسلمان ہونیسے اوسکا بڑا لڑکا اور اوسکی عورت اور حمل اور زمین اور غلام جنگی محفوظ نہوجاویگا

فصل غنیمت کی قسمت کرنے کے بیان مین - پیادے کے لیے ایک حصہ ہے اور سوار
کے لیے دو حصے اگرچہ اوسکے پاس دو گھوڑے ہون اور ترکی یا یابو مثل تازی پوری
گھوڑے کے ہے اور اونٹ اور خچر کے مانند نہین (یعنے اونٹ اور خچر کے واسطے کچھ حصہ نہین)
اور سوار اور پیادہ ہونے مین اوسوقت کا اعتبار ہے کہ جب دار الاسلام کی حد سے
آگے بڑھین (یعنی اوسوقت جیسا کوئی ہوگا ویسا ہی اعتبار کیا جاویگا) اور غلام اور
عورت اور لڑکے اور ذمی کے واسطے اگر لڑائی مین مدد و معاون رہین کچھ تھوڑا مال
دیا جاوے (اونکا پورا حصہ نہین چاہیے) اور مال غنیمت مین سے پانچوان حصہ یتیمون
کا ہے (جنکے باپ مرگئے ہون) اور مسکینون کا اور مسافرون کا (جو اپنے پاس مال نرکھتے ہون)
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے فقیر (یعنے فقراء بنی ہاشم اور بنی مطلب)
ان تینون قسمون یعنی یتیمون اور مسکینون اور مسافرون پر مقدم رکھے جاوین اور جو لوگ
اونمین سے غنی ہون اونکا حق اس پانچوین حصے مین نہین اور ذکر اللہ تعالی کا جو اس آیت مین ہے
واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول الآیہ) صرف تبرک کے واسطے
مذکور ہے (یس کوئی حصہ علحدہ اللہ کے لیے نہوگا) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپکی
وفات کے سبب جاتا رہا جیسے کہ صفی جاتا رہا کہ اب امرا اور بادشاہونکو صفی لینا نچاہیے

فصل

جان بچیگی اور غنیمت سے اور ... پانچوان حصہ ... صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صفی کو لینا درست تہا اور صفی وہ مال ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غنیمت مین سے اپنی نفس نفیس کے لیے پسند فرماتے تھے جیسے کوئی تلوار یا زرہ یا لونڈی یا اور کوئی چیز لیس اب امام کو اپنے لیے پسند کرنا درست نہین) اور اگر کوئی مسلمانون کی جماعت کہ شوکت اور طاقت والی ہو بدون اجازت بادشاہ کے دار الحرب مین چلی جاوے تو جو مال غنیمت وہ لاوین اور اوسمین سے خمس (یعنی پانچوان حصہ) اور اگر قوت وشوکت والی نہون تو خمس نہ لیا جاوے۔ اور امام کو اختیار ہے کہ زیادہ دینے کے جملون سے لوگون کو لڑائی پر اوبہارے اور ترغیب دے مثلاً کہے کہ جو کوئی کسی کافر کو مارینگا تو اوسکا اسباب قاتل کو ملیگا یا چہوٹے لشکر سے کہے کہ مینے تمہارے واسطے غنیمت کی چوتہائی بعد خمس نکالنے کے مقرر کردی (یعنے غنیمت مین سے خمس نکالکر چار حصے جو رہے اون مین سے ایک تمکو دونگا اور تین حصے سب لشکر مین تقسیم کرونگا) اور اس صورت مین غنیمت کی جمع کرنے کے بعد اگر زیادہ دے تو صرف خمس مین سے اوس لشکر کو دیوے (غنیمت کے چار حصو نمین سے نہ دے) اور پہلی صورتمین مقتول کا اسباب اگر امام نے زیادہ دینے کا حکم نہ کیا ہو تو سب مین تقسیم ہو جاویگا (ورنہ قاتل کو پہونچیگا) اور اسباب یہہ ہے کہ سواری اور کپڑے اور ہتہیار اور جو کچہہ اوسکے پاس مایہ ہو۔

باب کافرون کے غلبے کے بیان مین۔ اگر ترکستان کے کافر روم کے کافرون پر غالب ہوکر اونکو قید کرین اور اونکا مال لے لین تو اوسکے مالک ہوجاوینگے پہر جب مسلمان ترکیون پر غالب ہون تو جو کچہہ مسلمانون کو قیدی اور مال مین سے ملیگا اوسکے مالک ہوجاوینگے (یعنے ایک قوم کافرون کی اگر دوسرے کو لوٹ لاوین تو مال اور قیدیون کے مالک ہوجاتی ہین یہانتک کہ جب مسلمان اون غارتگرون پر غلبہ پاوین تو اوس لوٹ

کے مال کے بھی مالک ہو جاینگے جو وہ دوسری قوم سے لائی تھے) اور اگر کفار
مسلمانون پر غالب ہوکر اونکا مال اپنے ملک مین لیجاوین تو اوسکے مالک ہوجاوینگے
پھر اگر مسلمان اونپر غالب ہون تو جو مسلمان اپنی چیز بجنسہ وہان پاوے وہ غنیمت کی تقسیم
سے پیشتر اوسکو مفت لیلے اوسکا عوض کچھ نہ دے اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اوسکو اپنا
مال ملے تو اوس مال کی قیمت دیکے لے سکتا ہی اور اگر کسی سوداگر نے کافرون سے وہ چیز
مول لے لی ہو اور دار الاسلام مین لے آیا ہو تو جتنے دام سوداگر کے لگے ہون اسقدر
دیکر لے اگرچہ اوس مال کی آنکھ پھوٹ گئی ہو اور اوسکا عوض لے لیا گیا ہو (یعنے
ایک سوداگر نے دار الحرب سے ایک غلام مول لیا جو کسی مسلمان کا تھا اور اوسکو کافر
لیگئے تھے اور وہ سوداگر اوسکو دار الاسلام مین لایا تو مسلمان مالک کو چاہیے کہ جس
دام کو سوداگر لایا ہو وہ اوسکے حوالے کرے اگرچہ اوس غلام کی آنکھ کسی نے پھوڑ دی ہو
اور اوس سوداگر نے اوس سے اوسکا عوض لے لیا ہو مگر مسلمان مالک کو نچاہیے کہ
آنکھ پھوٹنے کے عوض کو غلام کے مول مین سے کم کرکے دے) پس اگر قید مین پڑنا
اور خریدنا مکرر ہو تو مشتری اول دوسرے سے اوسکا دام دیکر لے اور پہلا مالک
دونو دام مشتری اول کو دی (اس مسئلے کی صورت یہہ ہی کہ کافر زید کے غلام کو پکڑ لیگئے
اور عمرو اونسے اوسکو ہزار روپیے کو خرید لایا پھر دوبارہ اوس غلام کو کافر پکڑ لیگئے
تو بکر اونسے ہزار کو دار الاسلام مین لے آیا اب اگر عمرو اوس غلام کو لیگا تو بکر کے
دام یعنے ہزار روپیہ دیکر لیگا اور زید اگر عمرو سے لینا چاہیگا تو دو ہزار دینے پڑینگے
اسلیے کہ عمرو کے اوسپر دو ہزار لگے ہین) اور اگر کافر مسلمانون کے آزادون اور
مدبر اور ام ولد اور مکاتب کو پکڑ لیجاوین تو وہ اوسکے مالک نہونگے اور اگر مسلمان

اونکے یہ لوگ پکڑ لاوینگے تو مالک ہو جاوینگے - اور اگر مسلمانونکا کوئی اونٹ بھاگ کر
کافرون کے یہان چلا جاوے اور وہ اوسکو پکڑ لین تو مالک ہو جاوینگے لیکن اگر کوئی غلام
بھاگ کر جاویگا تو اوسکے مالک نہونگے اور اس سے یہ نکلتا ہو کہ اگر کوئی غلام اپنے
مالک کا گھوڑا اور اسباب لیکر کافرون کی طرف چلا گیا اور اونہون نے اوسکو پکڑ لیا
اور کوئی سوداگر اون سے وہ غلام اور گھوڑا اور اسباب مول لیکر دارالاسلام مین لے آیا تو
مالک قدیم اوس غلام کو سوداگر سے مفت لے سکتا ہو اسلیے کہ کافر غلام کے مالک نہوے تھے
اور غلام کے سوا اور چیزین مول دیکر لیوے (جتنا دام مشتری نے کافرونکو دیا ہو
اسلیے کہ اون چیزونکے وہ مالک ہو گئے تھے) اور اگر کوئی کافر جو مسلمانونکی امن سے
دارالاسلام مین آیا ہو کسی مسلمان غلام کو خریدے اور اپنے ملک مین لیجاوے
یا کوئی غلام دارالحرب ہی مین مسلمان ہو کر مسلمانون مین چلا آوے یا مسلمان غالب ہو کر
اوس مسلمان غلام کو دارالحرب سے پکڑ لاوین تو ان سب صورتون مین مسلمان غلام آزاد ہو جاویگا

باب مستامن کے بیان مین

(اور مستامن اوسکو کہتے ہین جسکو مار ڈالنے اور لوٹ لینے
سے امن دیوین تاکہ دارالاسلام مین آوے یا مسلمان دارالحرب مین جاوے) اگر کوئی مسلمان
سوداگر دارالحرب مین جاوے تو اوسکو کافرونکی کسی چیز سے تعرض کرنا حرام ہو (یعنی اوسکو
بیجا ہے کہ اونکی کوئی چیز چوری یا زبردستی وغیرہ سے لے) لیکن (باوجود اس حرمت
کے) اگر کوئی چیز نکال لاوے تو اوسکا مالک ممنوع طور پر ہو جاویگا پس ایسی چیز فقیرون کو
خیرات کر دینی چاہیے (اپنے خرچ مین نلاوے) اسلیے کہ اوسکا لینا حرام تھا اور اگر سوداگر
مذکور کے ہاتھ کسی کافر نے کوئی چیز اودھار بیچی یا سوداگر نے کافر کے ہاتھ بیچا
نہین ہو ایک نے دوسرے سے زبردستی کوئی چیز لے لی اور پھر وہ دونون دارالاسلام

مین آوین اور قاضی کے یہان رجوع کرین تو قاضی کچہہ حکم نکریگا (یعنے نہ حکم غصب کا دیگا نہ قرض
مسلمانکا کافر پر خواہ کافر کا مسلمان پر) اور یہی حال ہے اگر دو کافر دار الحرب مین قرض یا غصب
کا معاملہ کرین اور پہر امن لیکر دار الاسلام مین چلے آوین (یعنے قاضی کچہہ حکم غصب یا قرض کا
ندیگا) ہان اگر دونون کافر مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آوین اور نالش کرین تو قرض کا
حکم کیا جاویگا اور غصب کا نہین کیا جائیگا اور اگر دو مسلمان امن لیکر دار الحرب مین جاوین
اور ایک اونمین سے دوسریکو مارڈالے تو اگر جانکر مارا ہوگا تو اوسکے مال مین خونبہا
واجب ہوگا اور اگر براہ خطا مارا ہوگا تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر دو مسلمان دار الحرب مین
قید ہون اور اونمین سے ایک دوسریکو دار الحرب مین قتل کرے یا اوس مسلمانکو جو دار الحرب
مین اسلام لایا تہا کوئی مسلمان وہان ہی مارڈالے تو ان دونون صورتونمین صرف خطا کی
راہ سے مارڈالنے مین کفارہ ہے (اور خونبہا اور قصاص کچہہ واجب نہین)

فصل مستامن کو جو دار الحرب سے آوے دار الاسلام مین ایک سال کامل نرہنے دین اور
اوس سے کہا جاوے کہ اگر تو یہان ایک برس ٹھہریگا تو تجہپر جزیہ معین کردیا جاویگا پہر اس
کہنے کے بعد اگر وہ ایک برس ٹھہریگا تو ذمی ہو جاویگا (یعنے اوس سے جزیہ لینا چاہیے)
اور پہر اوسکو دار الحرب مین جانے نہ دیا جاوے جیسے اس صورت مین کہ کوئی مستامن زمین خرید
لے اور اوسپر خراج مقرر ہو جاوے یا کوئی مستامن عورت ذمی مرد سے نکاح کرلے
(تو ان صورتون مین بہی اونکو نچھوڑینگے کہ اپنے ملک کو چلے جاوین) بخلاف اسکے
عکس کے (یعنے اگر مستامن مرد ذمی عورت سے نکاح کرلے تو وہ مرد ذمی نہو جاویگا
اور اگر وہ اپنے وطن کو جانا چاہیگا تو جانے دینگے) پس اگر مستامن جو دار الاسلام مین
آیا تہا دار الحرب کو لوٹ جاوے اور کسی مسلمان خواہ ذمی کے پاس اوسکی کچہہ امانت ہو

یا ان دونون کے ذمے اوسکا قرض ہو تو اوسکا مار ڈالنا جائز ہو گیا اس سے یہ نکلا کہ اگر کافر مذکور قید ہو کر لا یا جاوے یا کافرون پر مسلمان غالب ہو وین اور وہ شخص مارا جاوے تو جو قرض اوسکا تہا وہ جاتا رہیگا اور جو امانت تہی وہ مال غنیمت متصور ہوگا اور اگر بدون غلبے کے وہ مارا گیا یا اپنے آپ سے مر گیا تو اوسکا قرض اور امانت اوسکی وارثونکو ملیگی مال غنیمت نہوگی۔ اور اگر کوئی حربی امن لیکر دار الاسلام مین آیا اور دار الحرب مین اوسکی بی بی اور بچہ اور کچہہ مال کسی مسلمان اور ذمی اور حربی کے پاس ہو اور وہ یہان آکر مسلمان ہو گیا اور اوسکے بعد کافر مغلوب ہوئے تو اوسکے تمام اشیاء مذکورہ داخل غنیمت ہونگے اور اگر دار الحرب مین مسلمان ہو کر دار الاسلام مین آیا اور پہر حربی مغلوب ہوئے تو اوسکا چہوٹا بچہ مسلمان آزاد ہوا اور جو امانت اوسکی مسلمان خواہ ذمی کے پاس ہوگی وہ اوسی مسلمان یا ذمی کی ہو جاویگی (کہ وہ اوسکے) مالک ہو جاوینگے اور انکے سوا اوسکی اور چیزین مثل بی بی اور بڑا لڑکا اور دوسری چیزین غنیمت ہونگی اور جو شخص کہ چوک کر کسی مسلمان کو مار ڈالے جسکا کوئی وارث نہو یا کسی کافر حربی کو جو امن لیکر دار الاسلام مین آیا تہا اور مسلمان ہو گیا تہا مار ڈالے تو امام کو چاہیے کہ اوسکا خونبہا قاتل کی قوم سے لیوے اور اگر قصداً اوسکو مار ڈالے تو اوسکا حکم قصاص مین مار ڈالنا یا خونبہا لینا ہی نہ معاف کرنا (یعنے بادشاہ کو اختیار ہی چاہے مار ڈالے چاہے خونبہا لے مگر معاف نہین کر سکتا)

باب دہ یکی اور خراج (یعنے زمین کے محصول) اور جزیہ کے بیان مین

زمین عرب کی اور وہ زمین جہان کے رہنے والے مسلمان ہو گئے ہون یا غلبے کے طور پر مفتوح ہو کر لشکر اسلام کو بانٹ دیگئی ہو یہ تینون قسمین زمین عشری ہین انکی پیداوار سے دہ یکی لینی چاہیے اور جو ملک کہ غلبے سے جیتا ہو اور پہر اوس ملک کی باشندونکو اوس پر قائم

رکھا ہو یا امام نے انکی ساتھ صلح کر لی ہو تو ایسی زمینین خراجی ہین امام جو مصلحت
سمجھے اوسنے لیوے - اور اگر کوئی شخص زمین ویران کو جو کسیکی ملک نہو آباد کرے تو اوس
زمین کا پاس ہونا معتبر ہوگا (یعنے اگر وہ عشری زمین کے پاس ہوگی تو اوس سے
دہ یکی لینگے اور اگر خراجی کے متصل ہوگی تو خراج لینگے) اور بصری کی زمین عشری ہے
اور خراج کی مقدار یہہ ہے کہ زمین جو قابل زراعت ہو اوسکی پیداوار مین بیگھے پیچھے
ایک صاع اور ایک درم لینا چاہیے اور ترکاری کی زمین سے بیگھہ مین پانچ درم اور
انگور اور چھوہارے کہ ملے لگے ہون اونکے بیگھہ مین دس درم اور اگر زمین مین گنجایش
اسقدر محصول کی نہو تو کم کر دیا جاوے مگر زیادہ کی گنجایش کی صورت مین زیادہ نکیا جاوے
اور جس صورت مین کہ خراج گذار کی زمین پر پانی غالب ہو جاوے یا پانی ہی نہ برسے یا
کھیتی کو کوئی آفت پہونچے تو ان صورتون مین زمین پر کچھہ خراج نہوگا - اور اگر مالک
زمین اپنی زمین کو پڑا رکھے یا مسلمان ہو جاوے یا کوئی مسلمان زمین خراجی کو خرید کرے
تو ان صورتون مین خراج لازم ہوگا - اور خراجی زمین کے پیداوار مین دہ یکی
نہین (یعنے اوسکی پیداوار مین خراج ہی کافی ہے دہ یکی اوسمین سے نہ لیجاوے)

فصل جزیہ (یعنے چوتھی) اگر رضامندی طرفین سے مقرر ہوئی ہو تو اوسی کی مثل لیجاوے
ورنہ ایسے فقیر پر جو کما سکتا ہے بارہ درم سالانہ مقرر کیا جاوے اور بیچ کے حال والے پر
۲۴ درم اور دولتمند پر ۴۸ درم سالانہ مقرر کیا جاوے - اور جزیہ اہل کتاب پر (مثلاً
یہود و نصاریٰ پر) اور آتش پرستون اور بت پرستون پر جو عجم کے رہنے والے ہون
مقرر کیا جاوے اور عرب کے بت پرست ہون یا اسلام سے مرتد ہو گئے ہون اور لڑکے اور
عورت اور غلام اور مکاتب اور اپاہج اور اندھے پر اور ایسے فقیر پر جو کما نسکتا ہو

فصل

گوشہ نشین پر جو لوگون سے میل نرکھتا ہو مقرر نکیا جاوی- اور جزیہ تین باتون سے ساقط ہو جاتا ہی ایک کافر کے مسلمان ہو جانے سے دوسرے سال کے مکرر ہونے سے (یعنے ایک سال کا جزیہ ادا نہین کیا اور دوسرا سال ہوگیا تو جزیہ یکسال کا دینا پڑیگا اسلیے کہ جزیہ ایک سال کا دوسرے مین آجاتا ہی) تیسرے برس گذرنے کے بعد کافر کے مرجانے سے اور نیا گرجا اور یہودیون کا معبد دار الاسلام مین نہ بنایا جاوے اور اگر پرانا ڈہہ گیا ہو تو اوسکو پہر سے بنا لین- اور ذمی شخص مسلمانو نسے لباس اور سواری اور زین مین جدا کیا جاوی اسطرح کہ گہوڑون پر سوار نہو اور ہتہیارو نکا استعمال نکرے اور زنار یعنی علامت کفر کو ظاہر رکہی اور ایسی زین پر چڑہو جو پالان کی شکل کا ہو- اور اگر ذمی جزیہ دینے سے انکار کرے یا مسلمان عورت سے زنا کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی تو ان امور سے اوسکا عہد ذمی کا نہین ٹوٹتا بلکہ عہد اسطرح ٹوٹتا ہی کہ دار الحرب مین جا ملے یا کسی جگہہ پر دار الاسلام کی جگہو نمین لڑائی کی تیاری سے چڑہ جاوی (اور) جب ذمی دار الحرب مین جا ملے تو وہ مرتد کی مانند ہو جاتا ہی (یعنے اوسکی موت کا حکم کیا جاویگا اور اوسکا مال اوسکے وارثو نمین بانٹ دیا جاویگا) اور تغلبی مرد اور عورت سے جو دونون بالغ ہون اہل اسلام کی زکوۃ سی دو چند لیجاوی (تغلبی ایک فرقہ نصاری کا ہی اون سے جزیہ کے عوض مسلمانون کی زکوۃ کا دونا لینا چاہیی) اور تغلبی فرقی کا آزاد کیا ہوا غلام مثل قریشیون کے آزاد کیے ہوئے کے ہے (یعنے اوس سے زمین کا خراج اور جزیہ لینا چاہیی جیسے قریشیون کے غلامان آزاد سے لیتے ہین زکوۃ کا دونا لینا نچاہیی جیسے تغلبیون سے لیتے ہین) اور خراج زمین کا اور جزیے کا مال اور تغلبیون کا مال

فصل در بیان جزیہ

اور کفارہ جو ہدیہ بھیجین اور جو مال کہ مسلمانون کے ہاتھہ کافرون سے بدون لڑائی
کے لگے یہہ سب مال مسلمانون کی بہتری کے امور مین صرف کیے جاوین مثلاً
کفارونکی راہ بند کرنے اور پانی پر پل باندہنے اور بڑے پل تعمیر کرانے اور قاضیون
اور عالمون اور عاملون اور سپاہیون اور اون کی اولاد کے روزینے مین خرچ کرین
اور جو شخص سال کے بیچ مین مرجاوے وہ بخشش سالانہ سے محروم رہیگا۔

باب اسلام سے پہر جانے والونکے بیان مین

باب مرتد یعنے اون لوگون کے بیان مین جو دین اسلام سے پہر جاوین مرتد پر اسلام
پیش کیا جاوے (یعنی اوسکو کہا جاوے کہ پہر مسلمان ہوجا) اور اوسکی مسلمانی پر کہ اعتراض دور
کیے جاوین اور تین دن قید کیا جاوے اگر اس عرصے مین مسلمان ہوجاوے تو بہتر ہے ورنہ قتل
کردیا جاوے اور مرتد کا مسلمان ہونا یہہ ہے کہ دین اسلام کے سوا سب دینون سے ناراض اور
بیزار ہو یا اوس دین سے نفرت کرے جسکو اوسنے اختیار کیا ہو اور اگر مسلمان ہونیکو اوسکو
نہ کہین اور اوس سے پہلے ہی مار ڈالین تو یہہ امر مکروہ ہے اور اگر کوئی پیشتر ہی اوسکو
مار ڈالے تو قاتل پر تاوان نہ آویگا اور عورت اگر مرتد ہوجاوے تو اوسکو جان سے
نہ مارین بلکہ قید کرین یہانتک کہ توبہ کرے اور مرتد ہونے سے مرتد کی ملک اوسکے
مال پر سے جاتی رہتی ہے مگر زوال ملک ملتوی طور پر ہوتا ہے یعنی اگر وہ پہر مسلمان ہوجاوے
تو ملک بہی بدستور قایم رہیگی اور اگر حالت مرتدی مین مرجاوے یا قتل کیا جاوے تو اوسکا
مسلمان وارث جو کچھہ مال اوسکا مسلمانی کی کمائی کا ہوگا بعد ادای قرضہ حالت اسلام
کے سبکا مالک ہوگا اور جو کچھہ اوسنے مرتد ہونے کی حالت مین کمایا ہوگا اوسمین سے
اون دونو کا قرضہ دیکر جو کچھہ رہیگا وہ مال غنیمت متصور ہوگا ۔ اور جب مرتد کے لیے
دار الحرب مین جاملنے کا حکم کیا جاویگا (یعنے قاضی حکم کردیگا کہ مرتد دار الحرب مین جاملا)

تو اوسکا مدبر اور ام ولد آزاد ہو جاوینگے اور اوسکا مال وارثون کو دیا جائیگا اور
قرض اسکا حال ہو جاویگا دیعنے اوسکی مدت باقی نرہیگی) اور اوسکا بیچنا اور آزاد کرنا
اور ہبہ کرنا سب تصرفات ملتوی رہینگے پس اگر وہ ایمان لاوے تب تو تصرف جاری ہونگے
اور اگر مرجاوے تو سب تصرف باطل ٹھہرینگے اور اگر حکم قاضی کے بعد مرتد پھر مسلمان
ہو کر چلا آوے تو جو چیز وہ اپنے وارثون کے پاس پاوے اوسکو لے لیوے اور جو اوسکو نملے
اوسکو نہین لے سکتا دیعنے اگر وارث کسی چیز مین تصرف کر ڈالینگے تو اوسپر تاوان
لازم نہوگا) اور اگر مرتد شخص کی نصرانی لونڈی اوسکے مرتد ہونیکے شروع سے چھہ مہینے
کے اندر بچہ جنے اور وہ شخص دعوی کرے کہ میرا ہی تو وہ لونڈی اوسکی ام ولد ہو جاویگی
اور وہ بچہ اوسکا بیٹا اور آزاد ٹھہریگا مگر اوسکا ترکہ نپاویگا اور اگر لونڈی مسلمان
تھی اور اوس سے بچہ ہوا تو یہہ بچہ اوسکا وارث ہوگا جسوقت مرتد اپنے کفر کی
حالت مین مرے یا دار الحرب کو چلا جاوے۔ اور اگر مرتد مع اپنے مال کے دار الحرب کو چلا جاوے
اور مسلمانونکی فتح ہو تو وہ مال مسلمانونمین غنیمت ہو جاویگا اور اگر مرتد دار الحرب سے
لوٹ کر دار الاسلام مین آوے اور اپنا مال لیجاوے پھر مسلمانونکو غلبے مین وہ مال ہاتھ لگے
تو مال مذکور اوس مرتد کے اوس وارث کو ملیگا جو دار الاسلام مین ہو۔ پس اگر مرتد
دار الحرب مین جا ملے اور اوسکا غلام اوسکے بیٹے کا ہو جاوے (یعنے قاضی حکم کر دے
کہ اب اسکا مالک بیٹا ہی) اور اوسکا بیٹا اوس غلام کو مکاتب کر دے پھر وہ مرتد
مسلمان ہو کر چلا آوے تو کتابت کے عوض کا مال اور ولا یعنی غلام کا ترکہ بشرط
مرجانیکے مورث کو پہونچیگا دیعنے اوسی مرتد کو جو مسلمان ہو گیا ہی) اور اگر مرتد کسیکو
براہ خطا مار ڈالے اور دار الحرب مین جا ملے یا مارا جاوے تو خونبہا مقتول کا مرتد کے

اوس مال مین سے ہوگا جو حالت مسلمانی مین کمایا ہو اور اگر زید کا ہاتہ عمرو نے جان بوجہکر کاٹ ڈالا اور وہ بعد کو مرتد ہوگیا اور اوسی زخم مین مرگیا یا دارالحرب مین جا ملا اور پہر وہان سے مسلمان ہوکر آیا اور اوس زخم مین مرگیا تو عمرو کی مال سی نصف خونبہا مرتد کے وارثونکو دلائی جاویگی اور اگر دارالحرب مین نجاوے اور مسلمان ہوکر زخم کی سبب سے مرجاوے تو اس صورتمین عمرو تمام خونبہا کا ضامن ہوگا - اور اگر کوئی غلام مکاتب کیا ہوا مرتد ہوکر دارالحرب مین جا ملے پہر مع مال پکڑا جاوے تو کتابت کا عوض مالک کو ملیگا اور جسقدر عوض کتابت سی زائد بچیگا وہ مکاتب مذکور کے وارثونکو پہنچیگا اور اگر خاوند بی بی دونون مرتد ہوکر دارالحرب مین جا ملین اور اونکے بیٹا ہو اور اوس بیٹے کے بیٹا پیدا ہو پہر مسلمانونکی فتح ہو اور یہ سب پکڑے جاوین تو بیٹا اور پوتا مرتد کا مال غنیمت ہونگے اور بیٹے پر مسلمان ہونے کے لیے زبردستی کیجاویگی مگر پوتے پر نکیجاویگی اور جو لڑکا کہ عاقل ہو اوسکا مرتد ہونا صحیح ہی جیسے مسلمان ہونا درست ہے اور اسطرح کے مرتد لڑکے پر مسلمان ہوجانیکو زبردستی کیجاویگی جان سے نمارا جاویگا

باب باغیون کے بیان مین (جو بادشاہ اسلام کی فرمانبرداری سے باہر ہوجاوین)

اگر ایک گروہ مسلمانونکا بادشاہ کے فرمان سے نکلکر کسی شہر پر غالب ہوجاوین تو بادشاہ اونکو اپنی اطاعت کے لیے کہے اور جو شبہہ اونکو فرمانبرداری مین ہوگیا ہو اوسکو دور کرے اور اون سے لڑائی شروع کرے (اگرچہ وہ لڑائی کا آغاز نہ کرین) اور اگر اونکی جماعت کوئی اور ایسی ہو کہ یہ لوگ اونکے ساتہ ملکر مضبوط ہوجاوینگے تب تو جو شخص ان باغیون مین کا زخمی ہو اوسکو جان سے مار ڈالے اور جو بہاگے اوسکا پیچہا کرے اور اگر ایسی جماعت اور نہو تب نہ زخمی کو مارے نہ بہاگنے کا پیچہا کرے - اور اونکی اولاد کو

قید نکرے اور اونکے مالونکو نظر بند کرے یہانتک کہ وہ توبہ کرین اور اگر غازی کو باغیون کے ہتھیارون اور گھوڑون کی حاجت ہو تو کام مین لاوے (یعنے ضرورت کے وقت اونکا استعمال مین لانا درست ہی) اور اگر ایک باغی اپنے جیسے باغی کو مار ڈالے پہر انکی شکست ہو جاوے تو قاتل پر نہ قصاص لازم ہوگا نہ خونبہا۔ اور اگر باغی قوم کسی شہر پر غالب ہو جاوے اور کوئی شہر والا دوسرے شہری کو مار ڈالے پہر وہ شہر مفتوح ہو تو شہری قاتل اوس مقتول کے قصاص مین مارا جاویگا اور اگر کوئی عادل (یعنے بادشاہ کی اطاعت والا) باغی کو مار ڈالے یا باغی اوسکو مار ڈالے اور باغی یہہ کہے کہ مین حق پر ہون (یعنے بادشاہ کی فرمانبرداری نکرنے مین اور یہہ شخص جو بادشاہ کی طرف تھا اوسکے مار ڈالنے مین حق میری طرف ہے) تو قاتل مقتول کا وارث ہوگا (یعنے اگر دونون مین کوئی قرابت ورثہ پانے کی ہو گی تو اسطرح کے قتل سے ترکے سے محروم نہوگا اور اگر باغی یہہ کہے کہ مین باطل پر ہون اور اعتقاد اپنے باطل پر ہونیکا رکہتا ہووے تو وہ مقتول عادل کا وارث نہوگا۔ اور اہل فتنہ کے ہاتھہ (مثلاً باغیون اور رہزنون اور اہل حرب کے ہاتھہ) ہتھیارونکا بیچنا مکروہ ہی اور اگر یہہ معلوم نہو کہ خریدار اہل فتنہ مین سے ہی تو مکروہ نہین

کتاب اللقیط

اسمین لقیط کا بیان ہی (یعنے اوس بچے کا جو پڑا ہوا ملے اور اوسکا والی معلوم نہووے) ایسے بچے کا اوٹھا لینا مسلمان کو مستحب ہی اور اگر اوسکے تلف ہونیکا خوف ہو تو اوسوقت اوٹھانا واجب ہی اور وہ بچہ آزاد رہیگا اور اوسکا خرچ بیت المال مین ہوگا اسیطرح اوسکی میراث بیت المال مین رکھی جاویگی اور اوسکے قصورونکا تاوان بہی بیت المال سے ہونگے۔

کتاب اللقیط
یعنے لقیط کا بیان

اور اوٹہانے والے سے اوسکو کوئی نہین لے سکتا اور اوسکا نسب ایک شخص اور دو شخصون سے
ثابت ہوگا (یعنے جو کوئی دعوی کرے کہ یہہ میرا لڑکا ہی نسب اوس سے ثابت ہوگا گو مدعی
دو ہون) اور اگر دونون مدعیونین سے کوئی ایسی نشانی بتا دے جو اوس لڑکے مین موجود ہو
تو وہ شخص اس بچے کا زیادہ مستحق ہوگا (نسب کے ثابت ہونے مین) اور اگر ذمی دعوی
کرے کہ میرا ہی تو ذمی سے نسب ثابت ہوگا لیکن وہ بچہ مسلمان رہیگا بشرطیکہ وہ بچہ ذمی کے
مکان اور محلے مین نہ ملا ہو (اور اگر ذمیون کے مکان مین پایا ہوگا تو ذمی ہوگا) اور اگر
غلام اوسکا دعوی کریگا تو نسب غلام سے ثابت ہوگا مگر وہ بچہ آزاد ہوگا الا اوس صورت مین
کہ گواہون سے ثابت ہو جاوے (کہ یہہ لڑکا فلان غلام کا ہی تب البتہ غلام ہوگا) اور اگر
اوس بچے کے ساتھہ کچھ مال پایا جاوے تو وہ اوس بچے ہی کا ہے اور اوٹہانے والے کو
اوس بچے کا نکاح کرنا اور بیچنا اور کرایہ دینا درست نہین (یعنے اوٹہانیوالے کو بچے پر
نکاح کر دینے کی ولایت نہین نہ اسباب کا اختیار رہے کہ اوسکے مال کو فروخت
کرے یا اوسکو کرایہ دے ہان (یہہ ہو سکتا ہی کہ اوسکو کسی پیشے مین سونپ دے
تا کہ وہ کام سیکہہ جاوے) اور اگر اوسکو کوئی چیز ہبہ کرے تو لے لیوے۔

کتاب اللقطہ

یعنی پڑی ہوئی چیز کے پانے کے بیان مین پائی ہوئی چیز حکم مین امانت ہی
(یعنی اگر وہ پانے والیکے پاس سے جاتی رہی تو اوسپر اوسکا تاوان لازم نہ آویگا) بشرطیکہ
پانے والے نے اس نیت سے اوٹہائی ہو کہ مالک کو پھیر دونگا اور اس امر پر لوگون کو
گواہ کر دیا ہو۔ اور اوٹہانیوالا اوس چیز کو بتلاتا اور بیان کرتا رہے یہانتک کہ اوسکو
معلوم ہو کہ مالک اب بازپرس نہ کریگا پہر اوس چیز کو خیرات کر دے پہر اگر مالک آجاوے

تو اوسکو اختیار ہی چاہے اوسکی خیرات کردینے کو درست رکھے چاہے اوٹھانے والے سے قیمت لے لے۔ اور جس چار پایے کا کوئی والی نہو اوسکو پکڑ لینا درست ہی مگر اوسکو کھلانا پلانا مفت پڑیگا جیسا کوئی پڑے ہوئے بچے کو کھلاوے پلاوے اور اگر قاضی کے حکم سے چار پائے خواہ بچے کو کھلاویگا تو وہ البتہ مالک کے ذمے قرض ہوگا (اور بچے سے بعد بالغ ہونے کے بھریگا) اور اوٹھائی ہوئی چیز سے اگر نفع مل سکتا ہو تو قاضی اوسکو کرایہ دی اور اوسی میں سے اوسکا خرچ کرے اور اگر اوس سے نفع نہو سکتا ہو تو بیچکر اوسکی قیمت رکھہ چھوڑے۔ اور اوٹھانے والیکو اختیار ہے کہ مالک سے جبتک اپنا خرچہ وصول نکرے تب تک اوس چیز کو روکے رکھے اور پائی ہوئی چیز کو دعوی کرنے والیکے حوالے نکرے جبتک کہ مدعی گواہوں سے اپنی ملک ثابت نکریں پس اگر مدعی کوئی علامت اوس چیز کی بیان کرے کہ اوس سے اوٹھانیوالیکو ظن غالب ہو کہ یہی مالک ہی تو اوسکے حوالے کردینا حلال ہی مگر جبر نہین پونہچتا (یعنے باوجود علامت بیان کرنیکے اگر وہ حوالے نکرے تو اوسپر زبردستی درست نہین) اور اگر اوٹھانیوالا محتاج ہو تو پائی ہوئی چیز سے نفع لے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو خیرات کردے اور اگر اوسکے مان باپ اور بیوی اور لڑکا محتاج ہون تو اونپر صدقہ کردے

کتاب الآبق

یعنے بھاگے ہوئے غلام کے بیان مین۔ بھاگے ہوئے غلام کا پکڑنا مستحب ہی بشرطیکہ اوسکے پکڑنے پر قادر ہو اور جو شخص بھاگے ہوئے غلام کو مدت سفر یعنے تین دن کے فاصلے سے ہٹا کر لاوے تو اوسکو ۴۰ درم اجرت ملیگی اگرچہ غلام کی قیمت ۴۰ درم سے کم ہو اور مدت سفر سے کم فاصلے سے ہٹا کر لاویگا تو اوسی حساب سے اجرت ملیگی (یعنے

ایک دن کے فاصلے سے لاویگا تو ۱۰ درم کی تہائی کا مستحق ہوگا اور دو روزکے فاصلے سے لانے مین دو تہائی کا) اور مدبر اورام ولد مثل غلام کے ہین (یعنے اونکو اگر کوئی فاصلہ تین دن کی راہ سے پکڑ لاویگا تو اُجرت ۴۰ درم لازم ہوگی) اور اگر پکڑ کر لانے والے کے ہاتھ سے غلام بھاگجاوے تو اوسپر تاوان نہوگا اور قیمت دینی نہ آویگی اور پکڑنے والا لوگونکو گواہ کردے کہ مین اس غلام کو اسلیے پکڑتا ہون کہ مالک کے پاس لیجاؤن اور اگر غلام رہن ہو اور بھاگ جاوے اور اوسکو کوئی پکڑلاوے تو اُجرت مرتہن کے ذمے ہوگی اور بھاگے ہوئے غلام پر کچھ خرچ کرنیکا حکم ایسا ہی جیسے پڑی ہوئی چیز پر خرچ کا حال بیان ہوا (یعنے اگر قاضی کے حکم سے اوسپر خرچ کریگا تو وہ مالک کے ذمے قرض ہوگا اور اگر بدون حکم کے کریگا تو مفت کا سلوک ہوگا مالک کے ذمے لازم نہوگا)

کتاب المفقود

اسمین مفقود یعنے گم ہوئے شخص کا بیان ہے۔ مفقود اوس شخص غائب کو کہتے ہین جسکی جگہہ اور موت اور حیات معلوم نہو۔ ایسے شخص کے لیے قاضی ایک آدمی مقرر کردے کہ وہ اوسکا حق (جو لوگون کے ذمے پر ہو) وصول کرے اور اوسکے مال کی حفاظت کرے اور سربراہکاری کرے اور اوس مال مین سے غائب شخص کے اون رشتہ دارون پر جو ولادیا زوجیت رکھتے ہون (یعنے اوسکے مان باپ اور اصول اور اوسکی اولاد اور اوسکی بیوی پر) خرچ کرے اور قاضی اوس مرد کی بیوی کو اوس سے جدا نکرے اور ۹۰ برس کے بعد اوسکی موت کا حکم کرے (یعنے جب اوس شخص کی عمر ۹۰ برس کی ہوجاوے تو حکم کردے کہ وہ مرگیا) اور اوسکی بیوی عدت مین بیٹھے اور اوسکا ترکہ اوسوقت تقسیم ہو اوس سے پہلے نہو اور غائب شخص کسیکا ورثہ نہین پاتا۔ واضح ہو کہ امام مالکؒ کے نزدیک اگر مفقود شخص کی بیوی

جدائی چاہی تو قاضی چار برسکی مہلت دی بعد اوسکے جدا کردے اور دلیل امام اعظم رح کی قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ عورت اوسکی بیوی ہی جبتک کہ اوسکی موت کا حال کہلے اور موت دو طرح کی ہی حقیقی اور حکمی تو ۹۰ برسکی عمر کے بعد موت حکمی ہی کہ غالب یہی ہی کہ مرگیا ہو گا) پس اگر مفقود کے ساتھہ ایسا وارث ہو کہ مفقود کے ہوتے ہوئے محجوب ہوتا ہو (یعنے اوسکو کچہ نہ ملتا ہو) تو اوس وارث کو کچہ نہ دیا جائیگا اسلیے کہ مفقود حکم مین مثل موجود کے ہی تو دوسرے کو ورثہ پانے سے مانع ہو گا اور اگر ایسا وارث ہو کہ مفقود کے ہوتے ہوئے اوسکو کم ملتا ہی دیہہ نہین کہ محروم ہو جاوے) تو اوس وارث کو دو حصونین سی کمتر دیا جاویگا (یعنے ایک حصہ اوس صورتین کہ مفقود موجود ہوا اور ایک حصہ اوس حال مین کہ وہ مرگیا ہو انمین سے جو نسا کم ہو گا وہ وارث مذکور کو دینگے اور باقی کو ملتوی رکہہ چہوڑینگے جیسے حمل کے حصے کو ملتوی رکہہ چہوڑتے ہین (یعنے اگر کوئی شخص مرجاوی اور اوسکی بیوی حاملہ ہو تو اوسکا ترکہ تقسیم کرنے مین حمل کا حصہ جدا کر رکہتے ہین)

کتاب الشرکۃ

اسمین شرکت کا بیان ہی - شرکت دو طرح پر ہے (ایک) شرکت ملک (اور وہ) یہہ ہی کہ دو شخص وراثت کی وجہہ سے یا خریداری کے باعث ایک چیز کے مالک ہوں اور اس شرکت مین ہر ایک اونمین سے اجنبی ہوتا ہی دوسرے کے حصے مین (یعنے بلا اجازت دوسرے کے تصرف نا جائز ہی) اور (دوسری قسم) شرکت معاملہ (ہے) کہ ایک کہے کہ مین نے تجہہ سے فلان چیز مین شرکت کی اور دوسرا کہے کہ مین نے قبول کیا اور پہر اوسکی کئی قسمین ہین ایک کو شرکت مفاوضہ کہتے ہین اگر شامل ہو وکالت اور

کفالت کو (یعنے ہر شخص دوسرے کا وکیل اور کفیل دونون ہو) اور مال اور تصرف اور دین
مین دونون برابر ہون اس سے یہ نکلا کہ شرکت مفاوضہ آزاد اور غلام مین اور لڑکا اور
بالغ مین اور مسلمان اور کافر مین درست نہین اسلیے کہ تصرف مین اور دین مین برابری
نہین اس قسم کی شرکت مین جو چیز ایک شخص مول لیگا وہ مشترک ہوگی مگر اپنے
گھر والونکی خوراک اور پوشاک البتہ مشترک نہوگی اور جو قرضہ کہ انمین سے ایک پر تجارت
کے باعث خواہ غصب اور ضامنی کے سبب لازم ہوگا وہ دوسرے پر لازم ہوگا
اور اگر ایسا مال جسمین شرکت مفاوضہ درست ہے (مثلاً روپیہ اشرفی) ایک شریک
کو کسی نے ہبہ کیا یا ورثے مین ملا تو اوسمین مفاوضہ باطل ہے الا دوسرا اسباب مین مثل
گھوڑے اور کپڑے کے اگر ہبہ یا ورثے مین ایک کو ملے تو شرکت باطل نہوگی اور یہ شرکت
اور شرکت عنان (جسکا بیان آگے آتا ہے) بدون روپیہ اشرفی اور چاندی سونے
کے ٹکڑون کے جنپر سکہ نہو اور پیسون کے جنکا رواج لین دین مین ہوتا ہو درست
نہین (یعنے شرکت مفاوضہ اور عنان مین یہ ضرور ہے کہ دونون شخص برابر روپیہ
خواہ اشرفی خواہ بغیر سکے کی ڈلیان جو مروج ہون خواہ پیسے مروج ملاوین ورنہ درست نہوگی)
اور اگر دو شخص اسطرح کرین کہ ہر واحد اپنا نصف اسباب دوسرے کے نصف اسباب کے بدلے
مین بیچڈالے (اور شرکت مفاوضہ یا عنان کرین تو درست ہے اور یہ صورت شرکت
کے حیلے کی ہے اس حالمین کہ چاندی سونا برابر نملاوین اور اپنے نصف اسباب کو دوسرے
کے نصف کی عوض بیچڈالین تو سب مین شریک ہوجاوینگے) شرکت معاملے کی دوسری
قسم عنان ہے جسمین صرف وکالت ہوتی ہے (کفالت نہین ہوتی) اور یہ اگر مال مین
برابری ہو اور نفع مین نہو یا نفع برابر لین اور مال برابر نہو یا یہ کہ بعض مال مین شرکت ہو

اور بعض مین نہو یا خلاف جنس ہو کہ ایک نے روپیہ دیا اور دوسرے نے اشرفی یا یہ
کہ ہر ایک اونین سے اپنی آپکو جدا جدا رکھے ہر طرح درست ہی۔ اس شرکت مین جونسا شخص
کوئی چیز مول لیگا تو مطالبہ قیمت کا صرف اوسی مشتری سے کیا جاویگا دوسرے
شریک سے نہوگا اسلیے کہ اس شرکت مین کفالت نہین ہان مشتری جو دام چیز کے بائع
کو دیوے اوسمین سے دوسرے شریک سے اوسکے حصہ کے موافق بہرلے (یعنے جتنا اوسکی
طرف سے اسنے دیا ہو وہ اوس سے بہرلے) اور شرکت عنان مین اگر دونون مال ہلاک
ہوجاوین یا مال مشترک خریدنے سے پیشتر ایک مال جاتا رہے دونون صورتونمین باطل
ہوجاتی ہی۔ اور اگر دونون شریکونمین سے ایک اپنے مال کے عوض مین کوئی اسباب خریدے اور
دوسریکا مال تلف ہوجاوے پس جو اسباب خرید ہوگیا ہی وہ دونون مین مشترک ہوگا
اور جسنے مول لیا ہی وہ اپنے شریک کے حصہ کے موافق اسباب کا دام اوس سے لے اور
اگر دو شریکونمین سے ایک کے لیے چند روپیہ نفع مین سے مقرر کردیے جاوین تو شرکت فاسد
ہوجاتی ہی (اسلیے کہ ہوسکتا ہی کہ اون روپیون کے سوا اور کچھہ نفع نہو) اور شرکت
مفاوضہ اور عنان کے دونون شریکونمین سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ مال مشترک کو
بطور بضاعت کسیکے حوالے کرے یا ٹھیکہ دے یا امانت رکھے یا مضاربت پر دیوے یا
کسیکو وکیل کرے اور ہر ایک کا تصرف مال مشترک مین حکم مین امانت کے ہے (یعنے
اگر مال تصرف سے جاتا رہیگا تو اوسکو تاوان دینا نہ پڑیگا اور شرکت معاملہ مین سے
تیسری قسم تقبل ہی اوسکی صورت یہ ہی کہ دو درزی خواہ ایک درزی اور ایک رنگریز
اس شرط پر شریک ہون کہ دونون کام مشترک کیا کرین اور مزدوری جو کچھہ ملے اوسکو
دونون بانٹ لیا کرین پس اس شرکت مین اگر ایک شخص کوئی کام منظور کرلیگا وہ دونونکو کرنا لازم ہوگا

اور جو ایک کماویگا وہ دونوںمین مشترک رہیگا۔ چوتھی قسم شرکت معاملے کی وجوہی
اوسکی یہہ صورت ہی کہ دو شخص بدون مال کے شریک ہون اسطرح کہ اپنے اعتبار سے
مال خریدین اور بیچین (یعنے لوگون سی جان پہچان ہونی کی جہت سی مال بطور قرض خریدین
اور بیچین اور نقد کچہ نہ لگاوین) یہہ شرکت متضمن وکالت کو ہوتی ہی کہ ہر ایک شخص اونمین
سے دوسرے کا وکیل ہوتا ہے) پہر اگر نصفا نصفی کے اقرار سے مال خریدین یا ایک
تہائی اور دو تہائی کی شرط سے تو نفع بہی اسیطرح ہوگا اور زیادتی کی شرط
باطل ہوگی (یعنے اگر آپسمین اقرار کرین کہ مال نصفا نصف خرید کرینگے تو نفع بہی
آدہون آدہ ہی ہوگا اگرچہ اقرار مین نفع ایک زیادہ ٹھہرا لے

فصل اور لکڑیان لانے اور شکار کرنے اور پانی دینے مین یہہ شرکت درست نہین بلکہ جسنے
کام کیا ہو کمائی اوسیکی ہوگی اور دوسریکو اوسقدر مزدوری واجب ملیگی جتنا اوسنے
کام کیا ہوگا (یعنے ایسے کام مین اگر دوسرا شخص رفیق رہا ہو تو اوسکو اوسکے کام کے موافق
حسب دستور مروجہ مزدوری دیجاویگی اور اصل چیز خاص کام کرنے والے کی ہوگی) اور
جس صورتمین کہ شرکت فاسد ہوجاوے تو نفع مال کی مقدار کے بموجب ہوگا اگرچہ زائد کی شرط
کرلی گئی ہو اور معاملہ شرکت دونون شریکونمین سی کسیکے مرجانیسے باطل ہوجاتا ہی اگرچہ مرجانا
حکمی ہو (چنانچہ مرتد جو دار الحرب کو چلا جاتا ہی وہ حکم کے اعتبار سی مرجاتا ہی) اور جایز ہے کہ کوئی
دونون شریکونمین سی دوسرے کے مال کی زکوۃ بدون اوسکی اجازت کے نہ دی پس اگر ہر ایک نے
دوسریکو اپنے مال کی زکوۃ دینے کی اجازت دیدی اور دونون نے ایک ساتھ ادا کی تو جسقدر
دوسریکے مال کی زکوۃ دی ہوگی وہ ہر ایک کو دینی پڑیگی اور اگر ایک ساتھ ندی ہو بلکہ
ایک نے آگے اور دوسرے نے پیچھے تو پچھلے کو ہی اول شخص کے حصے کے

زکوٰۃ کا تاوان لازم ہوگا مفاوضت کے دو شریکون مین سے ایک نے دوسرے کو صحبت کرنے کے لیے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور اوسنے اوس اجازت کے بموجب لونڈی خریدی اور مال مشترک مین سے اوسکا دام دیا تو یہہ لونڈی اوس خریدنے والے کی ہوگی بدون عوض کے (یعنے نصف قیمت لونڈی کی اپنے شریک اجازت دینے والے کو نہ دینے پڑیگی

کتاب الوقف

اسمین وقف کرنیکا بیان ہے۔ وقف اسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک مین روکے رکھے اور اوسکا نفع خیرات کردے (جس چیز کو وقف کرے اوسکو موقوف کہتے ہین اور وقف کرنے والا واقف ہی) واقف کے ملک موقوف پرسے قاضی کے حکم کرنے سے جاتی رہتی ہے (یعنے اگر قاضی حکم کردے کہ اوسکی ملک جاتی رہی تو جاتی رہتی ہے اسلیے کہ جن مسائل مین اختلاف ہوتا ہے وہان قاضی کا حکم یہی حال رکھتا ہے اور وقف مین بہی علما کو اختلاف ہی کہ واقف کی ملک اوسپر سے جاتی رہتی ہے یا نہین پس قاضی کے حکم کے بعد کچہہ شک ملک کے جانیکا نہین رہتا) لیکن واقف کے ملک جانے کے بعد وقف کا مالک کوئی اور نہین ہوجاتا۔ اور وقف پورا نہین ہوتا جبتک کہ اوسپر متولی قبض نکرے اور واقف اوسکو علٰحدہ نکردے (یعنے اگر ایسی چیز ہو جو قسمت ہوسکتی ہو تو واقف کا علٰحدہ کردینا موقوف کو شرط ہی) اور یہہ بہی ضرور ہی کہ وقف کی صورت انجام کو ایسی کردے کہ وہ منقطع نہوجاوے بلکہ جاری رہے (مثلاً اگر چند خاص لوگونپر وقف کرے جنکا کسی زمانے مین

کتاب الوقف

نهونا بهی ممکن هو تو یهه کهدے که اِن لوگون کے نه رهنے کے بعد وقت کے فقیرون یا علما کو اوسکا نفع پهنچے تا که همیشه وقف جاری رهے اور اگر واقف زمین کو مع بیلون اور کهیتی کرنے والون کے وقف کردے تو درست هے اور نیز درست هے وقف کرنا مشاع کا (یعنے ایک تهائی یا نصف زمین کا) بشرطیکه حکم اوسکے جائز هونیکا هو گیا هو (یعنے اگر قاضی حکم کردے که مشاع کا وقف کرنا درست هے تو درست هو جاویگا اسلیے که مشاع کا وقف کرنا مسئلہ اختلافی هے تو جس صورت مین قاضی اوسکے جواز کا فتوی دے تو درست هو گا) اور درست هے ایسے اشیا کا وقف کرنا جنکو ادهر اودهر لیجا سکتے هین اور اونمین پہلے سے وقف هوتا آیا هو (یعنے لوگونکا معمول هو که اون چیزون کو وقف کیا کرتے هون جیسے تبر اور پهاؤڑا اور بسولا اور تابوت اور قرآن مجید اور کتابین) اور موقوف ملک مین نه لائی جاوے اور نه تقسیم کیجاوے اگرچه اپنی اولاد هی پر وقف کیا هو - اور وقف کے پیداوار مین سے اول مرمت اور درستی موقوف کی کیجاوے گو واقف نے اسبات کی شرط نه کی هو اور اگر موقوف کوئی مکان هو تو اوسکی تعمیر اوسکے ذمے هے جو اوسمین رهتا هو اور اگر وه تعمیر سے انکار کرے یا عاجز هو کر نکر سکتا هو تو حاکم تعمیر کردے اور لاگت اوس مکان کی کرایے مین سے لگا وے اور اگر موقوف ٹوٹ جاوے تو اوسکا ٹوٹا ملبه اوسکی تعمیر مین لگایا جاوے اگر ضرورت هو ورنه اوسکو رکهه چهوڑنا چاهیے که دوسری وقت حاجت اوسکی پڑے مگر وقف کے مستحقونکو حاکم اوسکا ملبه تقسیم نکرے - اور اگر واقف وقف کی پیداوار کو اپنی ذات کے واسطے کرلے یا وقف کی ولایت اپنی طرف لے کر متولی خود رهے تو درست هے لیکن اگر وه خیانت کرتا هو تو موقوف کو

اوسکے ہاتھہ سے نکال لینا چاہیے جیسی وصی (اگر خائن ہوتا ہے تو وصی نیا اوسکا موقوف کردیتے ہین اور اوسکی جگہہ دوسری کو مقرر کرتے ہین) گو وقف کرنے والے نے شرط کرلی ہو کہ موقوف کو میرے ہاتھہ سے نہ نکالین

فصل جو شخص مسجد بناوے تو اوسپر سے اوسکی ملک نجاویگی جبتک کہ اوسکو اپنی ملک سے مع راستے کے جدا نکردے اور اوسمین نماز پڑہنے کی اجازت نہ دیدے بعد اجازت کے اگر اوسمین ایک شخص بہی نماز پڑہیگا مالک کی ملک جاتی رہیگی۔ اور جو شخص ایک مسجد بناوے کہ اوسکے نیچے تہ خانہ ہو یا اوپر بالاخانہ اور مسجد کا دروازہ راستے کی طرف کرے اور اوسکو اپنی ملک سے جدا کردے یا اپنی گہر کے اندر ایک مسجد بناوے اور لوگون کو اوسمین آنیکی اجازت دے تو اوس شخص کو اوسکا بیچنا درست ہوگا اور اوس سے ترکہ دوسرے وارثون کو پہنچیگا (یعنے وقفی مسجد کے حکم مین نہوگی) اور جو شخص سقاوہ مثل حوض وغیرہ کی یا مسافرخانہ یا قافلے کے اوترنے کا مکان یا قبرستان بناوے تو اوسکی ملک ان چیزونپر سے نہین جاتی جبتک کہ قاضی حکم ملک کے جاتے رہنے کا نکرے (یعنے صرف واقف کے یہہ کہنے سے کہ مینے اسکو وقف کردیا ملک نجاویگی) اور اگر مسجد کی راہ مین سے کچہہ مسجد مین ملا دیا جاوے یا مسجد مین سے کسیقدر زمین راہ مین شامل کردیجاوی تو درست ہے

الحمد للہ والمنۃ کہ ترجمہ کنز الدقائق کی جلد اول باہ رمضان المبارک ۱۳۰۷ہجریہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام بعد تصحیح کامل اور حرف بحرف مقابلہ کرنے ترجمے کی ساتہہ اصل کتاب عربی کے اتمام کو پہنچی و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلے اللہ علے سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

کتاب البیوع

کتاب البیوع

اسمین خرید و فروخت کے اقسام کا بیان ہی۔ آپس کی رضامندی سے ایک مال کو دوسرے سے بدل لینا بیع کہلاتا ہی اور بیع ایک شخص کے ایجاب کرنے اور دوسرے کے قبول کرنے سے جبکہ دونون بصیغہ ماضی ہون لازم ہو جاتی ہی (مثلاً جب ایک نے کہا کہ مین نے اتنے کو بیچی اور دوسرے نے کہا کہ مینے خرید کی تو بیع لازم ہو گئی اول شخص کے قول کو ایجاب کہتے ہین اور دوسرے کے قول کو قبول) اور اگر (زبان سے ایجاب و قبول نکرین بلکہ) بائع (یعنے بیچنے والا) اپنی چیز حوالے مشتری (یعنے خریدار) کے کر دے اور مشتری دام اوسکے حوالے کرے تب بھی بیع لازم ہو جاتی ہے اور اگر کوئی اون دونون مین سی (تامل کرے اور) قبول کرنے سے پیشتر مجلس معاملہ سے اوٹھ جاوی تو ایجاب باطل ہو جاویگا۔ اور دام اگر سامنے ہون تو اونکی تعداد اور وصف بیان کرنے چاہئین اور اگر سامنے ہون تو ضرورت بیان شمار اور وصف کی نہین (یعنے اگر دام موجود ہون اور مشتری اشارہ کرکے کہ انکے عوض فلان چیز مول لی تو حاجت اسبات کی نہین کہ دام کی مقدار اور وصف بھی بیان کرے اور اگر موجود نہون اور اشارہ نکرے تب لازم ہی کہ شمار اور وصف دونون بیان کرے مثلاً یون کہے کہ دس روپیہ فلانے سکے کی عوض لیتا ہون) اور درست ہی نقد دامون بیچنا اور اودھار بیچنا بشرطیکہ دام کے ادا کا وقت معلوم ہو۔ اور اگر بیع کرنے مین مول کے دام گول مول رکھے تو اوس سی وہی سمجھے جاوینگے جو شہر مین اکثر چلتے ہون اور اگر بہت سے سکے چلتے ہون اور بیان نکرے کہ کون سے سکے کے عوض بیع ہوئی تو یہ معاملہ فاسد ہوگا اور کہانیکی چیزون مثلاً گیہون جو وغیرہ کو تاپکر اور ڈھیری لگا کر اٹکل سے بیچنا اور ایک برتن خاص یا معین باٹ

بوجہ تفصیل نکرنا کہ کون سا روپیہ فواید حامدیہ ۱۲

سے ناپ تولکر بیچنا درست ہی اگرچہ پیمانہ اوسکا ہی اور وزن باٹ کا معلوم نہو
اور اگر کوئی شخص اناج کا ڈھیر مثلاً بیچے ایک درم ٹھہرا کر نیچے تو صرف ایک صاع
کی بیع ہوگی (ڈھیر کی نہوگی) اور اگر بکریونکا گلہ یا کپڑے کا تھان ہر بکری یا گز پیچھے درم
ٹھہرا کر بیچے تو بیع کل کی فاسد ہوگی (یعنے ایک بکری اور ایک گز کی بھی صحیح نہوگی) ہان اگر
اِن صورتونمین بائع تعداد اوسب صاعونکی بکریونکی اور گزونکی کہدیگا تو سبکی بیع درست
ہوگی۔ اگر بائع نے صاعون کی تعداد بتا کر غلہ کا ڈھیر بیچا اور وہ مثلاً ایک
پیمانہ کم نکلا تو مشتری چاہے حصہ رسد داموں سے لے یا (راضی نہو تو) واپس کردے
اور اگر (تعداد سے) زیادہ نکلے تو وہ بائع کا ہی (مشتری کا نہیں) اور اگر (کپڑے کے
تھان مین) ایک گز (مثلاً) کم نکلے تو مشتری چاہے پورے دام کو لیلے خواہ مطلقاً نہ
لے اور اگر زیادہ نکلے تو وہ مشتری کا ہی اور بائع کو اختیار نہیں (کہ چاہے بیچے چاہے نہ
بیچے) اور اگر تھان کی قیمت مین بائع نے کہدیا کہ سنے گز ایکدرم کو ہی (یعنے کل تعداد
گزون کی بھی بتا کر اوسکے دام کہی اور اتنا جملہ اور کہا کہ فی گز ایکدرم کو ہی) اور اس صورت مین
تھان مذکور کم نکلا تو مشتری چاہے حصہ رسد داموں سے لے لے یا فسخ بیع کردے (اور یہی
حال ہی اگر تھان مذکور زیادہ نکلے یعنی خواہ حصہ رسد زیادتی کا دام اوسکے حساب سے
لگا کر زیادہ دیکر لے لے نہیں تو بیع توڑ دے) اور اگر گھر مین سے دس گز زمین بیچے جسکی
جگہہ معلوم نہو تو بیع فاسد ہی لیکن اگر مکان کے سو حصے ہوں اور اونمین سے دس کی بیع
کیجاوے تو فاسد نہوگی (بلکہ جائز ہوگی) اور اگر ایک گٹھری اس شرط پر لی کہ اسمین دس
تھان ہین مگر اوسمین کم یا زیادہ نکلے تو دونوں صورتونمین بیع فاسد ہی اور اسی صورت مین
اگر ہر تھان کا دام جدا جدا نہ بتا ہو یا تو جس صورت مین دس سے کم نکلے تو اوسی مقدار کی بیع

صحیح ہوگی (جتنی گٹھری مین ہونگی) اور مشتری کو اختیار دیا جاویگا (کہ چاہے حصہ رسد داموں سے اتنے تھانوں کو لے خواہ کل نہ لے) اور اگر تھان زیادہ نکلینگے (مثلاً گیارہ یا بارہ) تو بیع فاسد ہوگی (اسلیے کہ اس صورتمین یہ معلوم نہین کہ دسنا جو فروخت ہوئے وہ کونسے ہین) اور اگر تھان کو یون خریدا کہ دس گز کا ہے فی گز ایک روپیہ کے حساب سے اور وہ ساڑہے دس گز کا نکلا تو مشتری کو دس روپیہ کے عوض لینا ہوگا اور پہیر دینے کا اختیار نہوگا اور اگر ساڑھے نوگز نکلیگا تو نو روپیے کو لینا ہوگا (اس اختیار کے ساتھ کہ چاہے لیلے چاہے نہ لے) **فصل** گہر کی فروخت مین دیوارون کی نیو ین اور کنجیان اور زمین کی بیع مین درخت بدون ذکر کیے آجاتے ہین لیکن زمین کی بیع مین اسمین کی زراعت اور درخت کی بیع مین اوسکا پہل بدون ذکر کیے شامل نہین ہوتا اور اگر زمین اور درخت کی فروخت مین ذکر کھیتی اور پہل کا نہ آوے تو بائع کو کہا جاویگا کہ اپنی کھیتی اور پہل کاٹ لے اور زمین خواہ درخت حوالے کر اور پہل کا بیچنا درخت پر خواہ وہ کارآمد ہوگیا ہو (یعنے گدرا گیا ہو) یا نہوا ہو درست ہے اور مشتری اوس پہل کو اوسیوقت توڑلے اور اگر بیع مین شرط کریگا کہ پہلونکو درختو نپر رہنے دونگا تو بیع فاسد ہوگی (اور امام شافعیؒ کے نزدیک ایسے پہلون کی بیع جو کارآمد نہوئے ہون درست نہین اور امام اعظمؒ کی دلیل قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ جو شخص نر کا شگوفہ ڈالنے کے بعد خرمے کا درخت خرید کرے تو اوسکا پہل بائع کو ملیگا مگر اوس صورتمین کہ مشتری شرط کرلے کہ پہل بھی مین لونگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خرمے کا پہل نر کا پہول ڈالنے کے بعد بیع کرنا درست ہے حالانکہ اوسوقت وہ پہل کسی کام کا نہین ہوتا نہ گدراوے) اور درخت پر سے پہلون کی بیع مین اگر بائع چند سیر معلوم علیحدہ رکہے (مثلاً کہے کہ

چار سیر نہ بیچونگا) تو درست ہی۔ اسیطرح صحیح ہی بیچنا گیہون کا بالی مین اور لوبیے کو چھلکے کے اندر۔ اور مبیع (یعنی بکی ہوئی چیز) کے ناپنے کی مزدوری بائع کے ذمے ہوگی اور داموں کے پرکھنے اور تولنے کی مشتری کے ذمے اور جو شخص کچھ اسباب نقد کے عوض فروخت کرے تو اول اسباب مشتری کے حوالے کرے اور اگر ایسا نہو (یعنے اسباب ہی کے عوض مین اسباب فروخت کرے) تو دونون ایک ساتھ ایک دوسرے کو چیز حوالے کرین (اسلیے کہ دونون اسباب قیمت بھی ہوسکتے ہین اور اسباب بھی تو ساتھ ہی دینے چاہئین)

باب جاکر بیچنے کے بیان مین (یعنے بائع اور مشتری کو اختیار ہونا کہ چاہین بیع رکھین چاہین نہ رکھین) بائع اور مشتری دونون کو خواہ ایک کو تین دن کا یا اس سے کم کا اختیار درست ہی اور اگر زیادہ کا ہوگا تو زیادتی جائز نہوگی اور اس صورتین بھی اگر تین دن کے اندر بیع کے معاملے کو درست رکھینگے تو صحیح ہوگا۔ اگر اس شرط پر بیچا کہ تین دن تک اگر دام ندونگا تو بیع نہوگی تو یہ شرط جائز ہی اور چار دن کی اگر قید لگاویگا تو درست نہوگی لیکن (باوجود چار دن کی قید کے) اگر قیمت تین دن کے اندر ادا کردیگا تو بیع درست ہو جاویگی (اسلیے کہ اگرچہ چار دن کا نام زبان سے لیا تھا مگر دام تین ہی دن مین دیدیے تو گویا تین ہی دن کی شرط تھی) بائع کا اختیار مبیع کو اوسکی ملک سے باہر نہین ہونے دیتا اور مشتری کے لیجانیکے بعد اگر ہلاک ہوگی تو اوسکی قیمت دینی آویگی (جاننا چاہیے کہ جو دام چیز کا مشتری اور بائع مین ٹھہرتا ہے اوسکو ثمن کہتے ہین اور وہ چیز جتنے کی بازار مین ہو اوسکو قیمت کہتے ہین پس جس صورتمین بائع کا اختیار ہو اور مشتری چیز لیجاوے اور اوسکے پاس سے جاتی رہے تو مشتری کو ثمن دینا نہ آویگا بلکہ قیمت بازار کی دینی پڑیگی) اور مشتری کا اختیار بائع کی ملک سے نکلنے

باب جاکر بیچنے کے بیان مین

کا مانع نہین مگر مشتری بہی اوسکا مالک نہین ہوتا اور اس صورتمین اگر مبیع جاتی رہیگی
تو مشتری کو ثمن دینا پڑیگا جیسے مبیع کے عیبدار ہونیکی صورتمین ہو (یعنے اگر مشتری کا
اختیار تہا اور وہ مبیع کو لیکر چلا آیا اور اوسکے پاس آکر مبیع مین کچہہ عیب ہوگیا تو اس
صورت مین بہی اسکو زر ثمن دینا پڑیگا بازار و قیمت نہ لیجائیگی) اگر ایک مرد کی منکوحہ لونڈی
تہی اوسنے اوسکے مالک سے اوسکو اختیار پر خریدا تو نکاح ابہی باقی رہیگا (اسواسطے کہ وہ
لونڈی اختیار کے باعث ابہی اسکی ملک مین نہین آئی کہ نکاح ٹوٹ جاوے) پس اگر وہ شخص
اوس سے صحبت کرے تو اس صورتمین بہی اوسکو اختیار واپس کر دینے کا ہو (اسلیے کہ یہہ صحبت
پہلے نکاح کے سبب سے ہی نہ اوس بیع کے پسند ہونیکے لیے) اور جس شخص کو اختیار ہو وہ دوسرے
کے پیٹہہ پیچہے اگر معاملے کو جائز رکہے تو درست ہو اور اگر فسخ کریگا تو درست نہوگا (یعنے
بائع و مشتری مین سے جسکو اختیار ہو تو فسخ معاملے کے لیے دوسرے کا بہی موجود ہونا
چاہیے) اور اگر جس شخص کو اختیار تہا وہ مرجاوے یا مدت اختیار کی یعنی تین دن گذر جاوین
تو عقد بیع کامل ہوجاتی ہی اور اگر مبیع بردہ ہو اور مشتری اوسکو آزاد کردے یا آزادی کے
متعلق باتین اوسکے ساتہہ کرے (مثلاً اوسکو مکاتب یا مدبر کرے) یا مبیع کی ملکیت کی
جہت سے اوسکے پاس کی زمین شفعے کی راہ سے لیوے تو اس سے بہی اگر مشتری نے اختیار
لے رکہا تہا بیع پوری ہو جاویگی اور اگر مشتری دوسرے کے اختیار کی شرط کرے (مثلاً
کہے کہ زید اگر پسند کریگا تو بیع منعقد ہوگی ورنہ نہوگی) تو درست ہو اور اس صورتمین مشتری
اور زید مین سے جو نسا بیع کو جائز یا فسخ کر دیگا درست ہوگا اور اگر ایک جائز رکہے اور
دوسرا فسخ کرے تو پہلے والے کی بات کا اعتبار ہوگا اور اگر دونون کی بات ایک ہی
ساتہہ ہوئی ہوگی تو بیع فسخ رہیگی - اور اگر بائع دو غلامونکو اس شرط پر بیچے کہ ایک

مین جسکو اختیار ہی اور اوسکو علحدہ اور معین کردے تو یہہ اختیار درست ہوگا ورنہ درست
نہوگا - اور معین کرنیکا اختیار چار سے کم مین درست ہی (یعنے اگر تین چیزون مین اختیار
لیگا کہ جونسی چاہون لے لون تو درست ہوگا اور چار چیزون مین جائز نہوگا جیسے اختیار
تین دن کا درست ہی زیادہ کا نہین) اور اگر دو مشتریون نے اختیار کی شرط پر کوئی چیز
مول لی اور ایک اونمین سے راضی ہوگیا تو دوسرا بھی واپس نہین کرسکتا (یعنے
اوسکا اختیار بھی جاتا رہا) اور اگر ایک غلام اس شرط پر لیا کہ وہ نانبائی یا کاتب
ہے اور اوسکے خلاف نکلا تو مشتری چاہے پورے دامون کو لے لے یا پھیر دے
(اسلیے کہ یہہ امور وصف ہین انکے عوض مین دام نہ گھٹیگا)

باب دیکھنے کے اختیار کے بیان مین - جس چیز کو مشتری نے ندیکھا ہو اوسکا خرید لینا
درست ہی مگر دیکھنے کے بعد اوسکو پھیر دینے کا اختیار ہے گو پہلے راضی ہوچکا ہو اور
اگر بائع اپنی چیز بن دیکھی بیچدے تو اوسکو دیکھنے کے بعد یہہ اختیار نہین کہ مشتری سے
واپس کرلے - اور دیکھنے کا اختیار اونہین باتون سے باطل ہوتا ہے جنسے شرط کا
اختیار جاتا رہتا تھا (یعنے اختیار والے کے مرجانے یا تین دن گذر جانے وغیرہ
سے دیکھنے کا اختیار جاتا رہتا ہی) اور غلے کے ڈھیر اور غلام کے منہ کا دیکھنا اور جانور کے
منہ اور پیٹھے کا دیکھنا اور لپٹے ہوئے کپڑے کے اوپر کی تہ دیکھ لینی اور گھر کو اندر سے دیکھنا
کافی ہی (یعنے انکے دیکھنے کے بعد اختیار دیکھنے کے وجہ سے پھیر نہ سکیگا) اور مبیع کے
لینے کے واسطے (اگر مشتری نے کسی کو وکیل کیا ہو تو) وکیل کا دیکھنا مثل مشتری کے
دیکھنے کے ہی (اختیار کے دور ہوجانے مین) مگر قاصد مشتری کا دیکھنا کافی نہین
(یعنے اگر مشتری نے کسیکے ہاتھ پیام کہلا بھیجا ہو تو وہ اگر مبیع کو دیکھ لیگا تو اوسکے

سو مشتری کا اختیار نجاویگا (انتہا) اگر بیع کا معاملہ کرے اور کوئی چیز مول لے تو درست
ہی اور جب وہ کسی چیز کو ٹٹول لے یا سونگھ لے یا چکھ لے (یعنے ایسی چیزون کو جنکا حال
ٹٹولنے خواہ سونگھنے خواہ چکھنے سے معلوم ہوجاتا ہو یا زمین کا حال اوس سے بیان
کردیا جاوے (کہ اسطرح کی ہے) تو اوسکا اختیار دیکھنے کا جاتا رہتا ہے اگر دو تھان خریدے
جنمین سے ایک کو خریدنے کے پیشتر دیکھ لیا تھا اور دوسرے کو بعد خریدنے کے دیکھا تو
ہوسکتا ہی کہ وہ دونون کو دیکھنے کے اختیار سے واپس کردے - اور دیکھنے کا اختیار
اور شرط کا اختیار ورثہ مین نہین آتا (یعنے اگر اختیار والا مرجاتا ہے تو اوسکے
وارث کو اختیار نہین رہتا کہ مبیع کو واپس کردے) مشتری نے اپنی دیکھی ہوئی
چیز کو مول لیا پس اگر اوسکا حال کچھ کا کچھ ہوگیا ہو تب تو مشتری کو دیکھنے کا اختیار ہوگا
اور اگر جون کی تون ہو تو اختیار نہوگا - پھر اگر مشتری کہے کہ مبیع کا حال بدل گیا اور
بائع کہے کہ نہین بدلا تو بائع کا قول معتبر ہے اور اگر دیکھنے مین دونون کا اختلاف ہو تو
مشتری کا قول معتبر ہے (مثلاً مشتری کہے کہ مینے بن دیکھے خریدا ہے اور بائع کہے
کہ دیکھکر خرید کیا ہے تو مشتری کی بات مانی جاویگی) اور اگر ایک گٹھری تھانون کی
مول لی اور اوسمین سے ایک تھان بیچڈالا یا کسیکو ہبہ کرکے اوسکے حوالے کردیا
تو اب عیب کے سبب تو پھیر سکتا ہے مگر دیکھنے کے اختیار اور شرط کے اختیار سے
واپس نہ کرسکیگا (اسلیے کہ ایک تھان مین تصرف مالکانہ کرنیسے اسکا اختیار جاتا رہا)
باب عیب کی سبب سے اختیار ہونیکے بیان مین - مشتری اگر مبیع مین کچھ نقصان پاوے
تو چاہے پورے دام کو لے لے خواہ واپس کردے - اور عیب اوس نقصان کو کہتے ہین
جسکے مبیع مین ہونے سے سوداگرون کے نزدیک اوسکی قیمت کم ہوجاوے (جیسے غلام

لونڈی میں بھاگنا اور بچھونے میں موت دینا اور چوری کرنا اور دیوانہ پن ہی اور خاص لونڈی
میں منہ کی بدبو اور بغل کی بدبو اور زنا کار ہونا اور حرام کی اولاد ہونی ہے اور یہ
چاروں چیزیں غلام میں عیب نہیں اور کافر ہونا دونوں میں عیب ہی اور حیض کا نہونا
اور بیماری کا خون جاری رہنا اور پرانی کھانسی اور دوسرے کا قرضدار ہونا اور بال اور
بال آنکھہ میں ہونا عیب ہی پس اگر مشتری کے پاس آکر مبیع میں ایک اور عیب پیدا ہو جاوے
تو مشتری پہلے عیب کا دام بائع سے پھیر لے یا اگر بائع مبیع کے پھیر لینے پر راضی ہو تو
پھیر دوے۔ اور اگر مشتری نے ایک تھان خرید کر قطع کیا پھر اوسمین عیب معلوم ہوا تو
جسقدر عیب سے نقصان ہو وہ دام بائع سے پھیرلے اور اگر بائع قطع کیے ہوئے تھان کو
لینا منظور کرے تو اوسے اختیار ہے کہ پھیر لے اور اگر مشتری قطع کے بعد تھان کو بیچ ڈالے
تو اب نقصان کا عوض بائع سے نہیں لے سکتا۔ اگر کپڑا لیکر قطع کرکے سیا یا اوسکو رنگ لیا
یا ستو لیکر اوسمین گھی ملایا پھر کپڑے میں خواہ ستو میں عیب معلوم ہوا تو نقصان
کا عوض بائع سے پھیرے جیسے اس صورت میں کہ عیب دیکھکر مبیع کو بیچ ڈالے یا
مبیع جو غلام عیبدار تھا مر جاوے یا مشتری اوسکو مفت آزاد کرے (تو نقصان کا عوض
بائع سے لیویگا) اور اگر مشتری غلام عیبدار کو مال کے بدلے آزاد کردے یا اوسکو
جان سے مار ڈالے یا کھانا مول لیا تھا اوسکو کھالے یا اوسمین سے کسیقدر کھالی تو
نقصان کا عوض کچھ نپاویگا۔ اور اگر کسی نے انڈے یا کھیرے یا اخروٹ مول لیے
اور توڑنے سے ایسے خراب نکلے کہ کچھہ کارآمد ہوں تب تو مشتری نقصان کا عوض
بائع سے پاویگا اور اگر بالکل کارآمد نہوں تو تمام دام بائع سے پھیرلیگا۔ اور اگر مبیع
کو مشتری نے بیچ ڈالا اور وہ کسی عیب کے باعث قاضی کے حکم سے مشتری کے پاس

واپس آئی تو مشتری نے جس سے اسکو مول لیا ہو اوسکو پہیر دے اور اگر مشتری نے اوس چیز کو آپس کی رضامندی سے پہیر لیا ہو (قاضی کے حکم سے نہ پہیرا ہو) تو اب بائع اول کو واپس نہین کر سکتا ۔ اگر مشتری نے مبیع کو قبضہ مین لا کر دعوی کیا کہ اسمین عیب ہی تو اوسپر ثمن ہکے دینے کے لیے جبر نکیا جاویگا لیکن اوسکو چاہیے کہ گواہ پیش کرکے عیب ثابت کرے یا اپنے بائع سے عیب ہونے کی قسم لے پہر اگر مشتری کہے کہ میرے گواہ شام مین ہین (یعنے دور ہین آ نہین سکتے) تو ثمن بائع کے حوالے کرے بشرطیکہ بائع قسم کہالے اگر مشتری دعوی کرے کہ جو غلام مینے لیا ہی وہ بہگوڑا ہی تو بائع سے قسم نہ لیجاوی جبتک کہ مشتری اسبات کی گواہ نلاوے کہ یہ غلام میرے پاس سے بہاگا ہی اور جب وہ گواہ پیش کر دے تو بائع سے یہ قسم لیجاوے کہ بخدا میرے پاس کبہی نہین بہاگا تہا (اسلیے کہ اول تو یہ چاہیے کہ مشتری بہاگنے کا عیب غلام مین ثابت کر دے اس سے ہی ضرورت اوسکے گواہونکی ہوئی جب وہ عیب ثابت ہو چکا تو اب بائع اسباتکی قسم کہاوے کہ یہ عیب میرے پاس نتہا اب نیا پیدا ہوا ہی اس عیب کے سبب سے مشتری کا حق پہیرنے کا نہین) اور مقبوض چیز کی مقدار مین قول قابض کا (یعنے مشتری کا) معتبر ہی (مثلا مشتری نے ایک تہان لیا اور عیب کے باعث اوسکو پہیرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ یہ بیس گز کا تہا اور مشتری نے کہا کہ اٹہارہ گز تو مشتری ہی کا قول معتبر ہے) اگر دو غلام ایک عقد مین مول لیے اور ایک پر قبضہ کیا اور دونون مین سے کسی مین عیب معلوم ہوا تو چاہی دونون کو لے یا دونون کو پہیر دے (اسلیے کہ جب ایک عقد مین لیے ہین تو دونون کا حکم ایک چیز کا ہے) اور اگر ایسی چیز مول لی جو ناپ یا تول سے بکتی ہے اور اوسمین سے کسیقدر مین عیب پایا تو خواہ سارے کو واپس کر دے خواہ سبکو لے لے (یہ نہین ہو سکتا کہ اچہے کو

رہنی دی اور عیبدار کو واپس کرے) اور اگر مبیع مین سے کسیقدر دوسرے کی ملک نکل
آوی تو مشتری کو اختیار نہو گا کہ باقی مبیع کو بائع کو پھیر دے ہان اگر مبیع کپڑا ہو کہ
اوسمین تھوڑا دوسریکا ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا (کہ باقی کو واپس کردے اسلیئے کہ
ایک کپڑے مین شرکت ہونے سے اوس سے نفع نہین لے سکنے کا) اگر کپڑا مول لیکر عیب
دیکھا اور اوسکو پہن لیا یا عیبدار سواری پر اپنے کام کو سوار ہوا یا اوسکے مرض کا
علاج کیا تو اس سے عیب پر راضی ہونا پایا جاویگا اور اگر سواری کے پانی پلانے کو یا
بائع کے پاس لیجانے کو یا اوسکے لیے گھاس خریدنے کو سوار ہوا ہوگا تو اس سے رضامندی
عیب کی نہ معلوم ہوگی اور اگر (مبیع غلام نے بائع کے یہان چوری کی تھی اور عیب)
مشتری نے اوسپر اپنا قبضہ کیا تو اوس چوری کی علت مین اوسکا ہاتھ کاٹا گیا تو مشتری
اوس غلام کو پھیر دی اور بائع سے قیمت واپس لے ۔ اور اگر بائع نے بیع کے وقت کہدیا کہ
مین مبیع کے سب عیبون سے بری ہون گو سبکا نام نلیا تو یہہ کہنا درست ہوگا اور
پھر عیب کی جہت سے پھیر نہ سکیگا (یعنے اگر اوسنے اول کہدیا کہ مبیع مین جو عیب ہو
مجھسے سروکار نہین نہ اوسکا مواخذہ مجھسے چاہیے تو اگرچہ وہ سب عیبون کا نام
نلی تاہم کسی عیب کی جہت سے مشتری کو اختیار مبیع کے پھیرنے کا نہین رہتا)

باب بیع فاسد کے بیان مین ۔ بیع مردار کی اور خون اور سور اور شراب اور
آزاد شخص اور ام ولد اور مدبر اور مکاتب کی ناجائز ہے پس اگر یہہ چیزین مشتری کے
پاس جاتی رہینگی تو انکی قیمت نہ دینی پڑیگی ۔ اور مچھلی کو شکار کرنے سے پہلے بیچنا
اور ہوا مین اوڑتے جانور کو اور پیٹ مین کے بچے کو اور اوس بچے کے بچے کو اور تھنون مین
اندر دودہ کو اور سیپ کے اندر موتی کو اور بکریون کی پیٹھ پر اون کو اور چھت کے اندر

کی ایک کردی کو اور تھان مین سے ایک گز کو فروخت کرنا اور شکاریکا اسطرح بیچنا کہ جو
اسدفعہ میرے جال مین آوے اوسکو اتنے کو بیچتا ہون یہہ سب صورتین ناجائز ہین
اسلیے کہ مبیع سب صورتون مین معلوم نہین اسلیے بیع فاسد ہی اور بیع مزابنت درست
نہین (اور صورت اوسکی یہہ ہی کہ درخت پر کے میوے کو ٹوٹے ہوئی میوے کی ساتھ
انکل سے بیچے) اور نہ ملامست درست ہی (کہ بائع یا مشتری کہے کہ اگر مین تجھکو یا تیرے
کپڑے کو ہاتھ لگادون تو بیع ہم مین اور تم مین ہو جاوے) اور کنکر مارنے سے
بھی بیع ناجائز ہے (اسطرح کہ بائع یا مشتری کہے کہ اگر مین اس مبیع پر یا تجھپر کنکر مارون
تو ہم مین بیع لازم ہو جاوے یہہ تینون عقد کافرونکی معمول تھین کہ بدون رضامندی
ایک طرفکے لازم ہو جاتی تھین یہہ سب فاسد ہین) اور دو کپڑون مین ایک کو فروخت کرنا
(اسطرح کہ معین نکرے کہ کونسا فروخت کرتا ہون) اور چراگاہ کو بیچنا اور اوسکو ٹھیکہ دینا
اور شہد کی مکھی کا فروخت کرنا جائز نہین اور ریشم کے کیڑے کو اور اوسکے انڈون کو
بیچنا درست ہی۔ اور بھاگے ہوئے غلام کی بیع جائز نہین لیکن اگر ایسے شخص کے
ہاتھ بیچے جسکے پاس اوس غلام کے ہونیکا گمان ہو تو درست ہی عورت کے دودھ
کی بیع اور سور کی بالون کی درست نہین ہان بالون کو موزی وغیرہ کے سینے مین استعمال
کرنا درست ہی۔ اور آدمی کے بالونکا بیچنا اور اونسے کوئی کام لینا درست نہین
مردہ جانور کی کہال کو دباغت[1] سے پہلے بیچنا درست نہین اور بعد دباغت کے
اوسکو بیچنا اور کام مین لانا درست ہی۔ اسطرح مردار جانور کی ہڈی اور پٹھے اور اون
اور سینگ اور بالون سے نفع لینا جائز ہی۔ بالاخانہ جو گر گیا ہو اوسکی[2] بیع اور پانی کے
بہنے کی حق کو بیچنا اور اوسکا ہبہ کرنا اور لونڈی کی بیع جو بیچنے کو غلام معلوم ہو

[1] یعنی جس چیز سے کہ کہال سے ناپاکی سب اوسکے دور کرسکین اوسکو دباغت کہتے ہین ۱۲

[2] یعنی مکان کے اوپر بالاخانہ بنانے کے حق کو فروخت کرنا درست نہین اسلیے کہ حق محض ہے اور وہ مال نہین ۱۲

اور غلام کی بیع جو پیچھے کو لونڈی معلوم ہو درست نہین (یعنے ایک بردہ اس شرط سے لیا کہ لونڈی ہے پہر معلوم ہوا کہ وہ غلام تہا یا اسکا اولٹا ہوا کہ غلام جانکر لیا اور لونڈی نکلی تو بیع درست نہوئی) بیع کو کمتر قیمت پر خریدنا وصول قیمت سے پیشتر درست نہین ہان اگر بیع کے ساتھ کوئی اور چیز ملی ہو تو اوسمین ایسا کرنا جائز ہے (اس مسئلے کی صورت یہہ ہی کہ بائع نے ایک گھوڑا ۱۰۰ کو بیچا اور ہنوز اوس سے دام نہین لیا کہ اوسی گھوڑے کو ۵۰ کے عوض اوس سے خرید لیا تو یہہ پچھلی بیع ناجائز ہوئی اسلیے کہ ۵۰ مشتری سے مفت لیتا ہے اور اگر اوس گھوڑے کے ساتھ دوسرا گھوڑا مثلاً مشتری سے خرید کیا تو بیع مذکور درست ہوگی) تیل کو اسطرح بیچنا کہ مع برتن تول لینگے اور ہر برتن کے عوض پانچ دھڑی کم کردینگے (برتن اوسقدر ہو یا نہو) درست نہین ہان اگر یہہ ٹھہری کہ جسقدر خالی برتن کا وزن ہوگا اوسقدر تیل مین سے کم کردینگے تو درست ہی اگر بائع اور مشتری تیل کی مشک کے وزن مین اختلاف کرین (کہ مشتری کہے کہ دو سیر ہے اور بائع ایک سیر بتادے) تو مشتری کا قول (قسم کے ساتھ) معتبر ہوگا۔ اور اگر مسلمان کسی ذمی کو شراب خریدنے اور بیچنے کو کہدے تو درست ہی۔ لونڈی کو اس شرط پر بیچنا کہ مشتری اوسکو آزاد کردے یا مدبر یا مکاتب یا ام ولد بنادے درست نہین۔ لونڈی کو بیچنا اور اوسکے پیٹ کے بچے کو نہ بیچنا یا اس شرط پر بیچنا کہ ایک مہینا بائع اوس سے خدمت لیگا درست نہین مکان کو اس شرط سے بیچنا کہ بائع اوسمین رہا کریگا یا مشتری کچھہ روپیہ بائع کو قرض دی یا اوسکو کچھہ تحفہ بھیجے یا اتنی مدت کے بعد حوالے مشتری کے کریگا اوس وقت تک اپنے تصرف مین رکھیگا یا کپڑے کو اس شرط سے بیچا کہ بائع اوسکو قطع کرکے

کرتہ سیدی درست نہین ہے۔ جوتی کو اس شرط سے مول لینا کہ بائع اونکو کاٹ کر برابر کر دے
اور اوسمین تسمہ لگادے درست ہے۔ قیمت کے ادا کے لیے یہہ کہنا کہ نوروز اور مہرگان
اور نصاری کے روزون اور یہودیون کی عید تک دینگے درست نہین بشرطیکہ بائع
ومشتری کو یہہ دن معلوم نہون (جاننا چاہیے کہ جب گرمی سے پیشتر دن اور رات
برابر ہوتے ہین اوسدن کو نوروز کہتے ہین اور جاڑے سے پیشتر اگر برابر ہوتے ہین تو
اوسکو مہرگان کہتے ہین) اور جائز نہین یہہ کہنا کہ حاجیون کی آمد تک اور کھیت کٹنے
اور دائین چلنے اور میوہ ٹوٹنے تک دینگے اور اگر ان وقتون تک کسیکا ضامن ہو
تو درست ہے۔ اور اگر وعدہ ان وقتون تک کیا اور ہنوز یہہ وقت نہین آئے تھے
کہ مدت کو ساقط کر دیا (یعنے دام پہلے دیدیے) تو درست ہوجاویگا۔ اور اگر بائع
آزاد اور غلام کو ملاکر بیچے یا ذبح کی ہوئی بکری اور مردار کو ایک ساتھ کرکے بیع کری
تو دونون کی بیع باطل ہے۔ اور اگر غلام کو مدبر کے ساتھ خواہ کسی دوسرے
غلام کے ساتھ ملاکر فروخت کرے یا اپنے ملک کو وقف کے ساتھ ملاکر بیچے تو
غلام اور ملک کی بیع درست ہوگی (مدبر اور دوسرے کے غلام اور وقف کی بیع نہوگی)

فصل جس صورت مین کہ بیع فاسد ہو اور مشتری بائع کی اجازت سے مبیع پر
قبضہ کرے اور مبیع اور ثمن دونون مال ہون تو مشتری مبیع کا مالک ہوجاتا ہے مگر
قیمت بازار دینی آتی ہے (ثمن جو آپسمین ٹھہرا تھا نہین دینا آتا) اور مشتری اور
بائع مین سے ہر ایک کو اوس بیع کے فسخ کر دینے کا اختیار ہو لیکن اگر مشتری مبیع
کو کسی اور کے ہاتھ بیچدے خواہ ہبہ کر دے یا (مبیع غلام ہو اور اوسکو آزاد کر دیا
(زمین مبیع پر عمارت بنالے تو ان صورتون مین) فسخ نہین کر سکتا (بیع فاسد مین)

مشتری کو اختیار ہی کہ مبیع کو روک رکھے اور بائع کو ندے جبتک کہ بائع سے اپنا دیا ہوا
ثمن واپس نکرلے - بائع کو اگر ثمن سے کچہہ نفع ہوا ہو تجارت وغیرہ کرنے سے تو اوسکو
حلال ہی اور مشتری کو اگر مبیع سے کچہہ فائدہ ہوا ہو تو درست نہین - ایک شخص نے دوسرے
پر کچہہ روپیونکا دعوی کیا اور اوسنے مدعی کے حوالے کردیے پہر دونون نے پر اتفاق (یعنے
اقرار کیا) کہ مدعی کا کچہہ مدعا علیہ کے ذمے نہ تہا (اور جو کچہہ اوس سے مدعی نے لیا تہا
وہ پہیر دیا) تو جو کچہہ (مدعی کو اون روپیون سے) فائدہ ہوا ہو وہ مدعی کو حلال ہے
مال کی قیمت زیادہ کہدینی اس غرض سے کہ دوسری کو رغبت خریداری کی ہوجاوے
اور واقع مین اپنے آپ اوسکو نہ لینا چاہتا ہو مکروہ ہی - اگر کسی چیز کو دوسرا شخص خرید کرتا
ہو تو اوسکو آپ خرید لینا مکروہ ہی (بشرطیکہ بائع دوسرے کے دینے پر راضی اور مائل ہو)
سوداگرون کے قافلے سے آگے جاکر ملنا کہ چیز ارزان خرید کرے مکروہ ہے باہر کا شخص
اگر اسباب لاوے اور اوسکو کوئی شہری اوسکی طرف سے فروخت کرے اس نظر سے کہ دیر کر
اور گران بیچونگا مکروہ ہی - جمعے کی اذان کی وقت فروخت کرنا مکروہ اسطرح چیز فروخت کرنا
مکروہ نہین کہ جو دام زیادہ دے وہ چیز لیوے (جیسے نیلام ہوتا ہے) جن دو بردون مین
قرابت قریب ہو اور ایک صغیر سن ہو اونکو بیچنے مین جدا کرنا چاہیے (مثلاً ماں بیٹی
کو یا بہن بہائی کو دو شخصون کے ہاتہ نہ بیچے) بخلاف بڑی عمر والون اور خاوند
بی بی کے (کہ اونکو فروخت کرنے مین علیحدہ کردینا کچہہ مضائقہ نہین -
باب اقالہ (یعنے بیع کے واپس کرنے) کے بیان مین - اقالہ کرنا بائع او مشتری کو
حق مین تو پہلی بیع کا فسخ ہے اور تیسرے شخص کے حق مین نئی بیع ہی (یہانتک
کہ اگر تیسرے شخص نے بیع اول کے وقت اپنا حق شفع دور کردیا ہو اور اقالے کے

سبب پھر دعوی کرے تو درست ہوگا اور حق شفعہ اقالے کی جہت سے ثابت ہوگا)
اقالہ لوتتی ہی قیمت کو درست ہی جو اول مقرر ہوئی تھی اوس سے زیادہ یا کم ٹھہرانا بدون
کسی زیادتی یا عیب کے مبیع مین لغو ہی (یعنے اگر اقالے مین یہہ شرط کرلی کہ دام کم واپس
کرینگے یا زیادہ دینگے حالانکہ مبیع جون کی تون ہی اوسمین کمی بیشی نہین ہوئی تو
بائع کو وہی دام پھیرنے لازم ہونگے جو مشتری سے لیے ہین) اور ثمن کا جاتا رہنا
اقالے کا مانع نہین مگر مبیع کا ہلاک ہوجانا اقالہ کا مانع ہے اور اگر مبیع مین
سے کسیقدر تلف ہوجاوے تو اوسیقدر کا اقالہ نہوسکیگا باقی کا درست ہوگا

باب تولیہ اور مرابحت کے بیان مین

اوتنے دام پر بیچنا جتنے کو خرید کیا ہو
تولیہ کہلاتا ہی اور پہلی خرید پر نفع لگا کر بیچنا مرابحت کہلاتا ہی اور شرط ان دونون
کی (یعنے تولیہ اور مرابحت کی) یہہ ہی کہ پہلی قیمت جو مشتری نے دی تھی مثلی ہو
یعنے ایسی چیز ہو کہ اوسکے تلف سے ویسی ہی دینی آوے قیمت والی چیز ونمین سے نہو
جنکے جاتے رہنے سے قیمت دینی آتی ہے) جو شخص تولیہ کرنا چاہے وہ اصل مال پر
دھوبی کی اجرت اور رنگائی اور ترنج بنانے اور پھندنے بانٹنے اور بار برداری غلہ اور
ہنکائی بکریون کی زیادہ کرے اور خریدار سے بیچنے کے وقت کہے کہ یہ مال مجکو
اتنے مین پڑا ہی (یہہ نہ کہے کہ مین نے اتنے کو خریدا ہی اسلیے کہ جھوٹ ہوگا) اور گای
بکری کے چرانے والی کی مزدوری اور غلام کو قرآن اور حساب پڑھانیوالے کی اجرت
اور جس گھر مین مال کی حفاظت کی ہو اوسکا کرایہ اصل مال پر زیادہ نہ کرے پس اگر مشتری
اول مرابحت کی صورت مین دغا کرے (یعنے قیمت زیادہ تبلاوے اور اوسپر نفع لینا
چاہی) تو (مشتری دوم کو اختیار ہی) چاہی کل قیمت کو جو اول مشتری بتاتا ہی چیز لیلے

یا واپس کر دی لیکن اگر تولیہ مین خیانت معلوم ہو تو جسقدر مشتری اول نے دام
زیادہ کہی ہون اوتنے کم کر کے حوالی کرے۔ اور جو شخص کہ کوئی تہان وغیرہ خریدے
اور پہر اوسکو مرابحت یعنی نفع سے بیچے (مثلاً سنو کو خریدا اور بیس نفع کے ٹھہرا کر
۱۲۰ کو بیچا) اور پہر اوسکو بعوض سو کے خود مول لے لیا اب اگر اوسکو کسیکے ہاتھہ نفع
ٹھہرا کر بیچے تو چاہیے کہ پہلی دفعہ کی فروخت مین جو نفع لیا ہو اوسکو اس دوبارہ کی قیمت
مین سے) منہا کر دے (اور باقی کو اصل مال سمجھے مثلاً مثال مذکور مین اصل مال اسی
تصور کرے یعنی پہلے جو بیس روپیہ نفع لیچکا ہی وہ اس سنو مین سے منہا کر دی) اور اگر
پہلے کا نفع ثمن کی برابر خواہ زائد ہو تو مشتری کو نچاہیے کہ اوسکو نفع ٹھہرا کر نبیچے
(بلکہ از سر نو جتنے کو چاہے فروخت کرے مثلاً اوپر کی مثال مین اگر اول بار اسنے سو
کو خرید کر ۱۲۰ کو بیچا پہر خرید کر ۱۵۰ کو اور پہر خرید کر ۱۳۰ کو تینون دفعہ کا نفع ملکر پورے
سو روپیے ہوگئے جو اصل دام تہا تو اس صورت مین مرابحت نہین ہو سکتا اسلیے کہ
اصل مال اب کچھ نہین رہتا) اگر غلام کو مالک کی اجازت تجارت کے لیے چاہے اور
غلام مذکور قرضدار ہو اور ایک کپڑا دس روپیے کو لیکر اپنے آقا کے ہاتھہ پندرہ کو بیچے
تو مالک اگر اوس کپڑے کو مرابحت پر بیچنا چاہے تو اصل مال دس روپیہ قرار دیوے اور
ایسا ہی اسکا عکس ہے یعنے اگر مالک دس کو لیکر غلام کے ہاتھہ پندرہ کو بیچے اور وہ
غلام کے نفع پر بیچنا چاہے تو اصل قیمت دس بتاوی پندرہ نہ کہے) اور اگر خریدار مضارب
ہو (جو دوسرے کے روپیے سے نصف نفع پر تجارت کرتا ہی یعنے مضارب دس کو مول لے)
اور مالک مال (کے ہاتھہ پندرہ کو بیچدے تو مال والے کو چاہیے کہ اگر اسکو مرابحت
پر بیچے تو ساڑھی بارہ روپیے اصل قیمت بتاوے (اسلیے کہ صورت اول مین گویا غلام

اور مالک ایک ہی ہین غلام کا خریدنا بعینہ مالک کا خریدنا ہی اور غلام نے دس کو لیا تہا تو آقا کو اوسی دس پر نفع لینا چاہیے آور دوسری صورتین مضارب ورب المال والا دو شخص ہین اور پہلے عقد مین جو مضارب نے مالک مال سے کیا ہی پانچ روپیہ نفع کے ہوئے جنمین سے آدہا یعنی اڑہائی مالک مال کو حاصل ہوئے پس اگر اب یہ مرابحت پر بیچے تو نفع اول کو اصل سے منہا کر دے یعنی پندرہ مین سے اڑہائی نکالڈالے باقی ساڑہے بارہ کو اصل بیان کرے آور صورت اول مین غلام کے قرضدار ہونیکی قید اسلیے ہے کہ اوسکا بیچنا کسی چیز کو مالک کے ہاتہہ درست ہو ورنہ اگر غلام قرضدار نہو تو جو اوسکی ملک مین ہوگا وہ مالک ہی کی ملک ہوگی) اور اگر مبیع مین کچہہ نقصان خود ہوگیا ہو یا لونڈی مدخولہ تہی اوس سے صحبت کر لی تو مرابحت بدون ان باتون کے بیان کرنے کے درست ہی (آور اگر مشتری نے خود اوسمین کوئی نقصان کر دیا ہو یا لونڈی باکرہ تہی اوس سے ہم بستر ہوا ہو تو اس صورتمین بیان کر دینا چاہیے (تب نفع پر بیچے) ایک چیز کو ہزار روپیہ کو قرضاً مول لیا اور سو کے نفع پر اوسکو فروخت کر دیا اور یہ نکہا کہ مین نے قرضاً ہزار کو لی ہے تو مشتری ثانی کو اختیار ہے چاہے لے چاہے نہ لے (جب کہ اوسکو معلوم ہو جاوے کہ یہ چیز ہزار کو قرضون لی ہے نہ نقدون) اور اگر مبیع کو مشتری ثانی تلف کر دے بعد اسکے خرید مشتری اول کا حال معلوم ہو تو اوسکو گیارہ سو دینے لازم آوینگے آور یہی حال تولیہ کا ہی (کہ اگر مبیع کے ہوتے ہوئے مشتری دوم کو خیانت مشتری اول کی معلوم ہوگی تب تو اختیار ہوگا اور اگر مبیع کو تلف کرینگے بعد خیانت پر مطلع ہوگا تو دو تہی دام دینے پڑینگے) اگر زید نے عمرو سے کہا کہ جتنے کو یہ چیز مجکو پڑی ہو اتنے کو تیرے ہاتہہ بیچتا ہون اور عمرو کو معلوم نہین کہ زید کو

کتنا خرچ ہوا ہی تو بیع فاسد ہی اور اگر عمرو کو اوسی مجلس مین معلوم ہو جاوے کہ اتنے کو پڑی ہے تو اوسکو اختیار ہوگا (چاہے اتنے ہی کو خرید لے یا جانے دے)

فصل واضح ہو کہ منقول اوس مال کو کہتے ہین جو ایک جگہہ سی دوسری جگہہ لیجا سکین جیسے گھوڑا بکری چاندی سونا برتن وغیرہ ہین اور غیر منقول وہ ہی کہ ایک ہی جگہہ رہی جیسے زمین اور حویلی اور باغ وغیرہ) پس غیر منقول کی بیع قبضے مین لانے سے پیشتر درست ہی (یعنے مشتری اوسکو خرید کر بدون قبضے مین لانیکے بھی بیع کر سکتا ہے) اور منقول کی بیع قبضے سے پیشتر درست نہین۔ اور اگر ایسی چیز کو خرید کرے جو ناپ سی ناپی جاتی ہی تو مشتری کو اوسکو بیچنا اور کہانا حرام ہی جبتک کہ اوسکو ناپ نلے اور ایسا ہی حال ہی اون چیزونکا جو وزن کی روسی یا شمار کی اعتبار سی خریدی لیکن اگر گز کی ناپ کے اعتبار سے خریدی تو اوسکا یہہ حال نہین (یعنی اگر وزنکی چیز وزنکی طور پر یا شمار کی چیز کو شمار کی اعتبار سی خرید کرے تو مشتریکو اونکا استعمال کرنا نچاہیے جبتک کہ وزن اور شمار نکر لے بخلاف گز گت کے اعتبار کی مبیع کے کہ بدون گز گت کیے اوسکا استعمال درست ہی) ثمن مین قبضہ کرنے سے پیشتر تصرف کرنا (مثلاً اوسکو بیچ ڈالنا یا ہبہ کرنا) درست ہی ثمن مین زیادتی کرنی اور کمی کرنی درست ہی (یعنے جتنا ٹھہرا تھا اوس سے اگر مشتری زیادہ دیوی یا بائع کچہہ کم لیوے تو جائز ہے) اور جائز ہے مبیع مین کچہہ بڑہا دینا (یعنے بائع اگر مبیع مین کچہہ اوپر اون بڑہا دے تو درست ہی اور استحقاق بائع) اور مشتری کا اس زیادتی مین متعلق ہو جاتا ہی (یعنے قیمت یا مبیع مین زیادہ کر دینے سے بائع یا مشتری کل کا مستحق ہو جاتا ہی گویا اصل عقد اتنی ہی چیز کا اتنی ہی داموں پر ہوا ہی سوا ای قرضن کے اور طرح کے دین کی مدت مقرر کرنی

مدت ہو یعنے قرض کے سوا اور طرحکا دین اگر کسیکا ایک شخص کے ذمی ہو مثلاً کسی چیز کی
قیمت دینی ہو تو اسکے واسطے اگر مدت کر دیگا تو مدت لازم ہو جاویگی مدت کی اندر تقاضا
نہو سکیگا بخلاف قرض کے کہ اوسکی مدت کری یا نکری قرضخواہ جب چاہی تقاضا کر سکتا ہی

باب ربوا (یعنی سود) کے بیان مین۔ ربوا مال کی اوس زیادتی کو کہتی ہین جو مال کو مال
سی بدلنی مین بدون عوض ہو ربوا کے پائی جانے کی وہ چیزین ہین جنمین مقدار اور جنس
ایک ہو (مقدار کی ایک ہونی سے یہہ غرض ہی کہ دونون چیزین ناپ سے ناپی جاوین
یا وزن سی تولیجاتی ہون اور جنس کے ایک ہونیسی یہہ مراد ہی کہ دونون ایک ہی قسم کے
مال ہون) پس جن چیزونکی مقدار اور جنس ایک ہون اونمین زیادتی اور اودہار دونون حرام
ہین (جیسے گیہون کو گیہون کے عوض بیچے تو اگر کم زیادہ ہونگے جب بہی ناجائز ہونگے
آج دی اور مدت کے بعد عوض کے گیہون لے یہہ بہی حرام ہوگا ایسا ہی حال ہی اگر
جَو کو جَو کے عوض اور روپیہ کو روپیہ کے عوض اور اشرفی کو اشرفی کے عوض بیع
کری کہ دونون طرف مین چیزین مقدار اور جنس کے رو سے ایک ہین تو اگر انکی بیع مین
وزن کی کمی وبیشی ہوگی یا اُدہار بیچی جاوینگے تو ربوا لازم آویگا اور بیع حرام ہوگی ۔
اور اگر دونون چیزین ایسی ہونگی کہ صرف مقدار مین ایک ہون اور جنس مین مختلف یا
جنس مین ایک ہون اور مقدار مین مختلف تو اونمین اودہار حرام ہی زیادتی حرام نہین (مثلاً
گیہون جَو کے عوض بیچی جاوین تو اوسی وقت دی اور اوسیوقت عوض لے اودہار کریگا تو
حرام ہوگا لیکن اگر کم زیادہ ہون مثلاً گیہون سیر بہر ہون اور جَو دو سیر تو کچہہ مضایقہ
نہین اور اتحاد جنس کی مثال جیسے ہرات کا ایک کپڑا دوسرے کے بدلی بیچا تو اسمین بہی
اودہار حرام ہوگا نہ زیادتی) اور جو چیزین ایسی ہون کہ نہ مقدار مین ایک ہون نہ جنس مین

باب ربوا یعنی [illegible] کے بیان مین

ایک تو اونمین زیادتی اور ادھار دونون حلال ہین (مثلاً کپڑا روپیہ کے بدلے یا غلہ اشرفی روپیہ کے بدلے بیچے تو زیادتی بھی درست ہی اور یہ بھی ضرور نہین کہ اسی ہاتھہ دیا جاوے بلکہ ادھار بیچنا بھی جائز ہی) اور جو چیزین کہ ناپی جاتی ہین مثلاً گیہون اور جو وغیرہ غلے کے اقسام) اور نمک اور خرما اور جو چیزین کہ تولی جاتی ہین جیسے چاندی سونا اور جو رطل سے منسوب ہین اون چیزونکو اونہین کی جنس سے برابر برابر فروخت کرنا درست ہی کمی بیشی کے ساتھہ درست نہین اور کھرا کھوٹا اونمین ایک حکم رکھتا ہے (یعنے یہہ نہین ہوسکتا کہ کھری چیز کم لیجاوے اور کھوٹی اوسکے عوض مین زیادہ دیجاوے - اور ان چیزون مین معین ہونا معتبر ہے یہہ ضرور نہین کہ بائع اور مشتری مبیع اور ثمن پر قبضہ بھی کرلین (یعنے اگر گیہون کے عوض گیہون بیچے جاوین تو دونون کو معین کردینا مجلس عقد مین معتبر ہے یہہ ضرور نہین کہ اوسیوقت قبضہ بھی کرلین اور) یہہ صورت عقد صرف کے سوا ہی (یعنے اگر مبیع اور ثمن دونون ثمن کی چیزین ہون مثلاً روپیہ اشرفی ہون یا چاندی سونا تو اس صورت مین مجلس عقد مین بائع اور مشتری کا قبضہ کرنا شرط ہی) ایک مٹھی غلے کو اسیکی دو مٹھی کے عوض اور ایک سیب کو دو کے عوض اور ایک انڈے یا اخروٹ یا خرمے یا پیسے کو اونہین سے دو کے عوض بیچنا درست ہی (اسلیے کہ ان چیزونمین ناپ اور تول جو ربوا کا سبب ہی یا یا نہین جاتا) گوشت کو جانور کے عوض اور گزی کو روئی کے عوض بیچنا اور پختہ خرمے کو پختہ کے عوض خواہ خشک کے عوض جو وزن مین برابر ہون بیچنا درست ہی (کمی بیشی کے ساتھہ درست نہین) اور انگور کو انگور خواہ کشمش کے عوض بیچنا اور مختلف گوشتونکو ایک دوسرے کے عوض کمی بیشی سے بیچنا درست ہی گائے کے دودہ کو بکری کے دودہ کے عوض اور خرمے کے سرکے کو انگوری سرکے کے بدلے

مین اور پیٹ کی چربی کو چکتی کی چربی یا گوشت سے اور روٹی کو گیہون خواہ آٹے کے
بدلے بیچنا کمی بیشی کے ساتھ درست ہی گیہونکو آٹے کے بدلے خواہ ستوؤن کے
عوض کم زیادہ بیچنا درست نہین ۔ زیتون اور تلون کو تیل کے بدلے مین بیچنا درست
نہین یہانتک کہ تیل کی مقدار اوس تیل سے زیادہ ہو جو زیتون اور تلو نمین ہے
کیونکہ اس صورت مین جسقدر تیل زیادہ ہوگا وہ دونون کی کہلی کے عوض
ہوجاویگا روٹی کو وزن سے قرض لینا چاہیے نہ شمار سے (اسلیے کہ روٹیو نمین
فرق بہت ہوا کرتا ہے تو کمی بیشی کا احتمال ہے) مالک اور غلام مین اور مسلمان
اور حربی مین دار الحرب کے اندر ربوا ثابت نہین ہوتا

باب (ان) حقوق کے بیا نمین (جو مبیع مین داخل ہوجاتے ہین اور جو داخل نہین ہوتے)
بیت یعنی حجرے کو مع اوسکے کل حقوق کے خرید کرنے مین بالا خانہ داخل نہین ہوتا اور
منزل (یعنے مکانکی خرید مین بہی بالاخانہ داخل نہین ہوتا جبتک یہہ نلکہا جاوے کہ
مع تمام حقوق مکان کے خریدا یا اوسکے تمام منافع سمیت (مول لیا) یا تہوڑی بہت
چیز جو اوس مکا نمین ہی یا اوس سے متعلق ہی (اوسکے ساتھ مول لیا تو ایسی طرح ذکر
آجانے سے بالاخانہ بہی داخل ہوجاتا ہی) اور دار (یعنے گہیر کی) خرید مین بالاخانہ
بدون ذکر کے داخل ہوجاتا ہی جیسے مکان کی خرید مین پاخانہ داخل ہی مگر گہیر کی خرید
مین سائبان شامل نہین جبتک کہ مع کل حقوق نہ کیا جاوے (واضح ہو کہ بیت کوٹہری
کو کہتی ہین جسمین دروازہ اور چہت ہو اور منزل مکان کو کہتے ہین جسمین کوٹہریان
اور دالان اور آنگن ہون اور دار اوس گہر کو کہتے ہین کہ اوسمین مکان اور آنگن اور
اصطبل اور پاخانہ اور سب ضروری حاجت کی چیزین ہون) زمین کی بیع مین راستہ اور

باب ان حقوق کے بیان مین جو مبیع مین داخل ہوجاتے ہین اور جو داخل نہین ہوتے

پانی بہنے کی جگہہ اور گھاٹ داخل نہین ہوتے جبتک کہ ایسی طرح نلکھا جاوے کہ کل حقوق کے ساتھہ بیع کیا بخلاف کرایہ کے (یعنے اگر زمین خواہ مکان کو بدون ذکر کل حقوق کے کرایہ سے لے تو اشیاء مذکورہ داخل کرایہ ہو جاتے ہین)

باب بیع اگر کسی دوسرے کی نکل آوے اور وہ مدعی ہو اوسکے بیان مین (اول یہہ جاننا چاہیے) گواہ ایسی حجت ہین جو سب لوگون پر قائم ہو سکتے ہین (یعنے اون سے لوگون پر ہر طرحکا دعوی ثابت ہو جاتا ہے) مگر اقرار ایسا نہین (وہ اقرار کرنیوالے ہی پر کچھہ ثابت کرتا ہی دوسرے پر اوس سے کچھہ نہین ثابت ہوتا) ملک کے دعوی مین تناقض اور خلاف پایا جانا ممنوع ہی لیکن آزادی اور طلاق اور نسب مین تناقض کا ہونا کچھہ مضائقہ نہین (مثلاً اگر ایک لونڈی خریدی اور پھر دعوی کیا کہ یہہ زید کی ملک ہی تو یہہ دعوی ممنوع اور غیر مقبول ہی اسلیے کہ خریدنے پر جرأت کرنی دلیل اسبات کی ہی کہ اوسکے عندیہ مین لونڈی بائع کی ملک ہونہ غیر کی اب جو زید کی بتاتا ہی تو ملک کے دعوے مین خلاف ہوا اسی جہت سی مقبول نہین اور اگر لونڈی خرید کر اپنے قبضے مین لایا اور پھر مدعی ہوا کہ یہہ زید کی آزاد کی ہوئی ہی تو آزادی کے باب مین اوسکا دعوی باوجود تناقض کے مقبول ہی اسیطرح اگر کوئی عورت مال کے عوض شوہر سے خلع کرے پھر دعوی کرے کہ شوہر نے خلع سے پیشتر مجکو تین طلاقین دی ہین تو یہہ دعوی بھی باوجود تناقض کے مقبول ہوگا ایسا ہی اگر بائع غلام کو بیچکر مشتری کے حوالہ کری پھر اوسکا مدعی ہو کہ وہ غلام میرا بیٹا ہے تو گو تناقض پایا جاتا ہی مگر دعوی نسب کا سُنا جاویگا) اگر بکی ہوئی لونڈی بچہ جنے پھر گواہون سے یہہ ثابت ہو کہ یہہ کسی دوسری کی ہی (یعنے زید مثلاً گواہون سی ثابت کردی کہ یہہ میری لونڈی ہی بائع کی نہین تھی جو بیچ ڈالی) تو وہ لونڈی اور بچہ دونون

باب بیع اگر کسی دوسرے کی نکل آوے اور وہ مدعی ہو اوسکے بیان مین

زید کو ملینگے (اسلیے کہ گواہ چلتی ہوئی حجت ہین غیر پر تو لونڈی اور بچہ دونو نکی ملک ثابت
ہوگی) اور اگر مشتری خود اقرار کرے کہ یہ لونڈی زید کی ہے تو (اس صورتمین) بچہ لونڈی
کے ساتھ نہوگا (اسلیے کہ اقرار ادہوری حجت ہی) اگر زید نے مشتری سے کہا کہ تو مجکو
خرید لے کہ مین غلام ہون اور مشتری نے خرید لیا پہر معلوم ہوا کہ وہ آزاد ہے پس
اگر بائع موجود ہو یا موجود نہو مگر اوسکی جگہہ اور پتا معلوم ہو تب تو مشتری کا زید پر
کچہہ دعوی نہین (بلکہ بائع پر دعوی ہوگا) اور اگر بائع کا ٹہکانا معلوم نہو تو مشتری
اپنے دام زید سے لے اور وہ بائع سے پہیرے بخلاف رہن کے (یعنے اگر کوئی شخص
زید کو جو اقرار اپنی غلامی کا کرے گرو رکہلے بعد اسکے آزاد نکلے تو خواہ راہن موجود ہو
یا نہو مرتہن زید سے کچہہ نہ لے بلکہ راہن سے اپنے دام مانگے) زید نے ایک مکان مین
کچہہ اپنا حق بیان کیا اور صاحب مکان نے اوس سے سو روپیہ دیکر صلح کر لی پہر وہ
مکان تہوڑا سا عمرو کا نکلا تو مکان والا زید سے کچہہ نہ ہٹا وے لیکن اگر زید تمام مکان کا
دعوی رکہتا تہا اور مالک نے سو دیکر اوسکو راضی کیا اور پہر کچہہ مکان عمرو کا نکلا تو
مالک مکان زید سے اوسقدر دام حصہ رسد پہیر لے جتنا کہ عمرو کا استحقاق ہو یعنے
اگر عمرو نے آدہا مکان لیا ہو تو زید سے پچاس پہیر لے اور چوتہائی لے ہو تو پچیس ۲۵ –

فضول

فصل اگر کوئی شخص غیر کی ملک کو فروخت کر دے تو مالک کو اختیار ہے چاہی بیع توڑ دے
یا جائز رکھے (اور قیمت خود لے مگر جائز رکہنا) اوس صورتمین (ہے) کہ بائع اور
مشتری اور مبیع اور خود مالک موجود ہون (اور اگر ان چارونمین سے کوئی ہلاک
ہو جاویگا تو بیع کا جائز ہونا نہو سکیگا بلکہ توڑنا ہی پڑیگا) اور قائم رہنا ثمن کا بہی ضرور
ہی بیع کے جائز رکہنے مین) اگر قبض اسباب - اگر بائع نے کسیکا غلام غصب کر کے

بیچڈالا اور مشتری نے اوسکو آزاد کردیا پہر مالک غلام نے غاصب کی بیع کو درست رکہا تو مشتری کا آزاد کردینا بہی درست ہوا وہ غلام آزاد رہیگا لیکن اگر مشتری نے غلام مذکور کو پہر غاصب کے ہاتہہ بیچدیا اور مالک نے اول بیع کو جائز رکہا تو مشتری کی (بیع ثانی) جائز نہوگی اور اگر غلام مذکور کا ہاتہہ مشتری کے پاس کسی نے کاٹ ڈالا اور مالک نے غاصب کی بیع کو درست رکہا تو تاوان ہاتہہ کاٹنے کا مشتری کو ملیگا اور مشتری کو چاہیے کہ تاوان اگر نصف قیمت غلام سے زیادہ ہو تو اوسکو فقیرونپر خیرات کردے (اسلیے کہ اس مشتری کا حق وتنا ہی ہے جو غلام مذکور کی نصف قیمت ہے زیادہ حق نہین) اگر زید نے عمرو کا غلام بدون اوسکی اجازت کے بکر کی ہاتہہ بیچڈالا پہر بکر نے گواہ گذرانے کہ زید نے اقرار کیا تہا کہ مالک نے مجکو اجازت بیع کی نہین دی یا گواہون سے مالک نے یہہ ثابت کیا کہ مین نے اجازت نہین دی اور اس گواہی سے بکر اوس غلام کو ہٹانا چاہے زید پر تو مقبول نہوگی (اسواسطے کہ یہہ گواہی خرید کرنے کی پیشدستی کے خلاف ہے) اور اگر بائع خود قاضی کے یہان اقرار کرے کہ مجکو مالک کی اجازت نتھی تو بیع ٹوٹ جاویگی اگر مشتری توڑنے کی درخوست کرے اگر بائع نے غیر کا مکان بیچڈالا اور مشتری نے اوسکو اپنے مکان مین ملا لیا تو بائع کو اوس مکان کی قیمت مالک کے حوالے کرنی نپڑیگی (یعنے جس صورت مین کہ بائع اقرار کرے کہ مین نے مکان زبردستی لیکر بیچڈالا اور مشتری اوسکو جہوٹا بتادے)

باب سلم

سلم یعنی بیع کی کے جائز ہین (کہ قیمت اول دیجاوے اور بیع کچہہ دنون کے بعد آیندہ لیجاوے) جن چیزونکی صفت بیان کردینی اور اونکے مقدار کا معلوم ہونا ممکن ہے اونمین سلم درست ہے اور جنمین صفت کا بتانا اور مقدار کا جتانا غیر ممکن ہے

اونمین بدلنی درست نہین اس سے یہہ نکلا کہ ناپ کی چیزون اور تول کی چیزین جو ثمن
ہون (یعنے ثمن کی عوض بکتی ہون) اونمین سلم درست ہی (اس قید سے روپیہ اشرفی نکل گئے
کیونکہ وہ خود ثمن ہین گو تول کی چیزین ہین) اور شمار کی چیزونمین جو قریب قریب ایکسی
ہون مثلاً اخروٹ اور انڈے اور پیسے اور کچی اور پکی اینٹ بشرطیکہ اونکا سانچا معلوم ہو
اور گز سے ناپی ہوئی چیزون مین مثلاً کپڑے مین بشرطیکہ گز گنت اور صفت اور بناوٹ معلوم
ہو سلم درست ہی (مترجم کہتا ہی کہ پیسونمین جو سلم مذکور ہے اون سے مراد غیر مروج پیسے
ہین اور مروج پیسے امام محمد صاحب کے نزدیک ثمن مین داخل ہین اونکی بیع سلم درست
نہین) اور جانورون اور اونکے ہاتھہ پانون اور سری مین اور چمڑے مین شمار کی روسے
اور لکڑی مین گٹھے کے اعتبار سے اور ترکاریونمین گڈیون سے اور جواہر اور پوتون مین
سلم ناجائز ہے۔ جو چیز معاملے کے وقت خواہ ادا کرنے کے وقت موجود نہو اوسمین سلم
درست نہین۔ تازی مچھلیونمین سلم درست نہین ہان اگر نمک لگا کر اوسکو سکھا لیا ہو تو
وزن سے اونمین سلم جائز ہی اور گوشت مین سلم درست نہین جس پیمانہ اور گز کی مقدار معلوم
نہو اوس سے سلم درست نہین۔ کسی خاص گانون کے گیہون وغیرہ مین یا خاص درخت کے
میوے مین سلم درست نہین (اسلیئے کہ ہوسکتا ہی کہ اوسمین کچھہ نہ پیدا ہو) سلم کی درستی کے
لیے یہہ شرطین ہین اول (جس چیز مین سلم کرنی ہی اوسکی) جنس کا بیان (کہ گیہون ہین یا
دوسری جنس) دوم اوسکی نوع کا بیان (کہ بارانی ہونگے یا چاہی) سوم اوسکی صفت
کا بیان (کہ موٹے ہونگے یا پتلے) چہارم مقدار (کہ ناپ مین یا تول مین کتنے ہونگے)
پنجم مدت ادا کرنیکی (کہ کب دیے جاوینگے اور کمتر مدت ایک مہینا ہی) ششم جو چیز پیشگی
دیجاوی اوسکی مقدار باعتبار ناپ یا تول یا شمار کے بیان ہونی چاہیے کہ اتنے روپے

مثلاً دینے ہین) ہفتم وہ جگہہ جہان سلم کی چیز ادا ہوگی بشرطیکہ ایسی چیز ہو جسمین باربرداری
چاہیے اور اگر باربرداری کی حاجت نہو تو جگہہ کے بیان کی حاجت نہین جہان چاہے
وہان حوالے کرے آٹھوین اصل مال (جسکے) بدلے مین سلم ٹھہری ہے اوسکو ایک
دوسرے سے جدا ہونے کے پیشتر سے لینا ہے پس اگر بیلے گیہون کے لیے بیس روپے ٹھہرے
اور دس نقد دیے اور دس او دہار رکھے تو او دہار کے دس کی سلم باطل ہوگئی (اسلیے کہ
آٹھوین شرط نبالی گئی) راس المال اور سلم والی چیز مین قبضہ کرنے سے پیشتر تصرف کرنا
درست نہین یعنے کسی دوسریکو شریک کرلینا خواہ دوسرے کے ساتھہ تولیہ وغیرہ کرنا
درست نہین ۔ اگر زید نے عمر سے بیع سلم کی پھر اوسکو اقالہ کیا تو زید عمرو سے اپنے راس
المال کے بدلے مین کوئی دوسری چیز نلے بلکہ جو مال عمرو کو دیا ہو وہی پھیر لے کہ اوسکا
بدلنا جائز نہین اور اس مسئلے مین امام شافعی رح کا خلاف ہے اور دلیل امام اعظم رح کی قول
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نہ لیوے سوای سلم کے یا اپنی راس المال کے) زیدنے
عمرو سے گیہون مین سلم کی اور عمرو نے ایک پیمانہ گیہون کا مول لیا اور زید سے کہا کہ اوس
پیمانے کو قبضہ کرلو اپنے حق مین تو یہہ درست نہوگا لیکن یہہ صورت قرض مین درست ہے
(یعنے اگر زید کا قرض عمرو پر ایک پیمانہ ہو اور عمرو پیمانہ خرید کر زید سے کہدے کہ
اپنے قرض مین اسکو بائع سے جا کرلے تو درست ہوگا) یا یہہ کہ عمرو زید سے کہے کہ جس
مال مین سلم ہوئی ہو اوسکو میری طرفسے جا کر قبضہ کرلو اور پھر اپنی طرف سے قبضہ کرلینا
اور زید نے ایسا ہی کیا (تو یہہ قبضہ کرنا بھی درست ہے) اور اگر زید عمرو سے کہے کہ
سلم کا غلہ میرے برتن سے ناپ دو اور عمرو اوسکے برتن سے ناپ دے اور زید موجود نہو
تو یہہ قبضہ درست نہوگا بخلاف مبیع کے (کہ اگر مشتری بائع سے کہے کہ غلہ مبیع میرے

برتن سے ناپدے اور وہ مشتری کے پیچھے اوسکے برتن سے ناپ دیگا تو درست ہوگا
اگر ایک لونڈی دیکر زید نے عمرو سے گیہون کے بدمنی کی اور عمرو نے لونڈی پر قبضہ
کر لیا پہر دونون نے اس سلم کو توڑ ڈالا اور بعد اقالہ کے وہ لونڈی مرگئی تو اقالہ درست
ہوگا اور اگر پہلے اقالہ سے مرجاوے تب بہی اقالہ باقی رہتا ہے اور عمرو کو قیمت دینی
پڑیگی اور اس حکم کا عکس ہے اگر لونڈی کو عمرو نے ہزار کو خرید کیا ہو زید اپنے خرید
کی صورتمین اگر مرجاوے اور بائع اور مشتری اوسکے مرنے سے پہلے یا پیچھے اقالہ کرین
تو دونون صورتونمین اقالہ باطل ہوجاتا ہی اور (اگر بیع سلم مین ایک دعوی کرے کہ خراب
چیز ٹھہری تہی اور دوسرا انکار کرے یا ایک کہے کہ ادا کے واسطے مدت ٹھہری تہی اور دوسرا منکر
ہو تو) قول اوسکا معتبر ہوگا جو مدعی خراب ہونیکا یا مدت کے ٹھہرنیکا ہو اور جو
انکا منکر ہوگا اوسکا قول معتبر نہوگا (اسلیے کہ مدعی کا قول معاملہ سلم کے موافق ہے
کہ سلم مین بیان صفت اور بیان مدت ضرور ہوتا ہے اور منکر کا قول اوسکے خلاف
ہی) اور بدمنی طشت اور موزہ اور آفتابہ جیسے چیزون مین درست ہے اور
ایسی چیزون کو کاریگر سے سائی پر بنوانا بہی جائز ہے مگر بنوانے والے کو
دیکہنے پر اختیار رہے (چاہے لے یا نہ لے) اور کاریگر کو اختیار ہے کہ بدون بنوانیوالی
کے دیکہے اپنی چیز دوسرے کے ہاتھ فروخت کردے اور اگر ان چیزون کو بناکر
دینے کا کوئی وقت معین کردیا جاوے تو اوسکا حال بیع سلم کا سا ہوگا ؛

مسائل متفرقہ (یعنے بیع کے مختلف مسئلے) کتے اور چیتے اور درندہ جانورون
اور پرندون کی بیع درست ہی۔ ذمی سوا شراب اور سور کے اور بیعون مین مثل
مسلمان کی ہی (سور اور شراب کی بیع مسلمان کو درست نہین اور ذمی کو درست ہی)

اگر عمرو نے بکر سے کہا کہ اپنا غلام زید کے ہاتھ ہزار کو بیچ ڈال اس شرط سے کہ
مین ہزار کے سوا سو روپیہ کا تجکو ضامن ہوں اور بکر نے ایسا ہی کیا تو بیع درست
ہوئی اور ضامن ہونا باطل ہی ہان اگر عمرو اتنا اور کہدے کہ قیمت سے (یعنے ہزار
کے سوا سو روپیہ کا قیمت سے ضامن ہون) تو اس صورتمین بکر کے ہزار تو زید پر ہونگے
اور سو عمرو پر۔ اگر لونڈی کا خاوند اپنی بی بی خریدے اور بعد خریدنیکے اوس سے صحبت
کرے تو یہہ صحبت کرنا حکم قبضہ کرنیکا رکہتا ہی (دوسرے قبضے کی حاجت نہین) مگر صرف
عقد نکاح (بدون صحبت کے) حکم قبضے کا نہین رکہتا اگر زید نے غلام مول لیا اور
کہین چلا گیا اور بائع نے گواہ گذرانے کہ مین نے غلام کو زید کے ہاتھ بیچا ہی (اور دام
نہین پائے) اور زید کا ٹہکانا پتا معلوم ہی (کہ اوس جگہہ ہی) تو (اس صورتمین) غلام
بائع کے قرضے مین فروخت نہین کیا جائیگا اور اگر اوسکا پتا معلوم نہو کہ کہان گیا ہی
تو غلام مذکور بائع کا دام ادا کرنے کی بابت فروخت کردیا جاویگا۔ اگر دو شخصون
نے ایک چیز مول لی اور ایک غائب ہوگیا تو موجود کو اختیار ہی کہ بائع کو کل دام دیکر
مبیع پر قبضہ کرلے اور اوسکو اپنے پاس رہنے دے جبتک کہ اپنے شریک سے اوسکے
حصے کے دام نہ بہرلے اور جو شخص ایک لونڈی ہزار مثقال سونے چاندی کے
عوض فروخت کرے تو دونون نصف نصف ہونگے (یعنے پانسو سونے کے اور
پانسو چاندی کے) اور اگر کہرے دامون کے عوض مین کہوٹے بائع کے حوالے کیے
اور وہ جاتے رہے تو دام ادا ہوگئے۔ اگر کسی شخص کے زمین مین پرند بچے نکالین یا
انڈے دین یا ہرن رہنے لگے تو وہ اوسکے ہونگے جو اونکو پکڑلے (خاص زمین
والے کے نہونگے) جو چیزین کہ شرط فاسد سے باطل ہوجاتی ہین اور شرط فاسد سے

اونکو مشروط کرنا درست نہین وہ یہہ ہین بیع اور قسمت اور اجارہ اور بیع فضولی کی
اجازت اور رجعت اور مال کی عوض صلح کرنے اور قرض سے بری کرنا اور وکیل کو
معزول کرنا اور اعتکاف کو اپنے ذمے پر لازم کرنا اور کھیتی بلکر آپسمین کرنی اور درختونکو
بلکر پانی دینا اور کسی حق کا اقرار کرنا اور کسی چیز کو وقف کرنا اور کسیکو پنچ مقرر کرنا
(کہ ان سب مین اگر شرط فاسد ہوگی یا شرط فاسد پر مشروط ہونگے تو عقد باطل ہوگا)
اور جو چیزین شرط فاسد سے باطل نہین ہوتین وہ یہہ ہین قرض اور ہبہ اور صدقہ
اور نکاح اور طلاق اور خلع اور آزاد کرنا اور گرو رکھنا اور وصیت کرنا اور کسیکو
اپنا وصی مقرر کرنا اور شرکت اور مضاربت اور قاضی کرنا اور امیر بنانا اور
ضامن ہونا اور حوالے کرنا اور وکالت کرنا اور بیع کا اقالہ کرنا اور غلام کو مکاتب
کرنا اور اوسکو تجارت کی اجازت دینی اور بچے کے نسب کا دعوی کرنا اور جو خون
وابستہ ہوا ہو اوس سے صلح کرنی اور زخم سے صلح کرنی اور جزیہ دینے کا معاملہ
کرنا اور مبیع کی واپسی کو عیب کے سبب یا شرط کے اختیار کے باعث پر مشروط
کرنا اور قاضی کو معزول کرنا (کہ ان سب صورتون مین اگر شرط فاسد سے مشروط
کریگا تو معاملہ درست ہوگا اور مشروط کرنا باطل ہے)

باب بیع صرف (یعنے نقد کو نقد کے عوض بیچنے) کے بیان مین صرف اوس
بیع کو کہتے ہین کہ ایک ثمن کو دوسرے ثمن کے عوض مین فروخت کرے (مثلاً روپیونکو
اشرفی کے عوض یا سونے چاندی کے عوض خواہ روپیے کو روپیے کے عوض) پس اگر
دونون ایک جنس کے ثمن ہون (مثلاً روپیے کو روپیے کے عوض یا اشرفی کو اشرفی کے
عوض فروخت کرنا چاہین) تو (بیع کی درستی کے لیے شرط یہہ ہے کہ دونون تولین برابر

۵۵ [illegible] طلاق دیکر بعد اوسکے رجوع کرنا ۱۲
۵۶ مثلاً یون کہے کہ اگر پانی برسے تو طلاق دیدی [illegible] بیع کی مین ۱۲

بابت بیع صرف کے بیان مین

ہون (کم زیادہ نہون اور بائع) اور مشتری کا قبضہ مجلس عقد مین ہوجاوے اگرچہ
دونون چیزین خوبی اور گراہت مین جدا ہون (مثلاً اگر چہرہ دار روپیہ کو لکھنوی روپیہ
سے بدلین تو بیع اوسوقت درست ہوگی کہ دونون وزن مین برابر ہون اور اوسی مجلس مین
قبضہ کرلیا جاوے گو سکہ اور گراہٹ مین فرق ہو) اور اگر دو جنس کے ثمن کا مبادلہ ہے
(مثلاً روپیہ کو اشرفی کے عوض بیچنا منظور ہی) تو اسمین شرط صرف یہہ ہی کہ بائع اور
مشتری مجلس عقد مین قبضہ کرلین (وزن کی برابری شرط نہین) اس سے یہہ نکلا کہ
اگر سونے کو چاندی کے عوض اٹکل سے بیچیں اور اوسی مجلس مین قبضہ کرلین تو یہہ بیع
درست ہوگی (اسلیے کہ دو جنسون کے ہونے کی جہت سے وزن کی کمی بیشی کا تو مضائقہ
نہین مگر مجلس مین قبضہ کرنا لازم تہا وہ ہوچکا) بیع صرف مین قبضہ کرنے سے بیشتر
ثمن مین تصرف کرنا درست نہین مثلاً ایک اشرفی کے روپیہ بہنائیے اور اونکو بدون
قبضہ کیے مشتری سے اونکے عوض مین ایک تہان خرید لیا تو اس تہان کی بیع فاسد ہوگی
(اسلیے کہ ثمن مین قبضے سے بیشتر (خواہ دوسرے سے ۱۲) تصرف کیا) اگر بائع نے ایک لونڈی ہنسلی سمیت
دو ہزار کو بیچی کہ ہر ایک کی قیمت ہزار ہے اور مشتری نے ہزار روپیہ اسکو اوسوقت دیے
تو یہہ ہزار ہنسلی کے دام ہونگے (اسلیے کہ ہنسلی کی بیع صرف مین داخل ہی تو درستی
بیع کے لیے ہزار نقد کو ہنسلی کا دام ٹہرا دینگے) اور اگر دو ہزار کو خریدی اسطرح کہ ہزار نقد
اور ہزار اودہار تو نقد ہنسلی کا دام ہوگا تاکہ بیع درست ہو۔ اگر بائع نے ایک تلوار
سو کو بیچی جسمین پچاس کا زیور ہے اور مشتری نے ۵۰ نقد دیے تو یہہ اوس زیور کا دام ہی
اگرچہ مشتری نہ کہے کہ یہہ زیور کا دام ہی یا یہہ کہدے کہ یہہ پچاس منجملہ دونون کے دام
کے ہی اور اگر بائع اور مشتری مول تول کرکے بدون لیے دیے علیحدہ ہوجاوین تو اگر

زیور تلوار کا اسطرح لگا ہوگا کہ بدون ضرر کے اوس سے علیحدہ ہو سکتا ہی تب تو تلوار کی
بیع درست ہوگی اور زیور کی باطل اور اگر اسطرح لگا ہو کہ بدون ضرر کے جدا نہو سکے تو دونون
کی بیع باطل ہوگی۔ اور اگر بائع نے ایک چاندی کا برتن فروخت کیا اور مشتری سے کسیقدر
دام لے لیا اور دونون علیحدہ ہو گئے تو جسقدر کا دام لیا اوسقدر کی بیع درست ہوگی اور
برتن بائع اور مشتری دونون مین مشترک رہیگا اور اگر اوسمین سے تھوڑا سا کسی اور کا
نکل آوے تو مشتری کو اختیار ہی چاہی باقی برتن کو حصہ رسد دام دیکر لے لے خواہ بائع کو
واپس[1] کر دے اور اگر چاندی کا ٹکڑا بائع نے فروخت کیا اور اوسمین سے کسیقدر دوسرے
کا نکلا تو مشتری باقی کا ٹکڑا حصہ رسد دام کے عوض لے لے پھیر دینے کا اختیار نہین
(اسلیے کہ برتن مین تو شرکت سے نقصان ہوتا ہی اسلیے پھیرنے کا اختیار دیا گیا اور چاندی
کے ٹکڑے مین شرکت سے کچھہ نقصان نہین اسلیے پھیرنے کا اختیار نہوگا) اور جن
صورتون مین کہ ایک جنس مقابل دوسری جنس کے ہو سکتی ہو انکی بیع کمی بیشی کے
ساتھہ درست ہے۔ مثلاً ایک اشرفی اور دو روپیہ کو دو اشرفی اور ایک روپیہ کے
عوض بیچا اور ایک ایک پلہ گیہون اور جو کو دونون کے دو دو پلے کے عوض اور گیارہ
روپیہ کو دس روپیہ اور ایک اشرفی کے عوض اور ایک کھرے اور دو کھوٹے[2] روپیونکو
دو کھرے اور ایک کھوٹے روپیہ کی عوض فروخت کرتا اور ایک اشرفی کو ایسے دس روپیہ
کے عوض بیچا جو بائع کے ذمہ قرض ہین یا مطلق دس روپیہ کو بیچا اور پہلی صورت مین
بائع اشرفی مشتری کے حوالے کرے اور اوسکے عوض کے دس روپیہ اپنے ذمہ کے قرض
مین مجرا ہوا یعنے نہ بائع مشتری سے کچھہ لے نہ مشتری بائع سے اور وجہ ان معاملات کی
درستی کی یہہ ہی کہ دو روپیہ مقابل ایک اشرفی کے اور دو اشرفیان مقابل ایک روپیہ کے

[1] یعنی بوجہ شرکت دوسرے کی ثابت ہوئی تو چیز عیب دار ہو گئی
[2] کھوٹا یعنی جس مین میل ملا ہو

ہو سکتی ہین اسیطرح دو پلے گیہون کے جو کے ایک پلے کے عوض اور دو جو کے گیہون
کے ایک کی عوض ہو سکتے ہین) اور جن چیزونمین کہ چاندی اور سونا غالب ہو اور وہ سونا
چاندی ہی ہین (یعنے بلونی کے سکون وغیرہ مین اگر سونا یا چاندی زیادہ ہو تو اوسکا
حکم نری چاندی سونے کا ہے) یہانتک کہ اگر بے میل خالص چاندی سونے کو میلدار
کے عوض فروخت کرین یا دونون طرف (مین) میلدار ہی ہون تو اونکی بیع بدون وزن کے
برابر ہونے کے درست نہوگی (مثلاً ایک اچھے روپیے کو کھوٹے کی عوض فروخت کرین تو بیع
جب درست ہوگی کہ دونون وزن مین برابر ہون اور جس صورت مین کہ وزن مختلف ہو بیع
ناجائز ہوگی ہان اگر تول کی کمی والے کی طرف بٹہ لگا لیا جاوے تو بیع درست ہوگی) اور
ایسے روپیونکا قرض لینا بھی وزن ہی سے درست ہے شمار سے نہین) اور جن روپیون
اور اشرفیون مین میل کی چیز غالب ہو وہ روپیون اور اشرفیون کے حکم مین نہین
ایسے سکون کو جنس کے ساتھ کمی بیشی سے بیچنا درست ہے اور اونکا قرض لینا رواج کے موافق
وزن یا شمار یا دونون طرح سے درست ہے اور اگر ایسے سکون کا رواج ہو تو ثمن مین اونکو
دینے سے معین نہونگے (مثلاً ایسے دس سکون کی عوض کوئی چیز لی تو یہ ضرور نہین کہ جو دس
بائع نے دیکھے ہون وہی دیوے بلکہ اونکے سوا اور بھی ویسے ہی دے سکتا ہے اور اگر
رواج اونکا نہو تو معین کرنے سے متعین ہو جاوینگے (اسلیے کہ اس صورت مین اونکا حکم [illegible]
بلکہ اسباب کے حکم مین ہونگے) اور جن سکون مین [illegible] برابر ہو (یعنے جتنی [illegible]
ہو اتنی ہی اور چیز ملی ہو) اونکا حال بیع اور قرض [illegible] مین [illegible]
جنمین چاندی زیادہ ہو [illegible]
[illegible] بیشی کے ساتھ بیع درست ہوگی مگر مجلس عقد مین قبضہ کرنا شرط ہوگا [illegible]

سکون کی عوض ضمنین ملونی زیادہ ہو یا رائج پیسون کے بدلے مین کسی چیز کو مول لیا اور
پہراون سکون یا پیسون کا چلن نرہا تو بیع باطل ہو جاویگی اور رائج پیسون کی عوض مین
بیع درست ہی اگرچہ معین نکی جاوین (اسلیے کہ رائج پیسے مثل روپیون کے ہین اور رواج
کی صورتمین ثمن ہوا کرتے ہین) اور بے چلن پیسون کی عوضمین بیع درست نہین جبتک
کہ اونکو معین نکری (اسلیے کہ بے رواج پیسے مثل اسباب کے ہین) اگر ایک شخص سنے پیسے
قرض لیے تھے بعد کو وہ بے چلن ہوگئی تو واجب ہی کہ ویسے ہی پیسے قرضخواہ کے حوالے
کرے (جیسا کہ قرض کا حکم ہی اون پیسونکی قیمت ہٹانی واجب نہین) اور اگر کوئی چیز
نصف روپیہ کے پیسونکی عوض خرید کرے تو بیع درست ہوگی (اور نصف روپیہ کے پیسے
دینے پڑینگے) اور اگر صراف کو ایک روپیہ دے اور یہہ کہی کہ مجکو ایک اٹھنی رتی کم کی اور
آٹھ آنے پیسے دیدے تو صحیح ہی (اسلیے کہ نصف روپیہ رتی کم تو اٹھنی رتی کم کے مقابل
ہوگا اور باقی یعنے نصف روپیہ رتی زیادہ مقابل پیسون کے ہوجاویگا)

کتاب الکفالۃ

اسمین (کسیکے) ضامن ہونیکا بیان ہی دوسرے کے ذمے کے ساتھ اپنا ذمہ ملانا مطالبہ
مین ضمانت کہلاتا ہی (یعنے جو مواخذہ اور تقاضا دوسرے کے ذمے ہی اوسکو اپنے اوپر
لے لینا کفالت اور ضامنی ہی واضح ہو کہ جو شخص ضامن ہوتا ہے اوسکو کفیل کہتے ہین
اور جسکی طرف سے ضامن ہوتا ہی اوسکو مکفول عنہ اور جسکے واسطے ضامن ہوتا ہے اسکو مکفول لہ
کہتے ہین پھر ضمانت کی دو قسمین ہین اول قسم ضامنی ذات کی یعنی حاضر ضامنی ہے
(اور وہ) درست ہی گو ایک شخص کے کئی ضامن ہون (کہ ہر شخص اوسکا حاضر ضامن ہوجاویگا
اور حاضر ضامنی اسطرح کہنے سے ہوتی ہی کہ کفیل یون کہی کہ مین اوسکی ذات کا کفیل ہوا

یا ایسے جزو کا کفیل کہے جس سے بدن مراد ہوتا ہی (مثلاً کہے کہ اوسکے منہ خواہ گردن خواہ سر وغیرہ کا کفیل ہون) یا جزء غیر معین کا کفیل بناوے مثلاً کہے کہ اوسکے آدھے یا تہائی یا چوتہائی کا ضامن ہون) یا یہ کہے کہ مین اسکا ضامن ہوا یا یون کہے کہ یہ شخص میرے ذمے پر ہے یا میری طرف ہی یا مین اوسکا ذمہ دار یا طرفدار ہون (تو ان سب الفاظ سے ضامن ہوجاتا ہی لیکن اگر یون کہیگا کہ مین اوسکے پہچاننے کا ضامن ہون تو اس جملے سے) ضامن نہوگا اگر ضامن کفالت مین شرط کر دیوے کہ مکفول عنہ کو فلان وقت حاضر کر دونگا تو اوسوقت مین اگر مکفول لہ درخواست کرے تو اوسکو لازم ہی کہ مکفول عنہ کو حاضر کر دے پہر اگر حاضر کر دے تو بہتر ورنہ حاکم ضامن کو قید کرے اور اگر مکفول عنہ وہان نہو تو حاکم ضامن کو اتنی مہلت دے کہ ضامن اوسکے پاس جا دے اور پہر آ وے پس اگر اسقدر مدت بہی گذر جاوے اور حاضر نکرے تو حاکم ضامن کو قید کرے اور اگر مکفول عنہ ایسا غائب ہو کہ اوسکا پتا نشان نا معلوم ہو تو ضامن سے مواخذہ نہوگا اور نہ وہ قید ہوگا) اگر ضامن نے مکفول عنہ کو ایسی جگہہ حاضر کر دیا کہ مکفول لہ وہان اوس سے جھگڑ سکتا ہی مثلاً کسی شہر مین حاضر کر دیا تو ضامن ضمانت سے بری ہوا۔ اور اگر قاضی کی کچہری مین حاضر کر دینا ٹھہرا تہا تو وہین حاضر کرنا پڑیگا۔ مکفول عنہ کو مرنے سے یا ضامن کے مرجانے سے کفالت باطل ہوجاتی ہی مگر مکفول لہ کے مرنے سے باطل نہین ہوتی ہی ضامن حق ضمانت سے بری ہوجاتا ہی اگر مکفول عنہ کو مکفول لہ کے حوالے کر دے اگرچہ کفالت کرنے مین یہ نکہا ہو کہ اگر مین سپرد کر دونگا تو بری ہوجاؤنگا۔ اسیطرح اگر مکفول عنہ خود حاضر ہوجاوے تب بہی ضامن ضمانت سے بری ہوجاویگا۔ اگر ضامن کے کہنے سے مکفول عنہ کو ضامن کیطرف سے حاضر کر دیا یا ضامن کے قاصد نے اوسکو حاضر کر دیا تو بہی ضامن

بری ہو گیا۔ اگر ضامن کہے کہ جو کل کو مین حاضر نکرون تو مین ضامن ہون اوس مال کا
جو اوسپر ہی اور پہر کل کو حاضر نکرے یا مکفول عنہ مر جاوے تو ضامن کو اوسقدر مال دینا پڑیگا
اگر ایک شخص دوسرے پر سو اشرفی کا دعوی کرے اور تیسرا شخص کہے کہ اگر مین کل اسکو
نہ لادون تو یہ سو اشرفی مجہپر ہین اور پہر کل کو اوسکو نہ پونہچا وے تو سو اشرفی اسکو
دینی پڑینگی۔ ایک شخص کسی حد یا قصاص مین ماخوذ ہی تو اوس سے جبراً نکہا جاوے
کہ تو اپنا حاضر ضامن کسیکو دیدے (لیکن اگر وہ خوشی سے دے تو مضایقہ نہین) جبتک دو
گواہ ہون مستور الحال یا ایک گواہ عادل کی گواہی نہ گذر چکے تب تک حد یا قصاص کی علت
مین مدعا علیہ کو قید کرنا نچاہیے دوسری (قسم ضمانت کی) بالضامنی ہی (اور وہ درست
ہے) گو مال کی مقدار معلوم نہو مگر مکفول عنہ کے ذمے پر دین صحیح ہو اور وہ ان الفاظ
سے ہوتی ہی کہ ایک شخص یون کہے کہ مین ہزار روپیے کا اوسکی طرف سے ضامن ہون یا
جو تیرا اوسپر ہی اوسکا یا جو تیرا نقصان ہو اس بیع مین اوسکا یا جو تو نے فلانے سے بیع کی
یا جو کچہہ تیرا اوسکے ذمے ثابت ہو وہ میرے ذمہ ہی یا جو تجہسے فلان شخص چہین لے وہ
مجہپر ہی (ان سب صورتون مین بالضامن ہو جاویگا) اب مدعی ضامن اور قرضدار دونون سے
مواخذہ کر سکتا ہی لیکن اگر شرط ٹہر جاوے کہ قرضدار بری ہو تو (البتہ صرف ضامن سے
تقاضا رہیگا اور اس صورتمین) یہ کفالت حوالی ہو جاتی ہی (یعنے قرض ضامن پر اوتر گیا)
اسیطرح اگر حوالی مین حوالی کرنیوالیکے بری الذمہ ہونیکی قید نہو تو وہ کفالت ہو جاتی ہے
اگر مدعی ضامن اور قرضدار مین سے کسی سے تقاضا کرے تو اوسکو دوسرے سے بھی
تقاضا درست ہی (یہ نہین ہو سکتا ہی کہ دوسرا بری الذمہ ہو بیٹہا ہے) کفالت کا معلق
کرنا اوس شرط پر جو مناسب عقد ہو درست ہی اور شرط تین طرح پر عقد کفالت کے موافق

ہوا کرتی ہی یا تو یہہ کہ مکفول عنہ کے ذمی پر کوئی حق لازم ہوتا ہو اوسکی شرط پڑہی مثلاً یون
کہی کہ اگر مبیع کسی اور کی نکلی تو مین ضامن ہون یا شرط مذکور [یعنے مدعی کا ۱۲] مکفول عنہ سے حق مدعی وصول
ہو سکنے کا ذریعہ پڑہی مثلاً اگر زید مکفول عنہ ہو اور کفالت اوسکی کوئی یون کرے کہ اگر زید
آویگا تو مین اوسکا ضامن ہون یا مدعی کا حق مدعا علیہ سے وصول ہونا دشوار ہو اسکی
شرط کفالت مین بیان کردیجاوی مثلاً یون کہے کہ اگر مدعا علیہ شہر سے چلا جاویگا تو مین
ضامن ہون (تو اسطرحکی شرطین درست ہین) مگر (شرط نامناسب [مکفول عنہ ۱۲] درست نہین مثلاً)
یون کہنا صحیح نہین کہ اگر ہوا چلی تو مین ضامن ہون (کیونکہ ہوا کا چلنا عقد کے مناسب
نہین) پس اگر اسطرح کی شرط ناجائز کی تو کفالت صحیح ہی اور مال فوراً دینا واجب ہوگا
(اوس شرط کے پائے جانے پر موقوف نہوگا) ضامن نے کہا کہ جو مدعا علیہ پر مدعی کا
نکلے مین اوسکا ضامن ہون اور مدعی گواہ لایا کہ میرے اوسپر ہزار ہین تو ضامن کو ہزار دینے
ہونگے اور اگر مدعی گواہ نہ لاوی تو جتنا ضامن قسم کہاکر بتاوی اسقدر کا ضامن ہوگا اور
مکفول عنہ کا کہنا کفیل پر جاری نہوگا (یعنے جسقدر مکفول عنہ اپنے اوپر بیان کریگا اوسقدر
کفیل کو نہین دینا پڑیگا) اور ضمانت مکفول عنہ کی اجازت سی اور بدون اجازت دونون طرح
درست ہی پس اگر مکفول عنہ کے کہنے سے ضامن ہوا ہے تو جسقدر اوسکو مکفول عنہ کی طرف
سے ادا کرنا پڑے وہ اوس سے لے اور اگر اوسکے حکم سے ضامن نہین ہوا ہی تو مکفول عنہ سے
کچہہ نہین لے سکتا کفیل مکفول عنہ سے تقاضا نکرے جبتک کہ مکفول لہ [مدعی ۱۲] کو اوسکی طرف سے مال نہ دیا
اور اگر مکفول لہ کفیل کے ساتہہ ساتہہ رہی تو کفیل بہی اصیل یعنے مکفول عنہ کے ساتہہ ساتہہ
پہری۔ کفیل بری ہو جاتا ہی اصیل کے ادا کردینے سے۔ اگر مدعی اصیل کو بری کردی یا اصیل
سی تقاضے کو ٹال دی تو کفیل بہی بری ہو جائیگا اور تقاضا بہی اوسپر سے ٹلجائیگا اسکے برعکس

نہین صحیح ہے (یعنے اگر کفیل کو مدعی بری کر دے یا اوسپر سے تقاضے کو ٹالدے تو اصیل بری
ہنوگا نہ اوسپر سے تقاضا ٹلیگا) اصیل یا کفیل مین سے کسی نے صاحب مال سے جسکے ہزار آتے
تھے پانسو پر صلح کرلی تو باقی سے دونون بری ہوگئے - اگر صاحب مال کفیل سے کہے کہ جس
مال کا تو کفیل ہے وہ مین نے تجھسے بھر پایا تو کفیل اصیل سے وہ مال لے (گویا اصیل کیطرف
سے کفیل نے مال ادا کیا ہے اسلیے کہ صاحب مال کو اوسکا اقرار ہے) اور جب صاحب مال
یون کہے کہ تو بری ہوا یا مین نے تجکو بری کیا تو کفیل اصیل سے کچھ نہین لے سکتا ہے
(کیونکہ اس صورت مین کفیل نے اصیل کیطرف سے کچھ نہین ادا کیا اور نہ صاحب مال کو کچھ لینے کا
اقرار ہے - اگر یون کہے کہ اگر ایسا ہو تو ضامن بری ہے یعنے بری ہونیکی (کوئی شرط مقرر
کرے تو یہہ) شرط باطل ہے (یعنے کفیل بری ہنوگا) ضامنی حدود اور قصاص کے مقدمے
مین اور مبیع اور گرو چیز اور امانت کی ضامنی باطل ہے لیکن ثمن کی ضمانت اور مغصوب
چیز کی اور اوس شے کی جو مشتری خرید کرنیکے قصد سے لے آیا ہو اور بیع فاسد کی بیع کی درست
ہے باطل ہے کفالت لادنے کی کسی خاص کرایہ کے چار پایہ پر اور خدمت کرنی غلام
معین کی جو خدمت کے واسطے اجرت پر مقرر ہو - اسیطرح باطل ہے کفالت بدون طالب
کفالت کے قبول کرنے کے اوسی مجلس مین (یعنے حاضر ضامنی اور مال ضامنی تب ہی درست
ہے کہ مکفول لہ مجلس عقد مین مان لے) اگر مریض کا وارث کفیل ہوا مریض کا تو اس صورت مین
بغیر قبول کرنے طالب کے کفالت جائز ہے اسیطرح کفالت مردہ مفلس کی بغیر قبول طالب
کے صحیح ہے وکیل کو موکل کیواسطے اوس چیز کی قیمت کا ضامن ہونا جسکے بیچنے کا یہہ وکیل
ہے باطل ہے اسیطرح مضارب کو رب المال کے لیے اسباب مضاربت کی قیمت کی ضمانت
کرنی یا دو شریکون مین سے ایک کو ضامن دوسرے کا ہونا شے مشترک کی قیمت کے بابت

(مثلاً اگر غلام مشترک دونون کا ایک ہی عقد مین بکے تو ایک کو دوسرے کی ضمانت کرنی
باطل ہی اور اگر دو عقد مین آدھا آدھا بکے اور پھر ایک شریک دوسرے کا ضامن ہو تو صحیح ہی)
عہدے کے لفظ کے ساتھہ کفالت باطل ہی (اسواسطے کہ عہدے کے کئی معنی ہین کاغذ
وثیقہ عقد حقوق عقد خیار شرط ضمان درک پس بسبب جہالت مطلب کے کفالت
صحیح نہوگی) اسیطرح باطل ہی کفالت چھڑا لینے کی (کیونکہ چھڑا لینے کے معنی یہہ ہین کہ مبیع کو
اوسکے مستحق سے چھوڑا کر مشتری کو دیدے اور اسپر کفیل کو قدرت نہین ہی) اور باطل ہے
کفالت مال کتابت کی (مکاتب کی طرفسے) **فصل** اگر مدعا علیہ کفیل کو زر مطلوب دیدے پہلے اس
سے کہ کفیل نے مدعی کو دیا ہو تو اب اوس سے نہ پھیرے (کیونکہ کفیل نے گواہی مدعیکو نہین
دیا ہی مگر آگے کو دیگا) اس مال کی تجارت سے اگر کفیل کچہہ پیدا کرے مدعی کو دینے سے
پہلے تو یہہ نفع کفیل کا ہی مگر مدعا علیہ کو پھیر دینا اس نفع کا اوسوقت مستحب ہی کہ مال مذکور
شے معین ہو (نہ نقد) اگر مدعا علیہ اپنے کفیل سے کہے کہ مجھپر بیع عینہ کر لے یعنی مثلاً اطلس
(مثل غلہ وغیرہ)
قرض خرید دے اور پھر اوسکو بیچکر مکفول لہ کو میری طرفسے دیدے اور کفیل ایسا ہی
کرے تو یہہ خرید کفیل کیواسطے ہی اور جو نفع کہ اوس اطلس کے بائع نے لیا وہ کفیل کے ذمے
ہے (نہ مکفول عنہ کے واضح ہو کہ بیع عینہ اوسکو کہتے ہین کہ سو روپیہ اودہار کو کسی سے کچہہ
خرید کر ۹۰ روپیہ نقد کو اوسکے ہاتھہ بیچڈالے پس صورت مذکورہ مین کفیل مکفول عنہ
کے کہنے سے اسکا وکیل نہین ہو جائیگا کہ نفع نقصان اوسکے موکل کے ذمے ہو بلکہ یہہ خرید
اور جو اسمین نقصان ہا وہی کفیل کے ذمے ہی کیونکہ ایک چیز قرض مول لی اور نقد بیچی
تو کچہہ نقصان ضرور ہوگا اور اوس شے کے بائع کو نفع رہیگا) جو شخص کفیل ہو اوس مال
کا جو مدعیکا مدعا علیہ کے ذمے نکلے یا اوسکا جو حاکم مدعی کو مدعا علیہ سے دلاوے اور مدعا علیہ

غائب ہو جاوی اور پیر مدعی کفیل پر گواہ لاوی اس مضمون کے کہ میرے مدعا علیہ پر ہزار روپیہ آتے تھے یہ گواہ اوسکے مقبول ہونگے (یعنے کفیل سے ہزار نہ دلوائے جاوینگے جبتک مدعا علیہ حاضر نہووے) اور اگر مدعی اس مضمون کے گواہ لاوے کہ میرا مدعا علیہ پر اسقدر روپیہ یا مال ہے اور یہ شخص اوسکا کفیل ہے اوسکے حکم سے تو اوس مال کے دلانیکا کفیل اور مدعا علیہ غائب دونون سے حکم کیا جاویگا اور اگر گواہون سے بغیر حکم مدعا علیہ کے کفیل ہونا ثابت ہو تو فقط کفیل ہی سے وہ مال دلایا جاویگا - اگر ایک شخص کفیل ہوا اسکا کہ اگر مبیع کسی اور کی نکلیگی تو ثمن میرے ذمے ہے تو یہ کفالت گویا اوس بیع کا مان لینا اور اقبال ہے (یعنے اگر پھر یہ کفیل کہے کہ یہ شے مین نے مول لی ہے تو نسنا جائیگا) بیعنامے پر گواہی یا مہر کر دینی اوس بیع کا مان لینا نہین ہے (یہان تک کہ اگر یہ گواہ دعوی کرے کہ مبیع مین نے خریدی ہے تو سنا جائیگا (کیونکہ گواہی اور مہر سے تو اتنا ہی ثابت ہے کہ عقد ہوئی خواہ کیسی ہی ہو فاسد یا باطل یا صحیح) اگر ایک شخص ضامن ہوا دوسرے کیطرف سے اوسکے زمین کے خراج کا یا خراج کے بدلے مین کوئی شئے گرو رکھی یا آفات وحوادث کا ضامن ہوا (یعنے کہا کہ اگر حادثہ پڑیگا تو مجھپر ہے) یا کسی چیز کو شریکون مین بانٹنے کا ضامن ہوا تو یہ ضمانت اور رہن وغیرہ سب جائز ہین کفیل اگر مکفول لہ سے کہے کہ مین فلان شخص کیطرف سے تیرے لیے اون سو روپیون کا ضامن ہون جو ایک مہینے مین اوسکو دینے تھے اور وہ کہے مہینے کا وعدہ نہین ہے بلکہ حال مین دینے اوسپر چاہئین تو اس صورت مین ضامن کا قول معتبر ہے زید نے ایک لونڈی خریدی اور عمرو ضامن ہوا کہ اگر لونڈی کسی اور کی نکلی گی تو اسکے دام کا مین ضامن ہون اور لونڈی کسی اور کی نکلی تو زید عمرو سے مواخذہ نکرے جبتک کہ قاضی بائع پہ حکم لونڈی کی

قیمت واپس کر دینے کا نگرے

باب دو شخصون کے ضامن ہونے اور غلام کے ضامن ہونے اور غلام کیطرفسے ضمانت
ہونیکے بیان مین۔ دو شخص قرضدار ہین اور ہر ایک دوسریکا ضامن ہوا قرضخواہ کے
واسطے تو جو کچھ ایک ادا کرے اوسکو دوسرے سے نہین لے سکتا اگر ایک آدہی قرض سے
زیادہ ادا کر دے تو اس زیادتی کو دوسرے ست لے سکتا ہی۔ اگر دو شخص ایک کے کفیل
ہوئے تمام مال کے اور پہر یہ دونون آپسمین ایک دوسرے کے کفیل ہوئی تو کچہ ایک ادا
کرے اوسکا آدہا دوسرے سے لے یا جو کچہ ادا کیا ہی سب اصیل ست لے (اگر اوسکے حکم سے
کفالت ہوئی ہو) اگر مدعی ان دونون کفیلون مین سے ایک کو بری کر دی تو دوسرے سے سب
مال لے سکتا ہی۔ دو شخصونمین شرکت مفاوضہ ہی اور دونون مقروض ہین اور شرکت
مذکور ان دونون نے توڑ ڈالی تو قرضخواہ جس ست چاہی سب قرض وصول کر سکتا ہی اور
ہر ایک جبتک نصف ست زیادہ قرض ادا نکرے دوسرے سے کچہ نہین لے سکتا۔
اگر ایک شخص اپنے دو غلامونکو ایک ہی بار مکاتب کرے اور یہ دونون غلام آپسمین
ایک دوسریکے کفیل ہو جائین تو جو کچہ ایک ادا کرے اوسکا آدہا دوسرے ست وصول
کرے۔ اسی صورتمین کتابت کے بعد اگر مالک نے دونون مین ست ایک کو آزاد کر دیا
تو جسکو نہین آزاد کیا اوسکا زر کتابت جس ست چاہے لے سکتا ہے (خواہ اوس آزاد
سے خواہ مکاتب سے) اگر آزاد سے (یعنے نصف زر) مالک لے تو آزاد مکاتب سے لے سکتا ہے اور اگر مکاتب
سے لے تو وہ آزاد سے کچہ نہین لے سکتا۔ جو شخص غلام کا ضامن ہوا اوس مال کا جو بعد
آزادی کے اوسپر واجب الادا ہوا (یعنے اگر کوئی ضامن نہوتا تو بعد آزادی کے اوسسے
تقاضا ہو سکتا) اس صورتمین وہ مال فی الحال واجب ہوگا آزادی پر موقوف نہین گو

غلام نے اوسے معین نکیا ہو (کہ مجہپر اتنا چاہیی) ایک شخص نے دوسرے کے پاس غلام کا دعوی کیا
کہ میرا ہی اور ایک شخص ضامن ہوگیا کہ تمہارا ہو گا تو مین دونگا پہر غلام مرگیا اور مدعی گواہ لایا
کہ یہ غلام میرا تہا تو ضامن کو غلام کی قیمت دینی پڑیگی - اگر ایک شخص کسی غلام پر مال کا دعوے
کرے اور کوئی شخص غلام کے حاضر کردینے کا کفیل ہوجاوے اور غلام مرجاوے تو حاضر ضامنی والا
بری ہوجاویگا ضمانت سے - اگر غلام مالک کا ضامن ہوا اوسکے حکم سے اور مالک نے
غلام کو آزاد کردیا اور غلام نے آزادی کے بعد وہ مال مدعی کو ادا کردیا یا مالک غلام کا
ضامن اوسکے اجازت سے ہوا اور غلام کی آزادی کے بعد مال غلام کی طرف سے ادا
کیا تو اِن دونوں صورتون مین غلام اور مالک ایک دوسرے سے مطالبہ نہین کرسکتے
کیونکہ آزادی سے پہلے اگر ایک دوسرے کی طرف سے ادا کردیتا تو دوسرے سے
کچہ نہین لے سکتا تہا اسیطرح بعد آزادی کے ہوگا واللہ اعلم

کتاب الحوالہ

اسمین حوالہ کردینے کا بیان ہی - حوالہ کہتے ہین قرض کو ایک کے ذمے سے دوسرے پر اوتارنا
دینا قرض مین حوالہ درست ہی مگر معین معین چیزون مین درست نہین اگر محتال یعنے
قرضخواہ جسکے مال کو دوسرے پر اوتارا اور محتال علیہ جسپر اوتارا راضی ہون (تو حوالہ صحیح
ہوگا) بعد حوالے کے محیل یعنی قرضدار جسنے اپنے ذمے سے اوتار دیا اوس قرضہ سے بری
ہوجائیگا اگر محتال اور محتال علیہ نے حوالہ قبول کیا - محتال محیل کے اوپر پہر تقاضا
نکرے لیکن اگر اوسکا حق ہلاک ہوجاوے اسطرح کہ محتال علیہ انکار کرے اور اس انکار پر قسم
کہالے اور اوسپر کوئی گواہ بہی حوالے کے قبول کرنیکا نہو یا محتال علیہ مفلس ہوکے مرجاوے
تو اس صورت مین قرضخواہ اصل قرضدار سے رجوع کرسکتا ہے (کیونکہ جسپر قرض اوتارا

جو قرضدار اپنا قرض دوسرے پر اوتارتا ہے اوسکو محیل کہتے ہین اور جسپر اوتارتا ہے اوسکو محتال علیہ کہتے ہین اور جسکا قرض ہوتا ہے اوسکو محتال کہتے ہین ۱۲

تہا اوس سے وصول نہوا) اگر محتال علیہ محیل سے وہ مال مانگے جو اوسپر اوتارا تہا اور محیل کہے کہ (مین نے مفت حوالہ نہین کیا تہا بلکہ میرا جو تجہپر آتا تہا اوسکے بدلے مین مین نے اپنا قرض تجہپر اوتار دیا تہا تو (یہہ کہنا محیل کا معتبر نہوگا) اور بقدر دین اوسکو دینا پڑیگا (اور محتال علیہ کے ذمے پر اوسکا قرض ثابت نہوگا اور قول محتال علیہ کا ہی معتبر ہوگا) اگر محیل محتال سے کہے کہ مین نے حوالہ اسواسطے کیا تہا کہ محتال علیہ سے میرے واسطے روپیہ وصول کر اور محتال کہے کہ تونے میرے قرض کو اوسپر اوتارا تہا جو میرا تجہپر آتا تہا تو اس صورت مین محیل کا قول معتبر ہے (یعنے فقط حوالہ کرنے سے محیل پر قرض ثابت نہوگا) اگر محیل محتال علیہ سے کہے کہ زید کے پاس میری امانت ہے (اوسکو لیکر محتال کا قرض جو مجہپر ہے ادا کردے) تو یہہ حوالہ صحیح ہے پس اگر ہلاک ہوگئی وہ امانت زید کے پاس تو محتال علیہ بری الذمہ ہوگیا کیونکہ حوالہ تو امانت پر تہا اور امانت ضائع ہوگئی تو اوسکو اپنے پاس سے مال دینا نہین پڑیگا مکروہ ہے سفاتج (اور سفاتج جمع ہے سُفتجہ کی جو معرّب ہے سفتہ کا یعنے قرض دینا اسطرح پر کہ خطرہ راہ وغیرہ کا نرہے جسطرح ہنڈوی ایک جگہہ سے دوسری جگہہ بہیجتے ہین سفتجہ کی اصل یہہ ہے کہ ایک لاٹہی کو خالی کرکے اسمین مال رکہکر اپنے ہمراہ لیجاتے تہے تاکہ کسیکو خبر نہو اور راہ کے خطرے سے محفوظ رہے

کتاب القضاء

اسمین قاضی ہونے وغیرہ کا بیان ہے - جو شخص گواہی کے قابل ہے وہی قاضی بہی ہوسکتا ہے - فاسق قاضی ہوسکتا ہے جیسے گواہی دیسکتا ہے مگر مناسب نہین ہے کہ فاسق کو قاضی کیا جاوے - اگر قاضی عادل ہو اور پہر بسبب رشوت لینے کے فاسق ہوجاوے تو عہدۂ قضا سے معزول نہین ہوجائیگا لیکن لائق معزول کرنیکے ہوجائیگا اگر رشوت دیکر کوئی عہدۂ قضا

کتاب القضاء

یوے تو قاضی نہو گا فاسق فتوی دینے کے قابل ہی (یعنے حکم شرعی مسائل فقہیہ مین سائل سے
بیان کرے) اور ایک روایت مین فاسق قابل فتوی نہین چاہیے کہ قاضی بدمزاج اور
سنگدل اور سرکش اور دشمنی کرنیوالا نہو- قاضی ایسا شخص ہونا چاہیے جسکی پرہیزگاری
اور عقل اور صلاح اور سمجھ اور حدیث دانی اور صحابہؓ کے قول اور شریعت کی راہون کے
عالم ہونے پر اعتماد ہو مجتہد ہونا قاضی کے حق مین بہتر ہے (ایسا نہین کہ بدون اوسکے
عہدۂ قضا درست نہو) مفتی کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے (جیسا قاضی ہو) ایسے شخص کو خدمت
قضا کا اختیار کرنا مکروہ ہی جسکو اپنے ظلم کرنیکا خوف ہو اور جو ظلم کرنے کے خوف سے ملون
ہو تو اوسکے حق مین عہدۂ قضا مکروہ نہین مگر قاضی ہو جانے کی خواہش نہین چاہیے
عہدۂ قضا کو بادشاہ عادل اور ظالم اور باغیون کے یہان سے جو عادل بادشاہ کے ملک پر
غالب ہو گئے ہون لینا جائز ہے جو شخص قاضی کیا جاوے اوسکو چاہیے کہ پہلے قاضی کا دفتر
طلب کرے دفتر سے مراد وہ بستے ہین کہ جنمین دستخطی نوشتے اور محضر وغیرہ ہون-
اور چاہیے کہ قیدیون کو دیکھے جو قیدی اقرار کرے کسیکے حق کا یا اوسپر گواہ قائم ہون تو
وہ حق اوسپر لازم کردے اور نہین تو منادی پھروائے (کہ جسکا اس قیدی پر دعوی ہو
وہ حاضر ہو اگر کوئی حاضر نہو تو اوس قیدی کو چھوڑدے) اور قاضی تو اماتون مین اور
وقف کی پیداواری مین گواہون پر یا اقرار پر عمل کرے قاضی معزول کے کہنے پر عمل نکرے
لیکن اگر کوئی قابض ومتصرف کسی چیز کا کہے کہ مجھے یہ امانت یا وقف کا غلہ قاضی معزول نے
دیا ہی تو اس صورت مین قاضی معزول کا قول قبول کرے- مسجد مین بیٹھکر یا اپنے گھر پر قاضی
کچہری کرے- جو کوئی ہدیہ بھیجے قاضی کو اوسے پھیر دے- مگر جو کوئی قاضی کا رشتہ دار
یا جو قاضی ہونے سے پہلے بھیجا کرتا تھا بھیجے تو وہ قبول کرلے- دعوت بھی قاضی کسیکی

قبول نکرے خصوصًا وہ جو صرف قاضی ہی کی دعوت ہو۔ نماز جنازہ اور عیادتِ مریض
کے لئے قاضی کو جانا چاہیے۔ مدعی مدعاعلیہ دونون کو برابر بٹھاوے اور دونون کی طرف
برابر توجہ کرے اور ایک سے کان مین بات نکرے اور نہ اشارے سے اونمین سے کسی سے
کچھ کہے اور نہ کسیکو اونمین سے حجت سکھاوے اور نہ کسیکی دعوت کرے اور نہ ہنسی کرے
اور گواہ کو گواہی دینے کا طریقہ نہ سکھاوے **فصل** جب مدعی کا حق مدعاعلیہ پر ثابت
ہوجاوے تو حکم کرے مدعاعلیہ کو کہ جو کچھ تجھپر ثابت ہوا مدعی کے حوالے کر۔ اگر وہ دینے سے
انکار کرے تو اوسکو قید کرے اس حق کے بدلے مین بشرطیکہ یہ حق کسی شے کی قیمت ہو
(جو مدعی نے بیچی تھی) یا قرض ہو یا مہر معجل ہو یا ضمانت سے کچھ مال لازم ہوا ہو۔ اسکے سوا
اور حقوق مین اگر مدعاعلیہ اپنی مفلسی کا دعوی کرے تو قید نکرے پس اگر مدعی اوسکی امیری
ثابت کرے تو قید کرے جسقدر مصلحت ہو اور بعد قید کے آدمیون سے پوچھے اگر اوسکا کوئی
مال ظاہر نہو تو اوسکو چھوڑ دے مگر قرضخواہون کو اوس سے مواخذہ کرنے سے مانع نہو
(یعنے قرضخواہون کو اختیار ہے کہ باوجود اوسکے پاس مال نہ نکلنے کے اوس سے موخذہ
کرین) اگر قید سے پہلے مدعاعلیہ مفلسی کے گواہ لائے تو اونکو قاضی نہ سنے اگر دونون قسم کے
گواہ قائم ہون (یعنے مدعاعلیہ مفلسی کے گواہ لاوے اور مدعی غیر مفلسی کے) تو غیر
مفلسی کے بہتر ہونگے۔ جو تونگر یعنے غیر مفلس مدعاعلیہ مدعی کے حق کے دینے سے
انکار کرے اوسکو ہمیشہ قید رکھنا صحیح ہے (جبتک ادا نکرے) خاوند اپنی بی بی کے نفقے
کی بابت قید کیا جاوے نہ باپ بیٹے کے قرض کے سبب سے (مگر اوسوقت کہ باپ اوسکی
روٹی کپڑے وغیرہ دینے سے انکار کرے)

باب بیان مین قاضی کے خط لکھنے کے دوسرے قاضی (یا اور کسی کو) ایک قاضی دوسرے

قاضی کو سواے حد و قصاص کے اور حقوق کے باب مین لکھ سکتا ہی اگر اوس قاضی کے پاس
گواہون نے گواہی دی کسی حاضر شخص پر تو یہہ قاضی دوسریکو لکھی کہ مین نے گواہون کی
گواہی سے اسپر یہہ حکم کیا ہی ایسے خط کو سجل کہتے ہین - اور اگر اوسکے پاس گواہ گواہی
موجود شخص پر ندین بلکہ غائب شخص پر دین جو دوسرے قاضی کے علاقے مین ہو تو
اوسکو حکم دینا درست نہین بلکہ گواہی کو لکھ بھیجے کہ گواہ یون بیان کرتے ہین تاکہ دوسرا
قاضی بموجب اوسکے حکم کرے اسطرح کے خط کو مکتوب حکمی کہتے ہین - مکتوب حکمی حقیقت
مین گواہی کا ایک جگہہ سے دوسری جگہہ نقل کرنا ہے - پھر قاضی خط کو گواہون کے
روبرو پڑھے اور اوسپر اونکے سامنے مہر کرکے اونکو دیدے - پھر جب یہہ خط دوسرے
قاضی کے پاس پہونچے تو اس مہر کو دیکھے اور بغیر حاضر ہولے مدعا علیہ اور گواہون کے
اوسکو قبول نکرے پس اگر گواہ گواہی دین کہ یہہ خط فلان قاضی کا ہے اوسنے اپنی کچہری
مین ہمارے سپرد کیا ہی اور ہمارے روبرو پڑھا ہی اور اوسپر مہر کی ہے تو اوسکو کھولے اور
مدعا علیہ کے روبرو پڑھے اور جو خط مین ہو وہ اوسپر لازم کرے - خط جس قاضی کا ہی
اوسکے مرنے خواہ معزول ہونے سے یا جسکو لکھا ہے اوسکے مرنے سے باطل
ہوجائیگا ہان اگر مکتوب الیہ کے نام کے بعد یہہ لکھا ہو کہ مسلمانون کے قاضیون مین
جسکے پاس یہہ خط پہونچے وہ اوسکی تعمیل کرے تو مکتوب الیہ کے مرنے سے باطل نہوگا
جسکے باب مین خط لکھا گیا ہے اوسکے مرنے سے یہہ خط باطل نہوگا - سواے حد و قصاص
کے اور حکمونکی قضا عورت کرسکتی ہی - قاضی اپنا نائب کسیکو نکرے لیکن اگر اوسکو نائب کے کرنے کا
اختیار دیا گیا ہو تو نائب کرسکتا ہے بخلاف اوس شخص کے جو جمعے کا امام مقرر کیا گیا ہی
کہ اوسکو نائب کرنیکا اختیار ہی گو اوس سے نکہا گیا ہو - اگر قاضی کے پاس دوسرے قاضی کا

حکم آوے تو اوسکی تعمیل کرے بشرطیکہ وہ حکم مخالف قرآن اور حدیث مشہور اور اجماع
امت کے نہو۔ اگر جہوٹی گواہی پر قاضی نے حکم کردیا تو صحیح ہے عقود مین اور فسوخ مین
ظاہر مین بہی (یعنے قاضی اگر حکم کرے جہوٹی گواہی سے نکاح یا بیع یا ہبہ یا طلاق وغیرہ
مین تو یہہ حکم جاری ہوگا ظاہر اور باطن دونون مین یعنی اوس چیز سے نفع لینا حلال ہوجائیگا
نہ املاک مرسلہ مین (یعنے اون ملکونکے دعوی مین کہ مدعی سبب ملک کا دعوی نکرے صرف ظاہر
مین حکم جاری ہوگا باطن مین نہوگا۔ مثلاً زید نے دعوی کیا ایک عورت پر نکاح کا اور وہ
دوسرے کے نکاح مین ہی اور یہہ بیان نکیا کہ شوہر نے اوسکو چہوڑ دیا ہی اور قاضی نے جہوٹی
گواہی سے مدعی کو وہ عورت دلادی تو اوسکی صحبت اسکو صحیح نہین اسلیے کہ اپنا نکاح مطلق
بیان کیا تہا شوہر کی طلاق کو جو سبب ملک تہی بیان نہین کیا تہا اور اس مسئلے مین امام
شافعی کا خلاف ہی اور دلیل امام اعظم رح کی یہہ ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے
ایک شخص نے ایک عورت پر دعوی نکاح کا کیا اور جہوٹے گواہ قائم کئے حضرت علی رض نے وہ
عورت اوسکو دلادی عورت نے کہا یا امیر المؤمنین میرا نکاح اس سے کردیجیے آپ نے فرمایا
اِن دونون گواہون نے نکاح کردیا یعنے پہلا حکم جاری ہوگیا ظاہر اور باطن مین اور قاضی
کا حکم ایک نیا عقد پیدا کردیتا ہی جس جگہہ نیا عقد ہونا ممکن ہو اور جس جگہہ نیا عقد نہوسکتا ہو
وہان البتہ حکم قاضی سے نیا عقد نہوگا مثلاً عورت اگر دوسرے کی منکوحہ یا مدعی کی ذی رحم
محرم ہو تو قاضی کے حکم سے نکاح نہوگا واللہ اعلم (غائب پر قاضی حکم نکرے جبتک
اوسکا قائم مقام حاضر نہو جیسے وکیل یا وصی یا وہ چیز جسکا غائب پر دعوی کرتا ہے
سبب ہو اوس چیز کا جسکا حاضر پر دعوی کرتا ہی مثلاً دعوی کرے ایک چیز معین کا جو ایک
حاضر کے قبضے مین ہی یون کہکر کہ یہہ مین نے فلان غائب سے خریدی ہی (کیونکہ خریدنا

غائب ستے سبب ہی دعوی کا حاضر پر) قاضی کو اختیار ہے کہ یتیم کا مال کسیکو قرض دیدے اور اوسکا خط لکھ لے نہ وصی اور باپ کو (یعنے وصی کو یتیم کا مال اور باپ کو چھوٹے بیٹے کا مال قرض دینے کا اختیار نہین)

باب پنچ بدنے کے بیان مین۔ اگر دو شخصون نے ایک کو پنچ بدا تاکہ دونون مین فیصلہ کردے پس اس پنچ نے گواہون سے یا اقرار پر یا قسم سے انکار کرجانے پر سوا حد و قصاص اور دیت کے جو کہ قاتل کے کنبے پر پڑتی ہے اور مقدمون مین حکم کیا تو حکم اسکا صحیح ہی اگر وہ قاضی ہونیکے قابل ہو (یعنے قاضی کی صفتین اوسمین موجود ہون) دونون پنچ بدنیوالون کو پنچ کے حکم سے پہلے پنچایت سے پھر جانا درست ہے پس اگر پنچ حکم کرچکا تو یہ حکم لازم ہوگیا دونون پر۔ قاضی پنچ کے حکم کو جاری کرے اگر اوسکا حکم اوسکے مذہب کے موافق ہوا اور اگر نہو تو اوسکو باطل کردے۔ اگر پنچ نے اپنے مان باپ اور زن و فرزند کے نفع کا کوئی حکم کیا تو یہ حکم باطل ہے جیسے قاضی کا حکم اِن لوگون کے نفع کا باطل ہے بخلاف اوس حکم کے کہ پنچ مان باپ یا زن و فرزند کے ضرر کا کرے وہ حکم صحیح ہوگا۔

متفرق مسئلے نیچے کا رہنے والا بغیر رضامندی بالاخانے والے کے گھر مین میخ نگاڑے نہ سوراخ کرے۔ اگر ایک لمبی گلی ہے کہ اوسمین سے ویسی ہی اور پیدا ہوئی مگر راہ اوسمین نہین ہے (یعنے غیر نافذہ ہی) تو پہلی گلی کا رہنے والا اوس کوچۂ غیر نافذہ مین دروازہ نہین نکال سکتا ہی بخلاف اسکے کہ دوسری گلی گول ہو اکہ اوسمین دروازہ نکال سکتا ہی صورت اوسکی یہ ہی

گلی کے اندر گلی لمبی

گول گلی

اگر ایسے گھر کا دعوے کیا جو دوسرے کے پاس ہے اسطرح

باب پنچ بدنے کے بیان مین

متفرق مسئلے

کہ اوسنے مجکو ایک وقت مین یہہ گھر ہبہ کر دیا تھا پھر اوس سے گواہ مانگے گئے تو کہا کہ مدعا علیہ
نے گھر کے ہبہ کرنے سے انکار کیا تھا تو مین نے یہہ گھر اوس سے خرید لیا تھا اور خرید
کے گواہ لاوے تو جسوقت وہ ہبہ کا دعوی کیا تھا اوس سے پہلے اگر خریدنے کے گواہ
ہین تو قبول نہونگے اور اگر بعد کے ہین تو مقبول ہونگے۔ زید کے پاس ایک لونڈی ہی اوسنے
عمرو سے کہا کہ تو نے مجھ سے یہہ لونڈی خریدی تہی اور عمرو نے خریدنے سے انکار کیا (لو
بائع یعنے زید کو) اوس سے صحبت کرنی درست ہی بشرطیکہ عمرو سی جھگڑا چھوڑ دی۔ ایک شخص
اقرار کرے کہ مین نے فلانے سے دس روپیے لئے تھے پھر کہے کہ وہ کھوٹے تھے تو قسم کھانے کی
بعد اوسکا اعتبار کیا جاویگا۔ جو کہے دوسری سے کہ مجھپر تیرے ہزار روپئے آتے ہین اور
دوسرا اوسکے کہنے کو رد کر دی اور پھر مان لے تو اب اقرار کرنیوالے پر کچھ لازم نہو ویگا
(کیونکہ دوسرے نے پہلی بار تو اوسکے اقرار کو نمانا تو اب ماننے سے اوسپر کچھ ثابت نہوگا)
جو شخص دوسری پر مال کا دعوی کرے اور مدعا علیہ کہے کہ میرے اوپر تیرا کبھی کچھ نہین تھا اور
مدعی گواہ لاوے ہزار کے اور مدعا علیہ گواہ لاوی اون ہزار کے ادا کر دینے کے یا بخشدینے
کے تو گواہ مدعا علیہ کے قبول کئے جاوینگے اور اگر مدعا علیہ یہہ بہی کہتا کہ مین تجکو پہچانتا
ہی نہین تو یہہ گواہ نہ قبول کئے جاتے۔ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ تو نے اپنی لونڈی
میرے ہاتھ بیچی ہی اور عمرو نے کہا کہ مین نے تیری ہاتہ نہین بیچی پس زید گواہ لایا اپنی
خریدنے کے اور قاضی نے وہ لونڈی زید کو دلوا دی اور اوسمین اوسنے کوئی عیب پایا
پس عمرو نے گواہ گذرانے کہ زید لونڈی کے ہر عیب سے مجکو بری الذمہ کر چکا تھا تو یہہ
عمرو کے گواہ مقبول نہونگے۔ جس اقرار نامے یا وعدے کے اخیر مین لفظ انشاء اللہ ہوگا
وہ باطل ہی۔ ایک ذمی مرا اور اوسکی بی بی نے کہا کہ مین اوسکے مرنے سے پیچھے مسلمان ہوگئی

ہون خاوند کی میراث مجکو ملنی چاہیے اور ذمی کے وارثون نے کہا کہ موت سے پہلے
مسلمان ہوگئی تھی تو وارثون کا قول معتبر ہوگا (اور عورت کو میراث نملیگی) زید کے پاس
عمر کی کچھ امانت تھی اور عمرو مرگیا زید نے خالد کو کہا کہ یہہ عمرو کا بیٹا ہے اور عمرو کا
اسکے سوا اور کوئی وارث نہین ہے تو وہ امانت خالد کو دیدی اور اگر چند روز کے
بعد زید بکر کو بتائے کہ یہہ بھی عمرو کا بیٹا ہے اور خالد کہے کہ تو جھوٹا ہے تو وہ مال امانت
دبکر کو نہین مل سکتا) خالد ہی کو ملیگا۔ اگر کسیکی میراث اوسکے وارثون یا قرضخواہون پر
بانٹی جاوے تو اون سے اسکی ضمانت نلیجاوے (کہ اگر کوئی اور وارث یا قرضخواہ پیدا
ہوگا تو اوسکا حصہ دینا ہوگا) زید نے ایک گھر کا اسطرح دعوی کیا کہ یہہ میرے باپ کا
تہا اور وہ مرگیا مین اور میرا بہائی جو یہان نہین ہے اسکے وارث ہین اور اس دعوے پر
گواہ گذرا نے تو زید کو فقط آدہا گھر ملیگا (دوسرے بہائی کا حصہ جو غائب ہے نہین ملیگا) ایک شخص نے
کہا کہ جو میرا مال ہے یا جسکا مین مالک ہون فقیرون پر صدقہ ہے یہہ کہنا اوسکا اوس مالمین جاری ہوگا
جسمین زکوۃ واجب ہوتی ہو (یعنی حاجت سے زائد اور بڑہنے والی چیز و نپر حکم صدقہ کا کیا جاویگا
خواہ تھوڑی ہون یا بہت اونکے غیر مین جاری نہوگا جیسے سواری کے گھوڑے اور اسباب
ضروری) ایک شخص کو کوئی وصیت کرمرا اور وصی یہہ نہین جانتا کہ کس باب مین وصیت
کی تہی اوسکا وصی ہونا صحیح ہے بخلاف وکیل کے (کہ اگر وکیل یہہ نہین جانتا کہ کس چیز کا
وکیل کیا تو وکالت صحیح نہین) اگر وکیل کو وکالت کی خبر کوئی دے تو اوسکو تصرف کرنا موکل
کے مال مین صحیح ہے (خبر دینے والا آزاد ہو یا غلام بچہ ہو یا بڑا عادل ہو یا مستور)
معزول ہونا وکیل کا بغیر خبر دینے ایک مرد عادل یا دو مرد مستور الحال کے ثابت
نہین ہوتا جیسے مالک کو غلام کے تقصیر کی خبر دینی اور شفیع کو بیع شفعہ کی خبر

دینی اور کنواری لڑکی کو اوسکے نکاح کی خبر دینی اور اوس مسلمان کو جو دار الحرب سے
دار الاسلام کو نہ آیا ہو احکام شریعت کی خبر دینی ذکر ان سب مین ایک مرد عادل یا مستور
الحال کا خبر دینا شرط ہے یعنے اگر ایک مرد کسیطرحکا خبر دیگا تو اوسکا ماننا ضرور نہوگا اور
عادل کی خبر خواہ دو مستور الحال کی خبر کا ماننا ضرور ہوگا مثلا مالک کو اگر عادل نے
کہا کہ تیرے غلام نے قصور کیا تو مالک پر اوس قصور کا تاوان آویگا اسی طرح اور
مثالون کو سمجھنا چاہیئے) قاضی یا قاضی کا امین اگر کسی کے غلام کو اوسکے قرضخواہونکے
لیئے بیچکر مشتری سے قیمت لیلے اور وہ قیمت تلف ہو جاوے اور غلام کسی اور کا
نکلے تو قاضی یا امین قیمت کے ضامن نہین مشتری قرضخواہون سے غلام کی قیمت لے
جنکے واسطے بیچا تہا۔ اگر قاضی کسیکے وصی کو حکم کرے کہ اوسکے غلام کو قرضخواہون
کے لیئے بیچڈالے وہ غلام کسی اور کا نکلا یا مشتری کے قبضہ سے پہلے مرگیا اور قیمت
ضائع ہوگئی تو مشتری قیمت وصی سے لے اور وصی قرضخواہون سے لے جنکے واسطے
بیچا تہا) اگر کسی سے قاضی عالم عادل کہے کہ اس شخص پر مین نے حکم کیا ہے سنگسار ہونیکا
یا ہاتھہ کاٹنے کا یا حد مارنیکا تو اس کام کو کر دے تو قاضی حکم کی تعمیل اس شخص کو جائز ہے
۔ اگر معزول قاضی کسی سے کہے کہ مین نے جو تجہسے ہزار روپیہ لیئے ہین تو فلان مقدمہ
مین جو زید کے روپیہ مین مے لے تجہپر ثابت کیئے تہے اوسکو دیدیے اور وہ کہے کہ تو نے
مجہسے ہزار براہ ظلم لیئے ہین تو قاضی کا قول معتبر ہوگا) اور اس شخص کے ہزار کا ذمہ دار
نہوگا اسیطرح اگر کسی سے قاضی کہے کہ مین نے حق پر تیرے ہاتھہ کاٹنے کا حکم دیا تھا
(یعنے بسبب چوری کے اور وہ کہے کہ میرے ہاتھہ تو نے ظلم سے کاٹے ہین تب
بہی قول قاضی کا معتبر ہوگا لیکن یہ دونون صورتین اوس حال مین ہین کہ ہاتھہ

کٹاہو اشخص اور جس سے مال لیا گیا ہے وہ اقرار کرے کہ قاضی ہونے کی حالت میں ہاتھ کاٹا ہے یا مال لیا ہے۔

کتاب الشہادۃ

اسمین گواہی کا بیان ہے۔ گواہی کہتے ہین کسی حال کی خبر دینیکو آنکھون سے دیکھکر نہ فقط اٹکل اور گمان سے۔ اگر مدعی کسیکو گواہی کے لئے طلب کرے تو گواہی دینی اسکو لازم ہے۔ حدود کی گواہی کا چھپانا مستحب ہے۔ چوری کی گواہی مین یہ کہے کہ فلان شخص نے مال لیا یون نہ کہے کہ چورایا تاکہ مال ثابت ہو جاوے اور ہاتھ کاٹنا لازم نہو زنا کے ثبوت کیواسطے چار مردون کی گواہی ضرور ہے اور باقی حدون اور قصاص کے واسطے دو مردون کی کافی ہے اور کنواری ہونے اور جننے اور عورتون کے ان عیبون کیلئے جنپر مرد مطلع نہین ہوتے ہین ایک عورت کی گواہی کافی ہے اسکے سوا مین دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی چاہئے اور سب مین گواہ کا عادل ہونا اور گواہی کا لفظ زبان سے کہنا شرط ہے خواہ گواہ مرد ہو خواہ عورت قاضی آدمیون سے پوشیدہ اور ظاہر مین گواہون کا حال جملہ حقوق کے مقدمات مین تحقیق کرے کہ گواہی کے قابل ہین یا نہین صاحب خصومت یعنی مدعا علیہ اگر مدعی کے گواہون کو عادل بتاوے تو اوس کا اعتبار نہین گواہون کی عدالت کے تحقیق کرنے کو اور قاصدی اور ترجمہ کرنے کے لئے (یعنے دوسرے شخص کی زبان سمجھانے کے لئے) ایک شخص کافی ہے (یعنی قاضی ایک ہی شخص سے گواہ کا حال تحقیق کرے خواہ ایک آدمی کو مزکی کے پاس بھیجے یا گواہ کی زبان کا ترجمہ ایک شخص کر دے تو جائز ہے دو کی ضرورت نہین) درست ہی گواہ کو گواہی ہی آنکھ ہوئی اور دیکھی ہوئی چیز کی جیسے بیع یا اقرار حاکم کا حکم یا چھین

لینا یا مارڈالنا ہے گواہ اوسکو کسی نے گواہ نکیا ہو مگر دوسرے کی گواہی دینے پر گواہی
ندی جبتک کہ اسکو اوس گواہی پر گواہ نہ کیا جاوے قاضی اور گواہ اور راوی
کسی نوشتہ پر عمل نکرین جب تک کہ وہ مقدمہ یاد نہو۔ ایسی چیز کی گواہی ندی
جس کو نہ دیکھا ہو سواے ان چیزون کے نسب موت نکاح صحبت کرنا
عورت سے حکومت قاضی کی اصل وقف کرنا کسی چیز کا کہ ان چیزون مین کسی معتبر سے
سنکر گواہی دیسکتا ہے (مگر وقف کرنیوالے نے جو وقف مین شرطین کی ہون انکو غیر سے
سنکر گواہی ندینی چاہیے) جسکے ہاتھ مین کوئی چیز سواے غلام لونڈی کے دیکھی اوسکی
گواہی دیسکتا ہے کہ یہ اوسکی ملک ہے۔ ان مسئلون مین اگر قاضی سے صاف صاف کہے کہ
مین سنکر گواہی دیتا ہون یا قبضہ دیکھکر تو قبول نہوگی۔ اگر کوئی گواہی دے کہ مین
فلانے کے دفن مین یا نماز جنازہ مین حاضر تھا تو یہ موت کے دیکھنے کی برابر ہے یہان
تک کہ ایسی گواہی اگر قاضی کے سامنے بیان کرے تو قاضی اوسکو قبول کریگا واللہ اعلم

باب اون شخصون کے بیان مین جنکی گواہی مقبول ہے اور جنکی غیر مقبول۔

اندھے اور غلام اور نابالغ کی گواہی مقبول نہین ہان اگر غلام یا نابالغ حالت غلامی یا
نابالغی مین گواہ ہوئے اور آزادی اور بلوغ کے بعد گواہی دین تو مقبول ہوگی۔
جسکو حد ماری گئی ہو گالی دینے پر گو اوسنے توبہ کر لی ہو اوسکی گواہی مقبول نہین لیکن
اگر کفر کی حالت مین اوسپر یہ حد لگی اور پھر وہ مسلمان ہو گیا ہو تو مقبول ہے لڑکیکو اپنے
مان باپ دادی دادا نانی نانا کی گواہی درست نہین ہے اور اوسکے برعکس بھی نہین
درست ہے (یعنی مان باپ وغیرہ کی گواہی بیٹے پوتے نواسے کیواسطے بھی نہین صحیح ہے)
جورو خاوند ایکدوسرے کے گواہ نہین ہوسکتے مالک اپنے غلام لونڈی اور مکاتب کا گواہ

نہین ہوسکتا ہے۔ ایک شریک دوسرے شریک کا شرکت کے باب مین گواہ نہین ہوسکتا مخنث
اور نوحہ کرنیوالی اور گانیوالی کی گواہی مقبول نہین۔ دشمن جسکی دشمنی اگرچہ دنیا ہی
کیواسطے ہو اور دائم الخمر جو دوا کیواسطے شراب نہ پیتا ہو بلکہ کھیل کے لئے پیتا ہو اُن
دونون کی گواہی نہ مانی جاویگی اور جانورون سے کھیلنے والے (مثلاً کبوتر باز و مرغباز
وغیرہ) اور لوگون کے سنانیکو گانیوالے اور ایسے گناہ کرنیوالے جسپر حد جاری ہوتی
ہے یا ننگے حمام مین نہانے والے یا سود کھانیوالے یا چوسر اور شطرنج بدکر کھیلنے والے
یا دونون کے سبب سے نماز کھو دینے والے یا آدمیون کی راہ مین پیشاب کرنیوالے یا
راہ مین کھانیوالے یا پچھلون کو علانیہ بُرا کہنے والے (جیسے اصحاب رسول اللہ صلعم
وغیرہم کو ان مین سے کسی) کی گواہی مقبول نہین۔ مقبول ہوگی گواہی ایک شخص کی اپنے
بھائی یا چچا یا دودہ کی مان یا باپ کے لئے یا اپنی ساس یا بیبی کے بیٹے یا داماد یا بہو
یا باپ کی بیٹی کے واسطے) صحیح ہے گواہی اہل ہوا یعنی بدمذہب کی مگر فرقۂ خطابیہ کی
(کہ کٹی رافضی ہوتے ہین) جائز نہین اسلئے کہ اونکے نزدیک مدعی کی قسم کے لحاظ سے
جھوٹی گواہی درست ہے) ذمی کی گواہی ذمی پر اور حربی کی گواہی حربی پر جائز ہے مگر حربی
کی ذمی پر درست نہین) صحیح ہے گواہی گناہ صغیرہ کرنیوالے کی اگر کبیرہ سے بچے اور ختنہ کئے
ہوئے کی اور ناختنہ یعنی خصی اور حرامی اور خنثیٰ کی (جسکے مرد و عورت دونون کی علامت
ہو) اور بادشاہی عاملون کی (جو ظالم نہون) اور آزاد کئے ہوئے کی گواہی آزاد کرنے والے
کے واسطے درست ہے۔ اگر دو شخص گواہی دین کہ فلان شخص کو ہمارے باپ نے وصی
کیا تھا اور وہ بھی اقرار کرے وصی ہونیکا تو یہ گواہی درست ہوگی (اور وہ شخص وصی
ہوگا) اور اگر انکار کرے تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر یون گواہی دین کہ اوس شخص کو

اپنا قرضہ لینے کا وکیل کیا تھا تو خواہ وہ اقرار وکالت کا کرے یا نہ کرے گواہی مقبول
نہوگی۔ قاضی گواہون پر ایسے طعنہ کو جو حق اللہ اور حق العباد سے خالی ہونہ سنے (
جیسے کہین کہ گواہ گواہی کے قابل نہین ہین مگر ایسے طعنہ کو جو بدلیل حق اللہ یا
حق العباد ہو سنے) جو شخص گواہی دی اور کچہری سے جانیکے پہلے کہے کہ مینے بعض گواہی
مین وہم کیا ہے تو یہ کہنا مقبول ہوگا اگر گواہ عادل ہے

باب دو گواہون کی گواہی کے اختلاف کے بیان مین۔ گواہی اگر دعوی کے
موافق ہو تو قبول ہوگی ورنہ نہین۔ مدعی نے ایک گہر کا دعوی بہ سبب وراثت کے
یا خرید کے باعث کیا اور اسکے گواہون نے گواہی دی کہ یہ گہر کا مالک ہے سبب کو نہ
بیان کیا تو یہ گواہی بیکار ہے اور برعکس اسکے صحیح ہے (یعنے مدعی نے فقط ایک گہر
کے مالک ہونیکا دعوی کیا اور گواہون نے کہا کہ ورثہ کے سبب سے یا خرید کے سبب
سے مالک ہوا ہے تو بیکار نہوگی بلکہ مقبول ہوگی) دونون گواہون کا اظہار متفق چاہیے
لفظ اور معنی مین بس اگر ایک نے گواہی دی ہزار روپیہ کی اور دوسرے نے دو ہزار
کی تو مقبول نہوگی اسیصورت مین اگر دوسرے نے ڈیڑہ ہزار کی گواہی دی اور دعوی بھی ڈیڑہ
ہزار کا ہے تو ہزار کی قبول ہوگی۔ دونون نے ہزار کی گواہی دی مگر ایک نے یہہ بھی کہا
کہ پانسو مدعا علیہ نے ادا کر دئے ہین تو ہزار ہی کی مقبول ہوگی اور پانسو کے ادا کی نہ
سنی جائیگی لیکن اگر دوسرا بھی اوسکے ساتھہ پانسو ادا ہونے کی گواہی دے تو مانی
جاویگی مگر چاہئے کہ جو شخص پانسو وصول جانتا ہے گواہی مین بیان نکرے جب تک کہ مدعی
وصول کا اقبال نکرے۔ دو شخص گواہی دین کہ مدعی کے ہزار قرض ہین اور ایک انمین
سے یہ کہے کہ وہ ادا بھی ہو گئے ہین تو یہ گواہی قرض دینے پر جائز ہوگی (مگر

سے لینے والیکو اس سے ادا کرنا لازم نہوگا کیونکہ احتمال ادا کا ہے) اگر دو آدمی گواہی دین
کہ فلانے نے عید الضحے کے روز مکہ مین زید کو مار ڈالا اور دوسرا کہے کہ عید الضحے کے
دن مصر مین مار ڈالا تو دونون کی مقبول نہوگی۔ ایسی صورت مین اگر ایک گواہی پر حکم ہوگیا
ہو دوسری سے پہلے تو دوسری باطل ہے۔ دو شخصون نے گواہی دی ایک گائے
کی چوری پر اور گائے کے رنگ مین اختلاف کیا تو چور کا ہاتھہ کاٹا جاویگا بخلاف
اسکے کہ نر اور مادہ ہونے مین اختلاف ہو یا رنگ ہی مین اختلاف ہو چھین لینے کی مقدمہ
مین نہ چوری کے کہ ان دونون صورتون مین گواہی مقبول نہوگی اور ہاتھہ نہ کٹے گا۔ ایک
شخص نے دوسرے شخص کے لئے گواہی دی کہ اوسنے زید سے ہزار روپیہ کو غلام خریدا ہی
اور دوسرے گواہ نے کہا کہ ڈیڑہ ہزار کو خریدا ہے تو گواہی باطل ہے اسیطرح کتابت
اور خلع مین روپیہ کی تعداد کے اختلاف سے گواہی نمانی جاویگی لیکن نکاح تعداد مہر
کے اختلاف کیصورت مین ہزار پر ثابت ہو جاویگا۔ جو مورث کا مال ہے اوسکے وارث کو
نہ دلایا جاویگا جب تک یہہ ثابت نہو کہ وارث کے ملک مین آگیا (یعنے اگر گواہ گواہی
دین کہ فلان میت اس چیز کا مالک تھا تو قاضی حکم نہ دیوے کہ اس شے کو اوسکے وارثون کو
دیدین جب تک یہ نہ کہین کہ مورث مرگیا اور اس چیز کو وارث کی میراث چھوڑ گیا ہے لیکن اگر
گواہی دین کہ میت مرنے کے وقت اسکا مالک یا متصرف تھا یا موت کے وقت کسی اور
نے اوس سے مانگ کر اپنا تصرف کر لیا تھا کہ یہہ بھی حقیقت مین میت کا تصرف ہی
تو مرنے کیوقت تک قبضہ اور تصرف ثابت ہونے سے بھی قاضی وارثون کو
دلا سکتا ہے) اگر گواہی دین کہ یہ چیز اس شخص زندہ کے قبضہ مین ایک مہینے سے
یا ایک برس سے ہے تو یہ گواہی مقبول نہوگی (یعنے اوسکے ملک ثابت نہ ہوگی مثلاً زید

لے عمرو کی شئے پر دعوے کیا کہ میری ہے اور گواہون لنے زید کی گواہی دی کہ یہ شئے ایک مہینے سے ہمنے زید کے پاس دیکھی ہے تو اس سی وہ شئے زید کو دلائی جائیگی کیونکہ احتمال ہے کہ زید کے پاس منگنی پر ہو اور اگر مدعا علیہ اقرار کرے کہ یہہ مال مدعی کے پاس ایک مہینے سے ہے یا مدعا علیہ کے اوس اقرار پر گواہ گواہی دین تو قاضی اوس کو مدعی کو دلوا دے +

باب گواہی پر گواہی دینے کے بیان مین - ایسے معاملون مین جو شبہہ سے ساقط نہین ہوتے ہین (یعنے سواے حد اور قصاص کے) گواہی پر گواہی مانی جاویگی اور اوس مین بھی یہ شرط ہے کہ اصلی دونون گواہون مین سے ہر ایک کی گواہی پر دو مرد گواہی دین اور ایک گواہ کی گواہی پر ایک مرد کی گواہی مقبول نہوگی - گواہ فرعے (یعنے گواہی پر گواہ) پکڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ اصل گواہ فرعی سے یون کہے کہ گواہ رہ میری گواہی کا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ فلانے نے میرے سامنے اقرار کیا اسبات کا اور ایسی گواہی کے ادا کا یہ طریقہ ہے کہ فرعی گواہ یون کہے کہ گواہی دیتا ہون مین اسکی کہ اصل گواہ نے مجکو گواہ پکڑا ہے اپنی اس گواہی کا کہ فلان شخص نے فلان امر کا اقرار اصیل کے سامنے کیا اور اصیل نے مجھہ سے کہدیا ہے کہ تو میرے گواہ ہونے کا گواہ رہنا فرعی گواہ کی گواہی مقبول نہوگی جبتک کہ اصل نہ مرے یا بیمار نہو یا سفر نکرے - اگر فرع کے گواہ اصل گواہون کا عدل ہونا بھی بیان کرین تو اونکی عدالت ثابت ہو جاویگی ورنہ قاضی اور ون سے اونکا حال پوچھے - اگر اصل گواہ اپنی گواہی سے انکار کرین تو فرع کی گواہی باطل ہے - اگر زید اور عمرو نے گواہی دی کہ ہم سے بکر اور خالد نے کہا کہ فلان شخص کی فلان عورت پر جو فلانے کی بیٹی ہے اور فلانے

کہ لانے کی ہے ہزار آتے ہین اور ہم یعنی بکر اور خالد اوسکو پہچانتے ہین تو اس صورت
مین اگر مدعی ایک عورت کو لائے اور زید و عمرو کہین کہ ہم اوسکو نہین پہچانتے ہین کہ
یہ وہی مدعا علیہا ہے یا کوئی اور تو مدعی سے کہا جاوے گا کہ اور گواہ لا اسلئے کہ یہی
عورت وہی ہے جو تیری مدعا علیہا ہے اسیطرح ایک قاضی کا خط جو دوسرے
قاضی کی طرف جاوے (اگر خط لیجانیوالے دو گواہ مدعا علیہ کو نہ پہچانتے ہون تو دوسرا
قاضی مدعی سے کہے کہ اور گواہ لا اسلئے کہ یہی میرا مدعا علیہ ہے) اگر ان صورتون مین
فرع کے گواہ یون کہین فلان عورت قبیلہ بنی تمیم سے ہی (یعنے اوپر کا قبیلہ بتلاوین) تو کافی
نہوگا جب تک کہ اوپر کے قبیلہ مین سے کسی خاص چھوٹے قبیلہ کو ذکر نکرین اسلئے کہ اوپر
کی قوم کے ذکر سے پہچان خوب نہین ہوتی مثلاً اگر صدیقی کہدین تو پہچان نہوگی جبتک کہ
اوسکے باپ دادے کا خاص لقب جو چند پشت سے ہوجایا کرتا ہے بیان نکیا جاوے، اگر
ایک گواہ نے اقرار کیا کہ مین نے جھوٹی گواہی دی تھی تو اوسکو شہر و بازار مین تشہیر
کیا جاوے تعزیر نکیا جاوے

باب گواہی سے پھر جانیکے بیان مین، گواہ کو گواہی سے پھرنا درست نہین مگر قاضی
کے روبرو- اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے دونون گواہ پھر گئے تو قاضی انکی گواہی
کے بموجب حکم نہ دے حکم بعد پھر جانے سے حکم نہ ٹوٹیگا- اسصورت مین اگر مدعی نے
مدعا علیہ سے کچھ لے لیا ہے (دین ہو یا عین) تو جتنا مدعا علیہ کو دینا پڑا وہ دونو گواہون
سے پھر لے (یعنے قاضی اون سے دلا دے) اگر ایک پھر گیا تو مدعا علیہ کے آدھے مال
کا ضامن ہوگا جتنے گواہ گواہی سے نہ پھرین شمار اونکی معتبر ہے پھرنیوالون کی گنتی معتبر
نہین مثلاً اگر تین گواہون مین سے ایک پھر گیا تو اوسکو کچھ دینا نہ ہوگا اسلئے کہ دو گواہ

نہین پھرے مدمال مدعا علیہ کے ذمہ مین دو کی گواہی سے ہی ثابت ہے) اور اگر دوسرا
اور پھر جاوے تو ان دونون پھرنے والونکو آدہا مال دینا پڑیگا (کیونکہ جو نہین پھرا ہے
وہ ایک ہی ہے اوس سے نصف مال ثابت ہوا تو باقی نصف ان دونون سے لیا جاویگا) اگر دو
عورتون اور ایک مرد نے گواہی دی اور ایک عورت پھر گئی تو یہہ چہارم مال کی ضامن
ہوگی اور دونون پھر گئین تو آدہے مال کی دونون ضامن ہونگے۔ اگر ایک مرد اور دس
عورتین گواہ ہین اور آٹھہ پھر گئین تو اونپر کچھہ نہین ہے اور نو پھرین تو اون پر چہارم ہے
اور اگر سب عورتین مع مرد پھر گئین تو نقصان کے چھے حصے برابر ہوکر ایک حصہ مرد
پر اور پانچ حصے عورتون پر آپڑینگے (کیونکہ دو دو عورتین ایک ایک مرد کے برابر
ہین تو گویا دس عورتین بجاے پانچ مردون کے ہوئین اور ایک گواہ تہا تو کل گویا
چھہ مرد ہوے) اگر گواہی دین دو مرد ایک مرد پر یا ایک عورت پر اس مضمون کی کہ مہرمثل
پر نکاح کیا ہی اور پھر اس گواہی سے پھر جاوین تو کسی چیز کے ضامن نہونگے لیکن اگر
مہرمثل سے زیادہ کی گواہی دی تہی تو زیادتی کی مقدار کا تاوان دینگے۔ اور اگر
بیع کے باب) مین (قیمت مثل یا زیادہ قیمت کی گواہی دینگے تو پھر جانے سے کچھہ
ندینا پڑیگا لیکن اگر کم قیمت کی گواہی ہے تو جسقدر بیع کی قیمت سے کم ہوگی اوسیقدر
بائع کے لئے ضامن ہونگے صحبت سے پہلے طلاق کے دونون گواہ اگر پھر جاوین تو نصف
مہر کے ضامن ہونگے اور اگر طلاق کے بعد صحبت کے گواہ پھر جاوینگے تو اون کو کچھہ
ضمان ندینا ہوگا اور غلام کی آزادی کے گواہ پھر جاوین تو اوسکی قیمت دینی پڑیگی
۔ اگر خون کی گواہی سے پھر جاوین تو خون بہا مقتول کا اون سے بھر لیا جاویگا
مگر قصاص مین مارے نجاوینگے۔ اگر فرع کے گواہ جنہون نے اورون کے گواہ

ہونے کی گواہی دی ہے پہر جاوینگے تو وہی ضامن ہونگے بشرطیکہ اصل کے
گواہ یون کہین کہ ہمنے انکو اپنی گواہی پر گواہ بنایا تہا یا یون کہین کہ ہمنے انکو گواہ
بے شک کیا تہا مگر ہمسے غلطی ہوئی تہی۔ اگر اصل وفرع دونون کے گواہ پہر جاوین
تو ضامن فقط فرع کے گواہ ہونگے اور اونکی کہنے پر التفات نہ کیا جاویگا کہ ہم
سے اصل کے گواہون نے جہوٹ کہا تہا یا غلطی کی تہی جس شخص نے گواہون
کی عدالت کی تحقیقات کی پہر اوس سے پہر گیا تو وہ خود ضامن نقصان کا ہوگا۔
ایسی قسم کے گواہ جو کسی شرط پر معلق ہو اور زنا کے گواہ ضامن ہونگے لیکن زانی
کے محصن ہونیکے گواہ اور شرط کے واقع ہونیکے گواہ کچہہ تاوان نہ دینگے یعنے
اگر چار گواہون نے کسیکے زنا کی گواہی دی اور دوسرے گواہون نے اوسکے محصن
ہونیکی گواہی دی جس سے سنگساری لازم ہوئی اور پہر یہ سب گواہی سے پہر گئے
تو سنگسار کئے ہوئے شخص کا خون بہا زنا کے چارون گواہون پر پڑیگا نہ محصن
ہونے کی دو گواہون پر اور شرط کے واقع ہونے کی صورت یہ ہے کہ دو گواہون
کہا کہ زید نے اپنے غلام سے کہا تہا کہ اگر تو گہر مین جاوے تو آزاد ہے اور دو گواہون
نے گواہی دی کہ وہ غلام گہر مین گیا پہر چارون گواہ پہر گئے تو پہلے
دو گواہ غلام کی قیمت کے ضامن ہونگے نہ دوسرے

کتاب الوکالۃ

اسمین وکیل کرنیکا بیان ہے۔ وکیل کرنا صحیح ہے اور معنے اوسکے یہ ہین کہ دوسرے
کو اپنی ذات کے قائم مقام کر دینا ایسے تصرف مین جسکا خود موکل کو اختیار ہے
خواہ وکیل لڑکا ہو یا غلام جسکو معاملات کرنیکے لئے مالک کا حکم نہین بشرطیکہ

وکیل معاملات کی حقیقت سمجھتا ہو۔ جو معاملات موکل خود کر سکتا ہے اونمین وکیل کو قائم مقام کر سکتا ہے اور (وکیل کرنا اپنے) جواب وسوال کیواسطے حقوق مین طرف ثانی کی رضامندی سے (درست ہی) لیکن اگر موکل بیمار ہو یا غائب ہو تین تمرل کے عرصے یا اوسکا سفر مین ارادہ ہو یا عورت پردہ نشین ہو تو (ان صورتون مین طرف ثانی کی رضامندی ضرور نہین اور (اسیطرح صیح ہی وکیل کرنا) کوئی حق دینے یا لینے کیواسطے سوا حد اور قصاص کے اگر موکل غائب ہو (اور اگر اوس مجلس مین حاضر ہو تو وکیل کرنا حد اور قصاص لینے کیواسطے بھی صیح ہے کیونکہ موکل کے ہوتے ہوئے وکیل کا کچھہ اعتبار نہین تو گویا یہ امور موکل ہی نے کئی) جس عقد کو وکیل اپنی طرف نسبت کرے مثلاً بیچنا یا ٹھیکہ دینا یا اقرار سے صلح کرنا تو اس عقد کے حقوق وکیل سے متعلق ہوجائینگے اگر وکیل وہ غلام نہو جسکو معاملہ کرنیکے لئے مالک کا حکم نہین۔ اور حقوق یہ ہین کہ مبیع کو دینا یا لینا یا اوسکی قیمت لینی یا مبیع کسی اور کی نکلی تو بائع سے قیمت پھیر لینی یا مبیع کے عیب مین جھگڑنا (یہ سب معاملات وکیل سے متعلق ہوتے ہین) اور ملک موکل کی ثابت ہوتی ہے معاملہ کے شروع ہی سے یہانتک کہ اگر وکیل اپنے رشتہ دار کو خریدے تو وہ آزاد نہ ہوگا اور جن معاملونکو وکیل موکل کی طرف نسبت کرے جیسے نکاح یا خلع یا صلح دانستہ خون سے یا انکاری صلح کرنا تو اونکے حقوق متعلق موکل سے ہونگے (نہ وکیل سے) تو اب وکیل شوہر سے نکاح مین مہر کا مواخذہ نہین ہوسکتا ہے اور عورت کے وکیل سے عورت کے حوالہ کرنیکا مواخذہ نہین کیا جاویگا۔ خریدنے والے کو اختیار ہے کہ موکل کو قیمت نہ دے (وکیل ہی کو دے کیونکہ بیع وکیل سے متعلق ہی) اور اگر موکل کو دیدے تو بھی صیح ہے پھر وکیل اس سے

موا خذاه نکرسکا کیونکہ حق حقدار کو پہونچگیا +۔

[illegible]

باب خرید فروخت کیواسطے وکیل کرنیکے بیان ہین۔ اگر وکیل سے کہے کہ مثلاً ماندے
سوسیر یا گھوڑا یا خچر خرید تو صحیح ہے خواہ قیمت مقرر کیے یا نکرے۔ اگر یوان کہے کہ غلام
یا مکان خرید تو قیمت اگر بتاویگا تو درست ہے ورنہ جائز نہ ہوگا۔ اگر کپڑا خریدنے کو
بغیر قید ماندے وغیرہ کے کہے یا کہے کہ چارپایہ خرید گھوڑے خچر وغیرہ کا نام نہ لے
تو صحیح نہیں ہے گو قیمت بتادی۔ اگر مطلق طعام خریدنے کو کہے تو گیہون یا آٹا مراد
ہوگا۔ وکیل کو مبیع کا پھیر دینا بسبب عیب کے صحیح ہے جب مبیع اوسکے پاس ہو
اور جب موکل کو دیدی تو بے حکم اوسکے پھیر نہیں سکتا۔ اگر مبیع کی قیمت وکیل نے اپنے
پاس سے دیدی ہے تو مبیع کو روک سکتا ہے جب تک موکل قیمت اوسکی نہ دے۔ اگر مبیع
وکیل کے پاس جاتی رہی تو اگر روکنے سے پہلے گئی تو موکل کی گئی اور موکل کے ذمے سے
اوسکی دام ساقط ہونگے اور اگر بعد روکنے کے گئی تو اوسکا حکم (اوس) مبیع کا سا ہے
جو بائع کے پاس مشتری کے دینے سے پہلے ہلاک ہو یعنی ایسی مبیع کی قیمت موکل نہ لیجائیگا
بیع صرف اور سلم جنمین عاقدین کی جدائی سے پیشتر قبضہ ضرور ہے اوس مین وکیل کی جدائی
کا اعتبار ہے نہ موکل کی (یعنے وکیل کو پہنچاہئے کہ بیع صرف اور سلم مین بدون
قبضہ بدل کے علیحدہ ہو اور موکل علیحدہ ہو تو مضائقہ نہین) ایک شخص کو وکیل کیا
روپیہ کا آٹھ سیر گوشت خریدنے کو اور وکیل نے وہی گوشت جو آٹھ سیر بکتا ہے روپیہ
کا سولہ سیر خریدا تو موکل کو فقط آٹھ آنے کا آٹھ سیر خرید کر لینا ضرور ہے۔ اگر کسی خاص
چیز کے خریدنے پر وکیل کیا تو وکیل اپنے واسطے اوس چیز کو نہیں لے سکتا۔ اگر ایسی
چیز کو وکیل (روپیہ پیسے یعنی) نقد کے عوض نہ لے یا جو موکل نے اوسکی قیمت بتادی

تھی اوسکے خلاف لے تو وہ خرید وکیل ہی کی ہوگی - اگر وکیل کرے کسی غیر معین چیز
کے خریدنے کا تو وہ خرید بہی وکیل ہی کی ہے لیکن وکیل نے اگر نیت کرلی کہ موکل کے
واسطے خریدتا ہون یا موکل کے مال سے خریدی تو موکل کی ہوگی اگر وکیل کہے کہ اس چیز کو مین نے
موکل کیواسطے خریدا ہے اور موکل کہے کہ تو نے اپنے واسطے خریدا ہے تو موکل کا قول معتبر ہے اگر اسی
صورت مین موکل نے پہلے سے قیمت دیدی ہوگی تو وکیل کا قول معتبر ہوگا - زید نے عمر سے کہا کہ
خالد کیواسطے یہ چیز میرے ہاتھ بیچدے اور عمر نے بیچڈالی اوسپر زید وکالت سے انکار کرے کہ
مین نے خالد کے واسطے نہین خریدی ہے تو خالد اوس شی کو لے سکتا ہی لیکن اگر خالد کہے کہ مین
نے زید کو وکیل نہین کیا تہا کہ میرے واسطے خریدے تو خالد اوسکو نہین لے سکتا ہان اگر زید
اوسکو وہ چیز دیچکا ہو تو البتہ خالد لے سکتا ہی پہر زید کو نہ ملے گی - اگر وکیل سے کہے
کہ فلانے دو غلام میرے واسطے خرید اور قیمت نہ مقرر کرے پس وکیل ایک غلام اوسکے
واسطے خریدی تو صحیح ہے - اگر اون دونون کو ہزار روپیہ مین خریدنے کو کہی اور دونون کی
قیمت برابر ہو پہر ایک کو وکیل پانسو یا کم کو خریدے تو بہی صحیح ہے اور اگر پانسو سے
زیادہ کو خریدے تو نہین صحیح ہی ہان اگر موکل کے جہگڑنے سے پیشتر دوسرے غلام کو
پانسو سے اوتنی کم کو خریدے جتنا پہلے مین زیادہ دیا ہے تو صحیح ہے کہ دو ہزار
مین ہو گئے اگر کوئی اپنے قرضدار کو وکیل کرے کہ فلان چیز میرے قرضہ کے بدلے مین
جو تجہپر آتا ہے خریدے اور وہ خریدے تو صحیح ہے اور اگر غیر معین شے کو اس طرح کہے
تو وہ خرید وکیل کی ہوگی - اگر ہزار دیکر ایک شخص کو کہے کہ اتنے کو میرے واسطے لونڈی
خرید اور اوسنے خریدی پہر موکل نے کہا کہ یہ تو پانسو کی ہے اس صورت مین خریدنیوالے
یعنے وکیل کا قول معتبر ہوگا کیونکہ موکل اوس سے لینا چاہتا ہے وہ انکار کرتا ہے

اور منکر کا قول قسم کے ساتھہ معتبر ہوتا ہے) اور اگر پہلے سے ہزار نہین دیکے ہین تو اس
صورت مین موکل کا قول معتبر ہوگا (کیونکہ وکیل اوس سے پانسو زیادہ لیا جاہتا ہے
اور وہ منکر) اگر ایک معین شے کے خریدنے کو وکیل کیا اور پہر اختلاف ہوا وکیل کہتا ہے
کہ ہزار کو خریدی ہے اور موکل کہتا ہے کہ پانسو کو اور اوس شے کا بائع وکیل کی سی
کہتا ہے تو وکیل موکل ہر دو قسم کہائین (اگر دونون نے قسم کھائی تو وہ شے وکیل
کی ٹھہری گی نہ موکل کی) ایک غلام زید سے کہے کہ تو مجکو میرے مالک سے میرے لیئے
ہزار روپیہ کو خرید دے اور غلام نے ہزار دیدیئے اور زید نے مالک سے کہدیا کہ مین تیرے
فلانے غلام کو خاص اوسکے لیئے خریدتا ہون اور مالک اسی شرط پر بیچڈالے تو غلام
آزاد ہوجاوے گا اور ولا اوسکی مالک کو ملیگی اور اگر زید کہے کہ اس غلام کو مین اپنے واسطے
خریدتا ہون تو وہ زید کا ٹھہریگا اور اوسکے ذمہ ہزار روپیہ اور لازم ہونگے اسلیئے
کہ غلام والے ہزار روپیہ تو مالک ہی کے ہین کیونکہ جو غلام کا مال ہے وہ مالک
کا ہے اب زید ہزار اور قیمت کے دے) اگر کہے کوئی غلام سے کہ تو میرے واسطے
اپنے آپکو اپنے مالک سے خرید لے اور غلام مالک سے کہے کہ مجکو فلان شخص کے
واسطے بیچ اور وہ بیچڈالے تو حکم کرنیوالے کا غلام ٹھہریگا اور اگر یون نکہے کہ فلانے کے
واسطے بیچ تو آزاد ہوجائیگا فصل وکیل خرید و فروخت کا ایسے شخص سے معاملہ نکرے کہ
جسکے واسطے گواہی ندیسکے (مثلا اپنے ماں باپ لڑکا لڑکی بیبی خاوند شریک وغیرہ سے
معاملے خرید فروخت کے نکرے کہ خوف ہے تہمت کا) اور صحیح ہے کہ وکیل
بیچ کا کم زیادہ قیمت کے عوض مین خواہ اسباب کے بدلے مین خواہ کسی
وقت تک غرض یہ چیز کو بیچدے اور اگر خریدنے کے لیئے وکیل ہو تو اوسکی

فصل

خرید مین یہ شرط ہے کہ برابر قیمت پر چیز مول لے خواہ دام اتنا بڑہا وے کہ و تنا نقصان
رائج ہو یعنی قیمت لگانیوالے بڑہ سے بڑہکر اتنا دام لگائین (ایسا نہ ہو کہ کوئی اوسکے
قیمت اوتنی نہ لگا سکے)۔ اگر غلام کے بیچنے کا وکیل کیا اور اوس نے آدہا غلام
بیچا تو صحیح ہے اور اگر غلام خرید لنے کا وکیل کیا اور آدہا خریدا تو یہ خرید موقوف ہوگی
باقی آدہے کے خریدلنے پر (اگر وہ بھی خرید لیا تو موکل کو لینا پڑے گا)۔ اگر مشتری
عیب کے سبب سے جو مشتری کے گواہون سے ثابت ہو یا وکیل کے قسم نہ
کہانے سے ثابت ہو مبیع وکیل کو پہیر دے تو وہ موکل کو پہیر دے اسیطرح اگر وکیل
نے مبیع مین ایک قدیمی عیب کا اقرار کیا ہو (جیسے ایک زاید اونگلی یا دانت زائد
کا مثلاً) اور اس عیب سے وہ چیز وکیل کے پاس پہر آوے تب بھی موکل کو پہیر دے
(اور اگر ایسے عیب کا اقرار ہو تو وہ چیز صرف وکیل کو واپس ملے گی وہ موکل کو نہ پہیر سکیگا)
اور اگر وکیل نے اودہار بیچ ڈالے اور موکل کہے کہ مین نے نقد بیچنے کو کہا تہا
اور وکیل کہے کہ مطلق بیچنے کو کہا تہا (نقد اور اودہار کی قید نہین لگائی تہی)
تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور اگر عقد مضاربت مین یہ صورت واقع ہو تو مضارب
کا قول معتبر ہوگا۔ بیع کا وکیل اگر کوئی چیز مشتری کی گرو کرے اور وہ
وکیل کے پاس ضائع ہو جاوے یا مشتری سے کوئی ضامن لے لے (اور ضامن
مثلاً مفلس ہو کر مر جاوے) اور قیمت ہاتہہ نہ لگے تو وکیل ضامن نہ ہوگا (قیمت کا)۔ اگر
کسی کے دو وکیل ہون تو ان مین سے فقط ایک کسی معاملہ مین تصرف نکرے مگر جہگڑا
کرنے مین کسی سے اور طلاق دینے مین بغیر بدل کے اور آزاد کرنے مین بغیر عوض کے
اور سونپی ہوئی امانت کو پہیر دینے مین اور موکل کا قرض ادا کرنے مین (کہ اگر

ان امور مین دو وکیل ہون تو ہر ایک اُن مین سے بغیر دوسرے کے ان معاملات کو کو کر سکتا ہے اور معاملون مین دونون اتفاق سے کام کرین) وکیل اپنی طرف سے کسی اور کو وکیل نکرے مگر موکل کے کہنے سے یا اوس صورت مین کہ موکل نے اوس سے کہہ دیا ہو کہ جیسا تیری عقل مین آوے ویسا کر (ان دونون صورتون مین وکیل اپنی طرف سے وکیل کر سکتا ہے) اگر وکیل نے بے حکم موکل کے کسیکو وکیل کر لیا ہے پس اس وکیل کے وکیل نے اصل وکیل کے سامنے عقد کیا یا کسی اجنبی آدمی نے کوئی عقد وکیل کیطرف سے کیا اور اوس عقد کو اصل وکیل نے جائز رکھا تو صحیح ہے (یعنے اگر اجنبی آدمی وکیل کے سامنے خواہ پیچھے عقد کرے اور وکیل اوسکو جایز رکھے تو وہ عقد درست ہو جائیگا گو وہ شخص اجنبی وکیل کا وکیل نہو) اگر نکاح کر دی غلام یا مکاتب یا کافر اپنی چھوٹی لڑکی کا جو آزاد اور مسلمان ہو یا ایسی لڑکی کے مال سے کچھہ اوسکے لئے خریدے یا بیچ کرے تو یہ صورتین صحیح نہ ہونگی (کیونکہ غلام یا کافر مسلمان عورت کا ولی نہین ہو سکتا

باب جھگڑا کرنے کے یا مال لینے کے لئے وکیل کرنے کے بیان مین۔ جو شخص جھگڑنے یا تقاضا کرنے کا وکیل ہے وہ قرض کا روپیہ لے لینے کا اختیار نہین رکھتا ہے اور جو قرض کے وصول کرنیکا وکیل ہے وہ جھگڑنے کا مختار ہے اور جو کسی خاص چیز کے لینے کے واسطے وکیل ہے وہ جھگڑنے کا مختار نہین ہے اگر اس صورت مین چیز مذکور کے قابض نے وکیل کے روبرو گواہ قایم کئے کہ اس چیز کو تیرے موکل زید نے میرے ہاتھہ بیچ ڈالا ہے تو حکم موقوف رہیگا جب تک کہ زید غایب حاضر نہو (جب زید حاضر ہو تو حکم کیا جاویگا زید کے سامنے گواہ قایم کریگا) اسی طرح عتاق اور آزادی کا حال ہے (یعنے ایک شخص کو زید نے وکیل کیا کہ میری بیبی یا

میرے غلام کو لے آ اور عورت سے گواہ قائم کئے کہ زید نے مجکو طلاق دیدی
ہے یا غلام نے گواہ قائم کئے کہ زید نے مجکو آزاد کر دیا ہے تو بعیر زید کے حاضر
ہونیکے حکم موقوف رہیگا یعنی گواہ اوسکی سامنے سُنے جاوینگے) جو شخص جہگڑا
کرنیکا وکیل ہے وہ اپنے موکل کے ذمہ پر طرف ثانی کے حق کا اقرار اگر قاضی کے سامنے
کریے تو وہ اقرار صحیح ہوگا اور اگر قاضی کے سامنے نہین کیا تو معتبر نہین۔
مال ضامن کو اوسی مال وصول کرنیکا وکیل کرنا صحیح نہین کیونکہ جس مال کا وہ
کفیل ہے اوسکے وصول کرنیکا وکیل نہین ہو سکتا) اگر زید دعوے کرے کہ مین
فلان غائب کا وکیل ہون اوسکے قرض وصول کرنے کا اور قرضدار اوسکے کہنے کو
درست بتا دیوے تو اوسکو حکم کیا جاویگا کہ اس وکیل کو قرض ادا کر دے پس اگر
وہ غائب آیا اور اوسنے وکیل کو سچا بتایا تو خیر ورنہ قرضدار کو دوبارہ قرض ادا
کرنا پڑیگا اور اگر وکیل کے پاس اوسکا مال موجود ہے تو پہیر لے اور اگر جاتا رہا ہو تو
کچھہ نپاویگا البتہ اگر وکیل قرض وصول کرتے وقت ضامن ہو گیا تھا (کہ اگر موکل
کو یہ مال نہ پہونچے تو مین ذمہ دار ہون) یا قرضدار نے اوسکی وکالت کو درست نکہا
ہو تو فقط دعوے وکالت پر اوسکو وہ مال دیا ہو (ان دونون صورتون مین اگر
وکیل کے پاس مال تلف بہی ہوگیا ہو تو وصول کرلے) اور اگر ایک شخص کہے کہ مین امانت
لینے کے واسطے وکیل ہون اور جسکی پاس امانت سپرد ہے وہ اوسکو سچا بتاوے تو اوس
سے وہ امانت وکیل کو نہ دلائی جائیگی اسیطرح اگر کوئی یون کہے کہ جسکی یہ امانت
ہے اوسے مین نے مول لے لی ہے اور امانت دار اسباب کو سچا کہے تب بہی امانت دار
سے وہ امانت نہ دلائی جائیگی) اگر کوئی یون کہے کہ مالک اس امانت کا مرگیا اور

یہ امانت میرے لئے میراث چھوڑ مرا ہے اور جسکی پاس امانت ہے وہ اس شخص کو سچا
کہے تو وہ امانت اوس مدعی کو دلوائی جائیگی - اگر قرضخواہ کسیکو وکیل کرے اپنے مال
لینے کیواسطے اور قرضدار کہے کہ صاحب مال نے تو اپنا مال لے لیا (تو اس کہنے سے اوسکا
کا لے لینا ثابت نہوگا اور وکیل کی وکالت ثابت ہو چکی ہے) تو وکیل کو وہ مال
حوالہ کرے اور (اوسکو حکم ہوگا کہ اگر) مالک (کو) مال ادا کر دیا ہے تو) اوس سے مواخذہ
کرے اور اگر مالک مال لینے سے انکار کریگا تو قرضدار اوسکو قسم دلائے اگر ایک شخص کو
وکیل کیا (کہ) بائع سے اوس عیب کی بابت جو خریدی ہوئی لونڈی میں نکلا ہے جواب سوال
کرا اور اوس نے بائع سے حجت کی) اور بائع نے کہا کہ مشتری تو راضی ہوگیا تھا تو وکیل
لونڈی کو نہیں پھیر سکتا جبتک مشتری قسم نکھائے (کہ میں راضی نہوا تھا اگر قسم کھائی
تو پھیر دینے کا حکم ہوگا) زید نے عمرو کو دس روپیہ دئے کہ انکو سیکے گھر والوں کو
خرچ کر دے اور عمرو نے اپنے پاس سے دس اون پر خرچ کر دئے تو یہ دس مقابل ہو گئے
زید والے دس کے (یعنی زید عمرو سے اپنے روپئے نہیں لے سکتا یوں کہکر کہ
تو نے تو اپنے پاس سے خرچ کئے

باب وکیل کو برطرف کرنے کے بیان میں - اگر وکیل کو موکل نے برطرف کر دیا
اور وکیل کو اوسکی خبر بھی ہوگئی تو وکالت باطل ہوگئی اسیطرح اگر وکیل یا موکل مرگیا
یا مجنون ہوگیا ہمیشہ کو یا وہ مرتد ہوکر دار حرب کو چلا گیا یا جن دو شریکوں نے
شرکت میں وکیل کیا تھا وہ شریک آپس میں نرہے یا ایسی شرکت تھی کہ وکالت اوسکو
لازم تھی جیسے مفاوضہ یا موکل مکاتب تھا اور وہ ادائے کتابت سے عاجز ہوگیا یا
موکل غلام ماذون تھا پھر اوسکو عقود سے مالک نے منع کر دیا ان سب صورتوں

اجازت دیا ہوا معاملات ۱۲

مین وکالت باطل ہو جائیگی۔ جس کام کے لیئے وکیل کیا ہے اگر موکل اوسکو بذات خود کرنے
لگے تو وکالت جاتی رہتی ہے

کتاب الدعوے

اسمین دعوی کا بیان ہے ۔ دعوے کہتے ہین جھگڑے مین کسی چیز کو اپنی طرف نسبت
کرلینے کو (یعنے یون کہنے کو کہ یہہ میری چیز ہے) مدعی اوسکو کہتے ہین کہ دعوی کرے
اور جو جھگڑا چھوڑ دبیٹھے تو اوس سے مواخذہ نہو ۔ مدعا علیہ مدعی کے خلاف ہے (یعنے
جسپر دعوی کیا جاوے) مدعا علیہ اگر جوابدہی سے چپ ہو رہے تو زبردستی اوس سے جواب
طلب ہو۔ دعوی صحیح نہین جبتک وہ شے جسپر دعوی ہے بیان نکردیجاوے اور اوسکا
اندازہ او جنس بیان ہو پس اگر وہ شے معین مدعا علیہ کے پاس ہو تو مدعا علیہ کو
اوسکے حاضر کرنیکی تکلیف دیجائیگی تاکہ مدعی اپنے دعوے مین اوسکی طرف اشارہ
کرے۔ یہی حال ہے گواہون کی گواہی دینے اور مدعا علیہ کی قسم دلانے مین (یعنے
چیز کا حاضر کرنا چاہیئے تاکہ گواہ اپنی گواہی مین اور مدعا علیہ اپنی قسم مین اوسکی
طرف اشارہ کرین) اگر چیز کا حاضر کرنا دشوار ہو تو مدعی اوسکی قیمت ذکر کر دے ۔
اگر دعوے غیر منقول شے کا ہو (مثل زمین یا گھر کے) تو اوسکی حدین بیان کر دے
تین حدون کا بیان کر دینا کافی ہے (کیونکہ چوتھی حد اسی سے معلوم ہو سکتی ہے) ا
ن حدون کے مالکون کا نام بہی ذکر کرے اور جو شخص مشہور نہو اوسکی دادا تک کا
نام بتانا ضرور ہے ۔ یہہ بہی ذکر کرے کہ جس چیز کا دعوے ہے وہ بعینہ مدعا علیہ
کے قبضہ مین ہے ۔ غیر منقول شے مین قبض و تصرف فقط مدعی مدعا علیہ کے ایک دوسرے
دیکھنے سے ثابت نہوگا جب تک گواہون سے یا قاضی کے جاننے سے ثابت نہو بخلاف

منقول کے (کہ اسمین قبضہ و تصرف طرفین کے اقرار سے ہی ثابت ہو جائیگا) معین چیز
کے دعوے مین ضرور ہے کہ مدعی ذکر کر دے کہ عین شے مدعا بہا کو مدعا علیہ سے طلب
کرتا ہون اگر وہ شے دین ہو تو اوسکا وصف بیان کرے اور یہ کہ اوسکو مدعا علیہ
سے چاہتا ہون جب دعوے صحیح ہو جاوے تو قاضی مدعا علیہ سے جواب طلب کرے
پس اگر مدعا علیہ اقرار کرے دعوی کا تو اوسکے دلانیکا حکم کر دے اور انکار کرے تو مدعی
اپنے گواہ لاوے اور گواہون کے بعد مدعا علیہ پر حکم کرے (یعنے شے مدعا بہا مدعی
کو دلاوے) اور اگر گواہ مدعی کے پاس نہون تو مدعا علیہ کو قسم دلائی جاوے اگر مدعی
قسم طلب کرے اور مدعی کو قسم نہ دلائی جاوے (کیونکہ قسم خاص ہے واسطے مدعا علیہ
کے) ملک کے دعوی مین شخص متصرف کے گواہ مقبول نہونگے اگر مطلق ملک بیان
کرین (اور سبب ملک کا ذکر نکرین جیسے خرید یا ہبہ وغیرہ ہے۔ اگر دونون شخص قابض
اور غیر قابض گواہ گذرانین تو) جو شخص متصرف نہین ہے اوسکے گواہون کی سماعت
(بہ نسبت گواہون متصرف کے) بہتر ہے۔ اگر (مدعا علیہ سے قسم کہانے کو) ایکبار کہا
گیا اور اوسنے) انکار کیا یا چپ ہو رہا تو بدون قسم دلانیکے اوسپر حکم ہو جائیگا (کہ
مدعی کا مدعا حوالہ کر) مستحب ہے مدعا علیہ سے تین بار قسم کو کہنا۔ مدعا علیہ منکر سے
قاضی ان چیزون مین قسم نہ لے اول نکاح دوم رجعت بعد طلاق کے سوم رجعت
ایلا کے بعد چہارم لونڈی کو ام ولد کرنے مین پنجم غلام ہونے مین ششم ثبوت نسب
مین ہفتم حق ولا مین اور حدود و لعان مین بہی قسم نہ دلائی جاوے اور قاضی امام
فخر الدین نے فرمایا ہے کہ فتوی اسپر ہے کہ مدعا علیہ منکر سے قسم لیجاوے چیزون
اشیاء مذکورہ مین (یعنے نکاح سے ولا تک) ف فائدہ جاننا چاہیئے کہ نکاح

سے دلانیک سات شے ہین اونکو جیہ اسواسطے قرار دیا کہ اُمّ ولد بنانا اور اثبات نسب
لازم اور ملزوم ہین گویا وہ دونون ایکہی ہین اور چور کو قسم دلائی جاوے پس اگر انکار کرے
قسم سے تو چوری کے مال کا ضامن ہوجائیگا مگر ہاتھ نہین کٹیگا اگر بیبی خاوند پر دعوی
کرے کہ مجکو صحبت سے پہلے طلاق دی ہی تو خاوند کو قسم دلائی جائیگی اگر انکار کیا قسم سے
تو آدہی مہر کا ذمہ وار ہوگیا۔ جو شخص انکار کرے قصاص کے مقدمہ مین تو اوسکو بہی
قسم دلائی جاوے پس اگر جان کی قصاص مین قسم سے انکار کرے تو قید کیا جاوے یہانتک کہ اقرار
خون کا کرے یا قسم کھالے اور جان کے سوا اور چیزون کے قصاص مین مثل زخم وغیرہ
کے بمجرد انکار کے قصاص لیا جاوے۔ اگر مدعی کہے کہ میرے گواہ حاضر ہین اور پہر
مدعا علیہ سے قسم کی درخواست کرے تو اوسکو قسم نہ دیجاویگی اور مدعا علیہ سے کہا
جاویگا کہ مدعی کو تین روز تک کی حاضر ضامنی دیدے پس اگر مدعا علیہ ضمانت دینے سے
انکار کرے تو مدعی اوسکے ہمراہ رہے جہان جاوے لیکن اگر مدعا علیہ مسافر ہو تو اوسکی ہمراہی
صرف قاضی کے مجلس مین کرسکا اسلئے کہ اس سے زیادہ مسافر کے ساتھ رہنے یا اوس سے
ضامن لینے مین مسافر کا کلّی نقصان ہے) اور قسم جو مدعا علیہ کہاوے تو معتبر خدا کی قسم
ہے (یعنے یون کہنا کہ خدا کی قسم مدعی کا حق مجہپر نہین) طلاق اور آزادی کی قسم نہ کہاوی
(یعنے یہ نہ کہے کہ اگر مدعی کا حق مجہپر ہو تو میری بیبی طالق یا غلام آزاد ہے) البتہ اگر مدعی
اصرار کرے (کہ اسکو طلاق یا عتاق (آزادی ۱۲) کے ساتہہ قسم دلائی جاوے تو ایسی قسم کا بہی
اعتبار ہے) قسم کی تاکید خدا کے اوصاف کے ذکر سے کرنا چاہیئے (کہ خدا عالم الغیب
ہے اور گنہگارونکو عذاب دینے والا ہے اور جہوٹہہ پر سزا دینے والا ہے) وقت اور جگہہ
سے تاکید قسم ضرور نہین (یعنے مدعی یہ درخواست نکرے کہ مثلاً یہ مدعا علیہ عصر کے وقت

یا مجبہ کو یا مسجد مین یا کعبہ شریف مین قسم کھاوے۔ یہودی کو قسم یون دلائی جاوے
کہ قسم ہے اوس خدا کی جسنے حضرت موسی علیہ السلام پر توریت اوتاری اور نصرانیکو اسطرح
کہ قسم ہے اوس خدا کی جسنے حضرت عیسی علیہ السلام پر انجیل اوتارلی اور مجوسی آتش پرست
کو اسطرح کہ قسم ہے اوس خدا کی جسنے آگ پیدا کی اور بت پرست کو صرف خدا کی قسم دیجاوے
(بغیر ملانے کسی اور لفظ کے) ان سبکو اونکے عبادت خانون مین قسم نہ دلائی جاوے
۔ قسم دلائی جاوے حاصل دعوی پر مثلاً بیع کے دعوی مین یون کہا جاوے کہ خدا کی
قسم ہم دونون مین اسوقت بیع قائم نہین ہے اور نکاح کے دعوی مین یون کہ قسم خدا
کی ہم دونون مین نکاح اسوقت مین قائم نہین اور غصب کے دعوے مین یون کہ باللہ اسوقت
مجکو اس چیز کا پھیر دینا واجب نہین اور طلاق کے دعوے مین یون کہ اللہ کی قسم یہ
عورت اسوقت مجہ سے بائن نہین۔ اگر مدعی پڑوس کے سبب حق شفعہ کا دعوی کرے
یا بائن طلاق دی ہوئی عورت نکاح سے جدا نفقہ کا دعوے کرے اور مدعا علیہ یعنی (مشتری
یا خاوند معتقد انکا نہو (مثلاً شافعی مذہب ہو کیونکہ امام شافعیؒ کے یہان حق شفعہ اور
نفقہ مطلقہ بائنہ کا واجب نہین) تو (ایسی صورت مین) قسم دلائی جاویگی سبب دعوی پر
(مثلاً مدعا علیہ یون کہے کہ خدا کی قسم مین نے مدعی کے پڑوس کا گھر نہین خریدا یا بائن
عورت کو طلاق بائن نہین دی ہے) اور غلام کے وارث ہونے مین قسم جاننے پر دیجاویگی
(مثلاً زید ایک غلام کا وارث ہوا اور عمرو نے دعوے کیا کہ یہہ غلام میرا ہی تو زید سے
یون قسم لیجاویگی کہ قسم خدا کی بیشک نہین جانتا ہون کہ یہ غلام عمرو کا ہی اور اگر زید اس
غلام کا ہبہ سے یا خریدنے سے مالک ہوا ہی تو امر واقعی پر قسم دلائی جاویگی بجاننے پر یعنی
زید کو یون کہنا پڑیگا کہ خدا کی قسم یہ غلام عمرو کا نہین ہے منکر قسم اگر عوض دیدے

قسم کا یا مدعی سے صلح کرلے قسم سے تو یہ صحیح ہے عوض یا صلح کے بعد پہر اوسکو
قسم نہ لائی جاویگی (عوض دینا یا صلح کرنی یون ہے کہ منکر کہے مجھپر جو قسم لازم ہے اوسکے بدلے
مین تجھکو یہ چیز دیتا ہون یا اپنی قسم سے اس چیز پر صلح کرتا ہون) یہ دونون
صحیح ہین۔ +

باب الیمین قسم کہانیکے بیان مین۔ اگر بائع اور مشتری اختلاف کرین مقدار
مبیع یا مقدار قیمت مین (مثلاً بائع ثمن دوسو بتاوے اور مشتری پونے دوسو
یا بائع مبیع بیس من غلہ بتاوے اور مشتری اکیس من) تو جو گواہ لائے اوسکی خاطرخواہ
حکم ہوگا اگر دونون گواہ لا دین تو جس کے گواہون سے زیادہ ثابت ہو
اوسکے موافق حکم ہوگا اگر وہ گواہ نہ لا سکین اور الیمین راضی بہی نہون تو دونو قسم کہاوینگے
اور پہلے مشتری کو قسم دلائی جاویگی اور اگر دونون مین ایک بہی فسخ بیع چاہے تو قاضی بیع
کو فسخ کرڈے اور جو قسم سے انکار کریگا دوسریکا دعوے اوسپر ثابت ہوجاوے گا۔ اگر
دونون مین اختلاف ہو وقت ادا ثمن مین (کہ بائع کہے کہ مین نے نقد بیچا ہے
اور مشتری کہے کہ ادہار) یا شرط خیار مین اختلاف کرین (ایک کہے کہ بیع مین خیار
تہا دوسرا کہے کہ نہ تہا) یا کسیقدر قیمت کے لینے مین (اختلاف ہو) یا مبیع کے سب
یا تہوڑے جاتے رہنے کے بعد (مقدار قیمت مین اختلاف ہو) یا (مکاتب اور
مالک) زر کتابت کی مقدار مختلف بتاوین (مالک زیادہ کہے اور مکاتب کم) یا بیع سلم
کے فسخ کے بعد (سلم کرنیوالا اور جس سے سلم کی تہی وہ شخص) راس المال کی مقدار
مین (اختلاف کرین) تو (ان سب صورتون مین) دونون کو قسم نہ لائی جاویگی بلکہ
منکر کا قول اوسکی قسم کیساتہ معتبر ہوگا اگر بیع کے اقالہ کے بعد بائع اور مشتری مقدار مین اختلاف کرین تو دونو

قسم آویگی اگر جورو خاوند مقدار مہر مین اختلاف کرین توجو گواہ لائیگا وہی جیتیگا اگر دونون گواہ لاوین تو عورت جیتیگی اگر دونون گواہ نہ لاسکین تو دونون قسم کہائین اور نکاح فسخ نکیا جاوے بلکہ دونون کی قسم کہیسو رہین مہر مثل کو دیکہا جاویگا اگر مہر مثل خاوند کے قولکے مطابق یا اوس سی کم ہی تو اوسکے قول کے موافق حکم ہوگا اور اگر عورت کے قولکے مطابق یا اوس سی زیادہ ہوگا تو حکم اوسکے قول کے بموجب ہوگا اور جو دونون کے قولکے درمیان ہوگا تو مہر مثل ہی دیا جاویگا۔ اگر ٹھیکہ دینے والا اور مستاجر یعنی ٹھیکہ لینے والا) اختلاف کرین ٹھیکہ مین (یعنے اسکی اُجرت خواہ منافع مین) نفع لینے سے پہلے تو باہم قسم کہائین اور نفع لینے کے بعد دونون قسم نکہائین بلکہ (اسصورتمین) قول مستاجر کا قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اور بعض مین اختلاف اور کل مین اختلاف ہونے کا ایک حکم ہے (یعنی تھوڑا نفع لینے کے بعد اگر اوسکی اجرت کی مقدار مین اختلاف کرینگے تو دونون کو قسم نہ دیجاویگی بلکہ قول مستاجر کا قسم سے معتبر ہوگا ایام گذشتہ کے لئے اور باقی اجارہ فسخ کردیا جاوے گا) اگر عورت اور خاوند گہر کے اسباب مین اختلاف کرین تو اسباب جسکی لائق ہو اوسکو دلایا جاویگا اور جو دونون کی کام کا ہی وہ خاوند کو دلایا جائیگا (یعنی اگر خاوند بیبی ہر ایک کل اسباب کا دعوی کرین تو زیور وغیرہ جو عورتون کی کام آتی ہی وہ عورت کو ملیگا اور ہتیار وغیرہ خاوند کو اور جو چیزین دونو کی کار آمد ہوتی ہین جیسے برتن وغیرہ تو وہ بہی خاوند کو ملینگے پس اگر دونون مین سی ایک مرجاوے (اور اوسکا وارث اوسکی جگہہ دعوے کرے) تو دونو کی کار آمدنی چیزین زندہ کو ملے گی۔ اور اگر دونون مین سے کوئی مملوک ہو تو اسباب آزاد کو پہونچیگا بشرطیکہ دونون زندہ ہون اور اگر ایک مرگیا ہو تو زندہ کو ملیگا فصل اگر مدعا علیہ مدعی سے کہے کہ (اس چیز پر جو تو دعوی کرتا ہے

یہ مجکو فلانے غائب نے امانت دی ہے یاکرایہ کو دی ہے یا مانگنی دی ہے یا گرو رکہی ہے میرے پاس یا مین نے اوس سے چہین لی ہے اور اس قول کے گواہ گذرانے تو مدعیکا کا جہگڑا اوس سے دفع کیا جاویگا (یعنے مدعی کو اوسپر دعوی نہین پہونچتا بلکہ اوسی غائب پر دعوی کرے) اور اگر مدعا علیہ کہے کہ مین نے یہ شے مدعا بہا اوس غائب سے خریدی ہے یا مدعی کہے کہ میرے پاس سے یہ شے چوری گئی تہی اور مدعا علیہ قابض کہے کہ مجکو فلان شخص نے امانت دی ہے اور امانت ہونے کو گواہون سے ثابت کردے تو مدعیکا جہگڑا اوس سے دفع نہین کیا جاویگا اور اگر مدعی کہے کہ یہ چیز مین نے فلان شخص سے خریدی ہے اور مدعا علیہ قابض کہے کہ مجکو یہ چیز اوسی فلان شخص نے امانت دی ہے تب بہی خصومت مدعی کی مدعا علیہ سے ساقط ہوجاویگی (کیونکہ قابض اپنے ملک کا دعوی نہین کرتا ہے پس مدعی کو خریدنے کا ثبوت دینا چاہیئے)

باب ایک چیز پر دو شخص کے دعوے کرنے کے بیان مین۔ اگر دو شخص ایک چیز کا دعوے کرین جو تیسرے کے قبضہ مین ہے اور ہر ایک گواہون سے ثابت کردے (کہ یہ چیز میری ہے) تو وہ چیز دونون کو نصفا نصف دیدیجاویگی۔ اگر ایک عورت پر دو شخص اپنے اپنے منکوحہ ہونیکے گواہ قائم کرین تو دونون کے گواہ نامعتبر ہونگے اور عورت اوسکو ملیگی جسکی بات کو وہ سچا کہے یا جسکے گواہ پیشتر گذر چکے ہون۔ اگر دونو مدعی گواہ لاوین کہ یہ چیز کسی تیسرے سے مول لی ہے تو ہر ایک کو نصف شے مدعا بہا ملیگی نصف قیمت کے عوض مین چاہے تو لیلے اور اگر قاضی کے حکم کرنیکے بعد دونو مین سے ایک نے آدہی کے لینے سے انکار کیا تو دوسری کو سب ملیگی اور اگر تاریخ خریدکی دو مدعیون نے بیان کی تو اوسکو دلائی جاویگی جو پہلا خریدار ہے اور اگر تاریخ بیان کی تو

قابض کو ملیگی - خریدنے کا دعوے اور اوسکے گواہ بہ نسبت ہبہ کے دعوی اور گواہون
کے زیادہ مقبول ہین (مثلاً زید نے کہا کہ یہ چیز مین نے بکر سے مول لی ہے اور عمرو نے
دعوی کیا کہ بکر نے مجھکو ہبہ کر کے قابض کرا دیا اور دونون نے اپنی دعوی پر گواہ گذرانے
تو زید کے گواہون کا قبول کرنا بہتر ہے) خریدنیکا دعوی اور مہر مین لینے کا دعوے دونو
برابر ہین - گرو رکھنے کا دعوے بہ نسبت ہبہ کے مقبول تر ہے - اگر دو شخص خارج یعنے
غیر قابض گواہ لائین کسی شے کی ملکیت کے مع تاریخ کے یا خریداری ایک شخص سے پس پہلے
تاریخ والا اوس چیز کا زیادہ مستحق ہے - اور اگر گواہ لائین دونون جدا جدا شخصو نسے چیز
مذکور کے خریدنے کے اور دونون تاریخ بھی بیان کرین تو یہ گواہ دونون کے اسمین برابر ہین
خواہ تاریخ ایک ہو یا آگے پیچھے ہو (یعنے وہ چیز دونون کو نصفا نصف پہونچے گی) اگر گواہ
لاوی خارج (جو قابض نہین ہے) اپنی ملکیت کا کسی تاریخ سے اور قابض اپنی خرید کی تاریخ
اس سے پہلے گواہون سے ثابت کرے تو خارج اور قابض گواہ لاوین اسکی کہ یہ بچہ
میرے جانور کا ہے اور میرے ملک مین پیدا ہوا ہے یا دونون گواہ لائین ملک کے ایسی
سبب پر جو مکرر نہین ہوتا (جیسے کہین کہ یہ کپڑا مین نے بنا ہے یا پیر میرے لگائی ہین) یا خارج
گواہ لاے مالک ہونیکے اور قابض اپنی خرید پر خارج سے گواہ پیش کری تو ان سب صورتون
مین گواہ قابض کے معتبر ہونگے) اگر خارج شخص اور قابض دونون ایکدوسرے یعنے خواہ تیسرے
شخص سے خریدنا اپنا بیان کرین اور اپنے دعوے پر گواہ پیش کرین اور تاریخ خرید مذکور
نہو تو دونون کے گواہ ساقط ہین اور جس گہر کا دعوی ہے قابض ہی کے پاس رہیگا
- گواہون کی گنتی زیادہ ہونے سے دعوے کو ترجیح نہین ہوتی ہے (مثلاً ایک مدعی
دو گواہ اور دوسرا چار گواہ لائے تو دونون برابر ہین) ایک گہر زید کے پاس ہے اور عمرو نے

اوسکے آدھے کا دعوے کیا اور خالد نے سب کا اور دونون مدعی دو گواہ لائی قابض پر
تو عمرو کو چوتھائی گھر ملیگا اور زید کو باقی تین چوتھائی اور اگر وہ گھر انہین مدعیون
یعنے خالد اور عمرو کے پاس تہا تو خالد کو جو کل کا دعویدار ہے وہ سب گھر ملیگا۔ اگر دو
شخص گواہ لائین ایک چارپایہ کے جننے پر اپنی اپنی ملک مین اور دونون تاریخ بہی بیان
کرین تو وہ اوسکو دلایا جاویگا جسکی تاریخ بچہ کی عمر کے مطابق ہو اور اگر یہ بات نہ پہچانی
جاوے تو دونون مدعیون کو شرکت مین دلایا جاوے۔ دو خارج شخصون مین سے ایک
گواہ لایا کہ مجہہ سے قابض نے یہ شئے چہین لی ہے اور دوسرا گواہ لایا کہ مینے قابض کو یہ شئے امانت
دی ہے تو یہ اور وہ دونو گواہ برابر ہین (یعنے کسی کو شئے مدعا بہا نہ دلائی جاویگی) جو شخص سوار ہو سواری پر
یا کوئی کپڑا پہنے ہوے ہے تو وہ ملک کے ثابت ہونے مین بنسبت لگام یا آستین پکڑنیوالے کی زیادہ مستحق
ہے مثلا زید ایک گہوڑے پر سوار ہے اور عمرو اوسکی لگام پکڑے ہے اگر اوس گہوڑے کی ملکیت
مین دونو جہگڑا کرین تو زید ہی کو دلانا بہتر ہے) اگر لدے ہوے اونٹ مین جہگڑا ہو
یا ایسی دیوار مین جس پر چہت کی کڑیان ہون یا ایسی دیوار مین کہ ایک کے گہر سے ملی ہو
تو ملک اوسکی زیادہ تر ثابت ہوگی جو اونٹ کے بوجہہ کا یا کڑیون کا مالک ہے یا جسکی گہر
سے دیوار ملی ہوئی ہے۔ ایک شخص کے ہاتہہ مین کپڑا ہے دوسرے کے ہاتہہ مین اوسکا
کنارہ ہے اور دونون اوسکا دعوے کرتے ہین تو آدہا آدہا بانٹ دیا جاویگا۔ ایک شخص کے
پاس ایک لڑکا ہے جو اپنا حال کہہ سکتا ہے (یعنے عاقل ہے) اور وہ لڑکا کہے کہ مین آزاد ہون
تو لڑکے ہی کا قول معتبر ہوگا۔ اور اگر کہے کہ مین فلان شخص کا غلام ہون یا کچہہ اپنا حال سے
بیان نکرے تو قابض ہی کا غلام ٹہریگا بشرطیکہ وہ مدعی ہو۔ ایک مکانئین اگر اوس کو ٹہریان
ایک کے قبضہ مین ہون اور ایک کوٹہری دوسرے کے قبضہ مین تو صحن اوس مکانکا جہگڑے

کے وقت اون دونون کو آدہا آدہا ملے گا - زید و عمرو نے دعوی کیا ایک زمین کا اور زید نے پہلے اوسمین اینٹین بنائین بہیچ بہ مکان بنایا تہا یا گڑہا کہودا تہا تو وہ زمین زید کی ٹھہریگی (یعنے جیسے گواہ قبضہ کے لانے سے قبضہ ثابت ہو جاتا ہے اسی طرح یہہ امور بہی قبض کے شاہد ہین +

باب رشتہ کے ثابت ہونے کے بیان مین - زید نے ایک لونڈی بیچی اور مشتری کے یہان چہہ مہینے سے کم مین جنی اور زید نے دعوی کیا کہ یہ بچہ مجہہ سے ہے تو زید ہی کا ٹھہریگا اور وہ لونڈی زید کی ام ولد ٹھہرے گی اور زید بیع کو فسخ کر کے مشتری کے دام پہیر دے (کیونکہ ام ولد کی بیع جائز نہین) اگرچہ مشتری بہی بائع کے دعوے کے ساتھہ یا اوس کے دعوے کے پیچہے کہے کہ یہہ بچہ مجہسے ہے اسیطرح اگر زید اوس لونڈی کی مرنیکے بعد اوس بچہ کا دعوی کرے بخلاف بچہ کے مرنیکے (کہ اگر اوسوقت مین دعوے کریگا تو بچہ اوس کا نہین ٹھہریگا) مشتری اگر لونڈی مذکور کو یا اوسکے بچہ کو آزاد کردے تو اوسکا آزاد ہو جانا ثبوت نسب مین مرنیکے حکم مین ہے اگر یہ لونڈی چہہ مہینے سے زیادہ مین جنے تو زید کا دعوے رد کیا جاویگا البتہ اگر مشتری زید کا کہنا اعتبار کرے تو دعوے رد نہین کیا جائیگا - جو شخص دو لڑکون توام مین سے ایک کا دعوے کرے کہ یہ میرا ہے تو دونون اوسکے ٹھہرینگے پس اگر مدعی دوسرے کو بیع کردے اور مشتری اوسکو آزاد کردے تو مشتری کا آزاد کرنا باطل ہوگا (کیونکہ ایک کے دعوے سے دوسرے کا نسب بہی مدعی سے ثابت ہوگیا پس اوسکی بیع باطل ٹھہری اسلیئے آزاد کرنا باطل ہوا) زید کے پاس ایک لڑکا ہے اور زید نے کہا کہ یہ عمرو کا لڑکا ہے اور پہر کہا کہ میرا ہے تو زید کا نہ ٹھہریگا گو کہ عمرو اوسکو اپنا لڑکا نہ بتاوے - ایک لڑکا ایک مسلمان اور نصرانی کے پاس ہے نصرانی کہتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور مسلمان کہے کہ یہ میرا غلام

باب رشتہ کے ثابت ہونے کے بیان مین

[illegible] جب [illegible]

سے ہے تو نصرانی کا بیٹا اور آزاد ٹھہریگا - ایک لڑکا ہے جو رو خاوند کے پاس جورو کہتی ہے
کہ یہہ میرا لڑکا ہے دوسرے خاوند سے اور خاوند کہتا ہے کہ یہ میرا لڑکا ہے دوسری بی بی
سے تو دونوں کا ٹھہریگا - مشتری نے ایک لونڈی خریدی اور اوسکے اولاد مشتری
سے ہوئی پہر وہ کسی اور کی نکلی (اور مالک کو دیگئی) تو مشتری لڑکے کی قیمت مالک کو
دے اور لڑکا آزاد ہی اگر یہ بچہ مرجاوے تو باپ (یعنے مشتری) اوسکی قیمت کا تاوان ندے
اگرچہ وہ لڑکا کچھہ مال چھوڑے (جو باپ کو ارث پہونچے) اور اگر باپ اپنے آپ اوسکو مار ڈالے
تو البتہ اوسکی قیمت دینی پڑیگی اور لونڈی کا دام اور بچہ کی قیمت بائع سے لیوے
مگر اجرت صحبت کی نہ لیوے (یعنے غیر کی لونڈی سے جو صحبت کی اوسکی اجرت بھی اگر مشتری
سے مالک لیلے تب بھی مشتری بائع سے نہ لیوے -

کتاب الاقرار

اسمین اقرار کا بیان ہے - اقرار کہتے ہین اسبات کے خبر دینے کو کہ غیر کا حق میرے
اوپر ثابت ہی (جو شخص اقرار کرتا ہے اوسکو مقر کہتے اور جس کا حق اپنے اوپر بتاتا ہے
اوسکو مقر له بولتے ہین) جبکہ اقرار کرے آزاد عاقل بالغ کسی حق کا تو یہہ اقرار صحیح ہے
اگرچہ مجہول ہو جیسے (یون کہے کہ مجہپر فلان شخص کا) کچھہ ہے یا کوئی حق ہے پہر زبردستی
اوس سے بیان کرایا جاوے اور قیمت والی چیز کو بیان کردے کہ فلان چیز ہے (یعنی
مجہول شے کا اقرار کیا تو قاضی بہ جبر اوس سے پوچھے کہ کون حق اور کیا چیز ہی بشرطیکہ
حق اور چیز کی کچھہ قیمت ہو) اور (اسباب مین) اگر (مقر اور مقر له مین اختلاف ہو یعنی مقر کم
بتاوے (اور) مقر له زیادہ تو مقر کا قول قسم کے ساتھہ معتبر ہوگا (اول) ایک شخص نے
اقرار کیا کہ فلان کا میرے ذمہ مال ہے اور جب بیان کیا تو ایکدرم سے کم کہا تو اوسکا یہ کہنا

ماننا نجائیگا (اسلئے کہ ایکدرم سے کم کو عادت مین مال نہین کہتے) اگر بڑی مال یا بہت مال کا
اقرار کرے تو مقدار نصاب[۱] لازم ہوگا اور بہت سے مالون کا کرے تو تین نصابین اور
بہت روپے کہے تو دس[۱] روپیہ ہونگے اور اگر کہے کہ روپے ہین لتعداد کچھ نکہے تو تین کا
اقرار ہوگا اگر کذا درہما کہا تو ایک درم کا اقرار ہوا اور کذا کذا گیارہ کا اور کذا و کذا (واؤ
عطف کے ساتھہ) اکیس[۲] کا اور تین بار کذا دو واؤ عطف سے ایک سو اکیس کا (اور
چار بار تین واؤ عطف سے) ایکہزار ایکسو اکیس کا (غرضکہ ایک کذا سے صرف ایک مراد
ہے اور دوسرے کذا کو اوسکے ساتھہ بدون عطف ملاوین تو اوس سے دس[۱] مراد ہونگے
اور مع عطف ملاوین تو بیس اور تیسری کو اگر مع عطف ملاوین اوس سے سو اور چوتھی سے
ہزار مراد[۳] ہونگے) اگر کہے کہ مجھپر یا میرے طرف فلانے کا اسقدر ہی تو قرض کا اقرار ہی اور
اگر کہے کہ تیرے پاس یا تیرے ساتھیہ یا میرے گھر مین یا میرے صندوق مین یا میرے
تھیلی مین اوسکا ہے تو اِس کہنے سے امانت کا اقرار ثابت ہوگا۔ زید نے عمرو
سے کہا کہ تیرے اوپر میرے ہزار روپیہ ہین اور عمرو نے کہا کہ اونکو تول لے یا
پرکھہ لے یا مجھے اونکے ادا کرنے کی مہلت دی یا مین نے تجھکو وہ ادا کردئے یا وہ
دوسرے پر تجھکو اوتروا دئے ان سب کلمات سے ہزار پر عمرو کا اقرار ثابت ہوگا اور
بغیر ضمیر کے اقرار نہوگا (مثلاً کہے کہ تول لے یا پرکھہ لے اور اونکو نہ کہے تو اقرار ثابت
نہوگا) اگر کوئی اقرار کرے اپنے اوپر قرض کا کہ اِتنے روز مین[۱۲ ضمیر] ادا کرنا ہے اور
مقر لہ کہے کہ بالفعل تجھکو دینا ہے تو ادا کرنا لازم ہوگا بالفعل مگر مقر لہ سے جو منکر وعدہ
کا ہی وعدہ ہونیکی قسم لیجاویگی۔ ایک شخص کہے کہ مجھپر سو اور ایک روپیہ ہے تو سو
بھی روپیے مراد ہونگے (یعنے ایک سو ایک روپیہ کا اقرار ہوا) اور اگر کہے کہ +

سو اور ایک تھان ہے تو پوچھا جائیگا کہ سو سے کیا مراد ہے اسیطرح سو اور دو تھانونکی اقرار مین البتہ سو اور تین تھانون کے اقرار مین سب تھان مراد ہون گے ۔
ایک نے اقرار کیا کہ مجھے فلان کے خشک چھوہارے ٹوکرے مین دینے ہین تو ٹوکرے اور چھوہارے دونون کا اقرار ہوا اور دونون دینے ہونگے (اور اگر یون کہے کہ اوسنے مجکو گھوڑا طویلے مین دیا تھا تو گھوڑا دینا لازم ہوگا نہ طویلہ) اور انگوٹھی کے اقرار مین چھلہ اور نگینہ دونو لازم ہونگے) اور تلوار کے اقرار مین اوسکا پھل اور میان اور پرتلہ داخل ہے اور چھپر کھٹ کے اقرار مین اوسکی لکڑیان اور پردے اور پوشش وغیرہ داخل ہین ۔ اگر یون اقرار کیا کہ کپڑے دینے ہین گٹھری مین یا یون کہا کہ مجھپر تھان ہے کپڑے مین تو دونون کا اقرار ہوا (یعنے کپڑے اور گٹھری پہلی صورت مین اور تھان اور کپڑا دوسری صورت مین لازم ہونگے) ۔ اور دس مین ایک کپڑ کیے اقرار سے ایک کپڑا لازم ہوگا ۔ اگر یون کہا کہ پانچ درم پانچ مین (اوسکے سیرے اور یہ مین) اگر (اس سے پانچ کو پانچ مین) ضرب مراد تھی تو پانچ ہی درم لازم ہون گے اور اگر پانچ کے ساتھ پانچ مراد ہین تو دس دینے ہونگے ۔ اگر یون کہے کہ اوسکے مجھپر ایک روپیہ سے دس تک ہین یا کہے کہ ایک روپیہ سے دس تک کے درمیان مین ہین تو نو دینے ہونگے ۔ اگر کہے کہ اوسکی زمین میرے گھر مین اس دیوار سے اس دیوار تک کے درمیان ہے تو دیوارین دونون داخل ہونگی ۔ صحیح ہے اقرار حمل کا (مثلا یون کہے کہ میری لونڈی یا جانور کا حمل فلان شخص کی ملک ہے) اور صحیح ہے اقرار واسطے حمل کے (مثلا کہے کہ فلان حمل کے لئے مجھپر سو روپیہ ہین) اسمین یہ شرط ہے کہ کوئی ایسا سبب بیان کردے جس سے وہ مال حمل کا ہو سکے (مثلا کسی نے وصیت کی ہو یا میراث کی راہ سے

حمل کو پہونچتا ہو اور اگر سبب نہ بیان کریگا تو حمل کے لئے اقرار صحیح نہوگا۔ اگر اقرار کرے
کسی چیز کا اس شرط پر کہ مجکو اس اقرار مین تین روز تک اختیار ہے تو وہ شے اوسپر لازم
ہو جائیگی اور اختیار اقرار مین باطل ہوگا۔ ✣

باب اقرار مین استثنا کے بیان مین

باب اقرار کی چیزون مین سے کچہہ خارج کرنے اور اسیطرح کی اور باتون مثل مشروط
کرنے وغیرہ کے بیان مین جس چیز کا اقرار کیا ہو اوسمین سے کسیقدر کو استثنا کرنا یعنی
خارج از اقرار کر ڈالنا صحیح ہے بشرطیکہ اقرار کے ساتہہ ہی خارج ہی کرے (مثلا کہے کہ
زید کے مجہپر سو روپیہ ہین دو کم تو دو کم کو ساتہہ ہی اگر کہیگا تو اقرار درست ہوگا) اور
اس صورت مین استثنا سے جسقدر بچے اوسقدر کا دینا لازم ہوگا (مثلا مثال مذکور مین اٹہانوے
روپیے دینے ہونگے) سب کا سب مین سے نکالنا نہین صحیح ہے (مثلا کہے کہ ہزار میرے اوپر
ہین ہزار کم تو صحیح نہوگا) جو چیزین بکتی ہین یا تلتی ہین اونکو روپیون سے استثنا کرنا
درست ہے اونکے سوا اور چیزون کو نکالنا درست نہین (مثلا کہے کہ مجہپر ہزار درہم ہین
دس پیمانہ گیہون یا دس سیر روغن کم تو صحیح ہے اور اگر یون کہے کہ دس بکریان
یا دس کپڑے کم تو صحیح نہین) اگر اقرار مین انشاء اللہ ملا دے گا تو اقرار
باطل ہوگا (اگر مکان کے) اقرار مین سے عمارت کا استثنا کرے تو صحیح نہین ہے
یعنے دونون مقر لہ کے ہون گے البتہ اگر یون کہے کہ عمارت میری ہے اور صحن تیرا ہے تو جیسا
کہیگا ویسا ہی ہوگا۔ اور اگر کہے کہ اوسکے میرے اوپر ہزار روپیے ہین بابت قیمت غلام
کے جو مین نے ابہی نہین لیا ہے پس اگر معین کر دیا غلام کو اور مقر لہ نے وہ
غلام حوالہ کیا تو مقر کو ہزار دینے ہون گے اور اگر غلام ندیا تو کچہہ نہین دینا ہوگا اور
اور اگر مقر نے غلام مقر لہ کا بتایا ہو تو مقر پر ہزار واجب ہو گئے جسطرح اگر یون کہنے مین

کہ شراب یا سور کی قیمت کی بابت میرے اوپر ہزار ہیں (تو ہزار دینے ہوتے اور مقرلہ
کو شراب یا سور دینا ہوتا) اور اگر کہے کہ میرے اوپر ہزار ہین بابت قیمت ایک اسباب
کے یا کہے کہ مجکو اوسنے ہزار قرض دے تھے مگر وہ کھوٹے یا غیر مروج تھے تو اوسکو کھری
ہزار دینے ہونگے بخلاف اسکے کہ کہے کہ مین نے اوس سے کھوٹے یا غیر مروج ہزار
چھین لئے تھے یا اوس نے مجکو امانتاً دئے تھے (کہ اس صورت مین ویسے ہی دینے ہونگے) اور اگر
کہے کہ مجپر ہزار ہین بابت قیمت اسباب کے یا قرض یا امانت یا بطور غصب کے اور ساتھہ ہی
کہا مگر اسقدر ہزار سے کم ہین تو اس کہنے کا اعتبار ہوگا اور اگر استثنا ٹھہر کر کیا تو معتبر نہ
ہوگا - جو شخص اقرار کرے کپڑے کے چھین لینے کا پھر عیب دار کپڑا لائے اور کہے کہ یہہ
چھینا تھا تو اوسکا قول معتبر ہوگا - اگر کہے کہ مین نے تجہہ سے ہزار امانتاً لئے تھے اور
وہ جاتے رہے اور مقرلہ کہے کہ تو نے چھین لئے تھے تو مقر کے ذمہ پر ہزار ہو جاوینگے
اور اگر کہے کہ تو نے ہزار مجکو امانتاً دئے تھے اور وہ کہے کہ چھین لئے تھے تو اسصورت مین
ہزار مقر کے ذمہ عائد نہونگے (کیونکہ اس صورت مین مقرلہ کا دینا اوسکے اقرار سے ثابت
ہے اور پہلی صورت مین مقر کا لینا ثابت ہی اور لینا ظاہر مین غصب کی دلیل ہے نہ امانت
کی اسلیے کہ امانت کو مالک دیا کرتا ہے اور مغصوب کو دوسرا لے لیا کرتا ہی) اگر زید
کہے عمرو سے کہ یہ چیز میری تیرے پاس امانت تھی سو مین نے لے لی اور عمرو کہے کہ امانت
نہین تھی بلکہ میری ہی تھی تو عمرو اوس شے کو زید سے لیلیے (کیونکہ زید کے کہنے
سے عمرو کا قبضہ ثابت ہی تو قابض کے حوالہ کر دینی پڑیگی پھر اگر زید کو دعوی ہو تو ثابت
کرے) اگر زید کہے کہ مین نے اپنا اونٹ یا کپڑا اوسکو کرایا دیا تھا پس یہ سوار ہوا
یا پہنا اور مجکو پھیر دیا اور وہ شخص کہے کہ یہ میرا ہی تھا کرایہ پر نہین تھا تو زید کا

قول معتبر ہوگا۔ اگر کہے کہ یہ ہزار امانت زید کی ہے نہین بلکہ عمرو کی تو ہزار زید کے اسپر ثابت ہوگئے اور اسیقدر یعنی ہزار عمرو کے اوسپر لازم ہوئے +

باب مریض کے اقرار کے بیان مین۔ اگر بیمار مرض الموت مین کسیکی دین کا اقرار کرے تو اول اوسکے ترکہ مین سے صحت کی حالت کا قرض یا جو قرض اوسپر بیماری مین دوا اور خور نوش معمولی کے سبب ہوا ہو ادا کیا جاویگا اور بعد اوسکے وہ ادا کرنا ہوگا جسکا اقرار کیا ہے بیماری کی حالت مین مگر دونون میراث سے پہلے ادا کئے جائنگے یعنی ترکہ وارثون مین اُسوقت تقسیم ہوگا کہ جب سطرح کے دین ادا ہوچکین بیمار اپنے وارث کے واسطے اگر اقرار کرے تو یہ اقرار باطل ہے البتہ اگر باقی وارث اوس اقرار کو سچا بیان کرین تو صحیح ہے اور غیر کے واسطے اقرار ہر حالمین صحیح ہے گو مریض کا سب مال اس مین آجاوے۔ اگر اقرار کیا بیگانہ کے قرض کا پھر اقرار کیا کہ وہ بیگانہ میرا لڑکا ہے تو لڑکا ہونا ثابت ہوجائیگا اور اقرار قرض باطل ہوگا۔ اگر بیگانی عورت کیواسطے اقرار کیا پھر اوس سے نکاح کرلیا تو اقرار اور نکاح دونون صحیح ہین بخلاف ہبہ اور وصیت کے (کہ اگر بیمار بیگانی عورت کے لئے ہبہ یا وصیت کریگا اور پھر اوس سے نکاح کریگا تو نکاح صحیح ہوگا اور ہبہ یا وصیت باطل) اگر بیمار اقرار کرے قرض کا اوس عورت کیلئے جسکو اپنی بیماری مین تین طلاقین دیچکا ہے تو عورت کو میراث اور اقرار مین سے جو کم ہوگا وہ ملیگا۔ اگر مقر نے ایک لڑکے پر اپنے بیٹے ہونیکا اقرار کیا اور لڑکے کے باپ کا حال معلوم نہین ہے اور اتنی عمر کا لڑکا مقر جیسے شخص سے پیدا بھی ہوسکتا ہے اور لڑکا مقر کے کہنے کو سچ بتادے تو بیٹا ہونا اوسکا ثابت ہوجائیگا اگرچہ مقر بیمار ہوا اور وہ لڑکا اور وارثون کا میراث مین شریک ہوگا۔ مرد اگر کسیکو اپنا بیٹا یا باپ یا ماں یا بیبی یا آزاد کرنیوالا

مسئلہ تصحیح باب بیمار کے اقرار مین

یعنی مولی بتاوے تو درست ہے اسیطرح عورت اگر کسیکو اپنا باپ یا ماں یا خاوند یا مولی بتاوے تو درست ہی لیکن عورت اگر کسیکو اپنا بیٹا بتاوے تو اوس مین یہ شرط ہی کہ دائی کہدے کہ اس عورت سے پیدا ہوا ہی یا خاوند اوس عورت کو سچی کہے اور ان صورتون مین سب مین یہ شرط ہی کہ مقرلہ مقر کو سچا کہے اگر مقر کے مرنے کے بعد مقرلہ اوسکو سچا بتاوے تب بھی درست ہی مگر تصدیق کرنا شوہر کا وجیت کو بعد موت زوجہ کے صحیح نہین۔ اگر اقرار کرے کسی رشتہ کا مثل بھائی یا چچا کے تو ثابت نہو گا پس اگر مقر کا کوئی وارث ہی مقرلہ کے سوا نہو نہ وارث قریب نہ بعید تب تو مقرلہ وارث ہوگا اور اگر کوئی وارث ہی تو یہ وارث نہ ہوگا۔ جسکا باپ مرگیا ہے وہ اگر اقرار کرے کسیکے واسطے اپنے بھائی ہونیکا تو مقرلہ اوسکا وراثت مین شریک اور بھائی ٹھہر جائیگا مگر اوسکے باپ سے اوسکا رشتہ ثابت نہوگا۔ زید مرا اور دو لڑکے چھوڑے اور زید کے ایک پر سو روپیہ آتے تھے اب ان مین سے ایک لڑکے نے اقرار کیا کہ زید نے اس ہی پچاس روپے لیلیے تھے تو اس لڑکے کو ان سو مین کچھہ نہین ملیگا اور دوسرے کو پچاس دلوائے جاوینگے

کتاب الصلح

اسمین صلح کا بیان ہی۔ صلح وہ معاملہ یا ملاپ ہے جو دو شخصون مین جھگڑا دور کردے ہر حالتمین خواہ مدعا علیہ دعوی کا مقر ہو یا منکر یا چپ ہو کہ نہ مقر ہو نہ منکر۔ اگر مدعی کو مال کا دعوی ہی اور مدعا علیہ دعویکا مقر اور اسصورت مین مال مدعا بہا سے اور مال پر صلح کرلی تو یہ صلح بیع کے حکم مین ہے اس مین حق شفعہ ثابت ہوگا اور خیار عیب اور رویت اور شرط کے احکام جاری ہونگے۔ مثلاً اگر زید عمرو کے مکان پر دعوے رکھتا ہی اور عمرو اوسکو سو روپیہ دیکر صلح کرلے کہ وہ دعوے سے باز رہے تو

اوسکے یہ معنی ہین کہ عمرو سے وہ مکان سو روپیہ کو زید سے خریدا) صلح مین اگر
بدل صلح (یعنے جس مال پر صلح ہوئی وہ) معلوم نہو تو صلح فاسد ہوگی اور اگر جس چیز
کے دعوے سے صلح کی وہ معلوم نہو تو فاسد نہ ہوگی (جیسے دعوی کیا کسی حق یا کسی قرض
غیر معلوم کا اور مدعا علیہ نے سو درم پر صلح کی تو صحیح ہے کہ بدل صلح یعنی سو
معلوم ہین گو جس سے صلح کی یعنی قرض وغیر مجہول ہے) جس شئے کے دعوے سے
صلح ہوئی اگر وہ تہوڑی سی کسی اور کی نکلے گی تو جسقدر حصہ رسد اوسکے مقابل
بدل صلح پڑیگا وتنا مدعا علیہ مدعی سے لے لیگا اور کل چیز کا کوئی اور حقدار نکلے گا
تو مدعا علیہ نے جو کچھ مدعیکو بدل صلح دیا ہوگا سب مدعی سے واپس لیگا اور اگر بدل
صلح کا اور کا نکلے سب یا تہوڑا تو مدعی مدعا علیہ سے تمام یا بعض چیز جسپر دعوے تہا
لیلے صلح مین اگر مال کی جگہہ مدعا علیہ کسی چیز کا نفع مدعی کو دیوے (مثلاً کسی دعوی
کے عوض کوئی مکان اوسکے رہنے کو دیدے) تو یہ صلح اجارے کا حکم رکہتی
ہے اس لئے اس مین شرط ہے کہ مدت فائدہ لینے کی معین ہو اور باطل ہوگی
یہ صلح دونون مین سے ایک کے مرنے سے جیسا اجارہ کا حکم ہے۔ جو صلح کہ چپ
رہنے یا انکار سے ہو وہ بمنزلہ فدیہ قسم کے ہے منکر کے حق مین (کیونکہ قسم
جو اوسپر لازم آتی ہے تو گویا اوسکا عوض دیتا ہے) اور مدعی کے حق مین معاوضہ
ہے پس اگر صلح کرے دعوے سے سکوت یا انکار کی صورت مین تو شفعہ ثابت
نہوگا اور اگر اسیصورت مین گھر پہ صلح کرے (یعنے صلح کا بدل گھر ہو) تو شفعہ
ثابت ہوگا اس لئے کہ یہہ گھر مدعی کے پاس آویگا جسکے حق مین صلح بمنزلہ بیع کے
ہے جس اسباب مین جھگڑا تہا وہ اگر کسی اور کا نکلے اس صورت مین یعنی صلح سکوت

یا انکار مین تو مدعی) اوس مستحق سے جھگڑ سکتا ہے اور مدعا علیہ اول سے جو بدل صلح لیچکا
ہے پھیر دے اور اگر تھوڑی کا مستحق کوئی اور نکلا تو اوسیقدر کی خصومت اوس سے کر سکتا ہے
اور اگر بدل صلح کسی اور کا نکلے سب یا تھوڑا تو مدعی مدعا علیہ اول سے کل کی صورت مین کل
دعوے پیش کرے اور بعض کی صورت مین بعض) بدل صلح کا جاتا رہنا مدعیکو سونپنے
سے پہلے دوسرے کے مستحق نکلنے کے حکم مین ہے) دونون صورتون مین (یعنی اگر بدل صلح
مقرر ہوا اور بدل صلح کا کوئی مستحق نکلے تو ویسا ہی اگر بدل صلح جاتا رہے اوسکا حکم
اور جس طرح سکوت اور انکار کی صورت مین بدل صلح کسی اور کا نکلے وہی حکم اوسکے جاتے رہنے
کا ہے

فصل

مال کے دعوے اور نفع کے دعوے اور جنایت کے دعوے سے صلح درست
ہے خواہ جنایت جان بوجھکر ہو خواہ بھولکر لیکن حدود مین صلح درست نہین اسلئے
کہ حد اللہ تعالی کا حق ہے) نکاح کے دعوے اور دوسریکو اپنا غلام بتانیکے دعوے
سے بھی صلح درست ہے اور ان دونو صلح مین پہلی بمنزلہ خلع کے ہے اور دوسرے بمنزلہ
آزادی کی ہے مال کی عوض اگر غلام ماذون جسکو تجارت کا حکم ہوا ہے مالک کیطرف
سے ایک شخص کو جانکر مار ڈالے تو اوسکا صلح کرنا اپنی طرف سے کسی شے پر نہین صحیح ہے
کیونکہ وہ خود اپنا مالک نہین بلکہ اوسکے مالک کو چاہیئے کہ صلح کرے) اور ایسے
غلام کا غلام اگر کسیکو جانکر مار ڈالے تو وہ غلام ماذون اپنے غلام کیطرف سے صلح
کر سکتا ہے (کیونکہ اوسکا غلام تو مال تجارت سے ہے جسکی اوسکو اجازت ہے) چھینی ہوئی
چیز اگر غاصب کے پاس سے ضائع ہوا اور اوس سے مالک اوسکی قیمت سے زیادہ پر
کسی اسباب پر صلح کرے تو صحیح ہے اگر دو شریکون مین سے تونگر شریک شرکت کے غلام
کو آزاد کر دے پھر دوسرا شریک نصف قیمت سے زیادہ پر صلح کرے تو نہین صحیح ہے کیونکہ

شریک کا حق نصف سے زیادہ مین نہین (۷) اگر کسیکو صلح کرنیکے لئے اپنی طرف سے وکیل
کرے اور وکیل صلح کرے تو وکیل پر بدل صلح جسپر اوس نے صلح کی لازم نہوگا بلکہ
اوسکے موکل پر لازم ہوگا لیکن اگر وکیل بدل صلح کا ضامن ہی ہو تو اوسکے ذمہ پر لازم ہوگا۔
اگر وکیل موکل کیطرف سے بغیر حکم موکل کے صلح کرے تب بھی صحیح ہے بشرطیکہ ضامن ہو بدل
صلح کا یا نسبت کرے صلح کی اپنے مال کی طرف یعنی صلح مین اپنا مال دینا کرے یا کہے کہ مین
نے ہزار پر صلح کی اور ہزار مدعی کو دیدے اگر یہ شرطین نہونگی تو صلح موقوف رہیگی
موکل کی اجازت پر اگر اجازت دی تو لازم ہوجائیگی مدعا علیہ موکل پر اور
نہین تو باطل

باب قرض واجب الادا سے صلح کرنے کے بیان مین۔ اوس چیز سے صلح کرنا جو عقد
دین مین لازم ہوئی ہو بمنزلہ بعض حق لینے اور باقی چھوڑ دینے کے ہے نہ بمنزلہ معاوضہ
کے۔ اگر صلح کری ہزار سے پانسو پر یا ہزار پر یا کچھہ وعدہ کے ساتھہ تو صلح صحیح ہے
اور اگر ہزار درہم قرض سے اشرفیون پر یا کچھہ وعدہ سے کے ساتھہ صلح کی یا وعدہ والے
درمون یا سیاہ رنگ کے درمون سے صلح کی آدھے درمون پر اوسی وقت مین
یا سفید رنگ کے درمون پر تو صحیح نہین (کیونکہ سفید رنگ والے اسکا حق نہ تھے جو
بعض لیتا اور باقی چھوڑ دیتا) جسکے کسی پر ہزار روپیہ ہون اور وہ مدیون سے کہے کہ اگر
توکل کو آدھے ادا کردے تو باقی چھوڑ دونگا اور وہ ایسا ہی کرے تو باقی سے بری الذمہ
ہوجائیگا اور اگر کل ادا نکرے تو بری الذمہ نہوگا۔ زید عمرو سے کہے کہ مین تیرے مال
کا اقرار قاضی کے سامنے نہین کرونگا جبتک تو کچھہ نہین چھوڑیگا یا مہلت ندیگا تو
اوسپر صلح صحیح ہے پس جب اقرار کردے عمرو تو زید اوسکو مہلت دی یا کچھہ قرض

چھوڑے شرط کے موافق (فصل) اگر قرض دو کی شرکت کا ہی اور انمین سی ایک نے اپنے حصے سے کسی کپڑے پر صلح کی تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ اپنا نصف قرضہ مدیون سے خواہ نصف کپڑا شریک سے لیلے ہان اگر ضامن ہو وہ شریک چوتھائی حصہ قرض کا تو بجز لئے آدہے کپڑے دینے کے ہوگیا۔ ان دونومین سے اگر ایک اپنا حصہ قرضدار سے وصول کرے تو اوسمین دوسرا بھی شریک ہوگا اب دونو قرضدار سی باقی کا مطالبہ کرین اور اگر ایک عوض اپنے قرض کے قرضدار سے کچھہ خرید لے تو یہ مشتری دوسرے شریک کے واسطے کل قرض کے چہارم کا ذمہ وار ہوگا۔ باطل ہی صلح دو بیع سلم والون مین سی ایک کی اپنے حصہ کے مال سے اوسپر جو اوس نے راس المال دیا ہو (صورت اوسکی یہ ہے کہ زید اور عمرو شریک ہوئے اور خالد سے عقد سلم کیا پہر زید نے خالد سے صلح کی کہ جو مین نے تجکو دیا تھا اوسکو پہیر دے مین سلم کی چیز کے حصے سے درگذرا تو یہ صلح صحیح نہین) کسیکے وارث اگر آپسمین سے ایک وارث کو کچھہ اسباب عوض مال منقول یا غیر منقول کے دیگر ورثہ سے علیحدہ کردین یا سونیکے بدلے مین چاندی دیکر یا اسکے برعکس پر تو یہ صلح صحیح ہے خواہ عوض بہت ہو اوسکے حق سے خواہ تھوڑا۔ اگر ترکہ متوفی کا روپیہ اشرفی نقد اور اسباب دونو ہون اور وارث مذکور کو صرف چاندی یا روپیہ یا صرف سونا اور اشرفیان دیکر خارج از میراث کرین تو درست ہوگا جب تک کہ بدل صلح اوس مقدار سے زیادہ نہو جو ولدٹ مذکور کو اوسی جنس مین سی حصہ پہونچے کہ اس صورت مین یہ زیادتی دوسری جنس کے حصہ کے عوض ہوجاویگی جس سے صلح کی ہے اور اگر بدل صلح زیادہ نہوگا تو ربلا لازم آوے کہ بہت سا سونا یا چاندی تہوڑی کے مقابل ہوجاویگی) زید مرا اور لوگون پر اپنا قرض چہوڑ گیا اب زید کے وارثون نے

ایک کو کچھ دیکر علحدہ کر دیا اسپر کہ قرض کے مستحق ہم رہے تو یہ باطل ہے اسلئے کہ یہ
صورت مدیونکے سوا اور لوگون کو دین کے مالک کرنے کی ہے جو درست نہین) اور اگر وارث
مذکور سے یہہ شرط کرلین کہ بدل صلح لیکر قرضدارون کو اپنا حصہ معاف کر دے
تو درست ہے (اس لئے کہ اس صورت مین دین کا مالک اونہین کو کرے گا جنکے
ذمہ پر قرض ہے اور یہ صورت جائز ہے -+

کتاب المضاربۃ

اسمین عقد مضاربت کا بیان ہے - مضاربت وہ شرکت تجارت کی ہے جس مین مال ایک
کا ہو اور محنت دوسرے کی (اول کو رب المال یعنی مالک مال کہتے ہین اور دوسرے کو
مضارب (یعنی نفع کی شرکت پر تجارت کرنے والا مضارب) یعنی محنت والا اصل مال مین
تصرف سے پہلے امین کے حکم مین ہے (یعنے اگر مال جاتا رہیگا تو اوسکو دینا نہ پڑے گا
اور بعد تصرف کے وکیل کے حکم مین ہے اور نفع ہونے کے بعد شریک ہے نفع کا
اور عقد مضاربت فاسد ہونیکے بعد بمنزلہ مزدور کے ہے اور درصورت نافرمانی (صاحب
مال کے) غاصب کا حکم رکھتا ہے اور درصورت شرط ہونے تمام نفع کے اپنے واسطے
قرض لینے والے کے حکم مین ہے اور درصورت شرط ہونے تمام نفع کے رب المال
کے لئے سرمایہ لینے والے کے حکم مین ہے - صحیح نہین ہے مضاربت مگر اوس
مال مین جس مین شرکت صحیح ہے (جیسے درہم اور دینار ہین) اسطرح اگر نفع کی شرکت
حصہ سے نہوگی (یعنے آدہون آدہ یا تہائی یا چوتہائی وغیرہ تب بہی مضاربت درست
نہوگی) پس اگر ایک کیواسطے شرط کی گئی حصہ سے دس روپیہ زیادہ تو مضارب کو اوسکی
محنت کی مزدوری ملے گی اور وہ مزدوری مشروط سے زیادہ نہ دیجاویگی (نفع کل

رب المال کا ہوگا) جو شرط کہ نفع مین جہالت پیدا کرے وہ عقد مضاربت کو فاسد کردیتی ہے (جیسے یہ شرط کہ رب المال ایک سال تک مضارب کے گہر رہے کہ اسمین مضارب نے آدہی نفع کو اپنی محنت اور گہر کے کرایہ کی عوض کردیا یہ معلوم نہوا کہ کام کے عوض کتنا نفع لگایا اور کرایہ کے عوض کتنا) اور جو شرط ایسی نہو وہ عقد کو فاسد نہین کرتی بلکہ خود وہ شرط باطل ہے جیسے یہ شرط کہ نقصان مضارب کے ذمہ ہی (نہ رب المال کے) رب المال مال مضارب کو دیدے پہر مضارب کو اختیار ہے کہ اوس مال سے خرید فروخت کرے نقدون اور قرضون اور اصالۃً اور وکالۃً اور وطن مین اور سفر مین اور دوسرے کو سرمایہ دیدے تجارت کے واسطے اور کسیکو امانت سونپ دے (یہ سب امور اوسکو جائز ہین) نکاح نکرے مضارب کسی لونڈی غلام کا مال مضاربت سے اور نہ اپنا کسیکو مضارب بنا ئے مگر رب المال کے حکم سے یا اوسکے یون کہدینے سے کہ اپنی عقل سے کام کر اور اگر رب المال نے کوئی شہر یا کوئی اسباب یا کوئی وقت معین یا کوئی معاملہ والا معین بتا دیا ہو تو اوس سے تجاوز نکرے جیسے ایک شریک کے کہنے سے دوسرا تجاوز نکرے اور نہ خریدے اوس غلام لونڈی کو جو رب المال کے مالک ہونے سے آزاد ہو جائے (یعنے رب المال کے ذی رحم محرم کو اگر مملوک ہو مال مضاربت سے نہ خریدے) اسیطرح جو خود اوسکے مالک ہونے سے آزاد ہو جائے اوسکو بھی نہ خریدے بشرطیکہ تجارت مین صورت نفع کی معلوم ہوتی ہو (اسلئے کہ اوسوقت اگر خریدیگا تو نفع ہی مین شامل ہوگا اور مضارب پر آزاد ہو جائیگا) بلکہ اگر خریدے گا تو ضمان دیگا اور اگر تجارت مین نفع ظاہر نہوا ہو تو خرید صحیح ہی (کیونکہ مضارب نفع مین شریک ہی اور نفع ابھی معلوم نہین ہوا ہی تو مضارب اس غلام کا مالک ہی نہین ہی جو آزاد ہو جانے) پس اگر ایسے غلام کے خرید لینے کے بعد

نفع ظاہر ہو تو یہ غلام آدہا یعنی مضارب کا حصہ آزاد ہو جاے گا اور مضارب کو ضمان
دینا نہ ہوگا (کیونکہ اپنے اختیار سے اوسنے آزاد نہین کیا) اب یہ غلام اپنی آدھی
قیمت جو رب المال کا حصہ ہے اوسکو کما دے۔ اگر مضارب کو ہزار روپیہ دئے آدہون
آدہ نفع پر اور اوسنے اس قیمت کی ایک لونڈی خریدی او وہ ایک لڑکا جنی کہ وہ برابر
ہزار روپیہ کے تہا اب مضارب نے اپنی تونگر ہونے کی حالمین دعویٰ کیا کہ یہ لڑکا میرا ہی
اور لڑکے کی قیمت ڈیڑہ ہزار روپیہ یعنی زیادہ ہو گئے تو وہ لڑکا رب المال کیواسطے
سوا ہزار کما دے یا رب المال چاہے تو اوسکو آزاد کر دے پس اگر رب المال ہزار روپیہ
لڑکے سے لے لئے تو مضارب رب المال کو آدہی قیمت لونڈی کے پانسو روپیہ ادا کر دے
کیونکہ یہ لڑکا نفع مین تہا لیکن اصل مال سے مشتبہ تہا جب قیمت اوسکی پانسو زیادہ ہوگئے
تو اوسکے نفع ہونیکو ترجیح ہوئی اور رب المال نے جب ہزار روپے اوس لڑکے سے لیلئے
تو اوسکا اصل مال ہونے کی جانب کو ترجیح ہوگئی کیونکہ مضاربت کے معاملہ مین پہلے
راس المال لیتے ہین اب لونڈی بالکل نفع مین رہی اور اسلئے مدعی نسب یعنی مضارب
ضامن ہوگا نصف قیمت لونڈی کا (اور ڈہائی سو بابت قیمت لڑکے کے بہی ادا کرے
کہ اوسکی قیمت جو پانسو زیادہ ہوگئے تہے وہ بہی نفع مین شمار ہون گے **فائدہ**
جاننا چاہئے کہ اس مسئلے مین مضارب کے تونگر ہونے کی جو قید ہے اوسکا یہ نفع ہے
کہ اگر مفلس ہوگا تو بطریق اولے قیمت لڑکے کا ضامن نہ ہوگا اور شرکت کے غلام کے
آزاد کرنے مین آزاد کرنے والا اگر تونگر ہو تو ہو سکتا ہے کہ دوسرا شریک اوس سے اپنے
حصہ کا دام بہر لے لیکن اسصورت مضاربت مین سوا ہی لڑکے سے اپنا حصہ کموانے یا
اوسکو آزاد کر دینے کے اور صورت نہین یعنی مضارب سے اوسکا تاوان لینا جائز نہین ہے

کیونکہ مالک ہو جانا ... رب کا اوس لڑکے کو بہ سبب دعوی نسب کے ایک امر لابدی ہے کچھہ مضارب کے کرنے سے نہین ہوا تاکہ اوسکو قیمت دینی پڑی بخلاف نصف قیمت لونڈی کے کہ یہ ضمان تصرف کے سبب سے ہے اور تصرف مضارب کے کرنے پر منحصر ہے

باب مضارب کے مضارب کرنے کے بیان مین - اگر مضارب اپنی طرف سے کسیکو بے اذن رب المال کے مضارب کرے تو راس المال کا ضامن نہوگا جب تک کہ دوسرا مضارب عمل نکرے (اور جب دوسرا مضارب عمل بیع و شرا کا کرے تو مضارب اول مال کا ضامن ہو جائیگا) اگر رب المال کے حکم سے زید مضارب نے عمرو کو تہائی نفع پر مضارب کیا اور زید سے رب المال نے کہدیا کہ جو کچھہ خدا نفع دے وہ ہم تم مین آدہون آدہ ہے پس جو نفع ہوگا اوس مین سے آدہا رب المال کا اور چھٹا حصہ زید مضارب اول کا اور تہائی عمرو مضارب ثانی کا ہوگا اور اگر یون کہا تہا کہ جو کچھہ اللہ تعالی تجھکو نفع دے وہ ہم تم مین آدہون آدہ ہے تو عمرو کو تہائی اور باقی دو تہائی اون دونون مین (یعنی رب المال اور مضارب اول مین) آدہون آدہ بٹ جائینگی - اور اگر رب المال نے زید سے یون کہا کہ جو تو نفع پاوے وہ ہم تم مین آدہون آدہ ہوگا اور مضارب اول مضارب ثانی کو نصف نفع پر مال دے تو آدہا نفع مضارب ثانی کو ملیگا اور آدہا رب المال اور مضارب اول مین نصفا نصف بٹ جاویگا (یعنی ہر ایک کو چوتہائی ملیگا) اور اگر رب المال نے مضارب اول سے کہدیا کہ جو اللہ نفع دے اوسمین سے آدہا لونگا اور مضارب اول دوسرے کو نصف نفع پر دے تو اسصورت مین نصف نفع مالک کو ملیگا اور نصف مضارب دوم کو اور مضارب اول کو کچھہ نہ ملیگا - اور اگر پہلا مضارب دوسرے مضارب کے لیئے دو تہائی نفع شرط کرلے اور رب المال کا آدہا نفع بدستور ہے تو پہلا مضارب دوسرے

کیواسطے چہٹے حصہ کا ضامن ہوگا کیونکہ رب المال جب آدہا لے لیگا تو دوسرے
مضارب کو دو تہائی سے چہٹا حصہ کم پہونچے گا یہ مقدار مضارب اول کو اپنے پاس سے
دینی ہوگی۔ اگر مضارب نفع مین تہائی رب المال کی اور تہائی اوسکے غلام کے اس
شرط سے کہ غلام بہی اوسکے ساتہہ کام کرے اور تہائی اپنے واسطے ٹھہراوے تو درست
ہے۔ رب المال یا مضارب کے مرجانے سے اور رب المال کے مرتد ہوکر دار الحرب
کو چلے جانے سے مضاربت باطل ہوجاتی ہے۔ مالک کی برطرف کرنے سے مضارب
معزول ہوجاتا ہے اگر اوسکو برطرف کرنا معلوم ہوجاوے پس اگر معلوم ہوا برطرف کرنا اس
حال مین کہ مال مضاربت اسباب تہا تو مضارب اوسکو بیچکر نقد کرلے اور ثمن مین تصرف
پہر نکرے۔ اگر رب المال اور مضارب دونون عقد مضاربت کو فسخ کردین اور مال مضاربت
لوگون پر قرض ہو اور نفع بہی ہو تو حاکم مضارب سے بزور قرضدارون پر تقاضا کراوے اور
اگر نفع اوس تجارت مین نہو تو تقاضا کا جبر اوسپر نہوگا بلکہ مضارب اپنی طرف سے
تقاضا کرنیکا رب المال کو وکیل کردے۔ دلال جبر کیا جاویگا تقاضا کرنے پر اور
مبیع کی قیمت مشتری سے لینے پر۔ جو مال مضاربت سے جاتا رہے وہ نفع سے لیا
جاویگا اگر نفع سے بہی زیادہ جاتا رہا تو مضارب کو وہ دینا نہوگا۔ اگر نفع تقسیم
ہوگیا اور عقد مضاربت باقی رہا پہر سب مال جاتا رہا یا بعض مال تو منفع جو دونو
نے بانٹ لیا ہے پہر سے جمع کرین اور اب رب المال اپنا مال پورا کرلے جو بچے
اوسے دونون پہر بانٹ لین اور اگر وہ نفع اصل مال کو کفایت نکرے یعنی اصل
مال کم رہے تو مضارب پر دینا نہ آویگا۔ اور اگر نفع بانٹ لیا اور مضاربت کو فسخ
کردیا بعد اسکے از سر نو عقد مضاربت کی اور سب مال کل یا بعض تلف ہوگیا تو پہلا

نفع اسمین نہین لگایا جاویگا (کیونکہ یہ تو نیا عقد ہے

فصل عقد مضاربت مالک کو بضاعت کے طور پر مال دیدینے سے نہین ٹوٹتا ہے (یعنی اگر مضارب اصل مالک کو دی یہ کہکر کہ اس مین جو نفع ہو سب مجکو دینا تو مضاربت بنجاویگی) اگر مضارب سفر کو جاوی تو اوسکا کھانا پینا پہننا سواری تب مال مضاربت کے صرف سے ہوگی۔ اگر شہر مین تجارت کریگا تو یہ سب خرچ اپنے مال مین سے اٹھائے جیسے خرچ بیماری دوا وغیرہ (شہر مین ہو خواہ سفر مین اپنے پاس سے کرے) اگر مضارب کو نفع ہوا تو مالک وہ خرچ وضع کرلے جو اصل مال سے مضارب کے صرف مین آیا پہر جو نفع رہا اوسے بانٹ لے (کیونکہ اصل مال مقدم ہے) اگر مضارب کوئی چیز خرید کر نفع سے بیچے تو جو کچھہ اوسپر صرف ہوا ہے جیسے دُہلائی رنگائی دُہائی وغیرہ سب لگالے اور یون کہے کہ اتنے کی خرید ہے اور یہہ صرف ہوا ہے اور یہہ نفع لونگا اور جو کچھہ اپنی ذات پر صرف کیا ہے اوسکا اسمین حساب نہ لگاوے۔ اگر دُہلائی یا دُہائی مضارب اپنے پاس سے دے اور اوس سے مالک نے کہدیا ہو کہ اپنی عقل کے موافق کام کرنا تو مضارب کا یہہ سلوک اپنی طرف سے ہوگا (مالک کے ذمہ یہہ خرچ نہ ٹھہریگا) اگر تہان کو مضارب سرخ رنگائے تو جس قدر قیمت رنگ کے سبب سے بڑہجاویگی اوسیقدر کا شریک ہوگا اور مالک کے واسطے سفید تہان کی قیمت کا ذمہ دار نہوگا۔ اگر مضارب نے ہزار روپیہ مالک سے آدہون آدہ نفع پر لئے پہر اون سے کپڑا خرید کر دو ہزار کو بیچا اور اون دو ہزار سے غلام خریدا اور غلام کی قیمت دینے سے پہلے وہ دونون ہزار جاتے رہے تو بائع کو مضارب اور مالک دونون ملکر ہزار روپیہ دین اور مالک ایکہزار اور دے (کیونکہ ہزار نفع کے دونون کی شرکت مین تہے اور ہزار صرف مالک کے تہے غرضکہ مالک پندرہ سو دے اور مضارب پانسو اب غلام کی ایک چوتھائی تو مضارب کی ہے اور باقی تین حصے مال مضاربت کا

رہیگا اور اصل مال ڈہائی ہزار ہوا (کیونکہ اس غلام پر مالک کے ڈہائی ہزار صرف ہوئے
یعنی پندرہ (۱۵۰۰) سو اب دئے اور ایکہزار پہلے دئے تھے) اور اگر مضارب اس غلام کو مرابحت
پبیچے تو نفع دو ہزار ہے (کیونکہ قیمت غلام کی تو دو ہی ہزار تھے) اگر مضارب نے رب المال
سے ایک غلام ہزار کو خریدا جو مالک نے پانسو کو مول لیا تھا تو مرابحت پر بیچنے کے وقت مضارب
کہے کہ پانسو کو پڑا ہے (اسپر نفع لیتا ہون) اگر مضارب کے پاس ہزار ہین آدہون آدہے
نفع پر اور ان ہزار سے ایک غلام خریدا جسکی قیمت دو ہزار ہے اور اس غلام نے براہ
خطا یعنی نادانستہ کسیکو مار ڈالا تو اس قتل کا خونبہا تین چوتہائی مالک کے ذمہ ہوگا اور
ایک چوتہائی مضارب کے ذمہ اور غلام مالک کی تین روز خدمت کرے اور مضارب کی ایکروز
(کیونکہ اسی حساب سے عوض دیا ہے اور اسی حساب سے دونون کی ملک مین ہے) مضارب کے
پاس ہزار ہین اور اوسنے ایک غلام خریدا اور قیمت ادا کرنے سے پہلے یہ ہزار تلف ہوگئے تو مالک
کو دینے ہونگے اور اگر پہر جاتے رہین تو اور دینے ہونگے اور اصل مال ٹہرینگے سب جسقدر
دئے ہین ۔ اگر مضارب کے پاس دو ہزار ہون اور رب المال سے کہے کہ تو نے مجکو ایکہزار
دئے ہین اور ایکہزار نفع کے ہین اور رب المال کہے کہ مین نے تجکو دو ہزار دئے ہین تو
مضارب کا قول معتبر ہوگا ۔ ایک کے پاس ہزار ہین اور کہتا ہے کہ یہ مضاربت کے ہین آدہون
آدہ نفع پر اور ان سے ہزار نفع کے ملے ہین اور مالک کہے کہ یہ سرمایہ تجارت کے ہین
(یعنے نفع مین تجکو کچہہ شرکت نہین ہے) تو مالک ہی کا قول معتبر ہے

کتاب الودیعۃ

اسمین امانت سپرد کرنیکا بیان ہے ۔ امانت سپرد کرنا اس کا نام ہے کہ دوسرے کو اپنے
مال پر قبضہ کرادے تاکہ وہ مال کو بچا رکہے (اور اوس شخص کو امین کہتے ہین) اور جو

مال اوسکے پاس چھوڑ لیتے ہین وہ ودیعت کہلاتا ہی اور وہ اوسکے پاس امانت رہتا ہے کہ اوسکے جاتے رہنے سے وہ تاوان نہ دیگا امین کو اختیار ہی کہ امانت کی محافظت خود کرے یا اپنے گھر والون کے پاس رکھدے پس اگر انکے سوا کسی اور کو سونپے گا تو درصورت جاتے رہنے امانت کے ضامن ہوگا البتہ اگر آگ لگنے کے خوف سے اپنے پڑوسی کو یا ڈوبنے کے خوف سے دوسرے کشتی والے کو سونپ دیگا تو بروقت تلف ضامن نہوگا۔ اگر مالک نے امانت طلب کی اور امین نے باوجود قدرت دینے کے نہ دی یا اپنے مال مین ملالی کہ اسکی پہچان نرہی تو امین اوسکا ضامن ہوگا اور اگر امانت خود مل گئی بے اسکے ملانیکے تو اوس امانت مین دونون شریک ہو جائین گے۔ اگر اس امانت مین سے کسیقدر اپنے خرچ مین لاوے اور اوسکی جگہ ویسی ہی اور ملاوے تو سب کا ضامن ہوگا (اسلئے کہ اوسنے اپنے مال کو مال امانت مین خلط کر دیا) اگر امانت مین ایسی تعدی کرے کہ ضمان دینا آوے پھر وہ تعدی دور ہو جاے تو ضمان بھی موقوف ہو جائیگا (جیسے کسی اجنبی کو امانت سونپ دے پھر اوس سے لیلے) بخلاف عاریت لینے والے اور ٹھیکہ لینے والے کے (کہ یہہ دونون اگر اس قسم کی تعدی کرین تو باوجود جاتے رہنے تعدی کے ضمان اونکو دینا ہوگا) اور بخلاف اقرار کرنے کے بعد انکار کے (یعنے مالک کی طلب پر اگر انکار امانت کا کیا پھر گو اقرار کرلے مگر ہلاک کیصورت مین ضمان دینا ہوگا) امین کو جائز ہے سفر کرنا ساتھہ امانت کے اگر مالک نے منع نکیا ہو اور خوف جاتے رہنے کا بھی نہو۔ اگر دو شخص ملکر امانت سونپین تو امین اون مین سے ایک کو اوسکا حصہ نہ دے جبتک کہ دوسرا حاضر نہو۔ اگر ایک شخص نے دو امینون کو ایسی امانت سونپی جو تقسیم ہو سکتی ہے تو دونون کو چاہیے کہ آدہی تقسیم کرکے ہر ایک اپنے اپنے حصے کی

محافظت کرے اگر ایک اپنا حصہ دوسرے کو دیدیگا تو اوسکا ضامن ہوگا سنجاف اوس
امانت کے خوبت نہین سکتی (کہ او ہمین ضامن نہ ہوگا) اگر سونپنے والا امین سے کہے کہ اسکو
اپنے کمبنے والونکو مدینا یا اوسکو اسی کوٹھری مین محفوظ رکہنا اور امین نے ایسے شخص کو
سپرد کی جسکے دئے بدون چارہ نہین (جیسے بی بی یا نوکر) یا اوس مکان کی کسی اور
کوٹھری مین اوسکی محافظت کی اور امانت ضائع ہوگئی تو ضامن نہ ہوگا اور اگر بے
ضرورت ویدی یا کسی اور مکان مین حفاظت کی تو ضامن ہوگا - غاصب کا امین
درصورت تلف امانت کے ضامن ہوگا نہ امین کا امین (یعنے اگر کسی نے کسی کی چیز چہین کر
امین کے سپرد کی اور وہ جاتی رہی تو امین کو دینی اوی گی اور اگر عمرو نے زید کو امانت
سونپی اور زید نے وہی امانت بکر کو تو بکر درصورت تلف ضامن نہوگا) - زید کے پاس
ہزار ہین عمرو کہتا ہے کہ یہ میری امانت ہین اور بکر کہتا ہے کہ میرے اور زید کہتا ہے
کہ دونون کے نہین ہین اور قسم نہین کہاتا تو یہ ہزار بکر اور عمرو کے ٹھہرینگے
اور ایک ہزار زید کو اور دینے ہونگے اور بکر اور عمرو انکو بہی آدہون آدہ لیوین (کیونکہ
ہر ایک نے ایک ایک ہزار کا دعوی کیا تہا اور دونون کے دعوے کے
انکار پر اوسنے قسم کہائی)۔

کتاب العاریۃ

اس مین چیز کے مانگنے کا بیان ہے - عاریت کہتے ہین اپنی چیز کے نفع کے مالک کر
دینے کو بغیر عوض کے (یعنے کسی شخص کو ایک چیز کے نفع کا مالک کردینا اور اوس
سے کچھ عوض نہ لینا) ان الفاظ سے عاریت صحیح ہوجاتی ہے یہ چیز مین نے تجھکو
عاریت دی یا زمین کا اناج مین نے تجھکو دیا یا اپنا کپڑا پہننے کو تجھکو دیا یا اپنے

سواری سوار ہونے کو تجھکو دی یا اپنا غلام تیری خدمت کو دیا یا میرا گھر تیرے رہنے
کو ہے یا میرا گھر عمر بھر تیرے رہنے کو ہے۔ عاریت دینے والا جب چاہے اپنی
چیز پھیر لے۔ اگر ہلاک ہو جاوے بغیر تعدی کے تو مانگنے والا ضامن نہ ہوگا۔ منگنی
کی چیز کو کرایہ دینا اور گروی رکھنا صحیح نہیں ہے مثل امانت کی۔ اگر کرایہ دے
اور جاتی رہے تو ضمان دینا ہوگا۔ جسکے پاس منگنی ہے وہ دوسرے کو منگنی دے
سکتا ہے ایسی چیزیں جو استعمال کرنیوالے کے بدلنے سے مختلف نہوں (جیسے گھر کا رہنا
یا غلام کی خدمت اور جو چیز مستعمل کے اختلاف سے مختلف ہو جاوے جیسے گھوڑے کی
سواری اوسکا دوسرے کو عاریت دینا نہیں صحیح ہے) اگر مالک عاریت کے وقت خاص
یا نفع خاص سے مقید کر دے (مثلا کہدے کہ فلانے دن اس سے نفع لینا یا فلان
کام مین لانا) یا دونوں کی قید کر دے تو مانگنے والا اوس قید سے تجاوز نکرے اور اگر
کوئی قید نہیں ہے تو ہر نفع ہر وقت لے سکتا ہے۔ روپیہ اشرفی اور کیل کی چیزیں
(جیسے گیہوں وغیرہ) اور تول کی (جیسے شہد روغن وغیرہ) اور شمار کی (جیسے انڈے
اخروٹ وغیرہ) کا عاریت دینا بمنزلہ قرض کے ہے (کہ اوسکو خرچ کر کراور دیدینا
صحیح ہے اور اگر عاریت اشیاء مذکورۂ بالا مین سے نہ ہو تو بعینہ اوسیکو
واپس کرنا چاہیے مثلا اگر کپڑے یا ہتھیار ہوں اونھین کا پھیر دینا ضرور ہوگا)
مکان بنانے یا درخت لگانے کے واسطے زمین کا عاریت دینا صحیح ہے اور مالک کو پھیر
لینے کا اختیار ہے اور مانگنے والے سے کہدے کہ اپنی عمارت اور درخت دور کرو اور اگر
عاریت کا وقت مقرر نکیا تو تاوان کچھہ نہ دے لیکن اگر کسیوقت تک عاریت دی تھی اور
اوس سے پہلے پھیر لینا چاہے تو جو کچھہ مکان وغیرہ اوکھڑنے سے مانگنے والیکا نقصان

ہوگا مالک کو دینا پڑے گا - اگر کھیتی کرنیکے لئے زمین عاریت دی تو جب تک کھیتی کا وقت نہ آوے نہیں پھیر سکتا خواہ وقت معین کیا ہو خواہ نکیا ہو چھیرنیکے واپس کرنے مین جو خرچ پڑے وہ عاریت مین مانگنے والے کے ذمہ ہے اور امانت مین مالک کے ذمہ اور ٹھیکہ مین ٹھیکہ دینے والے کے ذمہ اور غصب مین چھیننے والیکے ذمہ اور گروہ مین گرو رکہنے والیکے ذمہ - اگر مستعیر یعنی عاریت لینے والے نے عاریت کے جانور کو مالک کے اصطبل وغیرہ مین پہونچا دیا یا غلام کو مالک کے گھر پہونچا دیا تو مستعیر بری الذمہ ہو ابخلاف غاصب اور امین کے (کہ غصب اور امانت کی چیز کو مالک کے سپرد کر دینا ضرور ہے) اگر مستعیر نے اپنے غلام یا اپنی نوکر در ماہہ دار کے ہاتھہ یا مالک کے غلام یا نوکر کے ہاتھہ بھیجا تو بری الذمہ ہو جائیگا بخلاف اجنبی کے ہاتھہ بھیجنے کے (کہ اسصورت مین اگر ضائع ہوگی تو ضمان دینا ہوگا) جسکو زمین عاریت دیگئی ہو وہ عاریت نامہ مین واسطے اطمینان مالک کے لکہدے کہ تو نے اپنی زمین مجھکو عاریت دی -

کتاب الہبۃ

الہبہ ہبہ کا بیان ہے - ہبہ اوسکو کہتے ہین کہ آدمی اپنی چیز پر کسیکو مفت بلا عوض مالک کر دے (جو چیز دیتا ہے اوسکو واہب کہتے ہین اور جسکو اسکا مالک کرتا ہے اوسکو موہوب لہ کہتے ہین اور جس چیز کو ہبہ کرتا ہے وہ موہوب کہلاتی ہے) ہبہ اوسوقت درست ہے کہ واہب کی طرف سے ایجاب ہو (اور موہوب لہ اوسکو قبول کرکے قبضہ کر لے) ہبہ کے ایجاب کے یہ الفاظ ہین کہ واہب یون کہے مین نے ہبہ کیا یا دیدیا یا مین نے یہ کھانا کھانے کے لئے تجھے دیا یا اوسکو تیرا ہی کر دیا یا یہ چیز عمر بھر کو تجھے دی یا ہبہ کی نیت سے کہا کہ یہ سواری مین نے سوار ہونے کو تجھے دی یا یہ کپڑا تجھے پہنا دیا یا میرا گھر

تیسرے نے ہبہ ہے اوس مین دیتا ہون اگر یون کہیگا کہ میرا گھر تیرے کو ہبہ ہے یا ہبہ کر دیتا ہے تو ان دونون لفظون سے ایجاب ہوگا (ایجاب کے بعد) درستی ہبہ کے لئے موہوب لہ کا قبول کرنا چاہئے۔ اور قبضہ اوسی مجلس مین بغیر حکم واہب کے صحیح ہے اور بعد مجلس کے حکم اوسکا ضرور ہے۔ ہبہ کرنا ایسی چیز کا درست ہے جو واہب کے قبضہ مین تقسیم ہوکر آئی ہو اور (اگر) مشترک چیز جو تقسیم نہین ہوسکتی (جیسے کنوان اور چھوٹا حمام وغیرہ) مین سے کوئی حصہ ہبہ کرے تو درست ہے (اور جو تقسیم ہوسکتی ہے) اوس مین سے کوئی حصہ ہبہ کرنا درست نہین ہان اگر مشترک کو تقسیم کرکے موہوب لہ کے حوالہ کریگا تو درست ہو جائیگا (مثلاً ایک مکان کئی شخصون مین مشترک ہے اور اون مین سے ایک شخص نے اپنا حصہ بلا تقسیم ہبہ کر دیا تو درست نہوگا ہان اگر شرکا سے تقسیم کرکے اپنا حصہ علیحدہ کر لیا اور ہبہ کیا تو درست ہوگا) اگر گیہون کے اندر آٹا ہبہ کیا تو صحیح نہین گو اوسکو پیسکر حوالہ کرے۔ اسیطرح تلون کے اندر کا تیل اور دودھ کے اندر کا گھی ہبہ کرنا صحیح نہین۔ جو چیز ہبہ کی ہے اگر وہ پہلے سے موہوب لہ کے پاس ہے تو بغیر قبضہ کے مالک ہو جائیگا دوسرا قبضہ ضرور نہین۔ اگر باپ اپنے بچہ کو ہبہ کرے تو فقط ایجاب سے ہبہ پورا ہو جائیگا (یعنے باپ ہی کا قبضہ بچے کی طرف سے کافی ہے) اگر کوئی اجنبی بچہ کو کچھ دے تو اوسکے ولی یا مان کے قبضہ کرنے سے یا اجنبی کے جسکی گود مین وہ بچہ ہے ہبہ تمام ہوگا اور اگر لڑکا قبض کرنا جانتا ہو تو اوسیکے قبض سے تمام ہو جائیگا۔ اگر دو آدمی ایک گھر کسی شخص کو ہبہ کر دین تو صحیح ہے بخلاف اسکے (یعنے ایک آدمی دو کو ایک گھر دے بلا تفصیل حصص کے تو نہین صحیح کیونکہ قبضہ ہر ایک کا اپنے حصہ مشترک پر کامل نہین ہے۔ دس روپیون کو دو فقیرون پر تصدق کرنا

اور ہبہ کرنا صحیح ہے دو تونگر پر صحیح نہیں کیونکہ دو فقیرون کو دینا ایسا ہے جیسا خدا کو ہب
دیا کہ نیت خدا کیواسطے کی ہوتی ہے بخلاف تونگرون کے کہ ادمین نیت اونہین کے
دینے کی ہے اور ہبہ کرنا مشترک چیز کا بلا تعیین درست نہین ہے

باب ہبہ کے پہیر لینے کے بیان مین صحیح ہے دیکر پہیر لینا لیکن پہیر لینے سے سات
امر منع کرلیتے ہین (جو) دمع خزقہ (سے سمجھے جاتے ہین) د سے تو وہ زیادتی مراد ہے
جو موہوب چیز سے جدا نہو سکتی ہو جیسے زمین موہوبہ مین درخت لگانا یا مکان بنوانا یا جانور
موہوب کا موٹا ہو جانا (کہ اس صورت مین ہبہ نہ پہیریگا) اور م سے مراد ہے مرنا ایک کا
واہب اور موہوب لہ مین سے (کہ اگر کوئی مرجائیگا تو ہبہ واپس نہوگا اور ع سے
عوض مراد ہے (جو ہبہ کے عوض مین واہب نے موہوب لہ سے لیا ہے) اگر موہوب لہ واہب
سے کہے تو اپنے ہبہ کا عوض یا بدل یا اوسکے مقابلہ مین یہ چیز مجہسے لے لے اور
وہ لیلے تو اختیار موہوب کے پہیر لینے کا واہب کو نرہیگا اور اگر کوئی اجنبی جو موہوب لہ
نہین ہے ہبہ کا بدلہ دیدے تو جائز ہے اور واہب کو اب بہی اختیار نہ رہے گا
۔اگر عوض دینے کے صورت مین آدہا موہوب کسی اور کا نکلا تو آدہا عوض پہیر لے اور
اگر عوض مین آدہا کسی اور کا نکلا تو واہب آدہا موہوب واپس نہین لے سکتا جب تک
کہ موہوب لہ دوسرا نصف بہی نہ واپس کرے ۔اگر آدہے موہوب کا بدلہ پہونچ گیا تو باقی
اودہے کا پہیر لینا ہے صحیح ہے اور خ سے مراد ہے موہوب کا خارج ہو جانا موہوب لہ
کی ملک سے (کہ یہ بہی مانع واپسی ہے) اگر موہوب لہ نے آدہا موہوب بیچ ڈالا تو واہب
آدہا باقی پہیر لے سکتا ہے جس طرح کہ اگر بالکل نہ بیچا ہو تو پہیر سکتا ہے) اور ز سے
مراد زوجیت ہے (یعنے موہوب لہ کا خاوند یا جورو ہونا مانع ہبہ کے پہیر لینے کا ہے

پس اگر ایک اجنبی عورت کو کچھ ہبہ کیا پھر اوس سے نکاح کیا تو ہبہ پھر سکتا ہے یہ
اوسکے عکس مین (یعنے پہلے نکاح کرے اور پھر اوسکو کچھ دے تو نہین پھر سکتا اور ق
سے مراد قرابت ہی - پس اگر اپنے ذی رحم محرم کو کچھ دے تو پھیر نہین سکتا اور ہ سے
مراد ہلاک ہے (یعنے موہوب کا موہوب لہ کے پاس سے جاتا رہنا کہ اس سے
بھی ہبہ واپس نہوگا اگر موہوب لہ دعوے کرے کہ موہوب جاتا رہا تو اوسکا کہنا معتبر
ہوگا - پھیر لینا جب ہی صحیح ہے جب دونون واہب اور موہوب لہ راضی ہون یا حاکم
حکم کرے (کیونکہ دیکر پھیر لینا مسئلہ مختلف فیہ ہی پس ان دو امرون سے ایک کا
ہونا ضرور چاہیے تاکہ جائز ہونے کی جانب قوت پکڑے - پس اگر عین موہوب تلف
ہوگیا اور پھر اسکا کوئی مستحق پیدا ہوا اور موہوب لہ نے مستحق کو موہوب کے بدلہ
مین تاوان دیا تو یہ تاوان واہب سے وصول نہین کرسکتا - ہبہ کرنا عوض لینے
کی شرط پر ابتدا مین تو ہبہ کا حکم رکھتا ہے یعنی شرط ہے کہ واہب موہوب لہ دونو
عوضون پر قابض ہوجاوین اور اگر موہوب مشترک بے تقسیم ہوگا تو یہ معاملہ باطل
ہوگا (جیسا ہبہ کا حال ہے اور انتہا مین یہ عقد بیع کا حکم رکھتی ہے پس پھر سکتا ہی
بسبب عیب اور خیار رویت کے اور اگر موہوب گھر یا زمین ہوگی تو پڑوسی
کو حق شفعہ پہونچ سکتا ہے (جیسے بیع مین پہونچ سکتا ہے +

فصل جسنے حاملہ لونڈی کو ہبہ کیا اور اوسکا حمل ہبہ نکیا یا اس شرط پر لونڈی کو
ہبہ کیا کہ مجکو پھیر دیدینا یا اوسکو آزاد کردینا یا ام ولد کرلینا یا گھر ہبہ کیا اس
شرط پر کہ تھوڑا اس مین سے مجکو پھیر دینا یا تھوڑے کا عوض دینا تو ہبہ صحیح ہی اور استثنا
حمل اور دوسری شرطین باطل ہین - اگر قرضخواہ قرضدار سے کہے کہ جب کل ہو تو وہ قرض

تیرا ہے یا تو اوس سے بری الذمہ ہے یا کہے کہ مجکو آدھا قرض ادا کر دے تو باقی آدھا تیرا ہے یا تو اوس سے بری الذمہ ہے تو یہ قول باطل ہے (اسلیئے کہ دونون صورتون مین قرض کے ہبہ کرنے کو شرط پر مشروط کیا ہے اور رہ وہ درست نہین) - صحیح ہے ہبہ عمری معمر لہ کے واسطے اوسکی زندگی تک اور اوسکے مرنے کے بعد اوسکے وارثون کے واسطے - عمری اوسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص اپنا گھر کسیکو اوسکی زندگی تک دیدے اور یہ ہے وہ مر جاوے تو مالک کو پھیر دیا جاوے - یون کہکر ہبہ صحیح نہین کہ اگر مین تجھہ سے پہلے مر جاؤن تو یہ چیز تیری ہے اور اسکو فقہا کی اصطلاح مین رقبے کہتے ہین صدقہ کا حکم ہبہ کا سا ہے کہ صحیح نہین ہوتا بغیر قبضے کے اور بہی نہین صحیح ہوتا ایسی شے مشترک مین جو تقسیم کے قابل ہے مگر صدقہ کو مثل ہبہ کی پھیر لینا صحیح نہین ہے اسکی کیونکہ صدقہ تو خدا کیواسطے ہے نہ ہبہ +

کتاب الاجارہ

شروع کتاب اجارہ

اس مین ٹھیکہ اور کرایہ دینے کا بیان ہے - اجارہ کہتے ہین ایک نفع معلوم کو بیچنا چیز معلوم کے بدلے مین اور جو چیز قیمت ہو سکتی ہے وہ اُجرت اجارہ کی بہی ہو سکتی ہے نفع کی مدت بیان کر دینے سے نفع معلوم ہو جاتا ہے جیسے گہر مین رہنے یا زمین کی کہیتی کرنے مین (ایکسال یا دو سال مقرر کر دے تو گہر کا یا زمین کا نفع مجہول نرہا بلکہ معلوم ہو گیا) تو بڑی چہوٹی مدت دونون مقرر کرنا صحیح ہے مگر وقفون کے اجارہ مین تین برس سے زیادہ مدت مقرر نکیجاویگی - اجارہ کی چیزون کا نام لے دینے سے بہی نفع معلوم ہو جاتا ہے جیسے رنگائی یا سلائی کے لئے اجارہ کرنا اور دہلائی وغیرہ مین اشارہ کر لینے سے نفع معلوم ہو جاتا ہے مثلاً یون کہنا کہ اس غلے کو یہان سے فلان تک پہونچا دے

- اجیر یا مزدور فقط عقد اجارے سے اُجرت کا مستحق اور مالک نہیں ہوتا بلکہ چار صورتوں سے
ہوسکتا ہی یا اُجرت بلا شرط پہلے دیدیجاوے یا پیشگی اُجرت کی شرط ہوجاوے یا کام
تمام کر چکے یا مستاجر اجارہ کی چیز پر قادر ہوجاوے (مثلاً اگر گھر رہنے کو کرائے دیا اور
کرایہ دار نے اپنے قبضہ مین کر لیا تو گو اسمین نہ رہے مگر مالک مستحق کرایہ کا ہوگا) اگر کپڑے
وغیرہ کے لئے مزدور کیا اور اوسکو اوس سے کسی نے چھین لیا تو اوسکی مزدوری
ساقط ہوجاویگی - گھر کا یا زمین کا مالک کرایہ دار سے کرایہ روز وصول کرسکتا ہے اور
اونٹ والا اپنے اونٹ کا کرایہ ہر منزل پر پہونچکر لے سکتا ہی اور دھوبی درزی اپنے کام سے
فراغت ہوکر اور نان بائی روٹی تنور سے نکالکر پس اگر روٹی تنور سے نکالے اور وہ جلی ہو
تو مزدوری اوسکی دینی ہوگی اور روٹی کا تاوان اوسکی ذمہ نہیں ہی اور باورچی شوربا پکانے
پر اور خشت ساز بعد تیار کرنے اور کھڑا کرنے اینٹ کے لے سکتے ہین جسکے کام کا اثر معین
شے مین قائم ہو جیسے رنگریز اور دھوبی (کہ اونکے رنگنے اور دھولنے کا اثر یعنی رنگ اور سفید
ہونا کپڑے مین موجود ہوتا ہی) تو وہ اپنی مزدوری کے بدلے مین اوس شے معین کو روک
سکتا ہی پس اگر بعد روکنے کے وہ شے تلف ہوگئی تو اوسکی قیمت دینی نہ آویگی اور مزدوری
بھی نملیگی - اور جسکے کام کا اثر قائم نہو اوسکو اوس شے کا روکنا مزدوری کیواسطے نہین
صحیح ہی (جیسے بلہ دار اور ملاح وغیرہ کہ انکو مزدوری کے لئے چیز کو روکنے کا اختیار
نہین) اگر مزدور سے ٹھہر گیا ہو کہ کام وہ خود کرے تو وہ دوسرے شخص کو اپنی جگہہ
مزدور نہین کرسکتا اور اگر یہ شرط نہین ہی تو درست ہے اگر ایک کو مزدور کیا اپنے
گھر والون کے لانیکے واسطے اور بعض اونمین مرگئے اور مزدور باقیون کو لے آیا
تو اوسکو مزدوری حصہ رسدی ملیگی (یعنے مردون کا حصہ کم ہوجائیگا) زید کو

مزدور کیا عمرو کے پاس خط لیجاکر جواب لانے پر یا کہانا لیجانے پر اور عمرو کے مرجانے
کے سبب سے زید خط یا کہانا لوٹا لایا تو زید کو مزدوری نہین ملے گی۔

باب اجارہ کی قسمون مین سے جو درست ہین اور جنہین خلاف ہے اونکے بیان مین

صحیح ہے گہرون اور دکانون کا کرایہ لینا بغیر بیان کرنے اوس کام کے جو اُن مین کیا
جاویگا اور کرایہ دار کو اختیار ہے کہ جو کام چاہے اون مین کرے مگر یہہ کہ لوہار یا دہوبی
یا آٹا پیسنے والے کو اون مین نرکہے (کہ اون کے رکہنے سے عمارت کو نقصان پہونچتا ہے)
کہیتی کے واسطے زمین کا کرایہ لینا صحیح ہے بشرطیکہ اوسمین جو شے بووے اوسے بیان کردیے
یون کہدے کہ جو چاہون گا بوؤن گا۔ زمین کا ٹہیکہ عمارت بنانے اور درخت لگانے کے
واسطے بہی صحیح ہے پس جب ٹہیکے کی مدت گذر جائے تو ٹہیکہ دار درخت اور عمارت کو اوکہیڑ
اور زمین کو خالی کردیے لیکن اگر مالک زمین اوس عمارت یا درخت کی وہ قیمت
ادا کردے جو اوکہیڑنے کے بعد ملے اور آپ اوسکا مالک ہونا چاہے (تو اس صورت مین انکا
اوکہیڑنا ضرور نہین) یا عمارت و درخت کے رہنے دینے پر راضی ہو جاوے تو آپ درخت
اور عمارت تاجر یعنی ٹہیکہ لینے والے کے ہون گے اور زمین موجر یعنی ٹہیکہ
دینے والے کی اور رطبہ کا حکم درخت کا سا ہے۔ اگر کہیتی تیار نہین ہوئی ہے اور مدت
ٹہیکہ کی پوری ہوگئی تو ٹہیکہ کے نرخ پر پکنے تک زمین مین رہنے دیجاوے گی۔ چارپایہ کا
ٹہیکہ واسطے سوار ہونے کے اور لادنے کے درست ہے اور کپڑے کا واسطے پہننے کے پس
اگر ٹہیکہ مین سوار یا پہننے والیکا نام نہین لیا ہے تو دوسرے کو بہی سوار کرسکتا ہے اور اگر
سوار یا پہننے والیکو معین کردیا پہر دوسرے کو سوار کیا یا پہنایا تو ہلاک ہونے پر ضمان دینا
آوے گا۔ اسی طرح حال ہے ہر چیز کا جو استعمال کرنے والے کے اختلاف سے

مختلف ہو جاتی ہو۔ جو چیز ایسی نہین ہے اوس مین قید لگانا باطل ہے جیسے قید کردی کہ گہر
مین فلان شخص ہی رہے تو اوسکا کچہہ اعتبار نہین (کرایہ دار) مستاجر جسکو چاہے رکہے۔ جانور کے
ٹہیکے مین اگر بوجہ کی قسم مقرر کردے جیسے گیہون کی گون تو مستاجر کو ویسی ہی یا اوس سے
ہلکی اور چیز کے لادنے کا اختیار ہے نہ زیادہ نقصان کرنیوالی چیز کا جیسے نمک (کہ
یہ گیہون سے بہاری ہے)۔ اگر سواری دوسرے کو پیچہے بٹہالنے سے مرگئی تو مستاجر کو
نصف قیمت دینی ہوگی۔ اور اگر مقرر بوجہ سے زیادہ کرلنے کے سبب مرگئی تو جسقدر
زیادہ کیا اوسی کے موافق قیمت اداکرنی ہوگی۔ اگر مارنے یا لگام کہینچنے یا زین
اتارلینے یا پالان باندہنے یا ایسے زین باندہنے سے کہ اوس جیسے جانور پر نہ باندہتے ہون
یا جو راستہ ٹہہر گیا تہا اوسکو چہوڑ کر دوسرا اختیار کرنے سے بشرطیکہ دونون راہون مین
فرق ہو (یعنے دوسرا زیادہ یا سخت ہو) یا جنگل کے واسطے کرایہ کیے ہوئے جانور کو دریا
مین لادنے سے ہلاک ہوجاوے تو سب قیمت دینی ہوگی اور اگر منزل مقصود کو پہونچادیا
تو جو کرایہ ٹہہرا تہا وہی دینا ہوگا۔ اگر گیہون کی کہیتی ٹہہری تہی اور رطبہ بویا تہا تو جو کچہہ
رطبہ بونے سے زمین کا نقصان ہوا وہ دینا ہوگا اجرت لازم نہ ہوگی۔ اگر کرتا سینے
کو کہا تہا اور قبا سیدی تو کپڑے کی قیمت دینی ہوگی اور مالک اگر قبا کی سلائی دستور
کے موافق دیکر قبا ہی لے لے تب بہی صحیح ہے۔+

باب اجارۂ فاسد کے بیان مین

باب اجارۂ فاسد کے بیان مین۔ اجارہ فاسد ہوجاتا ہے (اس شرط سے جو عقد
کے خلاف ہو) اور اس صورت مین اگر مزدور کام کریگا تو جیسا کام کریگا ویسی ہی مزدوری
ملیگی مگر جو پہلے ٹہہری تہی اوس سے زیادہ نہوگی۔ اگر مکان کرایہ لیا روپیہ مہینے پر
تو فقط ایک مہینے کے لئے صحیح ہے مگر یہ کہ بیان کردے سب مہینون کو جس مہینے کی

ایک ساعت بھی رہیگا تو اوس مہینے کا کرایہ صحیح ہو جائیگا۔ اگر مکان ایک سال کے
واسطے کرایہ لیا تو صحیح ہے گو ہر مہینے کا کرایہ مقرر نکرے۔ شروع مدت شیکہ کی عقد کیوقت
سے ہے پس اگر جسوقت چاند دیکھا اوسوقت عقد کیا تب تو مہینے در مہینے کا حساب رہیگا اور
جو نہیں تو دونون کا حساب رہیگا۔ پچھنے لگانے اور حمام مین نہلانے کی اُجرت لینے
درست ہے مگر مادہ پر نر کے ڈالنے کی مزدوری لینی درست نہین۔ سیطح ا؎ اذان کہنے
کی مزدوری اور حج کرنے کی مزدوری اور امامت کی مزدوری اور قرآن اور علم
فقہ کے سکھلانے کی مزدوری ناجائز ہے مگر اس زمانہ مین فتویٰ وسپر ہے کہ قرآن
سکھانیکی مزدوری صحیح ہے اس لئے کہ لوگونکو مفت سکھانیکی توفیق نہین ہی اور گانے
اور نوحہ کرنے اور ستار اور دف وغیرہ بجانے پر مزدوری لینی درست نہین۔ زمین مُشاع کا
اجارہ فاسد ہے (یعنی آدہی یا تہائی بغیر معین کو اجارہ دی تو فاسد ہی۔ لیکن اگر شریک کو دی
جسکے پاس باقی ہی تو درست ہی۔ دایہ کا نوکر رکھنا اُجرت معلوم پر صحیح ہے اور کھانے پہننے
پر رکھنا بھی صحیح ہے۔ دایہ کے خاوند کو اوسکی صحبت کرنے سے نہ منع کرے پس اگر دایہ
حاملہ ہو جاوے یا بیمار ہو جاوے تو عقد اجارہ فسخ ہو جاوے گا اور دایہ کو لڑکے
کی خوراک کا درست کرنا لازم ہے پس اگر لڑکے کو بکری کا دودھ پلائے گی تو مزدوری
نہ ملیگی۔ اگر سوت دیا کہ آدہی کا کپڑا بُن دے اور آدھا بُنائی مین لے یا مزدور کیا کہ میرا
اناج فلان جگہ پونہچا دے اور اوس مین سے سیر بھر لینا یا مجکو کسیقدر آٹے کی روٹی آج
ایک درم کے بدلے مین پکا دے یہ سب جائز نہین۔ اگر زمین ٹھیکہ مین لی اس شرط پر کہ اوسمین
مین ہل جوتون گا اور کھیتی کرونگا یا اوسکو پانی دون گا اور کھیتی کرون گا تو صحیح ہے
۔پس اگر شرط کرے کہ زمین پھیرتے وقت پھر ہل جوتیو یا مگر ہل جوتیو یا اوسمین نالیان

[illegible]

کہو دیجیو یا کہات ڈالیو یا اجرت اوسکے ٹہیکہ کی یہ مقرر کی کہ اس زمین کے عوض
مین اپنی زمین مجکو زراعت کے لئے دینا تو یہ سب صورتین صحیح نہین جیسے اپنے گہر مین
رہنے کے کرایہ کے عوض کرایہ دار کا گہر رہنے کو لے تو یہ بہی درست نہین - اگر مزدور
کیا اوس اناج کے اوٹہانے کیواسطے جو اوسکی اور مزدور کی شرکت مین ہی تو اوسکو مزدوری
نملیگی جیسے راہن کا مرتہن سے مرہون چیز کا کرایہ لینا ہی (یعنی زید نے اپنا گہر عمرو کے
پاس رہن رکہا پہر عمرو سے کرایا کو لیلیا تو یہ صحیح نہین ہے اور کرایہ عمرو کو نہین پہونچتا) اگر زمین
ٹہیکہ مین لی اور یہ بیان نہ کیا کہ اوس مین کیا کہیتی کرونگا یا کونسی چیز بوؤنگا پہر اوس
مین کہیتی کی اور ٹہیکہ کا وقت گذر گیا تو جو اجرت ٹہہری تہی وہی دینی ہوگی اگر سواری
کو مکہ معظمہ تک کرایہ کیا اور یہ نہ مقرر کیا کہ کیا لادونگا پہر جیسا لوگ لادتے ہین
موافق دستور کے اوسپر لادا اور سواری ہلاک ہوگئی تو قیمت کا ضامن ہوگا اور
اگر اوسنے مکہ شریف تک پہونچا دیا تو جو ٹہہرا تہا وہ دینا ہوگا - اگر موجر اور مستاجر مین
جہگڑا ہو زمین کے بونے یا جانور کے لادنے سے پہلے یون کہ مستاجر کسے چیز کو بونا
یا لادنا چاہے اور موجر اور چیز کو یا کم لادوے اور یہہ دونون قاضی کے پاس جہگڑا لیجاوین
تو قاضی عقد اجارہ توڑدے تاکہ فساد رفع ہوجاوے +

باب اجیر کے ضامن ہونیکے بیان مین - اجیر مشترک وہ ہے جو کسی خاص شخص کا
کام نکرے (بلکہ جو چاہے اوس سے کام لے اور مستحق مزدوری کا نہین ہوتا جب تک
وہ کام کر ندے جیسے رنگریز یا دہوبی اور اسباب اوسکے پاس امانت رہتا ہی (یعنی مالک
ہونے پر تاوان ندیگا) جو چیز اجیر کے کام سے تلف ہوجاوے جیسے کپڑا دہوبی کے کوٹنے
سے پہٹ جاوے یا مزدور کے پہسلنے سے خواہ جس رسی مین بوجہہ باندہا ہو اوسکے ٹوٹنے

سے اسباب ٹوٹ جاوے یا ملاح کشتی کو کھینچ لے اور اسلئے کشتی ڈوب جاوے تو جتنا
مال کا نقصان ہوگا اوسکا تاوان ان صورتون مین لیا جاویگا مگر وہ آدمی کہ اس
کشتی کر ڈوبنے سے ضائع ہو گئے ہون اونکا تاوان نہین لیا جاویگا۔ پس اگر مزدور سے
شئکا جسکے اوٹھانے کیواسطے مزدور ہوا تہا راہ مین ٹوٹ جاوے تو مزدور اوسکی قیمت
مالک کو وہان دیوے جہان سے شئکا اوٹھایا تہا اور اسصورت مین مزدوری اوسکو بلیگی یا
وہان دے جہان ٹوٹا ہے اور مزدوری اوس قدر ملے جتنی راہ طے کر چکا تھا۔ پچھنے لگانے
والا اور فصد کہولنے والا جانورون خواہ انسانون کا اگر پچھنے لگانے خواہ نشتر
مارنے مین معمولی جگہ سے فرق نکرین تو تاوان نہ دینگے۔ خاص مزدور اپنی مزدوری
کا مستحق ہو جاتا ہے جب سے کہ مدت اجارہ مین کام پر مستعد ہو جاوے خواہ
اوس سے کام لیا جاوے یا نہ لیا جاوے جیسے کسیکو خدمت گاری کیواسطے یا
بکریان چرانیکے واسطے نوکر رکھا اور یہ مزدور تاوان نہ دے اوس چیز کا جو اوسکی پاس
سے تلف ہو جاوے یا اوسکے کام کرنے سے جاتی رہے۔ صحیح ہے دوسری مزدوری
مقرر کرنی دوسری قسم کے کام پر یا دوسرے وقت کے اعتبار سے پہلی شرط
مین (یعنے یہ اجارہ دو مزدوری کا دو طرح کے خواہ دو وقتون کے کامون پر درست
ہے مگر اجرت موافق شرط اول کے دینی آتی ہے مثلاً اگر درزی سے کہے کہ اگر
اس کپڑے کی قبا ای فارسی سئے گا تو ایک روپیہ اور اگر رومی قبا سئے گا تو
آٹھ آنے دونگا پھر اگر موافق شرط اول کے یعنی فارسی سئے تو ایکروپیہ مزدوری
دی اور دوسری شرط کے موافق یعنی رومی سئے تو جو اوسکی مزدوری کا دستور ہے
وہ دینا ہوگا آٹھ آنے دینے ہونگے اسیطرح اگر یون کہا کہ اگر آج سیدیگا تو ایک روپیہ

کل سیدیگا تو آٹھہ آنے تو اوسدن سئے گا تو ایک روپیہ دینا ہوگا اور دوسرے روز سے سئے گا تو دستور کے موافق مزدوری دینی ہوگی نہ آٹھہ آنے) ایسا ہی حال دوکان اور حجرہ مین (مثلاً کہے کہ اگر دکان مین درزی کو بٹھائیگا تو دس کا کرایہ ایک روپیہ ہے اور اگر لوہار کو بٹھائیگا تو دو روپئے پس اگر پہلی شرط کے موافق درزی کو بٹھائیگا تو ایک روپیہ کرایہ کا ہوگا اور اگر دوسری شرط کے موافق بٹھائیگا تو کرایہ مثل یعنی دستور کے موافق لازم آویگا نہ دو روپیہ) اسی طرح چار پایہ مین دوسری اُجرت باعتبار مسافت کے یا بوجہ کے مقرر کرنی درست ہے (جیسے کہے کہ اگر مکہ تک لیجائے یا دس من لادے تو ایک روپیہ اور اگر طائف تک لیجاوے یا پانچ من لادے تو آٹھہ آنی تو اگر پہلی شرط کے موافق کیا تو موافق ٹھہرے ہوئے کے دینا ہوگا اور جو دوسری شرط کے موافق کیا تو موافق دستور کے دینا ہوگا نہ جو ٹھہرا تھا) جس غلام کو خدمت کے واسطے حالت اقامت مین اجیر مقرر کیا اوسکو سفر مین ساتھہ لیجانا صحیح نہین ہے بغیر پہلے سے شرط کر نیکے (اگر سفر کی شرط بھی کر لی تو لیجانا درست ہے) مستاجر غلام ممنوع العمل کو اوسکی کار خدمت کے عوض مین جو اُجرت دے وہ اوس سے واپس نہ لے (صورت اوسکی یہ ہے کہ زید نے ایک غلام کو جسکو مالک نے کام سے منع کر دیا ہے اجیر کیا اور کام لیا اور مزدوری دیدی پھر ظاہر ہوا کہ وہ ممنوع العمل تھا مالک کی طرف سے تو اب زید مزدوری پھیر نہین سکتا) زید نے ایک غلام عمرو سے چھین لیا پھر اوس سے مزدوری کرا کر اوسکی کمائی کھا گیا تو واپس کرنا اوس اُجرت کا زید پر نہ آوے گا - اگر غلام ممنوع کا مالک مزدوری جو اوسنے کی اوس غلام کے ہاتھہ مین موجود پاوے تو لے سکتا ہے - تتمہ بث غلام ممنوع کو اپنے مزدوری کا لے لینا دینے مستاجر اگر

غلام کے حوالہ کردے اور وہ قبضہ کرلے تو بری الذمہ ہوجائیگا اگر غلام کو دو مہینے کے واسطے اسطرح نوکر رکھا کہ ایک مہینا چار روپیہ پر اور ایک مہینا پانچ پر تو صحیح ہے پہلے مہینے مین چار اور دوسرے مین پانچ لازم ہونگے (پہلے مین پانچ دوسرے مین چار نہین ہوسکتے) اگر ایک غلام کے موجر اور مستاجر آپس مین اختلاف کرین مستاجر کہے کہ تو نے جو غلام ٹھیکہ مین دیا تھا وہ بھاگ گیا یا بیمار ہوگیا اور موجر کہے کہ ایسا نہین ہوا تو دیکھا جاوے گا کہ اگر جھگڑے کے وقت واقع مین بھاگا ہوا ہے یا بیمار ہے تو مستاجر کا قول معتبر ہوگا اور جو نہین تو قول موجر کا۔ کپڑے کے مالک کا قول معتبر ہوگا کرتے یا قبا کے سینے مین اور سُرخ یا زرد رنگنے مین اور مزدوری لازم ہونے یا نہ ہونے مین (صورت اخیرہ یہ ہے کہ مستاجر کہے کہ یہ کام تو نے اس کپڑے مین مفت کیا ہے اور اجیر کہے کہ اُجرت کے عوض مین یہ سیئے کیا ہے تو مالک کا قول معتبر ہوگا

باب ٹھیکہ توڑنے کے بیان مین۔ ایسے عیب کے سبب جو نفع لینے سے مانع ہو اور کرایہ کے مکان کے خراب ہوجانے سے اور کھیتی کی زمین اور پنچکی کے پانی بند ہونے سے اجارہ فسخ ہوجاتا ہے۔ اگر عاقدین مین سے ایک ہی مرجاوے دصورتیکہ اجارہ اپنی ذات کے واسطے کیا ہو تو اجارہ فسخ ہوجاویگا اور اگر غیر کے واسطے عقد کیا تھا جیسے وکیل اور وصی اور متولی وقف کا اجارہ کرتا ہے تو فسخ نہ ہوگا۔ ٹوٹجاتا ہے اجارہ خیار شرط اور خیار رویت سے (مثلاً کہے کہ مجکو تین روز تک اختیار ہے چاہوں رہنے دوں چاہوں توڑ ڈالوں یا یہ کہے کہ جب دیکھوں تو مجکو اجارہ توڑ ڈالنے کا اختیار رہے) اور اجارہ عذر سے بھی فسخ ہوجاتا ہے اور عذر اوسکو کہتے ہین کہ مستاجر اجارہ کی تعمیل سے بدون برداشت کرنے زیادہ نقصان کے جو عقد اجارہ سے اوسپر ضرور نہین عاجز ہو مثلاً

کنیز جاکرے
... ہو
... بہ پیچے
... نہ ہوسکا

باب
ٹھیکہ توڑنے کے بیان مین

کسی نے درد کی جہت سے اپنی داڑہ نکلوانے کو دوسرے کو مزدور کیا پہر درد جاتا رہا یا ولیمہ کا کہانا پکانے کیواسطے مقرر کیا پہر عورت نے اوس سے خلع کرلیا یا دکان تجارت کے واسطے کرایہ کی پہر مفلس ہوگیا یا دوکان کرایہ پر دی پہر اوسکے ذمہ قرض لازم ہوگیا ظاہر ہین یا اوسکے بیان سے یا اوسکے اقرار سے اور سوائے اوس دکان کے اور کچہہ مال اوسکا نہین یا جانور سفر کے لئے کرایا کیا پہر ایسی کوئی بات نکل آئی کہ سفر اوسکو نکرنا مصلحت ہو ان سب صورتون مین فسخ اجارہ کرسکتا ہے - اگر جانور کرایہ دینے والیکو کوئی ضرورت مانع سفر پیش آگئی تو وہ اجارہ نہین توڑ سکتا کیونکہ دوسرے کو اپنی جگہہ جانور کے ساتہہ بہیج سکتا ہے +

مسائل متفرقہ اگر منگنی کی زمین یا ٹہیکہ مین لی ہوئی زمین کی کہیتی جلادی اور اوسکے سبب سے دوسرے کی زمین کی کہیتی بہی جلگئی تو اوسپر تاوان نہین آویگا (اگر ہوا نہ ہوگی اور اگر جلانے کے وقت ہوا تہی تو تاوان دینا ہوگا) اگر درزی یا رنگریز اپنی دکان مین کسیکو بٹہال لے تاکہ کام کردے اور نصف اجرت لے تو صحیح ہے - اگر اونٹ کرایا کیا تاکہ تک اوسپر کجاوہ رکہے اور دو سواریان بٹہلادے تو صحیح ہے اور اوسکو اختیار ہے کہ ایسا کجاوہ رکہلے جو مروج ہو مگر اوس کجاوہ کا دیکہہ لینا بہتر ہے تاکہ پہر بکہیڑا نہو چہوٹے بڑے مین اور اگر توشہ کے لادنیکے لئے کرایہ کیا اور مقدار توشہ کی معین کردی تو اگر ادمین سے کچہہ کہالے تو بقدر اوسکے عوض رکہہ سکتا ہے - صحیح ہے اجارہ کرنا اوسکا فسخ کرنا اور کہیتی کرنا اور سینچنے کا معاملہ کرنا اور مضاربت اور وکالت اور کفالت اور ہبہ اور وصیت کرنا اور مال کی وصیت کرنا اور قاضی کرنا اور امیر کرنا اور طلاق دینا اور آزاد کرنا اور وقف کرنا کسی

وقت کی طرف نسبت کرکر (مثلاً کہے کہ مین نے ٹھیکہ کیا مہینے کے شروع سے یا سال کے شروع سے وعلی ہذا القیاس دوسری چیزین) بیع اور بیع کی اجازت در صورت کسی اجنبی کے بیع کرنیکے اور فسخ کرنا بیع کا خیار شرط کے بعد اور قسمت اور شرکت اور ہبہ اور نکاح اور رجعت بعد طلاق اور صلح مال سے اور بری الذمہ کرنا قرض سے ان امور کو کسی اور وقت کیطرف مضاف کرنا نہین صحیح ہے (مثلاً یون کہنا کہ کل سے بیع کرتا ہون یا کل کو اجازت دون گا وغیرہ +

کتاب المکاتب

اس مین مکاتب کا بیان ہے (اور مکاتب وہ غلام ہے جس سے مالک نے اوسکے آزاد کرنیکے لئے کچھ روپیہ ٹھہرالیا ہو کہ اتنا دیدے تو تو آزاد ہے) کتابت مین غلام تصرف پر قادر ہونے کی راہ سے تو فوراً اوسیوقت آزاد ہو جاتا ہے اور ذات کے اعتبار سے انجام کو آزاد ہوتا ہے جبکہ کتابت کا بدلہ ادا کردے - زید اگر اپنے چھوٹے غلام کو جو عقد کو سمجھ سکتا ہے مال کے عوض مین بالفعل یا مدت ٹھہرا کر یا قسطون کے ساتھ مکاتب کرے اور وہ قبول کرے تو صحیح ہے - اسیطرح اگر مالک یون کہے کہ مین نے تیرے ذمہ ہزار کئے اونکو تو قسطون مین ادا کردے جنمین سے اول قسط اتنی ہو اور آخر اتنی پس اگر تو اونکو ادا کردے تب تو آزاد ہے اور نہین تو غلام تو وہ غلام مالک کے تصرف سے نکلجائیگا نہ اوسکی ملک سے (یعنے غلام تجارت اور بیع اور شرا وغیرہ کرسکتا ہے اور روپیہ کما سکتا ہے) مالک اگر لونڈی مکاتب سے صحبت کرے یا اوسپر یا اوسکے لڑکے پر کوئی جنایت یعنی قصور کرے (مثلاً اوسکو مار ڈالے یا ہاتھ پائون توڑ ڈالے) خواہ مکاتبہ کا مال تلف کردے تو ان صورتون مین مالک کو تاوان

دینا آویگا۔ اگر زید اپنے مملوک کو مکاتب کرے عوض شراب یا سور یا قیمت اوس مملوک کے یا بدلے مین ایسی شے کے جو اوس مملوک کی ملک نہو یا عوض سو روپیہ کی اس شرط پر کہ مالک غلام مذکور کو کوئی غلام غیر معین یا لونڈی غیر معین واپس دیگا ان سب صورتون مین کتابت باطل ہو جائیگی پس اگر ادا کر دے غلام وہ شراب تو آزاد ہو جائیگا اور اپنی قیمت مالک کو کما دینی پڑیگی پس (اگر قیمت غلام کی) شرط سے کم ہوگی تو کم نہ لیجاویگی اور اگر زیادہ ہوگی تو زیادہ لیجاوے گی۔ اگر ایک جانور کے بدلے مین مکاتب کیا (اور اوسکی قسم مثلاً اونٹ یا گھوڑا وغیرہ بیان کردے) تو (کتابت) صحیح ہے گو وصف اوس جانور کا نہ بیان کیا جاوے۔ صحیح ہے مالک کافر کا غلام کافر کو مکاتب کرنا شراب کے بدلے مین اور اون مین سے اگر ایک بھی ایمان لایا تو مالک کو قیمت شراب کی پہونچیگی اور شراب کے بدلے لینے سے بھی آزاد ہو جائیگا

باب جن افعال کا مکاتب کو کرنا درست ہے اور جنکا درست نہین اونکے بیان مین

۔ مکاتب کو بیع اور شرا اور سفر درست ہے گو مالک نے شرط کر دی ہو کہ شہر سے نہ نکلنا اور اپنی لونڈی کا نکاح کر دینا اور اپنے غلام کو مکاتب کرنا پھر اگر مکاتب کے مکاتب نے بدل کتابت مکاتب اول کے آزاد ہونے سے پہلے ادا کر دیا تو اوسکی ولار مالک کو پہونچیگی اور نہین تو مکاتب اول کو۔ مکاتب کو اپنا نکاح کرنا بے اذن مالک کے اور ہبہ کرنا اور اوسنے چیز کے سوا التصدق کرنا اور کسی کا ضامن ہونا اور قرض دینا اور اپنے غلام کا آزاد کرنا گو مال کے عوض مین ہو اور اپنی ذات کا بیچنا اور نکاح کر دینا اپنی غلام کا درست نہین۔ باپ اور وصی چھوٹے بچہ کے مملوک کے حق مین حکم مکاتب کا رکھتے ہین (یعنے جو امور مذکورہ سابق مکاتب نہین کر سکتا ہو وہ باپ اپنے

ہیں نہیں ہے کہ بیع کرنا...

بچہ کے مملوک سے اور وصی اپنے موصی کی اولاد صغیر کے مملوک سے بھی نہین کرسکتا) مضارب اور شریک کو امور مذکورہ مین سے کسیکا اختیار نہین ہے - اگر زید مکاتب اپنے باپ یا بیٹے کو خریدے تو وہ زید پر مکاتب ہو جائینگے (یعنی کتابت اول مین داخل ہونگے اور مکاتب کے ساتھہ آزاد ہو جائینگے) اور اگر بہائی یا کسی اور رشتہ دار قریب کو خریدے تو مکاتب نہونگے - اگر مکاتب ایسی لونڈی کو خریدے جو اوسکی بیٹی تہی غیر شخص کی مملوک اور اوس سے اولاد بہی تہی تو اگر لونڈی کو مع لڑکے کے خریدا تو لڑکا زید پر مکاتب ہوجائیگا اور لونڈی کو بیچنا صحیح نہ ہوگا اور بغیر لڑکے کے خریدے تو اوسکا بیچنا صحیح ہے - اگر مکاتب کی لونڈی مکاتب سے لڑکا جنی تو لڑکا مکاتب ہو جائیگا اور جو کمائی اوسکی ہوگی وہ باپ کو ملیگی - اگر مکاتب اپنی لونڈی کا اپنے غلام سے نکاح کردے پہر دونون کو مکاتب کردے اور اون سے لڑکا پیدا ہو تو لڑکا مان کی کتابت مین داخل ہوکر مکاتب ہو جائیگا اور اوسکی کمائی مان کو ملیگی - اگر مکاتب یا غلام ماذون نے مالک کی اجازت سے ایک عورت سے جو اپنی دانست مین اپنے آپ کو آزاد جانتی ہے نکاح کیا اور اوسکے اولاد ہوئی پہر معلوم ہوا کہ کسیکی لونڈی ہے تو وہ لڑکا اوسیکا غلام ٹہریگا جسکی لونڈی ہے - اگر مکاتب یا ماذون ایک لونڈی خرید کر اوس سے صحبت کرین پہر وہ کسی اور کی نکلی یا خرید فاسد سے خریدی تہی اور صحبت کرنے کے بعد وہ واپس ہوگئی تو صحبت کی اجرت دونون مسئلہ مین مالک کے ذمہ محسوب ہوگی اور بے اجازت مالک کے نکاح کر کر صحبت کی ہوگی تو اوسمین جو تاوان صحبت کا دینا آویگا وہ مکاتب کی آزادی کے بعد اوس سے وصول کیا جائیگا

فصل اگر مکاتب لونڈی کے مالک سے اولاد ہوئی تو مکاتب ہی رہے گی (یعنے بدل کتابت ادا کر کر آزاد ہوسکتی ہے)

اور اگر بدل کتابت ادا تو تو ام ولد ٹھہریگی۔ اگر کوئی شخص اپنے مدبر یا ام ولد کو مکاتب کردے
تو صحیح ہے اور ام ولد تو مالک کے مرنے پر مفت بلاعوض آزاد ہو جاویگی مگر مدبر دو ثلث
اپنی قیمت کے وارثون کو کما دیگا اور اگر مالک فقیر ہو کر مرگیا ہو تو تمام بدل کتابت اسکو
کما دینا ہوگا۔ اگر کوئی اپنے مکاتب کو مدبر کردے تو یہ بھی صحیح ہے پس اگر یہ بدل کتابت
ادا کردیگا تو آزاد ہو جائیگا ورنہ مدبر رہے گا اور اگر مالک اوسکا فقیر مرے تو دو ثلث اپنی
قیمت کے یا دو ثلث بدل کتابت کے کما دے۔ اگر مکاتب کو مالک آزاد کردے گا تو آزاد
ہو جائیگا اور بدل کتابت اوسکے ذمہ سے اوتر جائیگا اور اگر ہزار روپیہ پر جو کسی مدت
تک ادا ہونا ٹھہرے تھے مکاتب کیا تھا پھر اوس سے صلح کرلی فی الحال پانسو دینے
پر تب بھی صحیح ہے۔ اگر کوئی بیمار جسنے اپنے غلام کو دو ہزار کے عوض ایک برس
تک کی مدت مین ادا کر دینے پر مکاتب کیا تھا مرجاوے اور غلام کی قیمت ایک ہزار ہے
اور وارثون نے بدل کتابت کو دیر مین دینا روا نرکھا تو غلام مذکور دو تہائی بدل
کتابت فی الحال ادا کرے اور باقی ایک تہائی سال بھر مین دیتا رہے یا اگر عاجز
ہو بدل کتابت سے تو غلامی مین رہے۔ اور اگر سال کے اندر ہزار دینے پر
مکاتب کیا تھا اور قیمت اوسکی دو ہزار ہے اور وارثون نے سال بھر کی دیر روا
نرکھی تو دو ثلث اپنی قیمت کے بالفعل ادا کرے یا غلامی مین رہے۔ اگر ایک آزاد
نے کسی غلام کو اوسکے مالک سے ہزار پر مکاتب کرایا اور بدل کتابت بھی ادا کردیا تو وہ
غلام آزاد ہو گیا پھر اگر غلام نے بعد اطلاع اپنے مکاتب ہونے کو جائز رکھا
تو وہ مکاتب ہوگا (یعنے جو مال آزاد شخص نے اوسکے مالک کو دیا ہے وہ اوسکے ذمہ
پر لازم ہوگا) اگر ایک شخص دو غلامون کو مکاتب کرے جسمین ایک موجود اور ایک غائب

سے ہے اور بدل کتابت کو غلام حاضر قبول کر لے تو صحیح ہے اب ان دونون مین سے جو مال کتابت ادا کریگا دونون آزاد ہو جائینگے اور جو ادا کرے وہ دوسرے سے اوس کا حصہ نہین لے سکتا اور بدل کتابت کا مواخذہ غائب سے کچھہ نہین ہوگا بلکہ مالک مال کا مواخذہ حاضر سے کرے اور غائب کا عقد قبول کرنا لغو ہے (اپنے اوسکے قبول سے بدل کتابت اوسکے ذمہ لازم نہ ہوگا) اگر ایک لونڈی اپنے اور اپنے دو بچون کی طرف سے جو چھوٹے ہون عقد کتابت کرے تو صحیح ہے اب تینون مین سے جو مال ادا کریگا دوسرے سے نہین لے سکتا +

باب مشترک غلام کے مکاتب ہونیکے بیان مین) زید عمرو ایک غلام مین شریک ہین اُن مین سے ایک نے مثلاً زید نے عمرو کو اجازت دیدی کہ میرے حصہ کو ہزار کی عوض مکاتب کرکے بدل کتابت وصول کر لینا اور عمرو نے مکاتب کیا اور کچھہ بدل کتابت وصول کیا پھر وہ غلام ادا سے عاجز ہو گیا تو جو لیا ہے وہ عمرو کا ہے نہ زید کا —
زید عمرو کی شرکت مین ایک لونڈی ہے اور دونون نے اوسے مکاتب کیا پھر زید نے اوس سے صحبت کی اور بچہ جنی تو زید نے کہا کہ یہ میرا بچہ ہے پھر عمرو نے صحبت کی اور دوسرا بچہ ہوا اور عمرو نے کہا کہ میرا ہے پھر لونڈی ادائے بدل کتابت سے عاجز ہو گئی تو لونڈی زید کی اُم ولد ٹھہری گی اور زید عمرو کو آدھی قیمت لونڈی کی اور آدھا تاوان صحبت کا ادا کرے اور عمرو زید کو سارا تاوان صحبت کا اور دوسرے لڑکے کی قیمت ادا کرے اور یہ دوسرا لڑکا عمرو کا ٹھہریگا اور زید عمرو مین سے جو کوئی صحبت کا تاوان اوس لونڈی مکاتب کو دے دیگا تو درست ہوگا دوسرا شریک اوس سے مواخذہ نہین کر سکتا مگر یہ حکم اوسکے عاجز ہونے سے پہلے کا ہے اور بعد

دفعہ عاجز ہونے کے

عاجز ہونیکے تاوان صحبت زید کو ہو پہنچیگا نہ لونڈی کو۔ اور اگر عمرو نے اوس لونڈی
مشترک کو زید کی صحبت کے اور لڑکے کے دعوے کرنیکے بعد مدبر کردیا اور عمرو نے
صحبت نہین کی ہے پھر لونڈی ادائے بدل سے عاجز ہوئی تو عمرو کا مدبر کرنا باطل
ہے اور زید کی یہ لونڈی ام ولد ٹھہرے گی اور زید عمرو کو نصف قیمت لونڈی کی اور
نصف تاوان صحبت کا دے اور لڑکا زید کا ہوگا۔ اور اگر زید عمرو مین سے کوئی ایسی
لونڈی مکاتب کو آزاد کردے اور وہ مالدار ہو پھر لونڈی ادائے زر کتابت سے عاجز
ہو تو آزاد کرنے والا دوسرے شریک کو نصف قیمت لونڈی کی دے اور یہ نصف اوس
لونڈی سے وصول کرے۔ اگر دوسرا شریک بھی آزاد کردے یا اوس لونڈی سے
نصف قیمت کمو الے تو پہلے آزاد کرنیوالے سے کچھ نہین لے سکتا۔ اگر زید وعمرو مین
ایک غلام مشترک ہے اور پھر زید نے اوسکو مدبر کردیا اور عمرو نے اپنا حصہ حالت
توانگری مین آزاد کردیا تو زید عمرو سے نصف قیمت لے سکتا ہے اور اگر عمرو کے
آزاد کرنے کے بعد زید مدبر کرے تو کچھ نہین لے سکتا ہان غلام سے چاہے
تو نصف قیمت کمو الے چاہے آزاد کردے۔ +

باب مکاتب کے مرنے اور بدل کتابت سے عاجز ہونے اور اوسکے مالک کے
مرنے کے بیان مین۔ مکاتب اگر بدل کتابت کی ایک قسط کے ادا کرنے سے عاجز
ہو جاوے اور کہین سے اوسکا مال جلد ملنے کو ہو تو تین روز تک حاکم اوسکی عاجز ہونیکا حکم
نکرے اور اگر کوئی مال اوسکا نہین ہے تو حاکم اوسکو عاجز ٹھہرا کر عقد کتابت فسخ کردے
یا مالک اوسکی رضامندی سے فسخ کردے اور اب اوسپر غلامی کے سب احکام
لوٹ آوینگے اور جو مال اوسکے پاس ہوگا وہ مالک کا ہو جاویگا۔ اگر مکاتب کچھ

مال چھوڑ کر مر جاوے تو عقد کتابت فسخ نہین ہوگا بلکہ بدل کتابت اوسکے مال سے
ادا کیا جاویگا اور زندگی کے آخر دنون مین اوسپر حکم آزادی کا کیا جائیگا (یعنے
موت آزادی کیے بعد متصور ہوگی) - اگر مکاتب نے لڑکا چھوڑا جو ایام کتابت مین
پیدا ہوا ہے اور کوئی مال بدل کتابت کے ادا کرنیکے لئے نہو تو یہ لڑکا باپ کیطرح بدل
کتابت کی قسطون کے ادا کرنے مین کوشش کرے پس اگر بدل ادا کردے گا تو یہ لڑکا
بھی آزاد ہوگا اور اوسکا باپ بھی موت سے پہلے آزاد ٹھہریگا - اگر مکاتب نے
اپنا لڑکا چھوڑا جسکو خرید اتہا تو اس لڑکے کو بدل کتابت بالفعل اکٹھا دینا ہوگا نہ
قسطون سے پس اگر ادا کردیا تو آزاد ہے اور نہین تو غلام ہو جاے گا - اور اگر مکاتب
نے اپنے بیٹے کو خریدا اور مرگیا اور اتنا مال چھوڑا کہ بدل کتابت کو کافی ہو تو یہ لڑکا
اوسکا وارث ہوگا (کیونکہ جب لڑکے نے زر کتابت ادا کیا تو باپ آزاد ہوا اور یہ
لڑکا بھی اوسکا تابع ہوا آزاد ہونے مین تو لڑکا باپ کا وارث ہوگا) جسطرح کہ اگر
باپ بیٹے دونون کو ساتھ ہی مکاتب کیا ہوتا (اور باپ مرتا تو بیٹا وارث اوس کا
ہوتا) اگر مکاتب نے آزاد عورت سے ایک بیٹا چھوڑے اور اسقدر قرض اپنا اورون پر چھوڑے
جو بدل کتابت کو کافی ہو اور اس لڑکے نے کوئی تقصیر کی جس سے تاوان کا
قاضی نے اوسکی مان کے کنبے پر حکم کیا تو اوس حکم سے یہ ثابت نہ ہوگا کہ قاضی نے
مکاتب کو ادائے بدل کتابت سے عاجز ٹھہرایا (کیونکہ مقتضائے کتابت یہی تہا کہ لڑکے
کو مان کے کنبے مین ملا دین تاکہ باپ کی طرف سے بدل کتابت کے ادا ہونے پر باپ
سے لاحق ہو جاے) اور اگر بچہ کے مان باپ کے آزاد کرنیوالے اوسکی ولا مین
جھگڑین اور قاضی مان کے آزاد کرنیوالے کو ولا بچہ کی دلوادے تو اس حکم

سے مکاتب کا عاجز ہونا ثابت ہوگا ازاسلئے کہ ماں کے آزاد کرنیوالے کو ولا کا دلانا اس بات کی دلیل ہے کہ اوسکا باپ قابلیت اسکی نہین رکہتا کہ اپنے لڑکے کی ولا اپنے آزاد کرنیوالے کو پہونچا دے اور یہ قابلیت نرکہنا آزاد نہونیکے سبب سے ہوتا ہی اور آزاد نہونا بغیر بدل کتابت سے عاجز ہونیکے نہین ہوسکتا اسلئے اس حکم سے اوسکا عاجز ہونا ثابت ہوگا) اگر مکاتب نی زکوۃ و صدقہ وغیرہ کا مال لوگون سے لیکر مالک کو بدل کتابت مین دیا اور پہر عاجز ہوگیا تو یہ مال اب مالک کو درست ہوگا گو زکوۃ و صدقہ مالک کو خود لینا درست نہو (اوسکی وجہ یہ ہے کہ سبب ملک کا بدلگیا یعنی مکاتب تو اوس مالکا بطور صدقہ اور خیرات کے مالک ہوا تہا اور مالک کو اپنے آزاد کرنیکی عوض مین ملا اگرچہ آزادی بعد کو ہوتی) غلام اگر تقصیر کرے پہر اوسکو اوسکا مالک مکاتب کردی اور اوسکی تقصیر کرنے کی مالک کو اطلاع نہو پہر یہ مکاتب ادای زر کتابت سے عاجز ہو تو مالک اوس غلام کو اوس شخص کے حوالی کرے جس کا اوس نی نقصان کیا ہی یا اوسکے قصور کا تاوان دے اسی طرح اگر مکاتب تقصیر کرے اور ابہی تاوان دینے کا حکم نہوا ہو کہ عاجز ہوجاوے اداے بدل کتابت سے تو اس صورتمین بہی نقصان والی کو یا غلام دیا جاویگا یا تاوان پس اگر مکاتب پر حکم تاوان دینے کا کیا جاوے پہر اوسکے بعد بدل کتابت سی عاجز ہو تو یہ تاوان اوسکی ذمہ بمنزلہ قرض کے ہوگا کہ اوس مین غلام مذکور بیچا جاویگا (اگر مالک مرجاوے تو عقد کتابت فسخ نہوگا بلکہ مکاتب کے وارثون کو بدل کتابت اپنی قسطون سے اداکرے اور اگر وارث اوسکو آزاد کردین تو آزاد ہوسکتا ہے بے بدل کے اور اگر بعض وارث آزاد کردین تو اون کا آزاد کرنا جاری نہوگا)

کتاب الولاء

اس مین ولا کا بیان ہے (آزاد کیا ہوا مملوک اگر مر جاوے اور کوئی وارث نہ چھوڑے تو اوسکا ترکہ آزاد کرنے والے کو پہونچتا ہے اور اوس ترکہ کو ولا کہتے ہین) ولا اوسکو ملیگی جس نے آزاد کیا ہو گو مدبر کرنے یا مکاتب کرنے یا ام ولد کرنے یا قریب کے مالک ہونے سے آزاد ہوا ہو (مثلاً زید نے اپنے کسی ذی رحم محرم کو خریدا اور بہ سبب قرابت کے مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہو گیا تو اوسکی ولا زید کو پہونچیگی) اور شرط ولا کے نہ پہونچنے کی لغو ہے (یعنی اگر بروقت آزاد کرنے کے یہ شرط کیجاوے کہ ولا آزاد کرنیوالے کو نہ ملے تو یہ شرط لغو ٹھہریگی سائبہ جو عبارت کنز مین ہے اوسکی معنی آنے جانیوالے کے ہین یعنی جو کسیکی قید مین نہ ہو) اگر زید اپنی لونڈی ہندہ کو آزاد کرے جو اپنے خاوند سے کہ وہ بھی غلام ہے حمل رکہتی ہو تو لونڈی کے بچہ کی ولا زید سے کبھی تجاوز نکریگی (یعنے اوسکی مان کے آزاد کرنے والے کو ملیگی اگرچہ آزادی کے بعد چھ مہینے سے کم مین جنے اور اگر چھ مہینے سے زیادہ مین جنے تب بھی بچہ کی ولا اوسکی مان کے زید مولے کو ملیگی (اگر اوس بچہ کا باپ آزاد نہو جاوے) اور اگر وہ آزاد ہو گیا ہو تو اپنے آزاد کرنے والے کیطرف ولا کو کھینچ لیگا (خلاصہ یہ کہ آزادی سے چھ مہینے کے اندر اگر لونڈی جنے تو بہر صورت بچہ کی ولا اوسکی مان کے آزاد کرنیوالے کو ملیگی اور اگر چھ مہینے سے زائد مین جنے اور شبہہ ہو کہ آزاد ہونے کے وقت لونڈی کو حمل تھا یا نہ تھا تب بھی ولا مان کو پہونچیگی لیکن اگر اوس بچہ کا باپ آزاد ہو جاوی تو وہ ولا کو اپنے آزاد کرنے والے کیطرف کھینچ لیگا اسلئے کہ باپ کی جانب قوی تر ہے) اگر ایک عجمی نے نکاح کیا ایک آزاد کی ہوئی عورت سے پھر وہ جنی تو اوس لڑکے کی ولا اوسکی مان کے آزاد کرنیوالے کو ملیگی گو اوس عجمی نے کسی سے عقد موالات کیا ہو (کیونکہ ترکہ پانے مین مولے عتاقہ مقدم ہے مولے

موالات پر اور عقد موالات یہ ہے کہ ایک شخص کافر ایک مسلمان کے ہاتھ پر اسلام
لائے اور یہ عہد کرے کہ میرے بعد میرے میراث تجھکو پہونچیگی اور عجمی کی قید اسواسطے ہے
کہ اگر باپ عربی ہوگا تو لڑکا منسوب ہوگا اپنے باپ کی قوم کی طرف نہ ماں کے آزاد کرنے
والی کی طرف) آزاد کرنیوالا میراث لینے مین مقدم ہے ذوی الارحام پر اور موخر ہی عصبہ
نسبی سے پس اگر آزاد کرنیوالا اول مرجاوے پہر اوسکے بعد آزاد کیا ہوا مرجاوے تو اس
آزاد کئے ہوئے کی میراث آزاد کرنیوالے کی اوس عصبی کو پہونچیگی جو سبسے نزدیک ہے (یعنی
اوسکی سب وارثونکو نہین ملیگی) عورتونکو ولاء عتاقہ نہین ملتی مگر اوسکی جسکو اونہون نے
خود آزاد کیا ہو یا اونکے آزاد کئے ہوئے نے آزاد کیا ہو اور اونکے مکاتب کی اور
مکاتب کے مکاتب کی (یعنی عورتین اپنے مورث کی ترکہ مین سے ولا کا حصہ نہین
لے سکتین مثلا اگر کوئی شخص مرے اور کچھہ ترکہ چھوڑے اور اوسکے ترکہ مین سے ولا کا
مال بہی ہو اور وارث مرد اور عورتین ہوں تو عورتوں کو ولا مین سے حصہ نملیگا اوسکی
مالک فقط مرد ہونگے ہان جسکو خود اونہون نے آزاد کیا ہو یا مکاتب کیا ہو یا اوس
آزاد اور مکاتب نے (یعنی عتیق عتیقہ نے) کسی کو آزاد اور مکاتب کیا ہو اوسکی ولا عورت کو ملے گی بخلاف
مردون کے کہ وہ مورث کی ولا مین سے بہی وارث ہوتے ہین۔

فصل ایک شخص کے ہاتھہ پر اسلام لایا (یعنے اوسکی رہنمونی سے مسلمان
ہوا) اس شرط پر کہ نومسلم کے مرنے کے بعد اوسکے مال کا وارث وہ شخص ہادی ہو
اور اگر وہ نومسلم کسی کا کچھہ نقصان کرے تو اوس نقصان کا تاوان بہی وہی ہادی
دیوے یا ہادی کے سوا کسی غیر سے یہ معاملہ کرلے تو درست ہے (غرض جسکے ساتھہ اسطرح کا عقد
کریگا اوسکو مولی موالات کہتے ہین بعد اس عقد کے) اگر نومسلم جنایت کریگا تو تاوان

مولےکو دینا ہوگا (اور اگر مرجاویگا) اور اوسکا کوئی وارث نہوگا تو میراث بہی اوسیکو
ملیگی اور مولے الموالات میراث لینے مین ذوی الارحام کے بعد ہے (یعنی میت کے
ذوی الارحام مین سے بہی اگر کوئی نہوگا تب اوسکو ترکہ پہونچیگا) جائز ہے اس نومسلم کو کہ
ایک مولی الموالات سے اوسکے سامنے عقد موالات فسخ کرکے دوسرے سے منعقد کرے
جبتک کہ اس پہلے نے اوسکے بدلے تاوان قصور ندیا ہو (اور اگر اوسکے عوض کچہ ڈنڈ
بہر چکا ہو تو عقد موالات کا توڑنا درست نہوگا) آزاد کئے ہوئے غلام کو درست نہین ہے
کہ کسی سے عقد موالات کرے (کیونکہ مولے اوسکا وہی آزاد کرنیوالا ہوگا نہ دوسرا)
اگر عورت کسی سے عقد موالات کرے اور پہر جنے تو اوسکا لڑکا بہی ماں کے تابع ہوگا اس
عقد مین (یعنے لڑکے کا مولی موالات بہی وہی ہوگا جو اوسکی ماں کا ہے) واللہ اعلم

کتاب الاکراہ

کتاب الاکراہ

اس مین کسی سے زبردستی کام لینے کا بیان ہے - اکراہ اوس کام کو کہتے ہین جسکو
آدمی دوسرے کے سبب سے کرے تو ظاہر ہے کہ وہ خود اوس کام پر راضی نہین اور زبردستی
مین دو شرطین ہین اول یہ کہ زبردستی کرنے والا (مثلا) بادشاہ ہو یا چور جس
چیز سے کہ ڈراتا ہو اوسکے کرنے پر قادر ہو (مثلا مار ڈالنے سے اگر ڈراتا ہو تو یہ شرط ہے
کہ مار ڈالنا اوسکے قابو مین ہو) دوسری شرط یہ ہے کہ جسپر زبردستی ہو وہ اس شئے
کے واقع ہونے سے ڈرے (اب اسکے احکام بیان کئے جاتے ہین) اگر کسیکو دوسرے
نے ڈرایا کہ تو یہ چیز بیچڈال یا مول لے یا اقرار کرلے یا اجارہ دیدے ورنہ مین
تجہکو مار ڈالونگا یا سخت مار مارونگا یا بہت دنون قید کردونگا اور اوسنے ڈرکر
اختیار کرلیا تو بعد اسکے اوسکو اختیار ہے چاہے اوس بیع کو رہنے دے چاہے توڑ دے اور اگر

بیع سے ملک اوسوقت ثابت ہوگی جسوقت مبیع پر قبضہ ہو جائیگا (قبضہ سے پہلے ملک
نہوگی کیونکہ زبردستی کیوجہ سے بیع مین فساد آگیا ہے - قیمت اپنی خوشی سے لے لینا
بیع کی اجازت ہے جسطرح مبیع کا اپنی خوشی سے دیدینا اجازت ہے (یعنے اسصورت مین
حکم زبردستی کا نکیا جاویگا) اگر مشتری نے اپنی رغبت سے کوئی چیز مول لی مگر بائع
نے کسیکی زبردستی سے وہ فروخت کی اور وہ شے مشتری کے پاس سے جاتی رہی تو
مشتری کو اوسکا دام (نرخ بازار) بائع کے حوالے کرنا چاہیئے اور بائع کو یہ بھی اختیار
ہے کہ جسنے اوسپر زبردستی کی ہو اوس سے چیز کا تاوان لے (مشتری سی دام نلے)
اگر سئور کا گوشت یا مردار کھانے یا خون یا شراب پینے پر کوئی زبردستی کرے یا باندہنے
یا پیٹنے یا قید کرنے سے ڈراوے تو ان چیزون کا کھانا پینا حلال نہ ہوگا اور
اگر مار ڈالنے یا کسی عضو کے کاٹ ڈالنے سے ڈراوے تو ان کا کھانا پینا حلال
ہو جائیگا بلکہ اگر نہ کھاویگا اور اپنے قتل پر یا عضو کے کٹنے پر صبر کریگا تو گنہگار ہوگا
اگر کفر کرنے یا مسلمان کا مال ضایع کرنے پر کوئی قتل کرنے یا عضو کے کاٹ
ڈالنے سے ڈراوے تو ان کامون کے کرنیکی رخصت ہے اور اگر صبر کرے
اور یہ کام نکرے تو ثواب دیا جاے گا اور سوا خوف قتل او عضو کٹنے کے اور بلاؤن
سے کفر کرنا اور مسلمان کا مال ضایع کرنا درست نہین - اور جسکا مال تلف ہو
وہ اوس سے لے سکتا ہے جسنے تلف پر زبردستی کی ہو - اگر زید نے عمرو کو دبایا
کہ بکر کو مار ڈال ورنہ مین تجھکو جان سے مارے دیتا ہون تو عمرو کو بکر کے مار ڈالنی
کی اجازت نہین اگر مار ڈالے گا تو گنہگار ہوگا مگر قصاص اس سی نہین لیا جاویگا
بلکہ فقط زید سے لیا جاوے گا - اگر زید پر کسی نے زبردستی کی لونڈی سے کے

آزاد کرنے یا بیبی کے طلاق دینے پر اور اوس نے ایسا کیا تو آزادی اور طلاق واقع ہو جائیگی اب زید اپنی زبردستی کرنے والے سے قیمت لونڈی کی اور نصف مہر بیبی کا لے اگر بغیر صحبت کئے طلاق دی ہے اور اگر اکراہ کیا جاوے گا مرتد ہونے پر (زبردستی ہو) تو بیبی اوسکی بائن نہوگی +

کتاب الحجر

اس مین تصرف سے روکنے کا بیان ہے۔ حجر اوسکو کہتے ہین کہ بچہ ہونے یا غلام ہونے یا دیوانہ پن کے باعث قول کے تصرف سے شرعًا روک دیا جاوے اور فعل مین روک نہو (یعنے اگر ایسا شخص وہ امر کرے جو قول پر منحصر ہے تب تو نا جائز ہو جیسے معاملات ہین اور اگر ایسی بات کرے جو کرنے سے متعلق ہے تو وہ ممنوع نہو مثلا کسیکا نقصان کر دے تو اوسکا تاوان دینا پڑے گا) صحیح نہین ہے تصرف بچہ اور غلام کا بے اذن ولی یا مالک کے اور تصرف مجنون کا کسی حال مین (خواہ اذن سے نہ بغیر اذن کے) اگر عقد کرے ان مین سے کوئی اور اوسکو عقد کی سمجھ بھی ہو تو ولی کو اختیار ہے چاہے عقد کو رہنے دے چاہے فسخ کرے اور اگر یہ تلف کر دینگے کوئی شے تو اوس کے ضامن ہون گے۔ اقرار کرنا بچہ اور دیوانہ کا معتبر نہین اور غلام کا اقرار غلام کے حق مین معتبر ہے نہ مالک کے حق مین یعنے اگر غلام کسی مال کا اپنے ذمہ پر اقرار کرے تو اوس مال کا ادا کرنا اوسکے ذمہ پر بعد آزادی کے لازم ہو جاوے گا (کیونکہ اوسوقت اوسکا مال ملک مالک ہے بعد آزادی کے اوسکا خود کا ہوگا) اور اگر اقرار کرے گا حد کا یا قصاص کا اپنے ذمہ پر تو اوسیوقت جاری کیجاوے گی بیوقوفی تصرف کرنے سے مانع نہین۔ پس اگر بالغ ہو

بیوقوف اوسکو اوسکا مال ندیا جاوے جب تک کہ ۲۵ برس کا نہوے اور خرید بیع وشرا
اس عرصہ مین کریگا وہ درست ہوگی جب ۲۵ برس کو پہونچ جاوے تب مال حوالے کردیا
جاوے گو خراب کرے اور بدکاری اور کاروبار سے غفلت کرنی بہی بالغ تصرف نہیں ہے
اگر قرضخواہ ایسے شخص سے اپنا قرض مانگے تو قید کیا جاوے تاکہ اپنا مال قرض مین
بیچے پس اگر اوسپر قرض بہی روپیہ ہو اور اوسکا مال بہی روپے ہون تو قرض بدون
اوسکی اجازت کے اول روپیون سے ادا کردیا جاوے اور اگر اوسکی ذمہ قرض
اشرفیان ہین اور مال روپیہ ہو یا قرض روپے ہین اور مال اشرفیان ہون توان
روپیون اشرفیون کو بیچکر قرض ادا کردیا جاوے اور اسباب اور زمین وغیرہ اوسکی
بلے اجازت قرض کیواسطے نہ بیچے جاوین (لیکن قید کیا جاویگا تاکہ خود بیچدے)
مفلسی بہی بالغ تصرف نہین پس اگر کوئی چیز خریدی اور مفلس ہوگیا تو بیچنے والا قیمت
کے لینے مین اور قرضخواہون کی برابر ہے (یعنے وہ چیز بیچکر سبکو حصہ برابر دام ملینگے
یہ نہین کہ فقط بائع ہی کو وہ شے ملجاوے

فصل بالغ ہونا لڑکے کا ان امور سے
ثابت ہوتا ہے یا احتلام سے یا کسی عورت کو حاملہ کرنے سے یا انزال سے پس
اگر یہ کوئی بات نہین ہے تو پوری اٹھارہ برس کی عمر مین بالغ ٹھہرے گا اور عورت
کا بالغ ہونا ان باتون سے ثابت ہوتا ہے یا حیض کے آنے یا حاملہ ہونے یا انزال
سے اگر یہ باتین نہون تو جب پوری سترہ برس کی ہوجاوے اور لڑکا لڑکی دونون
کے بالغ ہونے پر پندرہ برس کی عمر مین فتوی دیا جاتا ہے کم سے کم بالغ ہونیکی
صغیر کے حق مین بارہ برس ہین اور صغیرہ کے حق مین نو برس پس اگر قریب البلوغ
ہوگئے صغیر اور صغیرہ اور بولے کہ ہم بالغ ہوگئے تو اونکا کہنا معتبر ہوگا اور حکم اونکا

بالغ ہو نیکا سا ہوگا

کتاب الماذون

اس مین اذن دئے ہوئے کا بیان ہے۔ اذن روک کے دور کرنے اور اپنے منع کے حق کو ساقط کرنیکو کہتے ہین اور اذن کسی وقت معین اور خاص مین منحصر نہین رہتا (گو مالک نے خاص کسی تجارت کا اذن دیا ہو) مالک اگر اپنے غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھکر چپ ہو رہے تو اذن ثابت ہو جاتا ہے پس اگر مالک اوسکو اذن عام دیدے نہ کسی خاص چیز کے مول لینے کا تو غلام کو درست ہے خرید نا بیچنا۔ خرید و فروخت کیواسطے وکیل کرنا گرو رکھدینا گرو رکھہ لینا ٹھیکہ لینا مضاربت کرنا اپنی ذات یا اسباب کو ٹھیکہ مین دینا قرض یا غصب یا امانت کا اقرار کرنا مگر نکاح کرنا اپنے غلام یا لونڈی کا اور مکاتب کرنا اور آزاد کرنا اور قرض دینا اور ہبہ کرنا صحیح نہوگا اور ماذون کو درست ہے کہ تھوڑا سا کھانا تحفہ کے طور پر کسیکو بھیجدے یا جو اوسکو کھلا وے اوسکی دعوت کردے یا عیب کے سبب چیز کا دام کم کردے۔ ماذون کے ذمہ پر اگر قرض ہو جاوے تو وہ اوسکی ذات سے متعلق ہوگا یعنی اگر مالک اوسکی طرف سے ندے تو قرض کے عوض مین فروخت ہوگا اور سب قرضخواہون کو حصہ رسد بٹجاوے گا اور اگر پھر بھی کچھ باقی رہیگا تو آزاد ہونیکے بعد باقی کا مطالبہ اوس سے رہیگا ماذون کا تصرف مالک کے روکنے سے رکجائیگا بشرطیکہ اکثر بازار والے اوسکے روکدینے سے مطلع ہو جاوین اور اگر مالک مرجاوے یا دیوانہ ہو جاوے یا دین سے پھر کر دار الحرب مین چلا جاوے یا خود غلام ماذون بھاگ جاوے تب بھی تصرف سے رک جاویگا اور مالک اگر ماذون لونڈی کو ام ولد بنالے تو تصرف سے رکجاوے گی لیکن اگر مالک غلام ماذون کو مدبر کردے تو اذن مین نقصان نہ ہوگا اور ام ولد بنانے اور

مدبر کرنے سے مالک کو انکی قیمت قرضخواہونکو دینی ہوگی (اسلیئے کہ ان دونوکی بیع ناجائز ہے تو قرضخواہ اپنے قرضہ مین اونکو بیع نسکین گے اسلیئے مالک کے ذمہ انکی قیمت دینی آویگی) اگر غلام ماذون بعد روک دینے کے اقرار کردے کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ دوسرے شخص کا ہی تو یہ اقرار درست نہے - اگر ماذون کے پاس کا مال مع اوسکی قیمت کے اوسکی ذمہ کے قرض کو کافی نہو تو مالک اوسکے پاس کے مال کا مالک نہوگا اس سے یہ نکلا کہ اگر غلام ماذون کے پاس کوئی غلام ہوا ور مالک اوسکو آزاد کردے گا تو یہ آزاد کرنا درست نہو گا ہان اگر قرض اوسکی قیمت اور مال سے کم ہوگا تو آزاد کردینا اوسکی غلام کا درست ہوگا - غلام ماذون جو قرضدار ہو وہ اگر مالک کے ہاتھ کچھ بیچے تو بیع جبھی درست ہوگی کہ وہ قیمت مثل سے (یعنے کم دام پر نہ بیچے) اسی طرح مالک اگر اوسکے ہاتھ کوئی چیز قیمت مثل یا کم دام پر بیچے تو درست ہے (زیادہ پر بیچنا درست نہین اس لیئے کہ قرضخواہون کی حق تعلق ہوگی) اگر مالک غلام ماذون قرضدار کے ہاتھ کچھ بیع کرے اور قیمت لینے سے پیشتر مبیع کو اوسکے حوالے کردے تو اب قیمت اوسکی جاتی رہی (اسلیئے کہ جب مبیع اپنے غلام کو دیدے تو ثمن اوسکے ذمہ قرض ہوگیا اور غلام مالک کا قرضدار ہو ہی نہین سکتا) ہان مبیع کو اگر مالک ثمن لینے کے لیئے روک رکھے تو درست ہے - اگر غلام ماذون قرضدار کو مالک آزاد کردے تو درست ہے مگر اس صورت مین غلام مذکور کی قیمت قرضخواہون کو دینی ہوگی اور اگر مالک قیمت بہی قرضخواہون کو دیدے اور پہر بہی قرض باقی رہے تو بقیہ کا مطالبہ غلام مذکور سے آزادی کے بعد ہوگا - اگر ماذون قرضدار کو مالک فروخت کردے اور مشتری اوسکو قرضخواہون سے چھپادے (اونکے حوالے نکرے) تو قرضخواہ اوسکی قیمت مالک سے بہر لینگے پہر اگر غلام

مذکور مالک کے پاس عیب کے باعث پھر کر آوے تو مالک نے جو کچھ قرض خواہون کو دیا ہوا ون سے پھیر لے اور انکا قرض غلام مذکور سے متعلق رہیگا غلام کو اونکے حوالے کرے کہ اگر قرض خواہ چاہین تو مشتری سے غلام کی قیمت بھر لین جسنے اوسکو بیچا ہوا ہو یا اس بیع کو جائز رکھین اور اسکا دام مشتری مذکور سے لے لین - اگر مالک غلام مذکور کو فروخت کر دے اور مشتری سے مالک کہدے کہ اسکے ذمہ قرض ہے تو قرض خواہون کو اختیار ہے کہ اس بیع کو توڑ ڈالین اور اگر بائع بیع کے بعد چلا جاوے تو مشتری قرض خواہون کا مدعا علیہ نہ رہیگا (یعنے قرض خواہ اوس سے مواخذہ نکرین بلکہ بائع کو جب پاوین مواخذہ کرین) اگر ایک غلام نے کسی شہر مین اگر کہا کہ مین زید کا غلام ہون اور خرید و فروخت کی تو اوسپر تجارت مین کی ہر چیز کا مواخذہ لازم ہو جائیگا اور غلام سوداگرون کے قرضہ مین فروخت نہوگا جب تک اوسکا مالک نہ آوے (اور اوسکے اذن دینے کا اقرار نکرے) پس اگر زید اوسکو تجارت کی اجازت دینے کا مقر ہوگا تب تو وہ قرض مین فروخت ہوگا ورنہ نہوگا - اگر لڑکے یا کم سمجھہ شخص کو جو خرید و فروخت کو سمجھتے ہون اونکا ولی خرید و فروخت کی اجازت دیدے تو اونکا حکم خرید و فروخت مین غلام ماذون کا سا ہے

کتاب الغصب

اس مین (غصب یعنی) کسی چیز کو چھین لینے کا بیان ہے - غصب اسکو کہتے ہین کہ ایک شخص جو اپنی چیز پر تصرف حق طور پر رکھتا ہے اوسکو دوسرا شخص اپنے تصرف ناحق سے دور کر دے مثلاً کسی کا غلام چھین کر اوس سے اپنی خدمت کراوے یا جانور

چھین کر اوسپر اپنا بوجھ لا دے تو یہ غصب مین داخل ہے اور اگر مالک فرش پر بیٹھا ہو
اور اوسپر کوئی جا بیٹھے تو یہ غصب نہین (اسلیئے کہ اسمین مالک کے تصرف کو دور
نہین کیا) جس چیز کو غصب سے لے لیا ہو اوسکے احکام یہہ ہین) اگر وہ چیز بعینہٖ غاصب
یعنی چھیننے والے کے پاس موجود ہو تو واجب ہے کہ اوسکو جس جگہہ مین چھینا ہو اوسی
جگہہ مالک کو پھیر دے اور اگر چھینی ہوئی چیز غاصب کے پاس سے جاتی رہی ہو تو اوسکی
دو صورتین ہین ایک یہ کہ وہ چیز پیشگی تھی تو اوس جیسی اور چیز دیدیوے اور اگر
اوس چیز کا مثل اوس وقت نہ پایا جاتا ہو تو اوسکا دام جھگڑے کے دن جو کچھ
ہو وہ مدعی کے حوالے کرے دوسرے یہ کہ چیز مذکور قیمت کی چیزون مین سے ہو
تو اوس صورت مین اوسکا دام وہ دینا ہوگا جو چھینی کے روز کا ہو۔ اگر
غاصب نے دعوی کیا کہ وہ چیز جاتی رہی تو قاضی اوسکو اتنے دنون کو قید رکھے کہ یقینًا
جان لے کہ اگر اوسکے پاس ہوتی تو اس اثنا مین ضرور ظاہر کر دیتا پھر اوسپر حکم کردے کہ
اوس شی کا عوض حوالے کرے۔ اور غصب مال منقول مین ہوا کرتا ہے پس اگر زمین کو غصب کیا
اور وہ غاصب کے پاس سے جاتی رہی (مثلا دریا برد ہوگئی) تو اوسکا تاوان نہ دیگا ہان اگر مکان
مغصوب اسکے رہنے کے باعث یا زمین اوسکے زراعت کرنے سے ناقص ہو گیا ہو یا ہو گی تو
جسقدر نقصان ہوگا وہ غاصب کے ذمہ پڑیگا جیسا منقول چیز کا حال ہے کہ اگر
غاصب کے استعمال کی وجہ سے اوسمین کچھہ نقصان آجاوے گا تو وہ غاصب کو دینا پڑے گا
اگر زمین مغصوب کا غلہ اور محصول غاصب نے لیا ہو تو اوسکو خیرات کر دے اور یہی
حال ہے اوس نفع کا جو غاصب شی مغصوب مین تصرف کرنے سے پیدا کرے یا اوس مال
سے تجارت وغیرہ کرکے نفع حاصل کرے (تو یہ نفع بھی خیرات کر دینا چاہیئے)

مغصوب چیز کو اگر غاصب اپنی تصرف سے کچھ کا کچھ کر دے تو وہ چیز اوسکی ملک ہو جاتی ہے مگر اوس سے تاوان دینے کے پیشتر نفع لینا حلال نہین مثلاً بکری چھین کر اسکو بھونکا ڈالا یا گیہون مغصوب کو پیسے یا بو دی یا لوہا چھین کر تلوار بنائی خواہ سونے چاندی کے سوا اور چیز تانبا وغیرہ چھین کر برتن بناوے یا سال کی لکڑی چھین کر اوس پر عمارت قایم کرے (تو ان اعمال سے ان چیزونکا مالک تو ہو جاویگا مگر اون سے نفع جب حلال ہو گا کہ اونکی قیمت مالک کو حوالے کرے اور اگر چاندی سونا چھین کر برتن بنا لیگا تو اونکا مالک بھی نہو گا) اگر غاصب نے بکری چھین کر ذبح کی یا کپڑا چھین کر بہت سا پھاڑ ڈالا تو مالک کو اختیار ہے کہ خواہ قیمت اونکی غاصب سے لیوے اور وہ چیزین اوسکی حوالے کرے یا چیزین آپ رکھے اور غاصب سے اونکا نقصان بھر لے اور اگر تھوڑا پھاڑ دیا ہو تو اس صورت مین مالک کپڑا آپ رکھے اور غاصب سے نقصان لیوے اگر غاصب نے کسی کی زمین مین عمارت بنائی یا درخت لگا دیے تو عمارت و درخت اکھاڑ کر زمین مالک کو دیجاویگی اور اگر اونکے اوکھاڑنے سے زمین کا نقصان ہوتا ہو تو مالک اُنکو رہنے دے گا اور اکھڑنے کے بعد جو دام اونکے ہوتے وہ غاصب کے حوالے کرنے پڑینگے۔ اگر غاصب نے کپڑا لیکر اوکو رنگ لیا یا ستو چھین کر اوسمین گھی ملا دیا تو مالک کو اختیار ہے چاہے سفید کپڑے اور نرے ستو کے دام غاصب سے بھر لے چاہے یہ چیزین آپ لے لے اور جسقدر رنگ اور گھی سے اونکا دام بڑھا ہو وہ غاصب کو دیدے

فصل اگر غاصب نے مغصوب چیز کو چھپا دیا اور اوسکی قیمت مالک کو دیدی تو اوس چیز کا مالک ہو جاوے گا۔ قیمت کے باب مین قول غاصب کا مع قسم معتبر ہے اور اگر مالک زیادتی قیمت کے گواہ پیش کرے تو اوسکے گواہ معتبر ہونگے اگر غاصب نے مغصوب کو چھپا کر اوسکی قیمت جو مالک نے

تہی یا اوسکے گواہون سے ثابت ہوئی یا غاصب پر قسم لازم ہوئی تہی اوسنے قسم سے
انکار کیا اس جہت سے وہ قیمت مالک کو بہردی اور پہر وہ چیز ظاہر ہوئی تو معلوم ہوا
کہ قیمت مذکور سے زیادہ کی ہے تو انصورتین وہ چیز غاصب ہی کی رہیگی مالک کو
اختیار نہوگا (کہ غاصب کی دی ہوئی قیمت کو واپس کرکے اوس چیز کو خود لیلے) ہان اگر
غاصب نے مغصوب کا دام اپنی قسم پر دیا ہوا اور پہر زیادہ کی نکلی تو مالک کو اختیار
ہوگا کہ چاہے اوسی قیمت پر اکتفا کرے چاہے چیز کو لیلے اور قیمت مذکور غاصب کو پہیردے
۔ اگر غاصب غلام مغصوب کو بیچ ڈالے پہر غلام کا مالک غاصب سے اوسکا تاوان بہرلے تو
غاصب کی بیع درست ہوگی اور اگر غاصب غلام مذکور کو آزاد کردے اوسکی بعد مالک
اوس غلام کی قیمت کا تاوان لے تو آزاد کرنا صحیح نہوگا ۔ مغصوب چیز مین جو
چیزین بڑہین وہ غاصب کے پاس امانت ہونگی (مثلاً مغصوب لونڈی کے بچہ ہو
یا باغ مغصوب مین پہل لگے تو بچہ اور میوہ دونون غاصب کے پاس امانت رہینگی
یعنی اگر آپ سے جاتے رہینگے تو غاصب کے ذمہ تاوان نہوگا اور اگر زیادتی کرکے
اونکو ہلاک وبرباد کردیگا یا مالک کے مانگنے پر اونکو اوسکے حوالے نکریگا اور جاتے
رہینگے تو قیمت دینی آویگی ۔ مغصوب لونڈی بچہ جننے سے جسقدر کم ہوجاویگی اوسکا
تاوان غاصب کو دینا ہوگا لیکن اگر بچہ موجود ہوگا تو اوسی سے نقصان پورا کیا جاویگا
(یعنی لونڈی کے نقصان کی عوض مین وہ بچہ بہی مالک کو ملیگا) اگر غاصب نے
مغصوب لونڈی سے زنا کیا پہر مالک کو پہیردی اور بچہ پیدا ہونیسے وہ مرگئی
تو غاصب سے اوس لونڈی کی قیمت لیجاویگی اور اگر آزاد عورت سے بزور زنا کیا اور
وہ بچہ جننے مین مرگئی تو اوسکا خونبہا زانی غاصب کو دینا ہوگا ۔ مغصوب چیز کے

منافع کا تاوان غاصب کے ذمہ کچھہ نہوگا (مثلاً اگر کسی شخص کی سواری چھین کراوسپر سوار ہوا یا گھر چھین کر اوس مین رہا تو سوار ہونے اور رہنے کی اُجرت اوسپر لازم نہوگی) اگر غاصب کسی مسلمان کی شراب یا سوئر چھین کر ضائع کردے تو اوسپر تاوان نہ اوے گا لیکن اگر شراب اور سوئر ذمی کے ہونگے اور تلف کردی گا تو قیمت دینی ہوگی۔ اگر غاصب نے مسلمان سے شراب چھین کر سرکا بنالیا یا مردار کی کہال چھین کر اوسکو دباغت دی تو مالک کو اختیار ہے کہ یہ چیزین غاصب سے لے لے اور جسقدر رکہ دباغت سے دام چمڑے کے بڑہ گئے ہون وہ غاصب کو دیدے اور اگر غاصب ان دونون چیزونکو تلف کردے تو تاوان صرف سرکے کا دینا ہوگا چمڑے کی قیمت ندینی پڑیگی اور جو شخص گانے کے آلات توڑ ڈالے یا پہوڑ دی شراب یا شراب منصف گرادے تو اوسکو انکی قیمت دینی ہوگی اور ان چیزون کا بیچنا درست ہے (اور منصف اوسکو کہتے ہین کہ انگور کے شیرہ کو جوش کرین یہانتک کہ نصف رہجاوے پھر اوسکو رہنے دین تا کہ شراب بنجاوے) اگر کوئی شخص کسیکی اُم ولد یا مدبر لونڈی کو چھین لیے اور وہ غاصب کے یہان مرجاوے تو مدبر لونڈی کی قیمت دینی ہوگی اُم ولد کی ندینی ہوگی

کتاب الشفعہ

اسمین شفعہ کا بیان ہے۔ شفعہ اوسکو کہتے ہین کہ جتنے کو کوئی زمین مشتری کو پڑی ہو اوتنی کے عوض بدون اوسکی رضامندی کے دوسرا شخص زمین کا مالک ہوجاوے اور اوس سے وہ زمین لیلے شفعہ اول خلیط کو پہونچتا ہے یعنی ایسے شریک کو جو مبیع کی ذات مین شریک ہو پھر اوسکو جو مبیع کے حقوق مین شریک ہو مثلاً گہاٹ اور راستہ مین اگر یہہ دونون حق خاص ہون (اور اگر سب لوگون کے ہونگے تو اسمین حق شفعہ

کسیکا نہین) پہر اوسکے بعد حق شفعہ ہمسایہ کا ہے جو متصل مبیع کے ہو) اور امام
شافعیؒ کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہین پہونچتا اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت صلعم
کا قول ہے کہ جار الدار احق بالدار یعنے مکان کا ہمسایہ مکان کا مستحق زیادہ ہے
اوسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے) اور جسکی چہت کسی مکان کی دیوار پر ہو یا ایک کڑی
مین شریک ہو جو مکان کی دیوار پر رکہی ہو تو وہ اوس مکان کا ہمسایہ ہے (شریک
نہین ہے یعنی اگر کوئی شریک نہوگا تو اوسکو شفعہ پہونچیگا) شفعہ شفیعون کی گنتی کے
موافق ہوتا ہے (یعنے جتنے شفیع ہونگے اوتنے حصے برابر اوس زمین کے کرکے
ہر ایک کو ایک ایک پہونچیگا یہ نہوگا کہ جو شریک زیادہ سہام کا ہے اوسکو زیادہ ملے
اور کم سہام والے شریک کو کم ملے) شفعہ زمین کے بیع ہونے پر ثابت ہوتا ہے اور طلب
شفعہ پر گواہ کردینے سے مقرر ہوجاتا ہے (اور زمین مبیع ملک مین شفیع کے یا مشتری
کی رضامندی سے آتی ہے یا قاضی کے حکم سے ۱۲۔

باب شفعہ کے طلب کرنے کے بیان مین۔ جب شفیع کو زمین کے فروخت کرنیکی
خبر ہو تو اوسی مجلس مین طلب شفعہ پر گواہ کردے پہر بائع پر گواہ کرے اگر اوس نے
زمین مذکور مشتری کے حوالے نکی ہو یا مشتری پر یا زمین مبیع پر گواہ کرے (یعنے
اول گواہ کرے اپنی طلب پر پہر گواہ کرے بائع پر کہ یہ بیچتا ہے یا مشتری پر کہ وہ
خریدتا ہے یا زمین پر کہ یہ بکی ہے اور مین اوسکا شفیع ہون تم گواہ رہو کہ مین
اوسکو چاہتا ہون جب اس طرح گواہ کرچکے گا) تو اب طلب مین تاخیر کرنی سے
حق شفعہ کا جاتا نرہیگا (جب چاہے لیوے) جب شفیع قاضی کے یہان شفعہ
طلب کرے تو قاضی مدعا علیہ (یعنے مشتری سے) سوال کرے کہ جس زمین کی ملکیت

سے شفیع حق شفعہ کا طالب ہے وہ اوسکی ملک ہے یا نہین اگر مشتری اقرار کرے کہ جبر
زمین کے ہمسایہ کے باعث شفعہ چاہتاہے وہ شفیع کی ملک ہے یا مشتری پر قسم لازم
ہوئی اور وہ قسم سے انکار کرگیا یا شفیع نے اپنی ملکیت کے گواہ قائم کردے (تو ان صورتونمیں
دعوے شفیع کا مسموع ہوگا) پہر قاضی مشتری سے زمین متنازع کے خریدنے
کا حال پوچہے کہ تونے مول لی ہی یا نہین اگر وہ اقرار خریدنے کا کرے یا قسم کہانے
سے انکار کرے یا شفیع گواہون سے اوسکی خرید ثابت کردے تو قاضی حکم کردے کہ یہ
زمین شفیع کو پہونچتی ہے اور مشتری سے اوسکو دلادے۔ اور شفیع پر لازم نہین کہ دعوی شفعہ
کیوقت ثمن بہی لادے بلکہ بعد حکم قاضی کے ثمن کا موجود کرنا زمین کے لینے کے لئے
ضرور ہے۔ اور اگر مبیع بائع ہی کے قبضہ مین ہو تو شفیع اوسی پر نالش زمین کی دلاپانے
کی کرے اور قاضی شفیع کے گواہ نہ سنے جب تک کہ مشتری حاضر نہو جب مشتری حاضر ہو تو
اوسکے سامنے بیع کو توڑ دے (اور زمین شفیع کو دلادے) اور زمین کی قیمت کا ضمان
بائع پر ہے (یعنے زمین اگر دوسرے کی نکلے تو ثمن کا ضمان بائع دیگا مشتری سے سروکار
نہین) اور جو شخص خریدنے کیلئے وکیل ہو وہ شفیع کا مدعا علیہ ہو سکتاہے جب تک کہ وہ
مبیع کو اپنی موکل کے سپرد نکرے (یعنی قاضی کے یہان شفیع اوسپر نالش طلب شفعہ
کی کرسکتاہی اور اگر وکیل زمین کو موکل کے سپرد کردے تو اوسوقت وکیل سے کچہہ سروکار
نہین مدعا علیہ موکل ہی ہوگا۔ شفیع کو دیکہنے کے بعد اور عیب نکلنے پر مبیع کو پہیر
دینے کا اختیار ہے گو مشتری نے بائع سے کہہ لیا ہو کہ عیب نکلیگا تو نہ پہیرونگا
۔ اگر شفیع اور مشتری قیمت مبیع کی مختلف بتاوین تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اگر
دونون گواہ پیش کرین تو شفیع کے گواہ مقبول ہونگے۔ اگر مشتری کچہہ قیمت کہے اور

بائع اوس سے کم کیے اور ابھی بائع نے قیمت وصول نکی ہو تو شفیع اوسقدر قیمت دیوے
جو بائع کہتا ہے اور اگر بائع قیمت مشتری سے لے چکا ہو تو شفیع اوسقدر کو لے جو مشتری
بیان کرتا ہے۔ ثمن مین سے کچھ کم کر دینا شفیع کے حق مین ظاہر ہو گا (یعنی اگر مشتری
کے تئی بائع نے کچھہ ثمن کم کر دیا ہو تو شفیع بھی اوسیقدر کم کو لے گا) لیکن اگر بائع نے
مشتری کو بالکل معاف کر دیا ہو یا مشتری نے کچھہ زیادہ ثمن سے دیا ہو تو یہہ دونون
شفیع کے لیئے لازم نہونگے۔ اگر مشتری نے زمین کے عوض مین اسباب یا کوئی زمین
دی ہو تو شفیع کو مشتری کے اسباب یا زمین کی قیمت دینی آویگی اور اگر اسباب مثلی
چیزون مین سے ہو گا تو اوس جیسا دینا آویگا۔ اگر مشتری نے ثمن کے دینے کی کوئی مدت
ٹھہرائی ہو تو شفیع کو اختیار ہے چاہے اوسیوقت دام دیکر زمین لیلے خواہ صبر کرے یہانتک
کہ مدت گذر جائے اور وعدہ پر ثمن دیکر لیوے۔ اگر ذمی نے شراب یا سؤر کے بدلیمین زمین
خریدی ہو تو شفیع بھی اگر ذمی ہو تو شراب و سؤر دیکر اوسکو لیلے اور اگر شفیع مسلمان ہو تو
ان دونو کی قیمت دیکر لیوے۔ اگر مشتری نے زمین مبیع مین عمارت بنائی ہو یا درخت لگائے
ہون تو شفیع کو اگر وہ عمارت و درخت لینے منظور ہون تو ثمن زمین کے ساتھہ اون کی
قیمت جسقدر ہوگ ویون مشتری کے حوالے کرے ورنہ مشتری سے بزور اونکو اکھڑوا ڈالے
اور ثمن دیکر زمین لیلے۔ اگر زمین شفعہ مین عمارت و درخت شفیع نے قائم کی پھر وہ زمین
دوسرے کی نکلی اور اوسنے لیلی تو شفیع بائع سے صرف زمین کا ثمن پھیرے (عمارت اور
درخت کے دام اوس سے نہین پھیر سکتا) اگر زمین مبیع مین کوئی مکان تھا کہ وہ مشتری
کے قبضہ مین اگر گیا یا درخت تھا کہ سوکھہ گیا تو شفیع کو زمین کا کل ثمن دینا ہو ویگا
(اس نقصان کا اعتبار نکیا جاویگا) اگر مشتری زمین مبیع کے مکان کو توڑ ڈالے تو

شفیع صرف میدان کی قیمت دیکر زمین لے لے ملبہ مشتری کا ہوگا اوسکے دام نہ دیگا
اگر مشتری نے زمین اور اوسکے اندر کے درخت مع پہل پہول لیے یا درختوں پر پہل مشتری کی
[illegible] البتہ لگے تو شفیع زمین اور درخت مع پہلوں کے لے لیگا اور اگر پہل پہلے سے لگے
ہوئے تھے مشتری نے اونکو توڑ لیا تو شفیع ثمن مین سے اونکا دام کم کردے

باب اون چیزونکے بیان مین جنمین شفعہ ہوتا ہے اور جنمین نہین ہوتا شفعہ اوسی زمین
مین تحقق ہوتا ہے جو مال کے بدلے مین ملک مین آوی اور جس صورت مین کہ عوض مال نہوگا
اوسمین شفعہ بہی نہوگا (مثلاً کوئی مکان مہر مین لیا جاوی تو اوسمین شفعہ نہوگا) اسباب منقول
مین اور کشتی مین اور عمارت اور درخت مین جو بدون زمین کے فروخت ہون حق شفعہ
نہین ہوتا۔ مکان جو مہر ٹہرا دیا ہو یا اجرت کے عوض مین کسیکو دیا ہو یا عورت نے
طلاق لینے کے عوض شوہر کو دیا ہو یا خون کے مقدمہ مین کسی مکان پر صلح ہوئی
ہو یا غلام کے آزاد کرنے کے عوض مین کسیکی ملک مین آیا ہو یا کوئی مکان کسی نے دوسرے
کو ہبہ کر ڈالا ہو اور موہوب لہ سے اوسکا عوض کچہہ نہ ٹہرایا ہو تو ان صورتونمین حق شفعہ
شفیع کو نہین پہونچتا اگر مکان یا زمین اسطرح بیع ہوئی کہ بائع کو اوسکے پہیر لینے کا اختیار رہا
تو جب تک بائع کو اختیار رہیگا تب تک اوسمین شفعہ ثابت نہوگا۔ اگر بیع فاسد سے کوئی
زمین بکی تو جب تک اس بیع کے فسخ کرلینے کا حق مشتری کو رہیگا تب تک اوسمین شفعہ
نہوگا ہان اگر مشتری اوس زمین مین مکان یا درخت تیار کرے اور حق فسخ جاتا رہے اوس
صورتمین البتہ شفعہ ثابت ہوگا۔ اگر شرکت کی زمین شریکون نے باہم تقسیم کی تو
اوسمین شفعہ نہوگا۔ اگر شفیع نے حق شفعہ مشتری کو دیدیا پہر زمین بیع مشتری نے
بسبب خیار رویت یا خیار شرط یا خیار عیب کے بائع کو حاکم کے حکم سے پہیر دی

[illegible]

تو اب اس مین حق شفعہ ثابت نہوگا ہان اگر بدون حاکم کے حکم کے واپس کی یا بائع مشتری سے بیع کا اقالہ کرلیا ہو تو شفعہ ثابت ہوگا

باب شفعہ کی باطل کرنے والی چیزون کے بیانمین (جاننا چاہئیے کہ شفعہ کی طلب کے دو طور مین ایک) طلب مواثبت (کہ بفور سننے خبر بیع کے اوٹھہ کھڑا ہو) اور اپنے شفعہ کے طلب کرنے پر گواہ کردے دوم) طلب تقریر (کہ بائع یا مشتری یا مبیع کے پاس جاکر گواہ طلب شفعہ کی کردے پس ان دونون) کے نکرنے سے شفعہ باطل ہوجاتا ہے (یعنے اگر بیع کی خبر سنتے ہی شفعہ کی طلب کے گواہ نکئے نہ بائع یا مشتری یا مبیع کے پاس جاکر گواہ کئے تو پھر اگر شفعہ طلب کرے گا تو دعوے سنا نہ جاویگا۔ اگر شفیع مشتری سے کچھہ لیکر شفعہ سے دست بردار ہو تو شفعہ باطل ہے اور شفیع پر اوس عوض کا مشتری کو پھیر دینا واجب ہے۔ شفیع اگر مرجاوے تو شفیعہ باطل ہوگا مگر مشتری کے مرنے سے شفعہ باطل ہوگا اگر شفیع نے کسی زمین کی جہت سے دعوے شفعہ کیا اور ہنوز قاضی نے حکم شفعہ کے ملنے کا نہین کیا تہا کہ شفیع نے وہ زمین بیچڈالی تو اوسکا حق شفعہ باطل ہوجاویگا۔ اور شفعہ نہین ہے اوس شخص کو جسکیلیئے وکالتاً فروخت کرے یا خود اوسکے لئے فروخت ہوئی ہو (اول مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ بائع نے ایک مکان کے فروخت کا زید کو وکیل کیا اور اوسنے مکان کو فروخت کیا مگر اوسکا شفیع بھی زید ہے تو اب زید کا شفعہ بیع کا وکیل ہونے سے جاتا رہا اور دوسریکی صورت یہہ ہے کہ مکان کا بائع زید کا مضارب ہے کہ اوسکی لئے مال فروخت کرتا ہے اگر مضارب مذکور مال مضاربت مین سے کسی مکان کو بیچیگا تو زید کو اوسمین شفعہ نہ پہونچیگا۔ اگر زید نے ایک مکان بیچا اور عمرو نے مشتری سے ضمان درک کیا (یعنے یہہ کہا کہ اگر کسی کا نکلے گا تو مین ضامن ہون تو) اس ضمانت

سے عمرو کا شفعہ جاتا رہیگا۔ اور جو شخص کسی کی لئے وکالۃً خریدے یا خود اوس کے لئے خرید واقع ہو تو اوسکو شفعہ پہونچیگا (یعنے خریدنے کا وکیل اگر شفعہ کا مدعی ہو یا مضارب کسی مکان کو مال مضاربت سے خریدے اور رب المال دعوی شفعہ کرے تو دعوی مسموع ہوگا) اگر شفیع نے لوگون سے سنا کہ مکان ہزار روپیہ کو بکا تو اوس نے شفعہ طلب نہ کیا لیکن پہر معلوم ہوا کہ وہ کم کو بکا ہے یا گیہون خواہ جو کے عوض مین بکا ہے جنکی قیمت ہزار یا زیادہ ہے تو اسصورت مین شفعہ کا دعوے کرسکتا ہے اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اشرفیون کے عوض مین فروخت ہوا ہے جنکی قیمت ایک ہزار ہے تو شفعہ نہ پہونچیگا۔ اگر شفیع نے سنا کہ مشتری زید ہے اور وہ شفعہ سے دست بردار ہوا پہر معلوم ہوا کہ مشتری عمرو ہے تو اوسکو شفعہ پہونچ سکتا ہے۔ اگر کسی نے اپنی زمین اس طرح بیچی کہ جو جانب شفیع کیطرف ملی تھی اوسمین سے ایک گز کم کرکے بیچدی (یعنے شفیع کیطرف کی گز بہر زمین فروخت نکی) تو شفیع کو شفعہ نہ پہونچیگا اسلئے کہ شفعہ کی زمین زمین مبیع سے ملی ہوئی نرہی اور یہ امر شفعہ کے ساقط کرنے کا ایک حیلہ ہے) اگر مکان مین سے ایک حصہ مثلاً تہائی یا چوتہائی کسی ثمن کے عوض مشتری نے خرید البعد اسکے باقی سہامون کو خرید لیا تو ہمسایہ کا حق شفعہ صرف پہلے حصہ مین ہوگا باقی حصون مین نہو گا اسلئے کہ مشتری جب اول خرید چکا تو صرف مشتری ہی نہین رہا بلکہ اوس مکان کا شریک ہوگیا اور شریک ہمسایہ سے مقدم ہوتا ہے اور یہ صورت بہی شفعہ کے ساقط کرنیکی تدبیر ہے کہ اول ایک سہام کو بہت سے دام دیکر لے لیا بعد اوسکے باقی ثمن سے بقیہ سہامونکو خرید لیا تاکہ ہمسایہ باقی سہامون کو تو اسوجہ سے نہ لے کہ مشتری بوجہ خرید اول کے شریک ہوگیا ہے اور اول سہام کو بہ سبب گرانی قیمت اور کار آمد نہونے کے نخریدے اگر زمین کو ثمن کے عوض

خرید کرا وسکے بدلے مین کپڑا بائع کو دے تو شفیع کو مشفوعہ اوسی ثمن دینا ہوگا نہ کپڑا۔
اور شفعہ کے ساقط کرنے اور زکوۃ کے نہ واجب ہونیکے لئے حیلہ کرنا مکروہ ہے
(لیکن علما کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اگر حیلہ شفیع کے ضرر بچنے کے لئے ہو تو اوسکا کچھہ
مضائقہ نہین جائز ہے اور اگر ایسا نہین تو مکروہ ہے باقی رہا زکوۃ کے ساقط کرنے
کی تدبیر تو وہ دینداری کے خلاف ہے چنانچہ دیندار پر یہ امر بھی مخفی نہین) اگر بائع ایک
ہو اور کئی مشتریون کے ہاتھہ اپنی زمین فروخت کرے تو شفیع کو اختیار ہے کہ کچھہ مشتریونکا
حصہ لے اور بعض کا ترک کرے اور اگر چند بائع زمین مشترک کو ایک مشتری کے
ہاتھہ بیچین تو شفیع کو اختیار نہین کہ بعض کا حصہ لے اور بعض کا چھوڑدے۔ اگر مشتری
لئے آدہا مکان بغیر تقسیم کیا ہوا لیا تو شفیع مشتری کا حصہ لے سکتا ہے جو بائع تقسیم
کردے۔ اگر مالک کوئی مکان بیچے اور غلام ماذون قرضدار اوسکو شفعہ مین
لے لے تو درست ہے اسی طرح اسکا عکس بھی جائز ہے (یعنے مالک کو بھی حق شفعہ
غلام مدیون ماذون کے فروخت مین پہونچتا ہے) اگر کم سن لڑکے کا باپ یا وصی حق
شفعہ سے دست بردار ہون تو درست ہے اور اگر وکیل شفعہ لینے کے لئے موکل
کیطرف سے حق شفعہ سے درگذرے تب بھی درست ہے ۔

کتاب القسمۃ

اسمین مشترک چیز کے بانٹنے کا بیان ہے۔ جو حصہ سب چیز معین مین پھیلا ہوا ہے
اوسکو ایکجا کر دینے کا نام قسمت ہے (مثلاً نصف زمین کا حصہ ہے متعین نہین کہ کونسا
ہے قطعہ خاص مین اوسکو علیحدہ اور معین کردین تو یہ قسمت ہوگی) پھر قسمت مین
وہ باتین ہوتی ہین ایک حصہ کا جدا کرنا دوسرے ایک حق سے دوسرے حق کا بدلجانا

واسطے کہ حصہ دونون شریکون کا ہر جزو مین مشترک چیز کے موجود ہے تو بانٹنے مین
مبادلہ منظور ہوگا) اور مثلی چیزون (یعنے مکیل اور موزون وغیرہ کے بانٹنے) مین
جدا کرنے کو غلبہ ہے اسی لئے ایک شریک اپنا حصہ دوسرے شریک کے غائب ہونے
کی صورت مین مثلی چیزون مین سے لے سکتا ہے (کیونکہ اپنے حق کے جدا کرنے مین
حاجت دوسرے کی آنے کی نہین) اور جو چیزین غیر مثلی ہین اون کی تقسیم مین مبادلہ
کو غلبہ ہے اسی وجہ سے ایک شریک دوسرے کی غیبت مین اپنا حصہ نہین لے سکتا
(کیونکہ ایک مال کو دوسرے مال سے بدلنے مین دونون بدلنے والون کی حاجت
ہوتی ہے) اگر مال ایک جنس کا ہو جسمین بہت لوگ شریک ہین اور کوئی شریک درخواست
اوسکی تقسیم کی ایک شریک موجود سے کرے تو شریک مذکور پر تقسیم کرنیکے لئے جبر کیا
جاویگا (اور شریکون کا انتظار نہوگا) لیکن اگر مال مختلف جنسونکا مشترک ہوگا تو اوس
مین زبردستی موجود شریک پر تقسیم کے لئے نہوگی (اس لئے کہ ایک جنس ہونے مین
تو جدا کرنے کو غلبہ ہے پس حاکم حق جدا کرنے پر جبر کر سکتا ہے اور مختلف جنسون مین
مبادلہ کی صورت کو غلبہ ہے جسکے لئے جبر نہین کر سکتا) مستحب ہے کہ قاضی ایک بانٹنے
والا مقرر کرے جو شرکا مین مال کو تقسیم کر دیا کرے اور اون سے اپنی اجرت نہ لے بلکہ
اوسکا روزینہ بیت المال مین سے ملے۔ اگر بیت المال مین گنجایش نہو تو بانٹنے
والیکو اجرت شرکا سے بحسب شمار شریکون کے ملنی چاہیئے (یعنے اجرت سہام پر
موقوف نہو بلکہ شرکا کی شمار پر ہو مثلاً اگر ایک مال مین دو شخص شریک ہون ایک
تہائی کا اور دوسرا دو تہائی کا اور قاضی کا امین دونون مین اوسکو تقسیم کرے تو
اوسکی اجرت دونون سے آدہون آدہ ہوگی تہائی اور دو تہائی نہ ہوگی) —

بانٹ لینے والے کا عادل اور امانت دار اور تقسیم کے علم سے واقف ہونا ضروری ہے قسمت کرنے کو ایک ہی شخص خاص نکرنا چاہیئے کہ اوسکے سوا دوسرا تقسیم نکرسکے۔ ایک اسباب کی تقسیم مین چند قسمت کرنیوالے شریک ہونے پاوین۔ اگر وارث کسی زمین کو میراث مین ملنے کا اقرار کرین اور تقسیم کے خواہان ہون تو وہ زمین تقسیم نکیجاوے جبتک کہ وارث اپنے مورث کے مرنے کی اور وارثون کی شمار کے گواہ نہ گذارین۔ اور اگر چند شرکا منقول چیز کی تقسیم کے خواستگار ہون یا یہ کہین کہ یہ زمین ہمنے خریدی ہے اسکی تقسیم چاہتے ہین یا ملک کا دعوے کرین کہ ہماری ملک مین ہے (سبب ذکر نکرین کہ کسوجہ سے ملک مین آئی) تو ان صورتون مین تقسیم کر دینا درست ہے۔ اور اگر دو شریک دعوے کرین کہ یہ زمین ہماری تصرف مین ہے اسکو تقسیم کردو تو تقسیم نکیجاوے جب تک کہ وہ اپنی ملکیت کے گواہ پیش نکرین۔ اگر دو وارثون نے گواہ گذرانے کہ ہمارا مورث مرگیا اور اوسکے وارث اتنے ہی ہین جتنے ہم کہتے ہین اور مکان موروثی اونکے قبضے مین ہے اور اونکے ساتھ ایک وارث ہے جو اوسوقت موجود نہین یا صغیر ہے اور درخواست تقسیم کی کرین تو قاضی اوس مکان کو تقسیم کر دے اور غائب کیطرف سے وکیل خواہ بچے کیطرف سے وصی مقرر کر دے کہ وہ اپنے موکل خواہ بچے کا حصہ اپنے قبضے مین رکھے۔ اور اگر جو لوگ باہم تقسیم مکان چاہتے ہین وہ سب خریدار ہون اور ایک شریک اون مین سے غائب ہو یا مکان مشترک صورت سابقہ مین غائب وارث کے یا صغیر کے قبضے مین ہو یا قاضی کے سامنے وارثون مین سے ایک ہی ہو اور باقی غائب ہون تو ان سب صورتون مین مکان تقسیم نہ کیا جاویگا۔ اگر مال مشترک کی تقسیم کا ایک شخص خواستگار ہو اور تقسیم سے ہر شریک اپنے حصہ سے نفع لے سکتا ہو تو تقسیم

کرد یا جاویگا اور اگر سب کا نقصان متصور ہے تو قسمت نکیا جاویگا جب تک کہ سب
راضی نہون اور اگر بعضون کا فائدہ ہوتا ہو اور بعضون کو تھوڑا حصہ ملنے کی جہت سے نقصان
ہوتا ہو تو اسصورت مین اگر بڑا حصہ دار خواستگار تقسیم ہوگا تو تقسیم کردیا جاویگا چھوٹے حصہ
والے کی درخواست سے تقسیم نہوگا - اگر اسباب ایک جنس کا ہو تو شرکا مین تقسیم کردیا
جاویگا خواہ سب راضی ہون یا نہون - اور اگر مال مشترک دو جنسین ہون خواہ جواہر یا
غلام یا جانور یا کپڑا ناہنگی ہو تو انکو قاضی بدون سب شرکا کی مرضی کے تقسیم نکرے
الا … شرکا کی جو … خواہ ایک مکان اور زمین زراعت ہو یا مکان اور
دکان ہو … ہر ایک چیز کی تقسیم جدا جدا ہوگی کیونکہ ہر ایک چیز مین سب شریک مشترک
ہین تقسیم کرنیوالے کو چاہیے کہ جس مکان یا زمین کو تقسیم کرے اوسکا نقشہ کھینچے اور حصے
برابر درست لگادے اور گز سے پیمایش کرے اور عمارت کے دام لگاوے اور ہر ایک شریک کا حصہ
حق راہ آمد و رفت اور پانی کے حق کے جدا کردے اور ان حصون پر نشان اول اور دوم
اور سوم لکھدے پھر شریکون کے نام لکھکر قرعہ ڈالدے جسکا نام پہلے نکلے اوسکو پہلا
حصہ دیدے جسکا دوسری بار نکلے اوسکو دوسرا اور علے ہذا القیاس - اور روپیون کو بدون
رضامندی شرکا کے قسمت مین داخل نکرے (اسلئے کہ روپیون مین کسی کے تقسیم کردینے
کی حاجت نہین انکو گن لینا کافی ہوتا ہے) اگر مکان یا زمین کی تقسیم ہوئی اور ایک
شریک کے پانی بہنے کی راہ یا آمد و رفت کا راستہ دوسرے کی ملک مین رہا
اور تقسیم کے وقت اسطرح نہین ٹھہر چکا تھا تو اگر ہو سکے تو اسکا راستہ اوسکی ملک مین کو
کردیا جاوے اور اگر نہو سکے تو پھر تقسیم توڑدیجاوے (اور از سر نو تقسیم ہو کہ اوسمین
پھر خلجان نپڑے) اگر مال مشترک ایک مکان ہو جس کے اوپر بالاخانہ ہو

اور ایک مکان بدون بالاخانہ کے ہو اور ایک مکان صرف بالاخانہ ہی ہو تو اون کی
تقسیم اصلح ہوگی کہ ہر ایک کی علٰحدہ علٰحدہ قیمت لگا کر قیمت کے اعتبار سے تقسیم کردے
جاوینگے - اگر شرکا مین سے کوئی کہے کہ مین نے اپنا حق نہین پایا اور دو بانٹنے والے
گواہی حق پا لینے کی دیوین تو اونکی گواہی مقبول ہوگی - اگر اول ایک شریک نے
اقرار کیا کہ مین اپنا حصہ پا چکا پھر دعوے کیا کہ میرا کسیقدر حصہ فلان شریک کے قبضہ
مین سے ہے تو بدون گواہی کے اوسکا قول معتبر نہو گا (اور) اگر دوسرے شریک سی کہو کہ مین
اپنا حق سارا پا چکا تھا مگر بعد کو تو نے کچھہ دبا لیا تو مدعا علیہ یعنی دوسرے شریک کا قول
قسم کے ساتھہ معتبر ہوگا اور اگر مدعی نے اپنے حصہ کے بھر پانے کا اقرار نہ کیا ہو اور
دعوے کرے کہ فلان جگہ تک میرا حصہ ہے مدعا علیہ نے مجھے نہین دیا اور مدعا علیہ نے
اوسکو جھوٹا بنایا تو دونون کو قسم کھانی پڑے گی اور قسم کے بعد قسمت توڑ دیجاویگی
اگر حاکم کو تقسیم مین بہت سا غبن معلوم ہو تو تقسیم کو توڑ دے - اگر شرکا مین مکان
تقسیم ہوگیا اور ایک شریک نے حصہ مین سے کچھہ سہام کا حقدار کوئی اونکلا جسنے
اپنا حق اوس شریک سے لے لیا تو یہ شریک دوسرے شریکون سے بقدر حقدار کے
حصہ کے دلا پا دے گا اور تقسیم کو فسخ نکرینگے - اگر دو شریک ایک مکان یا دو مکان
مین رہنے کی باری مقرر کرلین یا ایک غلام خواہ دو غلامون سے خدمت لینے کی نوبت
مقرر کرلین یا ایک احاطہ یا دو احاطہ کے کرایہ کی باری ٹھہرالین (مثلاً یون ٹھہرالین
کہ اس گھر مین ایک مہینا ایک رہے اور ایک مہینا دوسرا یا ایک مہینے کا کرایہ ایک لے
ایک کا دوسرا یا غلام سے ایک مہینا ایک کام لے اور ایک مہینا دوسرا
تو درست ہے - اگر ایک غلام کی یا دو غلامون کی اجرت مین یا ایک خچر یا دو خچرون

کے کرایہ مین یا اون کی سواری مین یا کسی درخت کے پھل مین یا بکری کے دودہ مین باری ٹھہراوین تو درست نہین۔

کتاب المزارعۃ

کتاب المزارعۃ

اس مین زراعت کا بیان ہے۔ زراعت اوس معاملہ کو کہتے ہین کہ زمین کی پیداوار مین سے کسیقدر کے عوض مین اوسکو کاشت کرایا جاوے اس معاملہ کی درستی کیلئے اٹہ شرطین ہین اوّل زمین کا قابل زراعت ہونا دوم زمیندار و کسان کا عاقل و بالغ ہونا سوم مدت زراعت کا بیان کر دینا چہارم بیج کے مالک کا بیان کرنا (کہ زمیندار کا ہوگا یا کسان کا) پنجم اوسکی جنس بیان کرنی (کہ گیہون ہونگے یا جو) ششم کسان کے حصے کا ذکر ہوجانا (کہ کل پیداوار مین سے کسقدر ہوگا) ہفتم زمین کو خالی کرکے کسان کے حوالے کرنا ہشتم زمین کی پیداوار مین مالک اور کسان کا شریک رہنا نہم زمین اور تخم ایک شخص کا ہونا اور بیل اور محنت وغیرہ امور دوسرے کے ہونے یا ایک کی فقط زمین ہو اور باقی چیزین دوسرے کے متعلق ہون (ان شرائط سے اگر کاشت کرائی جاویگی تو درست ہوگی) اگر زمین اور بیل ایک کے ہون اور بیج اور محنت دوسرے کی یا بیج ایک کا ہو اور باقی لوازم دوسرے کے یا بیج اور بیل ایک کے ہون اور باقی دوسرے کے یا زمین کی پیداوار مین سے ایک کے لئے چند پیمانے معین کر دئے (اسکو مشترک نرکہا) یا یون ٹھہرایا کہ جو کچہ پانی کی نالیون اور گولون کے قریب اوگے وہ ایک کا اور باقی دوسرے کا یا کچہ بیج والا صرف اپنا بیج لے لے باقی دونون کی ساجہے مین رہے یا خراج یعنی حق حاکم پیداوار مین سے مجرا دیکر باقی مشترک رہے تو ان سب صورتون مین مزارعت فاسد ہوجاوی گی ہان اگر خراج معین پیمانے نہونگے بلکہ

پیداوار کا کوئی حصہ غیر معین مثلاً تہائی یا چوتہائی ہوگا تو مزارعت درست ہوگی (پہلی صورت مین) مزارعت فاسد مین پیداوار سب بیج والے کی ہوگی اور دوسرے کو جسقدر اوس نے کام کیا ہوگا اوسکی مزدوری معمول کے موافق ملے گی اور (یہہ صورت اوس وقت ہے کہ زمین دوسرے کی ہو اور اگر زمین بہی اوسیکی ہو تو) زمین کا کرایہ بہی ملیگا مگر یہ مزدوری اور کرایہ اوسقدر سے زیادہ نہ دیا جاوے گا جو آپسمین دونون کے ٹہہر چکا تہا اور اگر مزارعت شرائط کے ساتہہ درست ہو تو پیداوار اوسی طرح پر تقسیم ہوگی جو اونہون نے آپسمین شرط کر لی ہو اور اگر زمین مین کچہہ پیدا نہو تو محنت کرنیوالے کو کچہہ نہ ملے گا بعد معاملہ زراعت کے اگر دونون مین سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنے سے انکار کرے تو اوس سے بزور کام لیا جاویگا لیکن اگر بیج ڈالا انکار کرے تو اوس پر زبردستی نکیجا وے - اگر دونون عقد کرنیوالون مین سے کوئی مرجاوے تو مزارعت باطل ہو جاویگی - اگر مدت جو زراعت کے لئے معین کی تہی گذر جاوے اور کہیتی پکی نہو تو کسان کو زمین کی اُجرت اس جگہہ کے معمول کے موافق دینی ہوگی جب تک کہ کہیتی تیار ہو (یعنے زائد دنون کا کرایہ مثل اوسکے ذمہ ہوگا) کہیتی مین جو خرچ پڑے (مثلاً کاٹنے اور اٹہانے اور دائین چلانے اور سیلانے مین) وہ دونون کے ذمہ حقوق کے موافق پڑے گا اور اگر شرط کر لین کہ سب خرچ کسان کے ذمہ رہے تو عقد فاسد ہو جاوے گا

کتاب المساقاۃ

اس مین درختون کو پانی دینے کے معاملہ کرنیکا بیان ہے - مساقات اس عقد کو کہتے ہین کہ اپنے درخت کسی شخص کو پرورش کیلئے یہ ٹہہرا کر دے کہ انمین جو پہل لگی وہ ہم دونونمین مشترک ہوگا اس عقد کا حال سب باتونمین مثل مزارعت کے ہے

کتاب المساقاۃ

میوہ کے درختوں اور انگور وغیرہ کی بیلوں میں اور بینگنوں کی جڑوں میں یہ معاملہ
کرنا درست ہے۔ اگر پہلے سے درخت پرورش کو دلئے اور پھل ایسے ہوں کہ پانی
دینا اور محنت کرنے سے ترقی ہوں تو درست ہے اور اگر انکا بڑھنا پورا ہو چکا ہو تو مساقات
درست نہوگی جیسے مزارعت زراعت کی کھیتی تیار ہونے کے بعد درست نہیں ہوتی) اور عقد
مساقات بسبب فاسد ہونیکے باطل ہوجاتی ہے جیسے شرط ہو ولیکن ہونگے اور کام کرنیوالیکو معمولی مزدوری
ملیگی یہ عقد دونوں متعاقدین میں سے کسی ایک کے مرجانے سے باطل ہوجاتا ہے اور عذر کے سبب
سے فسخ ہوجاتا ہے جیسے مزارعت عذر کے سبب ٹوٹجاتی ہے اور عذر یہ ہے کہ
مثلاً کام کرنیوالا چور ہو یا بیمار ہو کہ کام نہ کرسکے ۱۲

کتاب الذبائح

اس میں ذبح کیے ہوئے جانوروں کا بیان ہے۔ ذبائح جمع ذبیح کی ہے اور ذبیحہ
اوس جانور کو کہتے ہیں جو ذبح کیا جاوے اور ذبح گلے کی رگیں کاٹنے کو کہتے ہیں
مسلمان اور اہل کتاب (یعنی یہودی اور نصرانی کا) اور لڑکے اور عورت اور
گونگے اور بے ختنہ شخص کا ذبیحہ یعنی ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے۔ اور آتش پرست
اور بت پرست اور مرتد اور احرام باندھے ہوئے شخص کا اور ذبح کیوقت جانکر
بسم اللہ کے چھوڑنے والے کا ذبیحہ درست نہیں لیکن اگر بھول کر بسم اللہ
نہ کہے تو اوسکا ذبیحہ حلال ہے اور امام شافعی رح کے نزدیک اگر جانکر بھی بسم اللہ
نہ کہے تو اوس کا ذبیحہ حلال ہے اور دلیل امام اعظم رح کی قول اللہ تعالی کا ہے
ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ یعنی مت کھاؤ اون جانوروں میں

سے کہ جنکے ذبح کیوقت خدا کا نام ذکر نکیا گیا ہو اور اگر بھول کر بسم اللہ چھوڑدی ہو تو
حلال ہوگا اسلیئے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رفع عن امتی الخطاء و
النسیان یعنے میری امت سی بھول چوک معاف ہے) اور ذبح کیوقت خدا تعالی کی نام
کی ساتھہ اور کسیکا نام لینا یا یون کہنا کہ الٰہی اسکو فلانے کیطرف سی قبول کر ذبیحہ کو مکروہ
کردیتا ہی اور یہ الفاظ اگر بسم اللہ سے اور جانور کے لٹانے سے پیشتر کہیگا تو مکروہ نہین اور
ذبح کا مقام گلے کے اور سینہ کی اوپر کی ہڈی کے بیچ مین ہی اور ذبح مین نرخرا یعنی
سانس کی رگ اور کہانے پینے کی رگ اور دو شہ رگین اوسکی آس پاس کی کاٹنی
چاہئیں اور ان چار مین سی اگر تین بھی کٹجاوین کی تو کافی ہوگا اگرچہ ناخن سی یا دانت
سے کہ بدن مین نہ لگے ہون علیحدہ ہون یا سینگ سے یا ہڈی سے یا نرکل کے پوست یا تیز
پتھر سے یا ایسی چیز سے جو خون جاری کردے ذبح کیا ہو لیکن اگر دانت اور ناخن بدن مین
لگے ہون تو اونسے ذبح درست نہوگا۔ ذبح کیواسطے چھری کا تیز کرلینا مستحب ہی۔ ذبح
مین اتنا کاٹنا کہ گلے کی ہڈی کے گودے تک چھری پہونچ جاوی یا سر علیحدہ ہوجاوی مکروہ
ہے (اور) گدی کیطرف سی بھی ذبح کرنا مکروہ ہے۔ اور جو شکار وحشی کہ ہل گیا ہو اوسکو
ذبح کرنا چاہیئے اور جو چوپایہ پلا ؤ کہ وحشی ہوکر بہاگ جاوے یا کنوئین مین گر پڑے اور
اوسکا ذبح کرنا ممکن نہو تو اوسکو زخم لگا دینا چاہیئے (کہ پھر ذبح کی حاجت نہوگی)
اونٹ کے لیئے نحر مسنون ہی (یعنے اوسکے سینہ کے اوپر اور گردن کے نیچے نیزہ مارنا)
اور گاے بکری کا ذبح کرنا مسنون ہے اور اوسکا اولٹا کرنا (کہ گاے
بکری کو نحر کرین اور اونٹ کو ذبح) مکروہ ہے (ایسا نہ کرنا چاہیئے) اور اگر ایسا
کرین تو جانور حلال ہوجاوے گا۔ ماں کے ذبح ہونے سی اوسکے پیٹ کا بچہ ذبح

نہین ہوتا (یعنے اگر کسی گاے بکری کو ذبح کیا اور اوسکے پیٹ کے اندر سے مرا ہوا بچہ نکلا تو وہ ذبیحہ مین داخل نہوگا مردار ہوگا اور اگر زندہ بچہ نکلا تو اوسکو ذبح کرنا چاہیے ورنہ حرام ہوگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک مان کے ذبح سے بچہ بہی ذبح ہوجاتا ہے اور اوس کا کہانا حلال ہے چنانچہ بعضے حدیثون سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے منخنقہ کو حرام فرمایا ہے (یعنے اُس جانور کو جو سانس رُک کر مرجاوے اور یہ بچہ بہی ایسا ہی ہے کہ سانس رکنے سے مرجاتا ہے یا اس مین شبہہ ہے کہ مان کے ذبح سے مرجاتا ہے یا سانس رکنے سے اور جس چیز مین شبہہ حلال اور حرام ہونیکا ہوتا ہے اسمین حرام ہونیکی طرف کو غلبہ ہوتا ہی اسلئے حرام ہے)

فصل اُن جانورون کے بیان مین جنکا کہانا درست ہے اور جنکا نا درست ہے۔ درندون مین سے کچلیون والے جانور یعنی تیز ہے دانت کے اور پرندون مین سے جو پنجہ سے شکار کرین حرام ہین۔ جو کوا کہیتی کہاتا ہے (اور ناپاکی نہین کہاتا) حلال ہے مگر جو کوا ابلق کہ مردار کہاتا ہے حرام ہے (اور مراد ابلق سے یہی دیسی کوا ہے کہ اوسکی گردن کا رنگ بہ نسبت پرون کے سفید ہوتا ہے) کہانا حرام ہے کفتار اور گوہ اور بہڑ اور کچہوا اور زمین مین رہنے والے جانور (جیسے چوہا اور سانپ اور بچہو) اور بستی کا گدہا اور خچر اور گہوڑا حلال نہین (اور دبستی کا گدہا اسلئے کہا کہ وحشی گدہا یعنی گورخر حلال ہے) اور خرگوش حلال ہے۔ جس جانور کا کہانا درست نہین ذبح کرنے سے اوسکا گوشت اور پوست پاک ہوجاتا ہی (اگرچہ کہانا حرام ہے لیکن آدمی اور سور کو اگر ذبح بہی کرین چمڑا اور گوشت پاک نہوگا) پانی کے جانورون مین سی مچہلی کے سوا اور کوئی حلال نہین اور اوسمین بہی یہ شرط ہے کہ خود مرکر پانی پر نہ تیر آئی ہو (کہ اوس کا کہانا حرام ہے

اور مچھلی بدون ذبح کے حلال ہے جیسے ٹیڑی (بے ذبح کے ہوئے حلال ہے اور
امام شافعیؒ اور امام مالک کے نزدیک سب جانور دریا کی پیدایش کے حلال ہین
اور دلیل امام اعظم کی اللہ تعالی کا ارشاد ہے ویحرم علیہم الخبائث یعنے حرام کرتا
ہے اونپر خبیث چیزین اور مچھلی کے سوا دریائی جانور لطیف طبعون کے نزدیک سب
خبیث ہین اور یہ جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے واحل لکم صید البحر یعنے تمکو دریا
کا شکار حلال ہے اس سے مراد مچھلی ہی ہے کہ عرف مین اوسکی سوا اور چیز کا شکار
نہین کرتے اور آنحضرت صلعم نے جس دوا مین مینڈک ہو اوسکے کہانیسے منع فرمایا اور
کیکڑی کی بیع سے منع فرمایا ہے اگر ذبح کرنیوالے کو بکری خواہ دوسرے جانور کی موت
حیات کا حال نہ معلوم ہو اور ذبح کرنے سے وہ حرکت کرے یا خون نکلے تو وہ حلال
ہے اور اگر ان دونون مین سے کچھہ نہو تو حرام ہے اور اگر اوسکو ذبح کے وقت اوس کا
جینا معلوم ہو تو حلال ہے اگرچہ حرکت نہ کرے اور خون نہ نکلے +

کتاب الاضحیۃ

اسمین قربانی کا بیان ہے۔ قربانی کرنا اوس مسلمان پر واجب ہے جو آزاد اور مقیم اور
تونگر ہو قربانی اپنی طرف سے چاہیئے مالدار لڑکے کیطرف سے اوسپر واجب نہین اور
قربانی کم سے کم ایک بکری کی یا ساتوان حصہ بدنہ کا یعنی گائے اور اونٹ کا ہے
عید اضحی کی صبح سے لیکر بارہوین تاریخ کی شام تک اوسکا وقت ہے شہر کار ہنیوالا نماز
عید سے پہلی قربانی ذبح نکرے گانوون والیکو اختیار ہے کہ نماز سے پہلے قربانی کرے
۔ قربانی کا جانور اگر بے سینگ کا ہو یا خصے ہو یا دیوانہ اوسکی قربانی درست ہی لیکن اندھا
یا کانا اور اتنا دبلا کہ ہڈیون مین گودا نہو اور لنگڑا اور کان اور دم اور آنکھہ اور چکی

مین سے زیادہ حصہ کسکا ہو درست نہین - اونٹ کی اور گاے کی اور بہیڑ بکری ہی کی
قربانی درست ہے نر ہون یا مادہ اونٹ کی عمر پانچ برس سے کم ہنو اور گاے کی دو برس سے
کم ہنو اور بکری سال بہر سے کم ہنو اور بہیڑ مین سے وہ بہی درست ہی جسکی عمر چہ مہینے سے
زیادہ ہو (بشرطیکہ بڑی بہیڑون مین ملجاوے یعنی بچہ نہ معلوم ہوتی ہو) اگر سات شریکون
نے ایک گاے یا اونٹ کی قربانی کرنی چاہئے اور ایک ان مین سے مرگیا اور اوسکی وارثون
نے کہا کہ اسکو میت کی طرفسے اور اپنی طرف سے ذبح کرلو تو یہ قربانی کرنی درست ہے - اگر
چہ آدمی قربانی کرنی چاہتے ہین اور ساتوان شریک نصرانی یا مرتد ہے یا مسلمان ہے
کہ اوسکی نیت قربانی کرنے کی نہین بلکہ گوشت کا شریک ہی تو یہ قربانی کسی کی طرف سے
درست ہنوگی - قربانی کے گوشت مین سے آپ کہانا اور مفلس اور تونگر کو کہلانا اور رکہہ
چہوڑنا درست ہی اور مستحب ہی کہ مفلسون کو تہائی سے کم خیرات نکرے - قربانی کے چمڑے
کو خیرات کر دینا چاہیئے یا اوسکا کوئی تہیلا یا چلنی بنالے کہ لوگونکے کام آوے - اگر
ذبح کرنا جانتا ہو تو مستحب یہی کہ اپنے ہاتہہ سے ذبح کرے - یہودی اور نصرانی سے ذبح کرانا
مکروہ ہے - اگر دو شخص غلطی سے ایک دوسرے کی قربانی کو ذبح کردین تو دونون کیطرف سی
قربانی ہوگئی اور کسی کو دونون مین سے دوسرے کے جانور کی قیمت دینی نہ پڑیگی

کتاب الکراہیۃ

اس مین ممنوع چیزونکا بیان ہی - مکروہ چیز حرام کے قریب ہے اور امام محمد صاحب نے
تصریح فرمائی ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے **فصل** کہانے پینے کی چیزون کے بیان مین
- مکروہ ہے گدہے کا دودہ پینا اور سونے اور چاندی کے برتن مین کہانا اور پینا
اور تیل اور خوشبو لگانا مردون عورتون سبکو مگر رانگ اور کانچ اور بلور اور

عقیق کے برتن میں کہانا پینا وغیرہ مکروہ نہیں۔ جس برتن پر چاندی لگی ہو یا زین پر یا
کرسی پر چاندی کا کام ہو اوسکا استعمال حلال ہے مگر اسطرح استعمال کرے کہ چاندی کی
جگہہ بچی رہے مثلا برتن کے کنارے پر نہو کہ مُنہ اوسپر لگے یا زین اور کرسی پر بیٹھنے کی جگہہ خالی
ہو) اور کافر کا قول حلال اور حرام ہونے میں مقبول ہوگا (مثلاً کسی مسلمان کا خادم آتش پرست
ہو اور وہ گوشت لاوے اور کہے کہ یہ مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے تو اوس مسلمان کو اوس کا
کہانا درست ہوگا) غلام اور لڑکے کا قول ہدیہ اور اذن کے باب میں مقبول ہے (مثلاً
غلام یا لڑکا کہے کہ یہ کہانا تمکو ہدیہ بہیجا ہے یا کسی شخص سے کہے کہ تمکو صاحب خانہ اندر
بلاتا ہے تو اوسکا کہا مان لیا جاویگا) بدکار شخص کا قول معاملات میں مقبول ہے اور دین
کی باتوں میں معتبر نہیں (مثلاً اگر مضاربت اور وکالت اور قاصدی اور تجارت میں بدکار
کچھہ کہیگا تو مان لینگے اور اگر پانی کی نجاست وغیرہ امور دینی میں کچھہ کہیگا تو نہ مانینگے
اور جس شخص کی کوئی ضیافت ولیمہ میں کرے اور وہان راگ رنگ ہو تو یہ شخص بیٹھکر کہانا
کہالے مترجم کہتا ہے کہ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ اگر شخص مذکور ان لوگون
میں سے ہو جنکے افعال کی سند لوگ پکڑتے ہون اور وہ راگ رنگ کو منع بہی کرسکتا
ہو تو وہ بکہیڑا موقوف کرادے اور کہانا کہاوے اور اگر منع نہیں کرسکتا تو شریک دعوت
نہو چلا آوے اور اگر عامی شخص ہے تو اوس کا حکم وہی ہے جو کتاب میں ہے اور یہ سب
اوسوقت ہے کہ پہلے علم نہو اور اگر پہلے سے معلوم ہو کہ وہان بدعت ہے تو جانا ہی نہ چاہئے
کذا فی العینی **فصل** پہننے کے احکام کے بیان میں۔ مردون کو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے
(جسکے تانا بانا دونون ریشم ہون) مردونکو (حرام ہے) عورتونکو حرام نہیں اور ریشمی
کپڑے کی گوٹ مقدار چار انگل کے مردون کو بہی حلال ہے۔ ریشمی کپڑے کا تکیہ

یا چہونا مردون کو درست ہے - جس کپڑے کا تانا ریشم کا ہو اور بانا روئی یا اونکا اوس کا پہننا مرد کو حلال ہے اور جسکا تانا سوت یا اون کا ہو اور بانا ریشم کا اوس کا پہننا مردونکو صرف لڑائی مین حلال ہے - مرد سونے چاندی کا زیور نہ پہنے کہ حرام ہے ہان اگر چاندی کی انگوٹھی اور پیٹی اور تلوار کا ساز ہو تو مضائقہ نہین - اور سوائے بادشاہ اور قاضی کے اور لوگون کے حق مین افضل یہ ہے کہ انگوٹھی نہ پہنین - اور تیر اور لوہے اور پیتل اور سونے کی انگوٹھی پہننی حرام ہے نگینے کے سوراخ مین سونے کی کیل لگانی اور دانتون کو چاندی کے تارون سے باندہنا درست ہے سونیکے تارون سے درست نہین - لڑکونکو سونا اور ریشمی کپڑا پہنانا مکروہ ہے - وضو کا پانی خشک کرنے کو رومال رکہنا یا ناک صاف کرنے کو کپڑا رکہنا یا بات کے یاد رکہنے کو اونگلی پر دہاگا باندہنا مکروہ نہین

فصل دیکہنے اور ہاتہہ لگانے کے بیان مین - آزاد عورت جو اجنبی ہو مرد کو اوسکے چہرہ اور ہتہیلیون کے سوا اور کچہہ دیکہنا درست نہین اور جس مرد کو دیکہنے سے شہوت ہوتی ہو اوسکو چہرہ کا دیکہنا بہی نہ چاہیے مگر حاکم اور گواہ اور نکاح کا پیام دینے والا (یعنی جو اوس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو وہ اگر چہرہ دیکہے تو مضائقہ نہین) اور طبیب کو بیماری کی جگہہ کا دیکہنا درست ہے - مرد کا تمام بدن سوای برہنگی (یعنے ناف سے زانو تک) کے مرد کو دیکہنا جائز ہے اور عورت کا دیکہنا مرد اور عورت کو بہی ایسا ہی ہے (یعنے عورت دوسری عورت یا مرد کے تمام بدن کو سوائے برہنگی کے دیکہہ سکتی ہے) مرد اپنی بیبی اور لونڈی کے مکان مخصوص کو دیکہہ سکتا ہے اور محرم عورت کے چہرہ اور سر اور سینہ اور پنڈلیون اور بازوون کو دیکہہ سکتا ہے مگر پیٹہہ اور پیٹ اور رانون کو دیکہنا درست

نہین - جن اعضا کو دیکہنا جائز ہے اون کو ہاتہہ لگانا بہی درست ہے - غیر کی لونڈی مثل
محرم عورت کے ہے (یعنے اوسکے سر اور بازو وغیرہ کا دیکہنا درست ہے) اور اگر اوسکو
خریدنے کا ارادہ ہو تو جن اعضا کو دیکہنا درست ہے اونکو ہاتہہ بہی لگا دے گو شہوت ہو
- جب لونڈی بالغ ہو جاوے تو اوسکو صرف ایک تہمد بندہا کر مردون کے سامنے نہ
آنے دین (بلکہ اوپر کوئی کپڑا ضرور رہنا چاہیئے) اور خصی اور ذات کٹا ہوا اور ہیجڑا مردونہ
مین شمار ہین (یعنے دیکہنے اور ہاتہہ لگانے مین جو مردون کو جائز ہے وہی اونکو بہی درست
ہے) عورت کا غلام مثل اجنبی مرد کے ہے (یعنے عورت کو اوس سے بہی پردہ ضروری ہے)
مرد کو اپنی لونڈی سے بدون اجازت اور زوجہ بی بی سے اوسکی اجازت کے ساتہہ عزل
درست ہے (یعنے صحبت کیوقت انزال باہر کرنا لونڈی سے بلا اجازت اور بی بی سے باجازت درست ہے)

فصل عورت کی رحم کو صاف کر لینے کے بیان مین - جس شخص کی ملک مین کوئی
لونڈی آوے تو اوسکو اوسکے ساتہہ صحبت کرنا اور ہاتہہ لگانا اور اوسکی شرمگاہ کو
شہوت سے دیکہنا درست نہین جب تک کہ اوسکو ایک حیض نہ آ چکے - ایک شخص کے پاس
دو بہنین اوسکی لونڈیان ہین اور اوسنے دونون کا بوسہ شہوت سے لیلیا تو اب اوسکو اونمین
سے کسیکے ساتہہ صحبت کرنی یا لوازم صحبت کرنے (مثلاً مساس یا گلے چپٹانا حرام ہے)
جب تک کہ ایک کی شرمگاہ کو اپنے اوپر حرام نکردے (یعنی جب تک ایک کو اپنی ملکیت
سے باہر نکردے) مثلاً دوسرے کے ہاتہہ بیچدے یا ہبہ کرے یا کسیکے ساتہہ نکاح کردے
یا آزاد کردے تب تک دوسری سے صحبت نکرے - مرد کو مرد کا بوسہ لینا اور معانقہ کرنا
ایک تہمد باندہے ہوئے مکروہ ہے اور اگر تہمد پر کرتا بہی پہنے ہو تو درست ہے جیسے ہاتہہ ملانا جائز ہے

فصل بیع اور غلہ بہر لینے اور اجارہ وغیرہ کے بیان مین - آدمی کے پاخانہ کا

بیچنا مکروہ ہے مگر گوبر اور لید کی بیع مکروہ نہین - اگر بکر نے عمرو سے کہا کہ یہ لونڈی زید
کی ہے اور اوسنے اوسکے بیچنے کے لئے مجھے وکیل کیا ہے تو عمرو کو اوسکا خریدنا جائز ہے
گواہون کی گواہی پر خرید کو موقوف نرکے (کہ وکالت ثابت ہو تو خرید کرون) اگر زید
کا قرضہ عمرو کے ذمہ ہے اور دونون مسلمان ہین اور عمرو نے شراب بیچکر وہ قرضہ ادا
کیا تو زید کو شراب کا دام قرضہ مین لینا مکروہ ہے اور اگر عمرو کافر ہے تو شراب بیچکر
اگر قرضہ ادا کرے تو زید کو وہ دام لینے مکروہ نہین - آدمی کی غذا مثل گیہون وغیرہ
کے اور جانورون کی غذا مثل بُہس وغیرہ کے گرانی کی نیت سے ایسے شہر مین بند کر رکہنا
مکروہ ہے جہان بند کر رکہنے سے لوگونکو تکلیف ہو لیکن اپنی زمین کا غلہ بند کر رکہنا یا دوسرے
شہر سے تجارت کے لئے لاکر روک رکہنا مکروہ نہین + حاکم اپنی طرف سے نرخ مقرر نکرے
مگر جس صورت مین کہ غلہ فروش نہایت گران کر دین (اسوقت نرخ مقرر کرنا درست ہے)
شراب بنانیوالے کے ہاتھ شیرہ بیچنا جائز ہے اور نواح شہر مین گھر کا کرایہ دینا کہ کرایہ دار
اوسمین آگ کو پوجے یا یہودی خواہ نصرانی اوسکو اپنی عبادت گاہ مقرر کرین یا اوسمین شراب
بکا کرے درست ہے (اور نواح شہر کی قید اسلئے ہے کہ خاص شہر کے اندر یہ امور سب بادشاہ
کیطرف سے ممنوع ہونی چاہئین اسلئے یہ باتین شہر کے باہر ہی ہونگی تو اونکے لئے وہان مکان
کرایہ دینا جائز ہے) ذمی کی مزدوری کرنی شراب اوٹہانے کے لئے جائز ہے (اور صاحبین
کے نزدیک مکروہ ہے) شہر مکے کی مکانونکی عمارت اور زمین کا بیچنا اور قرآن مجید مین مثلاً
آیتون پر نشان (عب یا سے کا) کرنا اور اوسکے حروف پر نقطے اور اعراب لگانے
اور سونے چاندی سے اوسکو مزین کرنا اور ذمی کا مسجد کے اندر آنا اور ذمی کی بیمار پرسی
کرنی اور چارپایون کو بدہیا کرنا اور گدہون کو گھوڑیون پر خچر کی نسل کے لئے ڈالنا اور بادشاہ

غلام تاجر کا ہدیہ قبول کرنا اور اوسکی ضیافت ماننی اور اوس سے سواری کا جانور مانگ لینا یہ سب باتین جائز ہین - اور اگر غلام ماذون کسیکو کپڑا پہننے کو دے یا ہدیہ مین روپیہ اشرفی بھیجے تو مکروہ ہے - خصے نکلے ہوئے آدمی کو زنانہ مکان مین آنے دینا اور یون دعا مانگنی کہ الہی عرش پر اپنی عزت کے انعقاد کی جگہہ کے طفیل سے یہ کام کردے یا یون دعا کرنا کہ الہی بحق فلان یہ کام کردے مکروہ ہے - شطرنج کھیلنا اور گٹھون سے کھیلنا اور تمام کھیل مکروہ ہین اور غلامی کا نشان مثل لوہے کے طوق وغیرہ کے غلام کے گلے مین ڈالنا مکروہ ہے مگر اوسکو قید کرنا درست ہے - دوا کے لئے حقنہ کرنا - اور قاضی کا روزینہ بیت المال سے مقرر کرنا - اور لونڈی اور ام ولد کو بدون محرم سفر کرنا - اور جو چیزین بچہ کے لئے ضروری ہون اون کو اوسکے چچا خواہ ماں کا مول لینا یا بچہ پالنا جائز ہے اسیطرح جو شخص کوئی بچہ پڑا ہوا پاوے وہ بھی بچہ کی ضروریات کی بیع وشرا کر سکتا ہے - بچہ کو کسی کا مزدور کرانا یا نوکر رکھنا صرف ماں کو جائز ہے (دوسرے کو اختیار نہین ہے) -

کتاب احیاء الموات

اس مین ویران زمین کے زراعت کرنے کا بیان ہے - موات اوس زمین کو کہتے ہین جسمین کھیتی پانی کے نہونے یا پانی کی کثرت کے باعث نہو سکے اور وہ زمین بستی سے دور ہو کہ چلانے کی آواز وہان سے بستی مین نہ پہونچے اور کسیکی ملک نہو پس ایسی زمین کو اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے آباد کرے (یعنے کھیتی کے قابل کرے) تو وہ زمین اوسکی ہو جاتی ہے - اگر موات زمین کے گرد کوئی پتھر وغیرہ کی مینڈہ باندھ دے (یا اور کوئی نشان خندق وغیرہ کا کردے) تو اس سے اوسکا مالک نہوگا اور آبادی کے قریب کی زمین کا زراعت

[illegible]

کے قابل کرنا جائز نہین (یعنے زراعت کے قابل کرنیسے اوسکا مالک نہ ہوگا) ویران زمین مین
اگر کوئی شخص کنوان کہدواوے تو کوئین کے سب طرف سے ۴۰ گز اوسکا حق ہوگا اور چشمہ
(یعنے تالاب وغیرہ) کا گرد چہار طرف ۵۰۰ گز (ہوگا) پس اگر کوئی شخص کنوئین کے گرد
۴۰ گز کے اندر اور چشمہ کے گرد ۵۰۰ گز کے اندر دوسرا کنوان یا چشمہ بنایا چاہے تو
اوسکو بنانے نہ دینگے - یہ ہے کا گروہ اوسقدر ہوتا ہی جو اوس کے مناسب ہو - دریا برآورد
زمین اگر ایسی ہو کہ پہر وہان دریا نہ آوے گا تو اوسکا حکم موات کا ہے اور اگر احتمال دریا کے
پہر آنیکا ہو تو موات نہین - اگر موات زمین مین کوئی نہر کہودے تو اوسکا گروہ کچہہ نہوگا (یعنی
صرف کنارونکی مٹی جس جگہہ پڑی ہے وہی اوسکا حق ہے اور کچہہ نہین) **فصل پانی
کے گہاٹ کے مسائل مین** گہاٹ مین سے کہیتی اور جانورون کے لئے
حصہ اور باری ہونیکا نام شرب ہے - بڑی نہرین مثلاً دجلہ اور فرات اور گنگا جمنا کسیکی
ملک نہین اون سے اپنی زمین کو پانی دینا اور وضو کرنا اور پینا اور اونپر پن چکی قائم کرنی
اور اونہین سے نہر کہود کر اپنی زمین مین لانی بشرطیکہ عام لوگون کا ضرر نہو ہر شخص کو اختیار
ہے - اور جو نہرین کہ کسیکی ملک ہون اونسے اور کنوون اور حوضون سے ہر شخص کو پانی
پینے اور اپنے جانورون کو پانی پلانیکا اختیار ہے مگر زمین کو سینچنے کا اختیار نہین اور اگر
بیلون کی کثرت سے نہر کے خراب ہونے کا خوف ہو تو اونکو پانی پلانے سے مالک روک
سکتا ہی - اور پانی جو مٹکے وغیرہ مین رکہا ہوا ہو اوسکو بدون اجازت مالک کے کام
مین لانا درست نہین - اور چہوٹی نہرون کا صاف کرنا جو کسیکی ملک نہون بیت المال مین سے
چاہیے اور اگر بیت المال مین خرچ صفائی کا نہو تو لوگون سے اوسکے لئے بزور لینا
چاہیے - اور جو نہر کسیکی ملک ہو اوسکی صفائی اوسکے ذمہ لازم ہے اگر مالک انکار کری

تو بزور اوس سے صاف کرائی جاوے - اور مشترک نہر کے کوڑے وغیرہ نکالنی کا خرچ
شریکون کے ذمہ ہے نہر کے اوپر کیجانب سی (یعنے شروع منبع کیطرف سی) ہوگا پس
جس شریک کی زمین سے نہر آگے بڑہجاویگی وہ صفائی کے خرچ سے بری ہوجاویگا -
اور جو آدمی اور جانور ایسے نہر وغیرہ سے پانی پیتے ہون اونپر اوسکا صاف کرنا لازم نہین -
گہاٹ پر اپنے پانی لینے کا دعوے کرنا بدون زمین کی ملکیت کے بہی درست ہی - کچہ لوگون
مین ایک نہر مشترک ہے اور وہ اُس سے پانی لینے مین جہگڑا کرین تو نہر مذکور مین ہر ایک
شریک کا حصہ اتنا ہوگا جتنی اوسکی زمین ہے (اور وہ مشترک رہیگی) شریکون مین سے
کسی کو اختیار نہوگا کہ نہر مشترک مین سے دوسری نہر اپنی زمین مین کہودلاوی یا اوسپر
پنچکی لگاوے یا رہٹ یا چرخہ سے پانی لیوے یا اوسپر پل باندہے یا نہر کے دہانہ کو
چہوڑا کرے یا پانی کی تقسیم دنون کی اعتبار سے کرے اور پہلے قلابون کے اعتبار سی
ہوچکی ہو یا اپنے حصہ کا پانی اس نہر کا اپنی دوسری زمین مین لیجاوے جس کا پانی
دینا اس نہر مین سے نہوتا ہو (اور یہ امور اگر) شرکا کی (رضامندی سے کرے تو مضائقہ
نہین) بدون رضامندی (کسیکو اختیار انکا حاصل نہین) پانی دینے کا حق میراث مین
وارث کو پہونچ سکتا ہے اور بعینہ اوس سے نفع لینے کی وصیت دوسرکو کردینی (کہ
میرے بعد تو کام مین لائیو) درست ہی مگر اوس حق کا بیچنا اور ہبہ کرنا درست نہین - اگر ایک
شخص نے اپنی کہیت کو پانی سے بہرا اور اوس سے اوسکی ہمسایہ کی زمین کو ضرر ہوا یا ڈوب
گئی تو اوسپر اوس زمین کا کچہ تاوان دینا نہ آویگا ؏

کتاب الاشربة

اسمین شرابون کا ذکر ہے - شراب شریعت مین اوس چیز کا نام ہے جو نشہ کرے

طرح کی شرابین حرام ہین اول خمر یعنے انگور کا کچا پانی جب خوب جوش مارنے لگے اور اسپر جھاگ
اجاوین تو اسمین سے تھوڑا اور بہت حرام ہو جاتا ہے اور دوسرے شراب طلا ہے کہ انگور کو نچوڑ
کر اتنا پکاوین کہ ایک تہائی سے زیادہ رہجاوے اور باقی اوڑجاوے تیسرے شراب کا نام سکر
ہے کہ تر چھوہارون کو پانی مین بھگو دیا اس کچے پانی کو سکر کہتے ہین چوتھی شراب نقیع زبیب ہے
یعنی کشمش کو پانی مین ترکرکے بدون پکائے رہنے دیا یہ تینون پہلی قسمین اگر اٹھین جاوین اور
کڑوی ہوجاوین تو حرام ہین اور انکی حرمت خمر کی نسبت کر کم ہے یعنی ان تینون کو اگر کوئی حلال
جانیگا تو کافر نہوگا بخلاف خمر کی (کہ اوسکا حلال جاننے والا کافر ہے) اور چار قسمین حلال ہین ایک
یہ کہ خشک چھوہارے خواہ کشمش پانی مین ترکرکے اوس پانی کو جوش خفیف دیا جاوے تو یہ پانی اگرچہ
اوٹھہ کھڑا ہو مگر اوسمین سے اسقدر پینا کہ نشہ نلاوے جائز ہے اور خوشی اور کھیل کے لئے یہ بھی درست
نہین دوسری قسم یہ ہے کہ خشک چھوہارون اور کشمش کو جدا جدا ترکرکے دونون کا
پانی ملاکر جوش خفیف کے بعد رکھہ چھوڑین یہانتک کہ اوٹھہ کھڑا ہو تیسرے یہ کہ شہد یا انجیر یا
گیہون یا جو یا مینا پانی مین ترکرکے رکھہ چھوڑین جوش دین یا ندین اور یہ پانی اٹھہ کھڑا ہو
چوتھی یہ کہ انگور کے عرق کو اتنا پکاوین کہ دو تہائی اڑجاوے بعد اوسکے رکھہ چھوڑین کہ اوٹھہ
آوے اور ان چارون قسمون مین امام شافعیؒ کا اختلاف ہے اونکے نزدیک سب نشہ آور چیزین
حرام ہین اور امام اعظمؒ کے نزدیک یہ چارون اگر نشہ نکرین اور کھیل اور ترنگ کی راہ سے نہ پی جاوین
تو حرام نہین یعنی مرض مین انکا استعمال کرنا درست ہے اسوجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہے کہ حُرِّمَتِ الخَمرُ بِعَینِها والسُّکرُ مِن کُلِّ شَرابٍ یعنی خمر تو خود حرام ہے اور
باقی شرابونکا نشہ حرام ہے اس حدیث کو اورون نے مرفوع روایت کیا
ہے اور نسائی نے ابن عباسؓ پر موقوف روایت کیا ہے اکدو کی تو بہ اور شراب

کے کوزے اور مزفت اور نقیر مین نبید بنانا (یعنے پہلون وغیرہ کا پانی ان برتنون مین رکہنا حلال ہے (شروع اسلام مین ان برتنون مین نبید بنانا حرام ہوگیا تہا اسلئے کہ یہ برتن شراب کے ہوتے تہے بعد اوسکی حرمت منسوخ ہوئی کہ برتن کی جہت سے حرام نہین بلکہ حرمت کا سبب نشہ ہے۔ اگر شراب خود بخود سرکہ ہوگئی یا کچہہ ڈالکر اوسکو سرکہ بنالیا تو اوسکا کہانا جائز ہے۔ شراب کی تلچہٹ کا پینا اور اوس مین ترکر کے کنگہی کرنی (جیسے بعض عورتون کی عادت ہے) مکروہ ہے اور جو شخص تلچہٹ پیوے اوسپر حد نماری جاوے جبتک کہ مست نہو

کتاب الصید

اسمین شکار کرنیکے مسئلے ہین۔ شکار کرنا سکہائے ہوئے کتے اور چیتے اور باز اور سب سکہائے ہوئے شکاری جانورون سے حلال ہے۔ شکار کرنے مین تین باتین ضروری ہین اول تو جانور شکاری کی تعلیم اور کتے کا تعلیم یافتہ ہونا یہ ہی کہ شکار کو پکڑ کے خود کہانے لگے جب تین بار ایسا کرے تو وہ تعلیم یافتہ ہوگیا اور باز کی تعلیم یہ ہے کہ بلانے سے پہر آوے دوسری بات یہ ہے کہ جب شکار پر جانور چہوڑا جاوے اوسوقت بسم اللہ کہکر چہوڑے تیسرے یہ کہ شکاری جانور کسی جگہہ مین زخم کردے۔ اگر شکار پکڑ کر باز خود کہانے لگے تو اوس شکار کو کہانا جائز ہے اور اگر کتا یا چیتا کہانے لگے تو اوسکا کہانا درست نہین۔ اگر شکار کہیلنے والا شکار کو زندہ پاوے تو اوسکو ذبح کرے اگر زندہ پانے کی صورت مین ذبح نکریگا تو وہ شکار حرام ہوجاویگا اور یہی حال ہے اگر کتا شکار پر زخم نہ لگاوے بلکہ گلا گہونٹ کر مارڈالے یا شکاری کتے کے ساتہہ بدون تعلیم کیا ہوا کتا یا کسی کافر غیر کتابی کا کتا یا ایسا جسکے چہوڑتے وقت شکاری نے قصداً بسم اللہ نہ کہی ہو شکار مارنے مین شریک ہوگیا ہو تو شکار حرام ہوجاوے گا۔ اگر ایک مسلمان نے اپنا کتا شکار پر چہوڑا اہسے

اوسکو کسی مجوسی نے ہلکارا اور کتے نے ہلکار پر تیز ہو کر شکار مارا تو شکار حلال ہوگا اور اگر
اگر کتے کو مجوسی نے چہوڑا اور مسلمان نے ہلکارا اور کتے نے ہلکار سے تیز ہو کر شکار مار لیا تو یہ شکار
حرام ہوگا۔ اور اگر کتے کو کسی نے نہین چہوڑا تہا بلکہ وہ آپ ہی شکار پر چلا تہا پہر اوسکو
کسی مسلمان نے ہلکار دیا اور اوسنے جیستی کر کے شکار مارا تو یہ شکار حلال ہوگا۔ اگر مسلمان
بسم اللہ کہکر شکار کے تیر مارے اور تیر سے وہ شکار زخمی ہو جاوے تو اوسکا کہانا درست ہوگا
۔ اور اگر شکار کو زندہ پاوے تو ذبح کر لے اور باوجود زندہ ملنے کے اگر ذبح نکریگا تو حرام ہو جاویگا
اگر شکار کے تیر لگا اور تیر کہا کر وہ غائب ہوگیا اور شکاری اوسکو ڈہونڈہتا رہا پہر زخمی
مرا ہوا ملا تو حلال ہے اور اگر تیر مارنے کے بعد شکاری نے اوسکی جستجو نکی اور بیٹہہ
رہا اور پہر وہ شکار مردہ پایا تو حلال نہوگا۔ اگر شکار کے تیر لگا اور وہ پانی مین گرگیا یا کسی
چہت پر یا پہاڑ پر گرا پہر وہان سے زمین پر گر کر مرگیا تو وہ حرام ہوگا اور اگر اول ہی
زمین پر گر کر مر جاوے گا تو حلال رہے گا۔ اگر تیر کو لکڑی کیطرح مارا اور شکار مرگیا یا غلے
اور گولی سے شکار مارا تو وہ حرام ہوگا۔ اگر شکار کے تیر مارا اور اوس سے کوئی عضو اوسکا
جدا ہوگیا تو شکار کہایا جاوے گا اور وہ عضو نہین کہایا جاوے اور اگر شکار کو دو ٹکڑے
اسطرح کیا کہ تہائی سر کیطرف اور دو تہائی دہڑ کیطرف ہون تو سارا شکار کہایا جاویگا
(مثلاً اگر ہرن کو تلوار سے مارا اور اوسکے ایسے دو ٹکڑے ہوئے کہ تہائی سر کی جانب رہی تو
سبکا کہانا درست ہی اور اگر ٹکڑے ایسے ہون کہ سر کی جانب آدہی سی زیادہ رہی اور چوتڑون
کیطرف کم رہے تو اس صورت مین چوتڑون کیطرف کا حصہ نہ کہایا جاویگا) اور مجوسی اور بت
پرست اور مرتد کا مارا ہوا شکار حرام ہے (اسلئے کہ اونکا ذبیحہ درست نہین) اگر زید نے شکار
کے تیر مارا اگر وہ سست ہوا پہر اوسکے عمرو نے تیر مارا اور شکار مرگیا تو وہ شکار عمرو کا

ہوگا اور اوس کا کہانا حلال ہوگا اور اگر زید کے تیر سے شکار ڈھیلا پڑ گیا تہا اور پہر عمرو کے تیر سے مرگیا تو شکار زید کا ہوگا اور اوس کا کہانا حرام ہوگا اسلئے کہ جب شکار مضمحل ہوگیا تہا تو چاہیے تہا کہ اوسکو ذبح کرنا چونکہ مار ڈالا اس لئے حرام ہوگیا) اور عمرو اُس شکار کے دام زید کو دیوے مگر اوسکی قیمت مین سے اوسقدر دام مجرا کرلے جو زید کے تیر کے زخم سے اوسمین نقصان ہوا ہو۔ شکار کرنا سب جانورون کا درست ہے خواہ گوشت انکا کہایا جاتا ہو یا نہو (اسلئے کہ جنکی گوشت سے نفع نہین اون کی ہڈی اور چمڑے سے نفع ہوسکتا ہے +)

کتاب الرہن

اسمین گرو کرنے اور رکہنے کا بیان ہے۔ کسی حق کے عوض مین مثل قرض وغیرہ کے ایسی چیز کے روک لینے کو رہن کہتے ہین جس سے روکنے والا اپنا حق وصول کرسکے (اس سے یہ نکلا کہ حدود و قصاص کی عوض مین اگر گرو دیگا تو درست نہوگا اسلئے کہ گرو کی چیز سے حدود و قصاص کا ملنا ممکن نہین گرو کرنے والیکو راہن کہتے ہین اور جو گرو رکہتا ہے اوسے مرتہن بولتے ہین اور گرو کی چیز کو مرہون) یہ معاملہ ایجاب اور قبول اور رہن کی چیز پر مرتہن کے قابض ہونے سے لازم ہوجاتا ہے۔ مگر مرہون چیز تقسیم کی ہوئی اور راہن کے تصرف اور ملک سے خالی چاہیے۔ اگر راہن نے مرہون چیز کو اپنی ملک و تصرف سے خالی کرکے مرتہن کے سامنے کردیا اسطرح کہ وہ اسکو لیسکے یا بائع نے مبیع کو مشتری کے سامنے اسطرح رکہدیا تو یہ صورت قبضہ کرنے مین داخل ہے۔ راہن کو اختیار ہے کہ اگر مرتہن نے شے مرہونہ پر قبضہ نکیا ہو تو اپنے عقد رہن سے رجوع کرے (یعنی اپنی چیز پہیر منگالے اور گرو نرکہے) اور مرہون چیز اگر مرتہن کے پاس جاتی رہے تو اوسکی قیمت اور رقم قرض دونوں سے جو نسا کم ہوگا وہ نتا تاوان مرتہن کو دینا

آویگا (یعنے اگر قرض کی مقدار کم ہوگی تو وہ دینی آویگی اور اگر اوس شے کی قیمت کم ہووے تو وتنی ہی دینی آویگی) اس سے یہ معلوم ہوا کہ جس صورت مین کہ مرہون چیز ہلاک ہو اور اوسکی قیمت اور راہن کے ذمہ جو قرضہ مرتہن کا چاہیئے دونون کی تعداد برابر ہو تو اسصورت مین مرتہن اپنا روپیہ بہر چکا (کہ جتنا اسکا راہن کے ذمہ تہا وتنا ہی راہن کی چیز کا اوسکے ذمہ ہوگیا) اور اگر مرہون چیز کی قیمت قرض ذمگی راہن سے زیادہ ہو تب بہی اپنا حق پا چکا اور جسقدر قرض سے زیادہ کی چیز وہ ہی وہ زیادتی مرتہن کے پاس امانت ہے (یعنے اوسکا تاوان کچہہ ندینا ہوگا) اور اگر قرض راہن کے ذمہ زیادہ ہو اور مرہون کی قیمت کم تو اسصورت مین مقدار قیمت مرہون کی تو مرتہن گویا پاچکا مگر باقی قرضہ راہن سے وصول کرے گا مرتہن کو اختیار ہے کہ بعد رہن کے راہن سے اپنے قرضہ کا تقاضا کرے اور قرضہ کی بابت اوسکو قید کرے (غرضکہ رہن کردینے سے یہ نہین ہوتا کہ قرض خواہ مانگنا اور مواخذہ چہوڑ دے) رہن کے چہڑانے مین مرتہن کو حکم ہوگا کہ مرہون چیز حاضر کرے پہر راہن کو حکم ہوگا کہ قرضہ اسکا اول ادا کردے (پہر اپنی چیز لے لے) اور جب کہ مرہون چیز مرتہن کے پاس ہو اوسکو اختیار ہے کہ راہن کو اوسکے بیچنے سے روکدے جبتک کہ اپنا قرض راہن سے نہ بہرلے اور جب قرضہ وصول کر چکے تو مرہون کو اوسکی حوالی کرے مرتہن کو مرہون چیز سے فائدہ لینا یعنی اگر غلام وغیرہ ہو تو اوس سے کام لینا اور مکان وغیرہ ہو تو اوس مین رہنا اور کپڑا ہو تو اوسکو پہننا یا مرہون چیز کو مزدوری پر چلانا یا مانگے دینا درست نہین۔ مرہون چیز کی حفاظت مرتہن اپنے آپ کرے یا اوسکی بیبی خواہ لڑکا خواہ خادم جو اوسکے متعلق ہو (یعنے خوراک پوشاک وغیرہ اوسکے ذمہ ہو) کرے (اگر اونکے سوا کسی اور سے حفاظت کراویگا یا کسیکو بطور امانت سپرد کریگا

یا اور کسیطرح کی زیادتی مرہون چیز پر کرے گا اور وہ تلف ہو جاویگی تو مرتہن کو اوسکی قیمت دینی آویگی - جس گھر مین مرتہن چیز کی حفاظت کرے اوسکا کرایا اور محافظ کی تنخواہ مرتہن کے ذمہ ہے اور مرہون چیز کے چرانے والے کی اُجرت اور اوسکے کھانے پینے کا دام اور اگر زمین خراجی ہو اوسکا خراج راہن کے ذمہ ہوگا ٭

باب ان چیزونکے بیان مین جنکا رہن کرنا اور جنکے عوض رہن کرنا جائز یا نا جائز - غیر معین چیز کا بدون تقسیم رہن کرنا (مثلاً یون کہنا کہ اس گھر کا نصف یا تہائی گرو کرتا ہون بدون تقسیم کیے) درست نہین اسیطرح پہلون کا گرو کرنا بدون درخت کے اور کھیتی کا رہن کرنا بدون زمین کے اور زمین مین کے درخت کو بدون زمین کے گرو کرنا اور آزاد اور مدبر اور مکاتب اور اُم ولد کو رہن کرنا درست نہین - اور امانت کے عوض مین کوئی چیز امین کی گرو رکھنی یا اوس خوف سے کہ مبیع کسی اور کی نہ نکل آوے کوئی چیز بائع کی گرو لینی یا مشتری نے ابھی مبیع پر قبضہ نہین کیا تو بائع سے اوسکی عوض کوئی چیز گرو کرنی درست نہین - رہن رکھنا اوس قرض کے عوض مین درست ہے جو واجب الادا ہو گو اوسکے ادا کا وعدہ دوسرے وقت پر ہو اور اگر رب المال مضارب سے راس المال کی عوض کوئی چیز رہن کر لے تو درست ہے - اگر بیع صرف مین قیمت کے عوض کوئی چیز گرو کر لے یا بیع سلم مین جس چیز مین سلم کی ہے اوسکی قیمت کے بدلے مین کوئی چیز گرو کر لے تو جائز ہے پس اگر ان صورتون مین مرہون چیز ہلاک ہو جاوے تو مرتہن اپنا حق لے چکا اب راہن سے کچھ نہ پاویگا باپ کو اختیار ہے کہ اپنے ذمہ کے قرضہ مین اپنے نابالغ لڑکے کے غلام کو رہن رکھہ لے - چاندی سونے کو رہن رکھنا اور کیلئے چیزون کو (مثل گیہون اور جو وغیرہ) اور

وزن کی چیزون کو (مثل تانبے اور لوہے کے) گرو رکہنا درست ہے۔ اگر ایک جنس کو اوسیکے عوض رہن رکہا اور مرہون چیز جاتی رہی تو اوسیقدر قرض مین محسوب ہو جاوے گی اور کہرے کہوٹے کا اسمین اعتبار نہ ہوگا (یعنے مرہون چیز اور جسکی عوض رہن ہوا ہے اگر دونون ایک جنس ہون تو کہرے کہوٹے ہونیکا فرق دونونمین نکرنا چاہئے) اگر ایک شخص نے اپنا غلام فروخت کیا اس شرط پر کہ مشتری ثمن کے بدلے مین ایک معین چیز بائع کے پاس رہن کردے پہر مشتری نے اوس چیز کے گرو رکہنے سے انکار کردیا تو اب مشتری پر زور نکیا جاویگا کہ (خواہی نخواہی گرو کردے) مگر بائع کو اختیار ہے کہ اگر مشتری ثمن نقد ادا نکرے یا اوس شے کی قیمت جسکو رہن کرنا مشروط کیا تہا رہن کے اعتبار سے ندیوے تو بیع کو توڑ ڈالے۔ اگر کوئی مشتری بائع سے کہے کہ جبتک مین وام دون تم اس کپڑے کو رکہہ لو تو وہ کپڑا رہن ہو جاوے گا (گو زبان سے لفظ صریح رہن کا نکلا ہو) اگر دو غلامون کو ایک ساتھہ ہزار کے عوض مین گرو کیا ہو تو یہ نہین ہو سکتا کہ راہن اون مین سے ایک حصہ کا روپیہ ادا کرکے اوسکو پہیرلے جیسے یہ نہین درست ہے کہ مشتری ثمن مین سے کسیقدر ادا کرکے حصہ رسد مبیع کو لیلے۔ اگر ایک شے معین کو دو شخصون کے پاس رہن رکہا تو درست ہے مگر تلف ہونیکی صورت مین تاوان دونون پر بقدر حصہ ہر ایک کے قرضہ کے ہوگا پس اگر راہن نے دونون مین سے ایک کا قرض ادا کردیا تو وہ چیز دوسرے کے پاس رہن رہیگی (جسکا قرض ادا نہین کیا ہے) زید اور عمرو دونون بکر کے غلام کے مدعی ہین (یعنے ہر ایک اوس سے یہ کہتا ہے) کہ اس غلام کو تو نے میرے پاس گرو رکہا تہا اور مین نے اوسپر قبضہ کرلیا تہا (اب تو ہٹالایا ہے) اور دونون نے اپنے دعوے کے گواہ گذرانئے تو دونون کے گواہ باطل ہو جاوینگے

(بکر پر کسیکا دعوے ثابت نہ ہوگا) اگر راہن دو مرتہنون کے قبضہ مین غلام چھوڑکر مرجاے اور دونون مرتہن گواہ بموجب بیان سابق گذرانین (یعنے ہرایک یہی ثابت کرے کہ میت نے میرے پاس گرو رکھا ہے) تو اس صورت مین وہ غلام دونون کے پاس اُن دونون کے حق کے عوض مین آدھا آدھا رہن رہیگا ۔

باب مرہون چیز کو قرض خواہ کے سوا کسی اور معتبر آدمی کے پاس رکھنے کے بیان مین - اگر راہن اور مرتہن مرہون چیز کو کسی دوسرے معتبر کے پاس رکھدین تو درست ہی اور دونون مین سے کسیکو اوسکے لے لینے کا اختیار نہوگا اور اگر وہ چیز ضائع رہیگی تو تاوان مرتہن پر ہوگا (یعنے اوسکا قرضہ راہن کے ذمہ ہے ساقط ہوجائیگا) اگر راہن قرضہ کی میعاد پوری ہونے پر مرتہن یا اوس معتبر شخص کو یا کسی اور کو مرہون چیز کے فروخت کرنیکا وکیل کردے تو درست ہے اور اگر راہن گرو کرتے وقت یہ وکالت ٹھہر گئی ہو تو وکیل مذکور راہن کے موقوف کرنے سے اور اوسکے مرنے سے اور مرتہن کے مرجانے سے معزول نہوگا (بلکہ اوسکی وکالت بدستور قائم رہیگی) وکیل کو مرہون چیز کا بیچنا راہن کے وارثون کے پیٹھ پیچھے درست ہے - اگر وکیل مرجاوے تو اوسکی وکالت باطل ہوجاویگی - راہن اور مرتہن مین سی کسیکو مرہون چیز کے بیچنے کا اختیار بدون دوسرے کی رضامندی کے حاصل نہین - اگر مدت وعدہ کی پوری ہوجاوے اور راہن موجود نہو تو اوسکے وکیل پر شے مذکور کے فروخت کرنیکے لئے جبر کیا جاویگا جیسے جوابدہی کے وکیل کا حال ہے کہ اگر موکل جوابدہی نکرے اور غائب ہوجاوے تو وکیل سے مقدمہ کی جوابدہی بزور کرائی جاویگی - اگر معتبر شخص نے اُس شی کو بیچکر مرتہن کو اوسکا دام دیدیا اب وہ مرہون چیز کسی اور کی نکلی اور معتبر شخص سے اوسکا تاوان لیا گیا تو وہ

مرہون چیز کی قیمت یا راہن سے بھر لے یا مرتہن سے وہ دام وصول کرے جو اُس سے
مستحق کو دلوائے گئے ہوں - اگر غلام یا گھوڑا مرہون مرتہن کے یہاں مرجاوے اور وہ
کسی دوسرے کا نکلے اور مالک راہن سے اوسکی قیمت بھر لے تو اب یہ مرہون مرتہن کر
دین کے عوض مرے گا (یعنے مرتہن کو اب راہن سے کچھہ نہ ملیگا) اور اگر مالک مرتہن سے
مرہون کا دام وصول کرے تو مرتہن یہ دام جو مالک کو دئے اور اپنا قرضہ راہن سے
لیوے (اسلئے کہ قرضہ ابھی ادا نہیں ہوا ہے ئو)

باب مرہون کے اندر تصرف کرنے اور اوسمیں نقصان ڈالنے اور مرہون کے
دوسرونکا نقصان کر دینے کے بیان مین - اگر راہن نے مرہون کو بیچ ڈالا تو بیع مرتہن
کی اجازت پر ملتوی رہیگی خواہ مرتہن کے قرض کے ادا کر دینے پر موقوف رہیگی (یعنی اگر
مرتہن اس بیع کی اجازت دیدے یا راہن مرتہن کا قرض ادا کر دے تو بیع جاری ہو جاویگی)
اگر راہن نے غلام مرہون کو آزاد کر دیا تو آزاد ہو جاویگا لیکن اگر قرضہ کی میعاد نہیں ہے تو
راہن سے مرتہن کے قرضہ کا مواخذہ کیا جاویگا اور اگر قرضہ کی میعاد ہے تو راہن سے غلام
مذکور کی قیمت لیکر مرتہن کے پاس غلام کے عوض رکھدیجاویگی اور اگر راہن مفلس ہوگا
کہ غلام کی قیمت نہیں دلیسکتا تو غلام مذکور اپنی قیمت یا مرتہن کا قرض دونوں میں سے
جو ن سا کم ہو مرتہن کو کما دے اور جو کچھہ مرتہن کو دیوی اپنی مالک یعنے راہن سے لیوے
(جسکی عوض مرتہن کو دیا تھا) اور اگر راہن مرہون چیز کو تلف کر دے یا مار ڈالے تو اوسکا
حکم مثل آزاد کر دینے کے ہے - اگر مرہون کو کسی اجنبی شخص نے تلف کر دیا تو مرتہن اسکی قیمت
اجنبی سے وصول کرے اور یہ قیمت مرتہن کے پاس رہن رہیگی - اگر مرتہن مرہون چیز
راہن کو مانگے دے تو اوسکے تاوان سے بری ہو جاویگا یعنی اگر وہ چیز ہلاک ہو جاویگی تو

مرتہن کی بغیر اجازت بیچ ڈالے

منفت مین راہن کی جاویگی ہان اگر راہن پہر مرتہن کو دیدے تو مرتہن پر تاوان پہر آویگا
-اگر راہن یا مرتہن نے ایک دوسرے کی اجازت سے مرہون چیز کسیکو مانگی دی تو اوسکا
تاوان مرتہن کے ذمہ نرہیگا اور دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ مانگنے والی سے اوسکو واپس
لیکر بدستور گرو رکہے اگر رہن کے لئے کسی سے کپڑا مانگے تو درست ہے لیکن اگر مالک مقدار
جنس اور شہر کو معین کردے (مثلا کہدے کہ اس کپڑے کو دس روپیہ یا دس من
گیہون کے عوض یا فلان شہر مین رہن رکہنا) اور راہن مالک کے کہنے کے بموجب
نکرے تو مالک کو اختیار ہے چاہے اپنے کپڑے کے دام راہن سے لیوے خواہ مرتہن سے
اور اگر راہن مالک کے کہنے کے بموجب کرے اور وہ کپڑا مرتہن کے پاس سے جاتا رہے
تو مرتہن تو اپنا دین بہر پاویگا اور راہن پر واجب ہوگا کہ جسقدر دین مرتہن کا اوسکے
ذمہ سے ساقط ہوا ہے اوسقدر حوالے مالک کے کرے اور اگر مالک اپنا کپڑا مرتہن سے طلب
کرے اور راہن مرتہن کا قرض ادا کر چکا ہو تو مرتہن اوسکے دینے مین تامل نکرے-راہن
اور مرتہن اگر مرہون چیز کا نقصان کردین تو اوسکا تاوان دینا ہوگا (یعنے اگر راہن اسکو
تلف کردیگا تو اوسکی جگہ اور چیز رہن کرنی پڑیگی یا مرتہن کا قرض ادا کرنا ہوگا اور اگر مرتہن
اوسکو تلف کریگا تو اوسکا دین ساقط ہو جاویگا) مرہون چیز اگر راہن خواہ مرتہن کا کچہہ
نقصان کردے یا اونکے مال کو بگاڑ دے تو کچہہ تاوان نہ ہوگا-اگر ہزار روپیہ کا غلام
ہزار روپیہ کے عوض رہن رکہا اور روپیون کے ادا کا مدت پر وعدہ ٹہرا اس اثنا مین
غلام کی قیمت کم ہو کر سو روپیہ رہگئے اب اس غلام کو کسی نے مار ڈالا اور قاتل کو سو
روپیہ تاوان دینے آئے اور مرتہن کے قرضہ کی میعاد پوری ہوگئی تو مرتہن سو روپیہ
قاتل سے اپنے حق مین وصول کرلے اور راہن سے کچہہ نپاوے گا اور اگر مرتہن راہن کی

اجازت سے اوسکو سو روپیہ کو بیچدے تو سو روپیہ مشتری سے لیوی اور نو سو راہن سے طلب کرے اور اگر غلام مذکور کو کوئی دوسرا غلام مارڈالے جسکی قیمت سو روپیہ کی ہو اور غلام قاتل مقتول کی عوض مین مرتہن کو ملجاوے تو راہن اوس غلام کو تمام قرضہ کے عوض مین چھوڑا دی (یعنی جتنا قرض اوسکی ذمہ ہو سب مرتہن کو دیکر فک رہن کرے) اگر راہن مرجاوے تو اسکا وصی مرہون کو بیچکر مرتہن کا قرضہ ادا کرے اور اگر اوسکا وصی کوئی نہو تو قاضی ایک وصی مقرر کرے اور اوسکو مرہون کی بیچنے کا حکم کرے **فصل** دس روپیہ کا شیرۂ انگور دس روپیہ کی عوض مین رہن رکھا پہر وہ شیرہ شراب بنکر سرکہ ہوگیا اور اوس سرکہ کے دام بہی دس روپیہ مین تو یہ سرکہ شیرہ کی عوض رہن رہیگا۔ اور اگر دس روپیہ کی بکری دس روپیہ کے عوض گرو رکہی اور وہ مرگئی اور اوسکی کہال کو پکالیا اور کہال ایک روپیہ کی ہوئی تو یہ کہال مرتہن کی پاس ایک روپیہ کی عوض رہن رہیگی اور باقی نو روپیہ راہن کے ذمہ قرض رہینگے مرہون مین جو کچھہ بڑہے مثلاً لونڈی مرہونہ بچہ جنے اور درخت مرہون پر پہل لگے یا دودہ کا جانور دودہ دے یا اوسکی اون اوترے یہ سب راہن کا ہوگا اور اصل کے ساتھہ گرو رہیگا اور اگر یہ زیادہ ہوئی چیز جاتی رہے گی تو مفت جاویگی (یعنے اوس کے مقابل مین کچھہ قرض مرتہن کا ساقط نہ ہوگا) اور اگر اصل جاتی رہی اور زیادتی بچ رہی تو راہن اوسکی موافق دام حصہ رسد دیکر چھوڑالے اسطرح کہ اصل رہن کے وہ دام لگاوی جو مرتہن کے قبضہ کرنیکے دن تہے اور زیادتی کے وہ دام جو فک رہن کے روز ہون اور ان دونون کے مجموع پر مرتہن کے قرضہ کو پہیلائی اب جسقدر اصل رہن کے مقابل پڑے وہ تو اوسکے ذمہ سے ساقط ہوگا اور جسقدر زیادتی کے مقابل پڑے اوسقدر مرتہن کو دیکر اوسکو چھوڑالے۔ مرہون چیز کا زیادہ کرنا درست ہے مگر اوسکی

عوض کے قرض کا بڑہانا درست نہین (یعنے اگر ایک کپڑے کو دس روپیہ کے عوض رہن کیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اوسکے ساتھہ دوسرا کپڑا اور شامل کردے یہ نہین ہو سکتا کہ اوسی کپڑے کو رہن رہنے دے اور دس کی جگہہ ۲۰ روپیہ کرلے) اگر ایک غلام ہزار روپیہ کے عوض رہن رکھا پہر دوسرا غلام اوسکی جگہہ پر مرتہن کے حوالے کیا اور ان دونون غلامون مین سے ہر ایک کی قیمت ہزار روپیہ ہے تو اس صورت مین اول ہی غلام رہن ہوگا دوسرا نہوگا لیکن اگر مرتہن اول کو راہن کے سپرد کردے تو اب البتہ دوسرا رہن ہوگا اور جب تک دونون مرتہن کے پاس رہین تو مرتہن دوسرے غلام کے بابت مین امانت دار ہوگا (یعنے اگر وہ مر جاوے گا تو اوسکا قرضہ ساقط نہوگا نہ تاوان دینا ہوگا) ہان اگر دوسرے کو اول کی جگہہ رہن کرلے گا تو تاوان دینا آوے گا (اسلئے کہ اب دوسرا غلام رہن ہوگیا اور اول غلام رہن سے باہر ہوا)

کتاب الجنایات

اس مین خون کرنے اور اعضا کے نقصان کرنے کا بیان ہے (قتل یعنی جان سے مار ڈالنے کی چار صورتین ہین اور ہر ایک کا جدا حکم ہے اول) قتل عمد (ہے) یعنی جان بوجھکر کسیکو ہتیار سے یا ایسی چیز سے مارے جو بدون کے اجزا جدا کر سکے مثلاً دہار دار لکڑی یا دہار دار پتہر یا بانس کی کپاچ تیز سے قصداً مارے یا آگ سے جلا دے اس قتل کا حکم یہ ہے کہ قاتل گناہگار ہوتا ہے اور قصاص یعنی لازم آتا ہے (یعنی قاتل بھی مقتول کے عوض مارا جاویگا) اور اس قتل کا کفارہ نہین (یعنے سواے قصاص کے اور کوئی عوض مقرر نہین) لیکن اگر مقتول کے وارث معاف کردین تو قاتل پر سے قصاص جاتا رہتا ہے (دوسرا) قتل شبہہ عمد (یعنی قصداً

مارنے کی مثل ہے) وہ اسلحہ ہے کہ قاتل اون چیزون کے سوا جو اوپر مذکور ہوئین
(یعنے ہتیار یا ایسی چیز جس سے بدن کے اجزا جدا ہو سکین) کسی اور چیز سے قصدًا مارے
اس قتل کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر گناہ ہوتا ہے اور کفارہ لازم آتا ہی اور اوسکی قبیلہ پر دیت مغلظہ
لازم ہوتی ہے اور قاتل پر قصاص اس صورت مین نہین تیسری قسم قتل خطا (یعنی چوک) و دہوکے
سے مارنا قصدًا نمارنا اوسکی یہ صورت ہے کہ کسیکو اس خیال سے تیر مار دیا کہ شکار ہے یا کافر جانکر
مارا اور وہ مسلمان نکلا یا تیر نشانہ پر مارنا تہا وہ کسی آدمی کے لگ گیا اور کوئی اسیطرح کی
صورت ہو مثلا کوئی سوتا ہوا دوسرے پر گر پڑے اور وہ دوسرا شخص دبکر مرجاوی اور اس
قتل کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر کفارہ اور اوسکے کنبے پر دیت لازم ہوتی ہی چوتہی قسم قتل بہ سبب
(یعنے قاتل نے ایسا سبب کیا جس سے مقتول مرگیا) مثلا قاتل نے دوسرے کی ملک مین
کنوان کہودا اور اوس مین کوئی گر کر مرگیا دوسرے کی زمین مین پتہر رکہدیا اور اوس سے کوئی ٹکر
کہا کر مرگیا اور اس قتل کا حکم قاتل کے کنبے پر دیت ہے کفارہ قاتل پر نہین - ان چارون
صورتون مین تین صورتین اول کی قاتل کو مقتول کی میراث سے محروم کر دیتے ہین مگر پہلی
صورت سی یعنی سبب سے اگر قتل ہوگا تو قاتل میراث سے محروم نہ ہوگا - شبہہ عمد جانکے
مار ڈالنے کے سوا اور عضا کے نقصان مین حکم عمد رکہتا ہی (مثلا اگر کوئی شخص دہار دار
پتہر یا لکڑی سے کسیکا ہات کاٹ ڈالے تو ایسا ہوگا کہ گویا چہری اور خنجر سے کاٹا اور اسکا
قصاص اوس سے لازم ہوگا یعنی اوسکا ہاتہ بہی کاٹا جاویگا

باب ان صورتون کے بیانمین جنمین قصاص واجب ہوتا ہے یا نہین ہوتا -

خون کا قصاص (یعنے عوض مین مار ڈالنا) ایسے شخص کے قصدًا خون کرنے سے ہوتا ہی
جسکے مار ڈالنے کی اجازت شریعت مین کبہی نہین اور وہ ہمیشہ کو قتل سی محفوظ ہے (یعنی

جسکا خون کرے وہ کافر حربی اور مستامن اور محصن زناکار اور مرتد ہو) آزاد شخص آزاد
اور غلام کے عوض مین مارا جاویگا اور مسلمان اگر ذمی کو مارڈالے تو اوسکے عوض مین مارا
جاویگا مگر مسلمان یا ذمی اگر مستامن کو مارڈالین تو اوسکے عوض مین نمارے جاوینگے
۔مرد اگر عورت کا خون کرے یا بڑا آدمی یعنی بالغ کسی نابالغ کو مارڈالے یا تندرست
آدمی اندہے کو خواہ اپاہج کو جسکے ہاتہہ پاؤن نہون اوسکو یا دیوانہ کو قتل کرے تو قصاص
لیا جاویگا بیٹا اگر باپ کو جان سے ماردے تو اوس سے قصاص لیا جاویگا اور امام شافعی رح
کے نزدیک آزاد آدمی کو غلام کے عوض اور مسلمان کو ذمی کے عوض نہین قتل کرتے
اور امام اعظم رح کی دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ النفس بالنفس یعنے جان کے عوض
جان اور دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو ذمی
کے عوض مین قتل فرمایا اور امام محمد رح نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رض نے مسلمان کو
ذمی کے عوض قتل کیا اور بیہقی اور عبد الرزاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رض نے
مسلمان کو ذمی کے عوض قتل کیا۔ باپ اگر اپنے لڑکی کو مارڈالے یا مان اپنے
بچے کو مارڈالے تو اونکو لڑکے کے عوض نمارا جاویگا۔ اور دادا نانا اور دادی
نانی مثل باپ مان کے ہین (یعنے اگر اپنے پوتے یا نواسے کو مارڈالین تو اونسے قصاص
نہ لیا جاویگا) مالک اگر اپنے غلام یا مدبر یا مکاتب کو مارڈالے یا اپنے بیٹے کے غلام کو
قتل کرے یا ایسے غلام کو قتل کرے جس مین تہوڑا قاتل کا ہے تو اوس سے قصاص نہ لیا
جاویگا اور جو شخص اپنے باپ پر قصاص کا وارث ہوجاوے تو قصاص جاتا رہتا ہے
(مثلاً ایک شخص نے اپنی بیٹی کو مارڈالا اور اوسکا لڑکا قصاص کا وارث ہے تو وہ باپ
سے قصاص نہ لیوے) قصاص تلوار ہی سے لیا جاتا ہے (یعنی قاتل کو تلوار ہی سے مارا جاتا ہے

گو قاتل سے نے مقتول کو تیر یا خنجر سے مارا ہو) اگر مکاتب کو کوئی شخص قصداً مار ڈالی اور مکاتب
مذکور اتنا مال چھوڑے کہ بدل کتابت اوس سے ادا ہو سکے اور اوسکے آقا کے سوا کوئی
اوسکا دوسرا وارث نہو یا اوسکا دوسرا وارث تو ہو مگر مال جو بدل کتابت کو کافی ہو چھوڑی
تو ان دونوں صورتوں مین اوسکے قاتل سے قصاص لین گے (اسلیئے کہ ان صورتون مین قصاص
کا مدعی اسکا مالک ہوگا اوسیکے دعوے سے قصاص لینگے) اور اگر مکاتب مذکور مال بہی اتنا
چھوڑے کہ بدل کتابت کے لیئے کافی ہو اور مالک کے سوا دوسرا وارث بہی اسکا ہی تو اس
صورت مین قصاص اوسکی قاتل سی نہ لیا جاویگا (کیونکہ اسصورتمین مدعی مین شبہہ پڑ گیا ہے
اسلیئے کہ اگر مال سکے موجود ہونیکے باعث مکاتب مذکور کو آزاد کہین تو اوسکا مدعی وارث
ٹھہرتا ہی اور چونکہ مال مالک تک ابہی نہین پہونچا اس لحاظ سے اگر اوسکو غلام کہین تو مدعی
قصاص کا اوسکا مالک ہوتا ہی پس مدعی مین شبہہ ہونیکی جہت سی قصاص ساقط ہوگیا
قاتل سے قیمت غلام مقتول کی لیکر اوسکے وارث کو دلائی جاویگی) اگر غلام مرہون کو کوئی
قتل کر ڈالے تو اوسکے قاتل سے قصاص نہ لیا جاویگا جب تک کہ راہن اور مرتہن دونون
دعوی قصاص نکرین۔ اگر بےعقل آدمی کو کوئی مار ڈالے تو اوسکے باپ کو اختیار ہے کہ قاتل
سے اوسکا قصاص لے یا مال لیکر صلح کرے لیکن اگر بےعقل کا ولی اوسکو مار ڈالے
تو اوسکو اوسکے خون کا معاف کرنا درست نہین (مثلاً بےعقل کا لڑکا اگر اپنے باپ کو مار ڈالی
تو بےعقل کا باپ اپنے پوتے سے یا قصاص اپنے بیٹے کا لے یا مال لیوے معاف نکرے)
اور اس مسئلہ مین قاضی باپ جیسا ہے (یعنے اگر بےعقل کا باپ نہو تو قاضی اوس کا
قصاص لے یا مال پر صلح کرے اور اگر بےعقل کا وصی ہو اور باپ نہو تو وصی کو بہی اختیار
ہے کہ مال پر صلح کرے (قصاص کا اختیار نہین) اور صغیر سن بچہ اس حکم مین مانند بےعقل کے

(اسکی صورت یہ ہی کہ لڑکے کی ماں اپنے بچہ کو مار ڈالے تو بچہ کا باپ یا اس سے قصاص لے یا مال لے معاف نکرے) اگر مقتول کے وارث نابالغ اور بالغ دونون طرح کے ہین تو بالغون کو اختیار ہے کہ قاتل سے اپنے مورث کا قصاص لے لین انتظار نابالغون کے بالغ ہونیکا نکرین - اگر کوئی شخص کسیکو کدال وغیرہ سی مار ڈالے تو اگر تیز طرف سی مار یگا تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا اور اگر موٹھہ کیطرف سے مار یگا تو قصاص نہ لیا جاویگا (اسلیئے کہ موٹھہ کیطرف سے مارنا ایسا ہے جیسا پتھر اور لاٹھی سی مارنا ہے پس اسصورت مین دیت واجب ہوتی ہے) اور یہی حال ہے اگر کسیکو گلا دبا کر یا پھانسی دیکر مارے یا پانی مین ڈبو دے (کہ اسصورت مین بھی قاتل کے کنبی پر دیت ہوتی ہے قصاص نہین ہوتا) اگر کسی شخص نے دوسری کو قصداً زخمی کیا جس سے مجروح بہت دنون چارپائی سے نہ اوٹھا اور آخر کو مرگیا تو اول شخص سے اوسکا قصاص لیا جاویگا گو اس زخم سے اوسیوقت نہین مرا) اگر ایک شخص نے اپنے زخم لگایا اور زید نے بھی مجروح پر ایک زخم لگایا اور شیر نے بھی اوسکو زخمی کیا اور ایک سانپ نے بھی اُسے کاٹا اور ان چارون کے بعد وہ مرگیا تو زید پر اسکی تہائی دیت لازم ہوگی (اسلیئے کہ اوسکی موت تین طرح کے فعلون سے ہوئی ایک اسطرحکا فعل ہے کہ اسکی پوچھہ دنیا اور آخرت دونون مین کچھہ نہین وہ تو شیر اور سانپ کا زخم ہے اور ایک فعل ایسا ہے کہ اسکا مواخذہ صرف آخرت مین ہی دنیا مین نہین وہ اپنے آپ کا زخم کرنا ہے اور ایک ایسا ہی کہ اسکی بازپرس دنیا و آخرت دونون مین ہی وہ زید کا زخمی کرنا ہے پس اوسکی دیت تین جگہہ بٹ گئی اور زید کو تہائی دینی آئے جو شخص مسلمانون پر تلوار کھینچے یعنے اُنکے خون کا ارادہ کرے تو اسکا مارڈالنا واجب ہے اور ایسے شخص کے مار ڈالنے سے کچھہ واجب نہین ہوتا (نہ قصاص نہ دیت) اگر [illegible]

بشہر مین یا غیر شہر مین عمرو پر ہتہیار کہینچا یا رات کو شہر مین اور دن کو غیر شہر مین اوسپر لاٹہی اوٹہائی
اور عمرو نے اسکو مار ڈالا تو عمرو پر کچہہ دیت یا قصاص لازم نہوگا اور اگر زید نے عمرو پر
دن کو شہر مین لاٹہی اوٹہائی تہی اور عمرو نے زید کو مار ڈالا تو عمرو سے قصاص لیا جاویگا۔
اگر دیوانہ آدمی زید پر مثلاً ہتہیار کہینچے اور زید اوسکو قصداً مار ڈالے تو زید پر اوس دیوانے
کی دیت اداکرنی واجب ہوگی اسیطرح اگر لڑکا کسی پر تلوار کہینچے اور وہ لڑکے کو مار ڈالے
تو اوسپر دیت واجب ہوگی ۔ اور اگر کوئی جانور کسی پر حملہ کرے اور وہ شخص جانور
کو مار ڈالے تو جانور کی قیمت مالک کے حوالے کرنی ہوگی اگر زید عمرو پر ایک تلوار کا
ہاتہہ لگاکر چلا گیا اور بکر نے آکر اسکو مار ڈالا تو بکر کو اوسکے عوض مین قتل کرینگے لیکن
یہ حکم اوس صورت مین ہے کہ عمرو زید کے زخم سے زندہ رہے اور اچہا ہوجاے اگر کسیکے
گہر مین چور گہس آوے اور مال چرا کر باہر نکلے اور مالک اوسکے پیچہے پڑے اور چور کو مار ڈالے
تو مالک کے ذمہ کچہہ لازم نہوگا ۞

باب جان مار ڈالنے سے نیچے کے نقصانون کا قصاص (یعنے عوض) لینے کے بیان مین ۔ اگر زید نے عمرو کا ہاتہہ پہنچے سے کاٹ ڈالا ہو تو زید کا ہاتہہ بہی گٹے سے اوڑا دیا
جاوے گو زید کا ہاتہہ عمرو کے ہاتہہ سے بڑا ہو اور پانو کا حال بہی یہی ہے (کہ اگر جوڑ
پر سے کاٹا ہوگا تو اوسکا پانون بہی جوڑ پر سے کاٹا جاویگا) اور اگر زید نے عمرو کا نتہنا
ناک کا خواہ کان کاٹ لیا یا آنکہہ ایسی پہوڑدی کہ اوسکا نور جاتا رہا مگر اپنی جگہہ قائم رہی
تو زید سے قصاص لیا جاویگا اور اگر آنکہہ کو بالکل نکال لے تو اسمین قصاص نہوگا (بلکہ دیت ہوگی) اور
اگر دانت توڑ دے تو اوسکے دانت بہی توڑے جاوینگے گو دونون کے دانتون مین
بڑے چہوٹے ہونیکا فرق ہو ۔ جو زخم اسطرحکا ہو کہ ویسا زخم زخمی کرنیوالے پر کرسکتے ہین تو اسکا

عوض لیا جاویگا (اور جو زخم اسطرحکے نہون یعنی یکسان نہو سکتے ہون اونمین قصاص نہوگا مثلاً) اگر زید عمرو کی ہڈی توڑ دے تو زید سے قصاص نلین گے اسلئے کہ یہ نہین ہوسکتا کہ جس طرح عمرو کی ہڈی ٹوٹی ہے اوسیطرح زید کی بہی ٹوٹے اسیطرح اگر کوئی مرد کسی عورت کا ہاتہہ یا پانون کاٹ ڈالے یا عورت مرد کا ہاتہہ یا پانون کاٹے تو قصاص نہ لیا جاویگا (اسلئے کہ عورت مرد کے ہاتہہ پانوئمین مماثلت نہین اور آزاد آدمی اگر غلام کا ہاتہہ کاٹ ڈالے یا ایک غلام دوسرے کا ہاتہہ کاٹے تو ان مین مماثلت کے نہونے سے بہی قصاص نہین ہان مسلمان اور کافر کے ہاتہہ پاؤن یکسان ہین۔ اگر ایک دوسرے کے ہاتہہ پانون کاٹین گے تو عوض لیا جاویگا) اگر کوئی کسی کا ہاتہہ آدہے پہونچے سے کاٹ ڈالے تو قصاص نہوگا (اسلئے کہ ہڈی ٹوٹنے مین برابری ممکن نہین) اور پیٹ کا زخم اگر اچہا ہوگیا ہو تو اوسمین قصاص نہین اور زبان اور ذکر کے کاٹ ڈالنے مین قصاص نہین (اسلئے کہ یہ دونون چیزین سکڑتی پہیلتی ہین انمین مساوات ممکن نہین) لیکن اگر سپاری کاٹی ہوگی تو البتہ قاتل سے قصاص لیا جاویگا۔ اگر زید نے عمرو کا ہاتہہ کاٹ لیا اور زید کا ہاتہہ سوکہا ہوا ہے یا انگلیان چہوٹی ہین اور عمرو کا ہاتہہ اچہا اور انگلیان پوری تہین تو عمرو کو اختیار ہے چاہے زید سے قصاص لے یا قیمت اپنے ہاتہہ کی لے لے اور یہی حال ہے اگر زید نے عمرو کے سر مین زخم کیا ہو اور زید کا سر بہت بڑا ہو (اور عمرو کا ذرا سا ہو)

فصل اگر قصاص کے طالب مال لیکر صلح کر لین تو مال دینا قاتل پر اوسیوقت واجب ہو جائیگا اور قصاص ساقط ہو جاویگا۔ اگر ایک شخص آزاد اور دوسرا غلام ملکر زید کو مار ڈالین اور آزاد اور غلام کا مالک عمرو سے کہین کہ زید کے وارثون

سے اس خون کی صلح ہزار روپیہ کے عوض کرادو اور عمرو دونکو ہزار لینے پر راضی کردے
تو آزاد شخص اور مالک غلام کو آدہی آدہی دینی ہونگے یعنے ہر واحد کے ذمہ پانسو ادا کرنی
ہونگے۔ اگر مقتول کے وارثون مین سے کوئی اپنے حصہ کے عوض مال لینے پر صلح کرے یا
قاتل کو اپنا حق معاف کردے تو اسصورتمین بہی قصاص جاتا رہیگا اور باقی وارثون کو
خون بہا کا حصہ ہی ملیگا اگر کئی شخص ملکر ایک کو قتل کرین تو سب قتل کیے جاوینگے
اور اگر ایک شخص کئی کو قتل کرے تو صرف اوس قاتل کا قتل کرنا کافی ہے پس اگر مقتولون
کے وارثون مین سے ایک مقتول کے وارث آوین اور قاتل سے قصاص کی
درخواست کرین تو اوسکے عوض مین قاتل کو قتل کیا جاویگا اور باقی مقتولون کے وارثونکا
حق ساقط ہوگا جیسے قاتل کے مرنے سے حق قصاص کا جاتا رہتا ہے اور قاتل کے
وارثون سے اوسکا مواخذہ نہین رہتا۔ اگر دو شخصون نے ملکر ایک کا ہاتہہ کاٹا ہو
تو دونون کا ہاتہہ کٹے گا بلکہ ہاتہہ کی دیت دونوسے لیجاویگی۔ اگر ایک شخص دو آدمیونکا
ہاتہہ کاٹ ڈالے تو اون دونونکو اختیار ہے کہ اسکا ہاتہہ کاٹین اور آدہی دیت ہاتہہ کی
اس سے وصول کرلین اور اگر اون دونون مین سے ایک حاضر ہو کر خواہان مجرم کے ہاتہہ
کٹنے کا ہو اور اوسکا ہاتہہ کاٹا جاوے تو دوسرا دادخواہ نصف دیت ہاتہہ کی پاوے گا
۔ اگر کوئی غلام اقرار کرے کہ مین نے دانستہ خون کیا ہے تو اوس سے قصاص لیا جاویگا
۔ اگر ایک شخص نے قصداً تیر دوسرے کے مارا اور وہ تیر دوسرے کو پار ہو کر تیسرے کے
لگا اور دونون مرگئے تو تیر مارنیوالے کو دوسرے کے عوض مین قتل کیا جاویگا اور تیسرے
شخص کی عوض مین اوسپر دیت لازم ہوگی

فصل اگر زید عمرو کا ہاتہہ کاٹے اور پہر اوسکو مار ڈالے تو زید سے دونو قصاص

کا مواخذہ ہوگا اگرچہ دونون حرکتین اوسنے دانستہ کی ہون یا خطاسے خواہ ایک دانستہ
کی ہوا ور دوسری چوک مین ہوگئی ہوا ور دو کامون کے بیچ مین عمرو اچھا ہوا ہو یا نہو (غرض
ان سب صورتون مین دونون جرمون کا مواخذہ اس سے ہوگا) لیکن اگر چوک مین
ہاتہہ کاٹا ہوا ور ابہی عمرو اُس سے اچھا نہوا تہا کہ چوک ہی سے اوسکو قتل کیا تو اس صورت
مین البتہ ایک دیت زید کے ذمہ پر واجب ہوگی اسی طرح یہ صورت ہے کہ زید نے
عمرو کے سنو کوڑے لگائے نوّے (۹۰) سے اچھا ہوگیا مگر دس سے مرگیا تو اسصورت مین
بہی ایک ہی دیت لازم آویگی - اگر زید نے عمرو کا ہاتہہ کاٹ ڈالا اور عمرو نے یہ ہاتہہ
کاٹنا زید کو معاف کردیا اور پہر اوسے تکلیف مین مرگیا تو زید کو اوسکی دیت دینی ہوگی
اور اگر یون معاف کیا کہ یہہ ہاتہہ کاٹنا اور جو کچہہ اس سے آگے ہو مین نے معاف
کیا یا یہہ کہا کہ یہ تقصیر زید کی معاف کی اور مرگیا تو اس صورت مین دیت زید پر نہ آویگی
اور اگر زید نے خطاسے ہاتہہ کاٹا تہا اور عمرو نے معاف کردیا تو عمرو کی تہائی
مال مین سے دیت معاف ہوگی اور اگر قصداً ہاتہہ کاٹا تہا تو کل مال سے دیت
معاف متصور ہوگی - اگر ایک عورت نے زید کا ہاتہہ قصداً کاٹ ڈالا پہر زید نے
اوس سے نکاح کیا اور مہر اپنے ہاتہہ کا تاوان مقرر کیا اور اوسی تکلیف مین مرگیا
تو عورت کو اوسکا مہر مثل ملے گا اور دیت عورت کے مال مین سے دیجاویگی اور اگر
اگر خطاسے کام ہوگا تو دیت ہاتہہ کی اوس عورت کی قوم پر پڑیگی اور اگر زید نے اس ہی
نکاح کیا اسطرح کہ اس ہاتہہ کا کٹنا اور جو کچہہ اس سے آیندہ کو پیش آوے یا اوس عورت کی تقصیر
کو مہر قرار دیا اور ہاتہہ کے درد سے مرگیا تو عورتکو دونون صورتونمین مہر مثل ملیگا اور عورت پر کچہہ
دینا لازم نہ آویگا اگر اوسنے ہاتہہ قصداً کاٹا ہوگا اور اگر براہ خطا کاٹا ہوگا تو عورتونکی قوم پر یہی مہر مثل

ہو جائیگا اور جو کچھہ زید نے اپنی دیت سے چھوڑا ہوگا اوسکا تہائی حصہ عورت کی قوم کو
پہونچیگا وصیت کے سبب سے (اسلیئے کہ زید مرگیا تو معلوم ہوا کہ عورت پر نفس یعنی جان کی دیت
واجب تہی ہاتہہ کی نہ تہی اور دیت مہر ہوسکتی ہے مگر چونکہ زید نکاح کیوقت بیمار تہا اور
بیمار اگر کسی عورت سے کسی مال کی عوض مین نکاح کیا کرتا ہے تو عورت کو مہر مثل ملا کرتا ہے
اور جو کچھہ مہر مثل سے زیادہ ہوتا ہی اسکو وصیت مین شمار کیا کرتے ہین اور اسصورتمین عورت کو
لیاقت وصیت کی نہین اسلیئے کہ میت کی قاتل ہے اور قاتل کے حق مین وصیت نہین ہوسکتی
تو ضرور ہوا کہ یہ وصیت زید کی اوس عورت کے کنبے کے لئے ہووے جب زید کی دیت
عورت کے کنبے کے لئے وصیت ٹہری تو عورت کا حق اس دیت مین صرف مہر مثل ہے
اسلیئے مہر مثل اوسکی قوم پر سے ساقط ہوا اور دیت کا تہائی حصہ اوسکے کنبے کو ملیگا لیکن
یہہ تہائی اوسصورت مین ہوگی کہ مہر نکالنے کے بعد جو کچھہ دیت مین سے بچے وہ ترکہ میت
کی تہائی ہوسکے تاکہ وصیت اوس مین جاری ہوسکے) اگر زید نے عمرو کا ہاتھہ کاٹا اور
اوسکے عوض مین زید کا ہاتھہ کاٹا گیا اور پہر عمرو ہاتہہ کے درد سے مرگیا تو زید کو بہی
قتل کیا جاویگا (یعنے ہاتہہ کٹنے کے باعث جان کا قصاص اوسکے ذمہ سے نجائیگا)
اگر مقتول کا وارث قاتل کا ہاتہہ کاٹ ڈالے اور مقتول کا خون اوسکو معاف کردی
تو وارث مذکور کو قاتل کی ہاتہہ کی دیت دینی ہوگی (اسلیئے کہ اوسکا حق قصاص لینے کا
تہا ہاتہہ کاٹنے کا نہتا جب قصاص کو معاف کردیا تو ہاتھہ کاٹنا اوسکی طرف سے
زیادتی ہوئی اسلیئے ہاتہہ کی دیت لازم آوے گی

باب خون کے باب مین گواہی دینے کے بیان مین - موجود شخص جس صورت مین کہ اوسکا
بہائی غایب ہو اور مدعی نہو اپنے گواہون کے باعث قصاص قاتل سے نہین لے سکتا

(یعنے اگر مقتول کے دو لڑکے ہون ایک موجود ہے اور ایک غایب موجود نے دعوی قتل
قاتل پر پیش کرکے گواہ گذرانے تو ان گواہون کے سبب قاتل سے قصاص نہ لیسکیگا
جب وہ غایب لوٹ آوے تو گواہون کو پھر سے حاضر عدالت کرین تاکہ قاتل سے قصاص
دونو بھائی لیوین اور اگر قتل خطا سے ہوا ہو تو دیت ثابت کرنے کے لئے دوسرے بھائیکا
آجانا شرط نہین (موجود شخص گواہون سے قتل خطا ثابت کردے قاتل پر دیت لازم
ہوجاویگی) اسیطرح اگر اونکے باپ کا کسیکے ذمہ قرض ہو (اور موجود بھائی گواہون سے
مدیون کے ذمہ قرض ثابت کردے تو غایب کے آنے پر اور گواہون کے دوہرانے
پر منحصر نہ رہیگا) اگر صورت مذکورۂ بالامین قاتل ثابت کردے کہ غائب شخص نے اپنا
حق مجکو معاف کردیا ہے (تو اوس سے قصاص نہ لیا جاویگا اور اگر دو بھائیون کا
غلام مشترک مارا جاوے اور ایک بھائی وہان موجود نہو تو قاتل سے بدون غائب
کے موجود ہونے کے قصاص دلینا چاہیے۔ اگر مقتول کے تین وارث ہین اون مین سے
دو نے گواہی دی کہ تیسرے نے اپنا حق قاتل کو معاف کردیا تو یہ گواہی لغو ہوگی پھر اگر
قاتل نے اون دونون کو سچا کہا تو قاتل سے دیت لیکر تینون وارثون کو ایک ایک تہائی
برابر ملیگی اور اگر قاتل نے اونکو جھوٹا بتایا تو اون وارثون کو کچھ نہ ملیگا تیسرے کو تہائی
دیت کی پہونچیگی۔ دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ قاتل نے مقتول کو پیٹا تھا اوسوقت
سے وہ چارپائی پر پڑا رہا اور صحت نپائی یہانتک کہ مرگیا تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا
اگر دونون گواہ جگہہ اور وقت مین یا جس آلہ سے قتل کیا مثلا لاٹھی خواہ بندیا رتین اختلاف
کرین یا ایک گواہ کہے کہ لاٹھی سے مارا اور دوسرا کہے کہ مجکو معلوم نہین کہ کس چیز سے
مارا تو وہ گواہی باطل ہوگی۔ اور اگر دونون گواہون نے بالاتفاق بیان کیا کہ مقتول کو اس قاتل نے

مارا اور ہمکو معلوم نہین کہ کس چیز سے مارا تو قاتل پر دیت دینی آویگی اگر دوشخص لوگون سے ایک مقتول کے مارنے کا اسطرح اقرار کیا کہ ہرایک نے کہا کہ صرف مین نے تنہا قتل کیا ہے اور مقتول کے وارث نے دعوی کیا کہ تم دونون نے ملکر قتل کیا ہے تو وارث مذکور کو اختیار ہے کہ دونون کو قتل کرے اور اگر اقرار کی جگہہ گواہی ہوئی تو لغو ہوئی (یعنے اگر دو گواہ گواہی دین کہ اسکو زید نے تنہا مارا ہے اور وہ یہ کہین کہ صرف عمرو نے مارا ہی اور وارث کہے کہ عمرو اور زید دونون نے ملکر مارا ہے تو اسصورت مین چارون گواہون کی گواہی بیکار ہوگی)

باب قتل کیحالت کے بیان مین کہ کسوقت قتل معتبر ہوتا ہے۔ دیت وغیرہ کے باب مین تیر چلانے کا وقت معتبر ہے اُسوقت مقتول جیسا ہوگا اوسکے اعتبار سے دیت ہوگی مثلاً اگر مسلمان پر تیر چلایا اور ہنوز تیر اوسکے نہ لگا تھا کہ مرتد ہوگیا اور پھر لگ کر مرگیا تو دیت واجب ہوگی اسلیئے کہ تیر چلانے وقت وہ مسلمان تھا اور اگر کافر کے تیر مارا اور وہ تیر لگنے سے پیشتر مسلمان ہوگیا اب تیر سے مرگیا تو دیت نہ اوے گی (اسلیئے کہ وہ تیر چلانے وقت کافر تھا) اور اگر غلام کے تیر مارا اور تیر لگنے سے پیشتر آزاد ہوگیا اور تیر سے جان بحق ہوا تو غلام کی قیمت دینی ہوگی دیت نہ دینی ہوگی (اسلیئے کہ تیر پہینکنے کے وقت غلام تھا گو تیر لگنے کے وقت ان مقتولون کا حال بدل گیا) اگر زید کو سنگسار کرنے کا حکم ہوا اور عمرو نے اسکی طرف پتھر پہینکا اور پھر تیر لگنے سے پیشتر کوئی گواہ اوسکے زنا کا اپنی گواہی سے پھر گیا پھر زید پتھر لگنے سے مرگیا تو عمرو پر اوسکی دیت نہ آویگی (اسلیئے کہ پتھر پہینکنے کا وقت اسباب مین معتبر ہے پس جسوقت عمرو نے پتھر پہینکا تھا اُسوقت زید کا سنگسار کرنا واجب تھا گو بعد کو گواہ زنا پھر گیا اور زید قابل رجم نرہا)

حاشیہ: یعنے جس حالت مین تیر چلایا ہے

اگر تیر چلانے والا حالت اسلام مین شکار کی طرف تیر چلاوے اور پہر مرتد ہو جاوے اور مرتد ہونیکے بعد تیر شکار کے لگے تو وہ شکار حلال ہوگا اور اگر حالت کفر مین تیر چلایا اور پہر مسلمان ہوگیا تو شکار حرام ہوگا - اگر محرم آدمی شکار پر تیر مارے اور تیر لگنے سے پیشتر حلال ہو جاوے تو شکار کی جزا دینی پڑیگی (کیونکہ تیر مارنے کے وقت احرام باندہے تہا) اور اگر تیر چلا کر احرام باندہ لیا پہر تیر شکار کے لگا اور مرگیا تو جزا واجب نہوگی (اسلئے کہ تیر چلاتے وقت محرم نہ تہا)

کتاب الدیات

اسمین دیتون کا (یعنے خونبہا کی تعداد وغیرہ کا) بیان ہے - قتل شبہ عمد کی دیت سو اونٹ چار طرح کے ہین ۲۵ پچیس ایسے جنکو دوسرا برس ہو اور ۲۵ پچیس جنکو تیسرا برس اور ۲۵ پچیس جنکو چوتہا سال ہو اور ۲۵ پچیس جنکو پانچوان سال ہو اور دیت سخت فقط اونٹون ہی مین ہے (کہ کئی طرح کے دینے پڑتے ہین اگر درم یا دینار سے دیت ادا کرے تو ایک طرح کی دی سکتا ہے) قتل خطا کی دیت بہی سو اونٹ ہین مگر پانچ طرح کے ۲۰ دوسرے برس مین کے نر اور ۲۰ اسی عمر کے مادہ اور ۲۰ تیسری برس کے اور ۲۰ جو چوتہی سال مین ہون اور ۲۰ جو پانچوین مین ہون یا ہزار دینار یا دس ہزار درم سو اونٹون کے عوض دیوے) اور قتل شبہ عمد اور خطا دونونکا کفارہ وہ ہے جو قرآن مجید مین مذکور ہے (یعنے مسلمان بردہ کا آزاد کرنا اور اگر بردہ نہو سکے تو دو مہینے لگاتار روزے رکہنے) کفارہ مین قتل کے کہانا مساکین کو کہلا دینا جائز نہین اور نہ مان کے پیٹ کے اندر کے بچہ کو آزاد کرنا درست ہے - ہان اگر بچہ دودہ پیتا ہو اور اوسکے والدین مین سے کوئی مسلمان ہو تو اوسکا آزاد کرنا کفارہ مین درست ہوگا اور والدین مین سے کسیکا

مسلمان ہونا اسلئے نہ کہ بچہ بھی اوسکی تبعیت سے مسلمان ہووے) عورت کی دیت خواہ جان کا بدلہ ہو خواہ ہاتھہ پانون وغیرہ کا مرد کی دیت سے آدہی ہے اور مسلمان اور مسلمان او نو اسکی دیت برابر ہے

فصل صورتون مفصلہ ذیل مین پوری دیت واجب ہوتی ہے یعنے جان سے مارنے اور ناک کاٹنے اور زبان کاٹنے اور ذکر کاٹنے اور سپاری کاٹنے اور عقل دور کرنے اور قوت سننی یا دیکھنے یا سونگہنے یا ذائقہ کے دور کرنے اور داڑہی او رسر کو اسطرح مونڈ لینے مین کہ پھر بال نہ جمین اور دونون آنکھین پھوڑ ڈالنے اور دونون ہاتھہ خواہ دونون پانون خواہ دونون کان خواہ دونون خصیے خواہ عورت کی دونون چھاتیان کاٹ ڈالنے مین اور دونون ابروکے مونڈ ڈالنے مین کہ پھر نہ جمین (دیت کامل دینی ہوگی) جو چیزین کہ دو دو ہین مثلاً آنکھہ اور کان اور ہاتھہ اور پانون ان سے ایک کے کاٹنے یا پھوڑنے سے نصف دیت لازم آویگی۔ اگر دونون آنکھون کے چارون پلکون کے بال دور کردے تو پوری دیت ہوگی اور ایک پلک کے بال دور کئے تو چوتھائی دیت دینی آویگی۔ ہاتھہ اور پانون مین سے ایک انگلی کے کاٹنے سے دیت کا دسوان حصہ ہوگا اور جن انگلیون مین تین پورین ہین اونکی ایک پور کی دیت اونگلی کی دیت کی آدہی ہوگی اور جنمین دو پورین ہین مثلاً انگوٹھا تو اوسکی پور کی دیت انگلی کی دیت کی تہائی ہوگی۔ ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ یا پانسو درم ہین۔ جو عضو کہ ضرب کے باعث بیکار ہوجاوے (یعنے جس کام کا تھا اس سے جاتا رہے مثلاً ہاتھہ سوکھہ جاوے یا آنکھہ مین بینائی نرہے تو اوسمین پوری دیت لازم ہوگی

فصل زخمونکی دیت کے بیانمین۔ جس زخم سے کہ سرکی ہڈی کہلجاوے اوسکی دیت بیسوان حصہ دیت کا ہی اور جس سے ہڈی سرکی ٹوٹجاوے تو دیت کا دسوان حصہ اور

جسسے ہڈی ٹوٹ کر سرک جاوے اوسکی دیت دسوان اور بیسوان حصہ دیت کا ہے
(یعنے دونون کا مجموعہ) اگر زخم مغز تک پہونچا ہو تو تہائی دیت کی اوسکی دیت ہے اسی
طرح پیٹ کا زخم جو اندر تک پہونچے اوسکی بہی دیت تہائی ہے لیکن اگر پیٹ کیطرف
پہونچگیا ہو تو دو تہائی دیت کی اوسکی دیت ہوگی - اور جس زخم سی صرف سر کی کہال
پہلجاوے اور خون نہ نکلے یا خون چہلکے اور بہے نہین یا خون بہے یا کہال کٹ جاوے
یا گوشت کٹجاوے یا ہڈی کے پاس کی جہلی تک زخم پہونچ جاوے تو یہ زخم اگر خطا سی ہوئے
ہون تو جو ایک مرد عادل اونکی دیت دینے کو کہے اسقدر دیت دینی ہوگی - زخمو نمین
سوا اس زخم کے جس سے ہڈی کہلجاوے اور دانستہ زخم کیا ہو اور کسی زخم مین قصاص
نہین - ایک ہاتہہ کی سب انگلیو نمین اگرچہ مع ہتہیلی کٹی ہون نصف دیت ہوگی اور اگر نصف
کلی تک کٹی ہون تو انگلیو نمین نصف دیت ہوگی اور باقی مین مرد عادل کا قول - اگر ہتہیلی
مع ایک انگلی کے کاٹی تو دسوان حصہ دیت کا اور دو انگلیون کے ساتہہ مین پانچوان
حصہ دیت کا ہوگا اور ہتہیلی مین کچہہ واجب نہین - اگر کسیکی زایدہ انگلی کاٹی یا
بچہ کی آنکہہ مین چوٹ لگائی یا اوسکا عضو تناسل کاٹا یا زبان کاٹی اور بچہ کے
دیکہنے سے آنکہہ کا حال اور بولنے سے زبان کا اور ہلنے سے ذکر کا حال معلوم ہوگیا
کہ یہہ اعضا اچہے ہین تو مرد عادل کے کہنے کے بموجب دینا پڑیگا (اور اگر اونکی صحت
کا حال معلوم نہو تو بچہ کا حال مثل بالغ کے اعضا کے ہوگا جنکا بیان اوپر گذر چکا ہے)
اگر زید نے عمرو کے سر پر زخم لگایا جس سی اوسکی عقل جاتی رہی یا سر کے بال نہ جمے تو
زید کو دیت کامل دینی ہوگی اور اس دیت مین زخم کی دیت بہی آگئی اور اگر زخم مذکور سی
اوسکے سننے کی قوت یا دیکہنے کی یا بولنے کی بہی جاتی رہی تو اونکی دیت الگ دینی ہین

داخل نہوگی بلکہ انکی دیت جدا دینی پڑیگی) - اگر زید کے سر پر ایسا زخم لگایا جس سے اوسکی
آنکھین جاتی رہین یا ایک اونگلی کاٹی اور دوسری اونگلی بھی سوکھہ گئی یا اوپر کی پور کاٹی
اوس سے نیچے کی باقی اونگلی سوکھہ گئی یا ہاتھہ نکما ہوگیا یا آدہا دانت توڑا اور باقی رہا ہوا سیاہ
ہوگیا تو ان سب صورتون مین قصاص نہ لینا چاہیئے (بلکہ مجرم پر دیت دینی ہر صورت کی جدا
ہوگی) اگر ایک شخص کا دانت دوسرے نے اوکھاڑ ڈالا اور اوسکی جگہہ دوسرا نکل آیا
تو دوسرے پر کچھہ تاوان نرہیگا اور اگر دوسرے سے قصاص لیا گیا بعد قصاص کے اوس
شخص کا وہی دانت جم آیا تو اول پر دوسرے کے دانت کا تاوان واجب ہوگا اگر زید نے
عمرو کے سر پر زخم لگایا اور وہ زخم بہر گیا اور اوسکا نشان بھی باقی نرہا یا زید کی مار کی جہت سے عمرو
مجروح ہوگیا تھا پہر اچھا ہوگیا اور نشان نرہا تو زید پر کچھہ تاوان نہوگا -
اور زخم کرنے کا قصاص جبتک کہ مجروح اچھا نہووے لینا نچاہیئے (اسلیئے کہ احتمال
ہے کہ زخم شاید بگڑ جاوے اور مجروح مرجاوے تو اس صورت مین مدعلیہ کو جان سے
مارنا لازم آویگا) جس قتل عمد مین کہ شبہہ سے قصاص جاتا رہے (جیسی باپ اپنی بیٹے کو
قصدًا مار ڈالے کہ اسمین یہ شبہہ ہے کہ اگر قصاص ہوین تو خون کے وارث کو خون کی
عوض مین مارنا ہوگا) تو ایسے قتل مین مقتول کی دیت خاص قاتل کے مال مین ہوگی
(اوسکی قوم کے مال پر نہ آویگی) اور یہی حال ہے اگر خون سے یا زخم سے مال پر صلح
کی ہو یا خون اور زخم قاتل کے اقرار سے ثابت ہوا ہو یا دیت بیسوین حصہ سے کم ہو
تو یہ مال بھی قاتل کے مال مین سے دینا ہوگا) بچہ اور دیوانہ جو کچھہ تقصیر خون اور زخم
کی قصدًا کرین تو اوسکا حکم خطا کا سا ہے اور اوسکی دیت اون کے کنبے پر
ہوگی اور اون پر کفارہ نہین ہوتا اور نہ مقتول کی میراث سے محروم ہون

فصل

فصل حمل کے بچہ کے قتل کی صورتون مین) اگر کسی نے حاملہ عورت کے پیٹ پر مار
اور اوسکا بچہ مرا ہوکر پڑا تو مجرم پر ایک بردہ یعنی دیت کے بیسوان حصہ کا دینا آویگا
اور اگر جیتا بچہ گرکر مرجاوے تو پوری دیت لازم ہوگی اور اگر مردہ بچہ گرے اور پیچھے
وہ عورت مرجاوے تو دیت عورت کی اور بچہ کی عوض بردہ لازم آوے گا اور اگر
عورت پہلے مرجاوے پھر مردہ بچہ نکلے تو صرف دیت عورت کی لازم ہوگی اور جو
حمل کراوسکے گرادیے مین بردہ لازم ہوتا ہے اس سے وراثت لیجاوے اسلیے
کہ اوسکو حیات کا حکم ہے یعنی گویا زندہ پیدا ہوکر مرا پس میراث بھی اوسکی وارثون کو ملنی
چاہیے) اگر مجرم اوسکے مال سے کچھہ نہ پاویگا مثلاً ایک شخص نے اپنی بیٹی حاملہ کے پیٹ پر
مارا اور اوس شخص کا لڑکا جو پیٹ مین تھا وہ مردہ نکل پڑا تو اس شخص کے کنبے پر بردہ اوس
بچہ کے عوض لازم ہوگا اور باپ کو اوس بچہ کی میراث نہ پہونچیگی - اور لونڈی کے پیٹ کی
بچہ کی یہ صورت ہی کہ اگر لڑکا گرے تو یہ دیکھا جاوے گا کہ اگر جیتا تو کتنے کا ہوتا جتنی قیمت
کا ٹھہرتا اوسکا بیسوان حصہ مجرم کو دینا آویگا اور اگر لڑکی گرے تو بچہ کی قیمت کا دسوان
حصہ لازم آوے گا - اگر زید نے عمرو کی لونڈی کے پیٹ مین مارا پھر عمرو نے اوسکے
حمل کو آزاد کردیا بعد اوسکے اوس لونڈی کا وہ حمل گر گیا اور بچہ مرگیا تو زید کو
زندگی کے حال کے اعتبار سے اوس کی قیمت دینی آوے گی - اور بچہ کے
عوض مین بردہ کا کفارہ لازم نہ ہوگا - اگر عورت نے حمل گرانے کی
دوا پی یا اپنی شرمگاہ مین کچھہ رکھہ لیا جس سے بچہ گر گیا تو اگر یہ کام
بدون شوہر کی اجازت کے کیا ہوگا تو عورت کے کنبے پر بردہ دینا
بیسوان حصہ دیت کا لازم ہوگا اور اجازت سے کیا ہو تو کچھہ نہ لازم ہوگا +

فصل راہ مین اگر کوئی کچھ امر بنیا کرے اوسکے بیان مین - اگر کوئی شخص شارع عام کی
طرف سنڈاس یا پرنالہ نکالنے یا برج خواہ چبوترہ یا دکان بناوے تو ہر شخص کو
اون چیزون کے توڑنیکا اختیار رہے - کوچہ نافذہ مین گھر والے کو یہ امور کرنے
درست ہین بشرطیکہ لوگون کو ضرر نہ ہو اور سربند کوچہ مین بدون اوسکے باشندون
کی اجازت کے اسطرح کا تصرف جائز نہین - اگر ایسی چیزون کے کرنے سے
کوئی مرجاوے تو میت کی دیت اوس شخص صاحب خانہ کے کنبے پر ہوگی اور یہی حال
ہی اگر راہ مین کنوان کھودی یا سل رکھدی اور انکے سبب سے کوئی آدمی ضائع ہو جاوے تو اوسکی
دیت بھی اوس شخص کے کنبے پر ہوگی لیکن اگر کوئی جانور تلف ہوگا تو اوسکا تاوان اوس شخص
کے مال مین ہوگا قوم پر دینا نہ اوے گا اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے راستہ مین پاخانہ
وغیرہ کے لئے گھڑھا بناوے یا اپنے ملک مین کھودے یا راستہ مین بلا اجازت بادشاہ کی
لکڑی رکھدی یا پل بناوی اور کوئی شخص قصداً اوس لکڑی اور پل پر ہو کر گذری اور تلف
ہو جاوے تو ان سب صورتون مین تاوان نہ دینا ہوگا - اگر کوئی شخص راہ مین بوجھ اوٹھائے
جاتا ہی اور وہ بوجھ کسی پر گر پڑا اور وہ دبکر مرگیا تو اوس شخص پر ضمان ہوگا اور اگر چادر پہنے
جاتا تھا اور اوسکے گرنے سے کوئی مرگیا تو تاوان نہ ہوگا - اگر محلہ کے آدمیون مین سے
کسی نے وہان کی مسجد مین قندیل باندہی یا بوریئے ڈالے یا کنکر بچھائے اور اوس
سے کوئی آدمی مرگیا تو اوس شخص پر ضمان ہوگا اور اگر ان کامون کا کرنیوالا اوس محلہ
کا رہنے والا نہو گا تو ضامن ہوگا - اگر کوئی شخص مسجد مین بیٹھا تھا کہ اوس سے دبکر دوسرا
ہلاک ہوگیا تو بیٹھنے والا گو اوسی محلہ کا ہو اگر نماز مین نہ ہوگا تو ضمان دینا پڑے گا اور
نماز مین ہوگا تو ضمان لازم نہ آویگا

فصل

فصل جھکی ہوئی دیوار کے بیان مین - اگر زید کی دیوار شارع عام کی طرف جھکی ہوئی ہو اور کسی مسلمان خواہ ذمی نے زید سے اوسکے تڑوا لینے کو کہدیا ہو اور جتنے عرصہ مین کہ وہ تڑوا سکتا تھا اتنی مدت گذر گئی تو اب جو کچہ اوس دیوار سے جان خواہ مال کا نقصان ہوگا وہ زید کو دینا پڑیگا - اور اگر اول ہی سے زید نے اوسکو جھکی ہوئی بنائی تھی تو اوس صورت مین کسیکے کہنے وغیرہ کی کچہ شرط نہین جو کچہ اوس سے نقصان ہوگا وہ زید کو دینا پڑے گا - اگر دیوار کسیکی مکان کی طرف جھکی تو اوسکے تڑوانے کی درخواست اوس مکان کے مالک کے ذمہ ہے اگر مالک مکان دیوار والے کو مہلت دی یا بری الذمہ کردے تو درست ہے (یعنی پہر مالک کا نقصان ہوگا اور دیوار والے کو دینا نہ آویگا) بخلاف اوس صورت کے کہ دیوار شارع عام کیطرف کو جھکی (کہ اس صورت مین کسی خاص ادمی کی مہلت دینے اور بری الذمہ کردینے سے دیوار والے پر سے مواخذہ نجاویگا) اگر ایک دیوار پانچ آدمیونکی ملک ہی اور اونمین سے ایک پر گواہ کردیے گئے کہ تیری دیوار جھک گئی ہے اسکو تڑوا ڈال پہر وہ دیوار گری اور کوئی شخص دبکر مرگیا تو جس شخص سے توڑ ڈالنے کو کہدیا تھا اوس پر پانچوان حصہ دیت کا لازم ہوگا - اگر ایک احاطہ مین تین شریک ہین اور اون مین سے ایک نے اوس مین کنوان کہودا یا دیوار بنائی اور اوس سے کوئی شخص ہلاک ہوگیا تو اوسکے ذمہ دو تہائی دیت کی دینی آوے گی (اسلیئے کہ اپنے حصہ مین اون چیزون کے بنانے سے ضمان نہین لازم آتا مگر چونکہ اپنے دو شریکون کے حصہ مین یہ امر کیا تو گویا غضب کی راہ سے کیا اسلئے دو تہائی دیت کی دینی ہوگی +

باب مسئلہ

باب جانور اگر کسیکا نقصان کرے یا کوئی جانور کا نقصان کرے اور دوسرے مسئل

کے بیان مین - اگر سوار کی سواری کا جانور کوئی چیز یا آدمی اپنی ٹانگون مین ملدے یا
سرکی ٹکر سے یا مونہہ کے کاٹنے سے یا ٹاپ مارنے سی تلف کردے تو سوار پر ضمان آویگا
لیکن اگر جانور لات مارنے سے یا دم مارنسے کچھ نقصان کرے تو ضمان نہ اویگا مگر اوس صورت
مین کہ سواری کو راہ مین کہڑا کر دیا ہو کہ اوس صورت مین نقصان کا ضمان دینا پڑیگا) اگر جانور
کی ٹانگونسے کوئی کنکر یا گٹھلی اوچھلی یا خود اوسنے ٹانگون سے غبار یا چھوٹے ڈھیلے اڑائے
اور انہین سے کسیکی آنکھہ مین کوئی کنکر گٹھلی وغیرہ جالگی اور اوسکی آنکھہ پھوٹ گئی تو سوار پر ضمان
نہوگا اور اگر جانورنے بڑے ڈھیلے اڑائے تو ضمان ہوگا - اگر راہ مین جانور کو لید
پیشاب کرنیکے لئے کھڑا کیا اور اوس نے لید یا پیشاب کیا اور اوس سے کوئی تلف ہوگیا
تو سوار ضمان نہوگا - اور اگر کسی اور مطلب کو کھڑا کیا تھا اور جانورنے بات موت
دیا اور اوس سے کوئی ضائع ہوا تو ضمان ہوگا اور جو کام کہ اون سے سوار پر ضمان
آتا ہے اونہین سے جانور کے ہانکنے والے اور باگ کھیل تہام کرلے جانے والے پر
بہی ضمان آتا ہے فرق اتنا ہے کہ اگر کوئی جان سے مرجاوے تو سوار کو کفارہ دینا بہی
لازم ہوتا ہے اور ہانکنے والے اور کھینچنے والے پر کفارہ لازم نہین - اگر دو سوار
یا دو پیادے آپسمین ٹکرا کر ایک دوسرے کے دہکے سے مرجاوین تو ہر شخص کی دیت
دوسرے کے کنبے پر ہوگی - اگر ایک شخص نے اپنی جانور کو پیچھے سے ہانکا اور اوس کا
زین کسی آدمی پر گر پڑا اور وہ مرگیا تو ہانکنے والے پر دیت کا ضمان ہوگا - اگر زید اونٹونکی
قطار نکیل تھامے آگے لئے جاتا تھا اور ایک اونٹ کے پانون تلے کوئی آدمی
روندا گیا تو زید کے کنبے پر میت کی دیت آوے گی اور اگر زید کے ساتھہ
بکر قطار کو پیچھے سے ہانکتا تھا تو میت کی دیت زید اور بکر دونون پر آوے گی

اور اگر اونٹ نکیل تو کسی نے قطار مین باندہ دیا تہا تو جو کچہہ آگے سے لیجانیوالے کے کہینچنے کو میت کے عوض دینا پڑیگا وہ اونٹ باندہنے والے کے کہینچنے سے بہرلین۔ اگر کوئی شخص کسی جانور کو دوڑا وے اسطرح کہ پیچہے سے اوسے ہانکدے تو اول ہی دوڑانے مین اگر آدمی یا مال کا نقصان ہوجاویگا وہ اوسکو دینا پڑیگا اور اگر پرند جانور کو اوڑایا یا کتا چہوڑا اوپر پیچہے سے نہ مارا یا چوپایہ خود بخود دہباگا اور راہ مین کسیکی جان یا مال کا نقصان ہوا دن کو خواہ رات کو تو ضامن نہوگا۔ اگر قصائی کی بکری کی آنکہہ نکالے تو جسقدر بکری کی قیمت مین نقصان ہوگا اوتنا دینا پڑیگا اور اگر بدنہ یعنی قربانی کی گاے اور اونٹ کی آنکہہ نکالی تو اسکا مثل دینا ہوگا اور اگر گہوڑی یا گدہی کی آنکہہ نکالی تو چوتہائی قیمت دینی ہوگی

باب بردہ کے نقصان کے بیان مین یعنی وہ کسیکا نقصان کرے یا اوسکا کوئی نقصان کرے۔ بردہ اگر بہت سے نقصان کرے تو واجب ہی کہ اوسکو ایکبار مالک نقصان والونکے حوالے کرے بشرطیکہ بردہ مذکور حوالہ کرنیکے قابل ہو اور اگر وہ قابل حوالہ کرنیکی نرہا ہو (مثلاً بعد قصور کے مالک نے اوسکو آزاد کردیا ہو) تو مالک اسکی ایک قیمت سب نقصان والونکی حوالہ کردے (یعنی سب نقصان والونکو ایک ایک قیمت مالک نہ دیوے بلکہ ایک ہی قیمت سبکی حوالہ کردے) غلام نے قصداً کسیکا نقصان کیا اور مالک نے غلام مذکور اسکی حوالہ کیا تو وہ اوس غلام کا مالک ہوجاویگا جب تک کہ مالک اسکی نقصان کا عوض دیکر نچہوڑالے اب اگر مالک تاوان نقصان دیکر چہوڑادے اور غلام پہر کسیکا نقصان کرے تو اسکا حکم مثل نقصان گذشتہ کے ہی کہ مالک یا نقصان والے کو غلام دیدے یا اوسکی نقصان کا تاوان ادا کردے۔ اگر غلام دو نقصان ایک ہی دفعہ کرے تو اسمین بہی مالک یا دو نقصان والونکو غلام دیدے یا دونون کے نقصان کا تاوان دے۔ اگر غلام نے قصور کیا اور مالک کو اسکا علم نہوا اور اوسکو آزاد کردیا تو مالک کو اس نقصان کے تاوان اور غلام کی قیمت مین سے جو کم ہوگا وہ دینا آویگا اور اگر اوسکے قصور کا

حال معلوم تھا اور آزاد کردیا تو نقصان کا تاوان ہی دینا لازم ہوویگا۔ اسیطرح بیع کا حال ہے (کہ اگر قصور سے مطلع ہوکر غلام کو بیچ ڈالیگا تو قصور کا تاوان دینا پڑیگا) اور اگر مالک غلام کی آزادی کو کسی شخص کے مارڈالنے یا تیر مارنے یا اسکو زخمی کرنے پر مشروط کرے اور غلام مذکور ان حرکات کا مرتکب ہو تو آزاد ہوجاویگا اور مالک کو تاوان میت یا مجروح کا دینا ہوگا۔ اگر غلام نے کسی آزاد کا ہاتھ قصداً کاٹ لیا اور مالک نے وہ غلام اس آزاد کو دے ڈالا اور اوس نے غلام مذکور کو آزاد کردیا اور پھر اس ہاتھ کے درد مین مرگیا تو اس غلام کا دیڈالنا اوس تقصیر سے صلح ہوگی (یعنے تاوان آزاد کے قتل کا مالک کے ذمہ کچھہ نہوگا) ہان اگر آزاد والے اوس غلام کو آزاد نہ کیا ہوا ور ہاتھہ کے درد سے مرگیا ہو تو غلام مالک کو پہیر دین گے اور غلام سے قصاص لینگے اگر غلام ماذون قرضدار کسی کا نقصان خطا سے کرے اور مالک کو اوسکے قصور کی اطلاع نہوا اور وہ اوسکو آزاد کردے تو مالک غلام مذکور کی ایک قیمت تو قرضدارون کو دے اور ایک قیمت نقصان والے کو حوالہ کرے۔ اگر لونڈی ماذون قرضدار ہو اور بچہ جنے تو اوسکو مع بچہ کے قرضہ مین فروخت کیا جاویگا لیکن اگر ماذون لونڈی کسیکا نقصان کرے اور بچہ جنے تو نقصان والے کو صرف لونڈی ملیگی) اوسکا بچہ نہ دلایا جاویگا۔ زید کا ایک غلام ہے اور عمرو نے اقرار کیا کہ اوسکے آقا نے اوسکو آزاد کردیا ہے اب اگر غلام مذکور عمرو کے ولی مثلاً باپ کو خطا سے مارڈالیگا تو عمرو کو اوس سے کچھہ نہ ملیگا۔ اسلیئے کہ عمرو کے گمان مین تو وہ آزاد تھا اسلیئے مالک سے مواخذہ نرہا اور چونکہ وہ واقع مین غلام ہے اسلیئے اوسکے کنبے والون سے دیت کا مطالبہ نچاہیے) اگر آزاد کیئے ہوئے غلام نے کسی شخص سے کہا کہ مین نے تیرے بھائی کو حالت غلامی مین قتل کیا ہے

اور اوس نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے آزاد ہونیکے بعد قتل کیا ہے (یعنے اوسکا قصاص یا دیت تیرے ذمہ ہے مالک کے ذمہ نہین) تو اس صورت مین غلام کا قول معتبر ہوگا اور اوس سے قصاص یا دیت کا مواخذہ نکیا جاویگا۔ اگر مالک نے اپنی لونڈی آزاد سے کہا کہ جب تو میری لونڈی تھی مین نے تیرا ہاتھ کاٹا تھا اور لونڈی نے کہا کہ تو نے آزاد کرنیکے بعد میرا ہاتھ کاٹا ہے (یعنے قصاص یا دیت تجھپر لازم ہے) تو لونڈی کا قول معتبر ہے اور یہی حال ہے اون چیزون مین جو آزادی ہوئی لونڈی سے مالک نے لیوے اور دعوی کرے کہ مین نے آزادی سے پیشتر لی ہین اور لونڈی کہے کہ بعد آزادی کے تو لونڈی کا قول معتبر ہوگا مگر اوس سے صحبت کرنے مین اور مزدوری کی کمائی مین (اگر اختلاف ہو تو قول مالک کا ہوگا نہ لونڈی کا) ایک غلام جو تجارت سے ممنوع تھا اوس نے ایک آزاد لڑکے سے کسی شخص کے مار ڈالنے کو کہا اور اوس لڑکے نے مار ڈالا تو اوس میت کی دیت لڑکے کی قوم پر ہوگی (اسیطرح اگر غلام کو کوئی کسی کے مار ڈالنے کو کہے اور وہ مار ڈالے تو دیت اوسکی مالک پر ہوگی یا غلام مقتول کے وارث کے حوالہ کرنا پڑے گا) ایک غلام نے زید اور عمرو کو قصداً مار ڈالا اور زید کے بھی دو وارث ہین اور عمرو کے بھی دو وارث ہین جنمین سے ایک ایک نے خون غلام کو معاف کر دیا تو مالک اوس غلام کا آدہا زید اور عمرو کے اون دو وارثون کو دیوے جنہون نے معاف نکیا ہو اور اگر آدہا غلام ندے تو دیت آدہی تو وہ اون دونون کو دیوے اور اگر زید کو غلام نے قصداً مار ڈالا اور عمرو کو خطا سے اور زید کے دو وارثون مین سے ایک نے معاف کر دیا تو مالک یا تو پوری دیت عمرو کے دونون وارثون کو اور آدہی دیت زید کے ایک وارث کو جس نے معاف نہین کیا حوالہ کیے

یا غلام کو ان تینون کے حوالہ کرے کہ تہائی تہائی لے لین یعنے ایک حصہ زید کے ایک وارث کا اور دو حصے عمرو کے دونون وارثون کی دو شخصونمین ایک غلام مشترک تہا اوس نے اُن دونون کے رشتہ دار کو مار ڈالا اور اون دونونمین سی ایک نے یہ خون اوسکو معاف کر دیا تو مقتول کا سب خون ویسی ہی گیا یعنی دوسرے مالک کو اوسکے باپ مین معاف کرنیوالی پر کچہ مواخذہ نہین پہونچتا **فصل** ایک غلام کو کسی نے خطا سی مار ڈالا تو قاتل سے اوسکی قیمت مالک کو دلائی جاویگی لیکن اگر اوسکی قیمت دس ہزار درم ہو گی تو اوسمین سے دس درم کم لین گے، تا کہ غلام کی خونبہا آزاد شخص کی دیت کی برابر نہو جاوے اور اگر قیمت دس ہزار سے زیادہ ہو گی تب بھی دس کم دس ہزار دلاوینگے اور اگر لونڈی کو کوئی مار ڈالے اور اوسکی قیمت پانچہزار درم ہو تب بھی دس کم پانچ ہزار دلائے جاوینگے بخلاف اوس غلام کے جو کسی نے غصب کر لیا ہو اور غاصب کے پاس مرجاوے کہ اس صورت مین غلام مذکور کی پوری قیمت دینی غاصب پر لازم ہو گی گو دسہزار سی کتنی ہی زیادہ ہو۔ آزاد کے لئے نقصان کے عوض مین جتنی دیت ٹھہری ہوئی ہے اوتنی ہی غلام کے نقصان مین اوسکی قیمت مین سی ہو گی مثلاً اگر غلام کا ہاتہہ کوئی کاٹ ڈالے تو غلام کی نصف قیمت اسکو دینی ہو گی (اسلئے کہ آزاد کے ہاتہہ کاٹنے مین نصف دیت لازم ہوتی ہے) اگر کسی غلام کا ہاتہہ کسی نے کاٹ ڈالا اور اوسکے مالک نے اوسکو آزاد کر دیا اور آزاد ہونیکے بعد وہ ہاتہہ کے درد مین مر گیا اور اوسکے دوسرے وارث بھی ہین تو قاتل سے قصاص نہ لیا جاویگا (اسواسطے کہ قصاص کا مدعی معین نہین رہا کہ مالک ہو گا یا وارث) اور اگر اسکا وارث اور کوئی نہو تو قاتل سی قصاص لیا جاویگا (اسلئے کہ اسصورت مین مدعی قصاص کا مالک ہی ہی) اگر زید کے دو غلام ہین اور اوسنے دونون سی کہا کہ تم مین سی ایک آزاد

سے پہر کسی نے ان دونونکے سرکو زخمی کردیا اور اب مالک نے بیان کیا کہ مین نے اون مین سے فلان کو آزاد کیا تہا تو دونون کے زخم کا تاوان مالک کو ملیگا - اگر زید عمرو کے غلام کی دونون آنکہین پہوڑ دے تو عمرو کو اختیار ہے چاہئے غلام زید کے حوالہ کرے اور اوس سے پوری قیمت لے لے یا غلام اندہا اپنے پاس رکہے اور زید سے کچہہ نہ لے اسلئے کہ غلام جسم کے اعتبار سے تو زندہ آدمی ہے اور فائدہ کے اعتبار سے مردہ اور آنکہین پہوڑنے کی صورت مین تمام قیمت واجب ہوتی ہے اور وہ بدل اوسکی آنکہون دونون کی ہے پس اگر غلام کو رکہے گا تو آدمی ہونیکا اعتبار لحاظ کیا جاویگا - اور فائدہ اوس کا تابع متصور ہوگا کیونکہ صفات ذات کے تابع ہین پہر اس صورت مین اگر زید سے کچہہ لیگا تو بدل اور مبدل منہ دونون اوسکے پاس ہوجاوینگے اور یہ درست نہین - اگر مدبر یا اُم ولد کسی کا کچہہ نقصان کردین تو مالک کو اونکی قیمت اور تاوان مین سے جو کمتر ہوگا دینا آویگا اور اگر مالک قاضی کے حکم سے اونکی قیمت نقصان والے کو دیچکا ہو اور پہر وہ نقصان کرین تو دوسرا نقصان والا پہلے نقصان والے کا شریک اونکی قیمت مین ہوگا جو مالک سے اوسے ملی ہے اور اگر مالک نے بدون حکم قاضی کے قیمت پہلے نقصان والیکو دی ہو تو دوسرے کو اختیار ہے کہ مالک سے اپنے نقصان کے تاوان کا مواخذہ کرے یا پہلے نقصان والے سے

باب غلام اور مدبر اور لڑکے کے غصب کرنے اور اس اثنا مین اون مین نقصان پڑجانیکے بیان مین - اگر ایک غلام کا ہاتہہ کسی نے کاٹ ڈالا ہو پہر اوسکو کوئی دوسرا شخص چہین لے اور غاصب کے پاس وہ غلام ہاتہہ کی تکلیف سے مرجاوے تو غاصب پر ہاتہہ کٹے غلام کی قیمت دینی آویگی صحیح سالم کی دینی نہ آویگی) اگر زید نے

باب غلام وغیرہ ما غصب کی حالت مین نقصان پڑجانیکے بیان مین

کسی کا غلام غصب کیا اور عمرو نے زید کے یہان وسکا ہاتہہ کاٹا اور غلام مرگیا تو زید اوسکے
تاوان سے بری ہوگیا (یعنے اب تاوان عمرو پر دینا آوے گا) ایک غلام نے جسکو تجارت
کی اجازت نہ تھی آپ جیسے غلام کو چہین لیا اور دوسرا غلام اوس غلام غاصب کے
پاس مرگیا تو غاصب پر قیمت دوسرے غلام کی آویگی (اپنے آزاد ہونے کے بعد ادا
کرے) عمرو نے بکر کے مدبر غلام کو غصب کیا اور مدبر نے عمرو کے یہان خالد کا قصور
کیا پہر وہ مدبر بکر کو ملگیا اور اب زید کا اوس نے نقصان کیا تو بکر اوس مدبر کے دام
آدہے آدہ خالد اور زید کو حوالہ کرے یعنی غلام مذکور کی نصف قیمت اول عمرو سے
لیکر خالد کو دے اسلئے کہ اول خالد ہی مستحق تمام قیمت کا ہوا تہا زید اوسوقت اوسکا
مزاحم اور شریک نتہا پہر بکر عمرو سے آدہی قیمت غلام مدبر کی اور لے اور یہ آپ رکہے
اور اسصورت کے عکس مین غاصب سے نصف قیمت ایکبار لیجاویگی (یعنے اگر مدبر نے
بکر کے یہان زید کا نقصان کرلیا تہا کہ عمرو نے اوسکو غصب کیا اب عمرو کے یہان خالد
کا بگاڑ کیا تو اس صورت مین عمرو سے صرف آدہی قیمت لیجاویگی اور غلام مثل مدبر کے ہے
اس حکم مین صرف اتنا ہی فرق ہے کہ غلام کیصورت مین مالک کو غلام حوالہ کرنا پڑتا ہے
قصور وارون کو اور مدبر کی صورت مین اوسکی قیمت دینی پڑتی ہے۔ اگر عمرو نے بکر کا مدبر
غصب کیا اور عمرو کے یہان اوس نے زید کا بگاڑ کیا پہر وہ مدبر بکر کو ملگیا مگر عمرو دوبارہ
اوسکو چہین لے گیا اس دفعہ اوس نے خالد کا نقصان کیا تو بکر پر مدبر مذکور کی قیمت
زید اور خالد کو دینی لازم ہوگی اور پوری قیمت مدبر کی عمرو سے بہر لے اور اوس مین سے
نصف زید کو دیدے اور یہ نصف جو زید کو دیا اوسکو عمرو سے پہر وصول کرے غاصب نے
ایک آزاد لڑکا غصب کیا جو اوسکے یہان اگر ناگہانی یا بخار سے مرگیا تو غاصب پر ضمان

نہو گا اور اگر بجلی اوسپر گری یا سانپ نے کاٹا اور مرگیا تو اوسکی دیت غاصب کی قوم پر ہوگی
اور یہی حال ہے اگر کسی لڑکے کے سپرد کوئی غلام کیا جاوے امانت کے طور پر اور وہ
لڑکا اوس غلام کو مار ڈالے تو لڑکے کے کنبے پر غلام کی قیمت آویگی اور اگر لڑکے کو کھانا
امانت سپرد کیا جاوے اور وہ کھالے تو ضامن نہ ہوگا +

کتاب القسامۃ

اس مین قسامۃ یعنی خون کے باب مین جو محلہ والون پر قسم لازم آتی ہے اوسکا ذکر ہے۔
اگر کسی محلہ مین مقتول پایا گیا جسکے قاتل کا حال معلوم نہیں تو مقتول کا وارث اون محلہ
والون مین سے ۵۰ آدمیون کو چھانٹے اور اون سے یہ قسم لیجاوے کہ بخدا نہ ہمنے اسکو
قتل کیا نہ اوسکے قاتل کو جانین اگر اسطرح کی قسم کھالین تو محلہ والون پر اوس مقتول
کی دیت ہوگی اور اگر خون کا وارث اسی محلہ مین رہتا ہو تو اوسکو قسم نہ دے جاویگی
اور جو شخص قسم کھانے سے انکار کرے اسکو قید کیا جاوے یہانتک کہ قسم کھائے اور
اگر محلہ کے قسم کھانے والے ۵۰ نہون تو موجود شخصون کو مکرر قسمین دیکر ۵۰ قسمین پوری
کرلیجاوینگی (مثلاً اگر ۴۰ ہون تو دس آدمیون کو دو بار قسم دینگے اور باقی
کو ایک بار اور اگر دس ہی ہون تو سب کو پانچ پانچ بار قسم دیوینگے) لڑکے
اور دیوانہ اور عورت اور غلام پر قسامہ نہین (یعنے خون کے مقدمہ مین انکو
قسم نہ دینی چاہیے) اور جس صورت مین کہ میت پر نشان زخم یا مار کا نہو یا یہ کہ
ناک سے یا منہ سے یا مقام یا پاخانہ سے خون جاری ہو تو اس صورت مین نہ محلہ
والون پر قسم واجب ہوگی نہ اوس میت کی دیت دینی ہوگی (ناک منہ مقام پاخانہ
سے خون جاری ہونیکی صورت مین دیت نہونیکی وجہ یہ بھی کہ انمین احتمال بیماری

کا ہے یقینی مار ڈالنا ثابت نہو گا لیکن اگر آنکھون سے یا کانونسے خون چلتا ہو تو قسامتہ
واجب ہوگا (اسلئے کہ ان جھگون سے خون بدون چوٹ کے نہین بہتا) اگر مقتول کسی جانور پر
لدا ہوا پایا گیا اور اوس جانور کو کوئی آگے سے پکڑے لئے جاتا ہے پیچھے سے ہانکتا ہے یا
اوسپر سوار ہے تو اوس ساتھ والے کے کنبے پر مردہ کی دیت ہوگی۔ اگر کوئی جانور جسپر
مقتول شخص ہے دونون گانون کے درمیان ہو کر نکلا اور کوئی اوس کے ساتھ نتھا
تو جو گانون نزدیک ہوگا اوسپر قسم اور دیت لازم ہوگی (اور اگر دونون برابر فاصلہ
پر ہون تو دونون پر لازم ہوگی) اگر مقتول آدمی کسی کے مکان مین پایا جاوے
تو مالک مکان پر قسامتہ ہوگا (یعنے ۵۰ قسمین کھائیگا) اور دیت اوسکے کنبے پر لازم
ہوگی۔ قسامہ زمینداروں پر واجب ہے نرہنے والون اور خریدنے والون پر یعنے
جن لوگون کو پادشاہ نے زمین دی ہو اون لوگون پر قسم واجب ہے جو باشندے اور
خریدار زمین کے ہون اون پر واجب نہین لیکن، اگر زمیندار و مین سے کوئی نرہا ہو تو اس
صورت مین خریدکرنیوالون پر قسم ہوگی۔ اگر مقتول کسی حویلی مشترک مین پایا جاوے اور شرکا
کا حصہ یکسان نہین (کوئی نصف کا شریک ہے کوئی چوتھائی وغیرہ کا) تو قسامتہ اور دیت
شریکون کے عدد کے اعتبار سے ہوگی (نہ اونکی ملکیت کے سہامون کے اعتبار سے)
اگر ایسی حویلی مین مقتول ملا کہ اوسکی بیع ہو چکی تھی مگر مشتری کے قبضہ مین نہین آئی
تھی تو دیت بائع کی قوم پر ہوگی اور اگر بیع خیار کے ساتھ ہوئی تھی تو وہ حویلی جسکی
قبضہ مین ہوگی اوسکے کنبے پر دیت لازم آوے گی (خواہ قابض بائع ہو یا مشتری)
لیکن قابض کی قوم دیت ادا نہ کرین جب تک کہ اس بات کے گواہ نہ گذر چکین
کہ یہ حویلی قابض کی ملکیت ہے ورنہ صرف مکان میں رہنے سے بدون ملکیت

کے دیت اسکی طرف لازم نہوگی) اگر کشتی مین مقتول ملے تو جو اسمین سوار اور ملاح ہون
اون پر قسامت اور دیت ہوگی اور کسی محلہ کی مسجد مین اگر ملے تو محلہ والون پر ہوگی اور
اگر شارع عام یا جامع مسجد مین ملے تو قسامت اس صورت مین نہین اور دیت بیت المال
مین سے دیجاویگی - اگر جنگل مین مقتول ملے یا بیچ مین دریا کے پایا جاوے تو اوسکی
کچھ پرسش نہوگی (نہ قسم ہوگی نہ دیت) اور اگر دریا کنارے لٹکا ہوا یا بندھا ہوا ملے تو جو
گانون وہان سے نزدیک ہوگا اوسپر قسامت لازم اویگا - اگر خون کے وارث نے
اہل محلہ کے سوا کسی اور پر دعوے خون کا کیا تو قسامت اوس محلہ والون پر سے جاتا رہیگا
اور اگر محلہ والون ہی مین سے ایک شخص معین پر دعوے کیا تو قسامت اونپر سے بجاوے گا -
اگر ایک قوم تلوارین کھینچکر بھڑین اور ایک مقتول کو چھوڑ کر جدا ہون تو قسامت محلہ والون پر
ہوگا جہان لڑائی ہوئی لیکن اگر خون کا وارث اون لوگون پر جو تلوارین لیکر لڑے تھے دعوے
کرے یا اون مین سے ایک شخص معین پر مدعی ہو تو البتہ محلہ والون پر قسامت نہوگا - محلہ
والونمین سے قسم ولے نے بیان کیا کہ مقتول کو ایک شخص خاص مثلاً زید نے مارا ہے تو
اوسکو اسطور پر قسم دی جاویگی کہ بخدا مین نے مقتول کو نہین مارا اور نہ سوای زید کے اوسکے قاتل
کو جانون - محلہ والون سے اگر کچھ لوگ گواہی دین کہ غیر محلہ کے آدمی نے مارا ہے یا اوس
محلہ کے ایک شخص معین کا نام لین کہ ہم مین سے فلان شخص نے مارا ہے تو یہ گواہی باطل ہوگی

کتاب المعاقل

اسمین دیتونکا بیان ہے کہ کون کون آدمی دیت دین معاقل جمع معقلہ کی ہے جسکے معنی دیت ہین
جو خونبہا کہ نفس قتل پر دینا آتا ہے وہ عاقلہ پر ہوتا ہے (نفس قتل کی قید سے وہ خون بہا نکل گیا جو صلح
کی راہ سے دیا جاوے یا شبہہ کی راہ سے مثلاً باپ نے بیٹے کو عمداً مار ڈالا کیونکہ ان دونو صورتونمین خونبہا خاص

قاتل کے مال مین ہوتا ہے نہ عاقلہ پر ، اگر قاتل روزینہ دار یا سپاہی پادشاہی ہو تو اوسکی
عاقلہ وہ لوگ ہین جنکے نام دفتر پادشاہی مین ہون یعنے پادشاہ کے دفتر مین اگر خاص
قوم کے روزینہ دار خواہ فوج کے لوگ لکھے ہون اور اون مین سے کوئی قاتل ہو تو باقی لوگ
اوسکے عاقلہ ہین ، دیت کا روپیہ اونکی تنخواہ سے تین برس کے عرصہ مین وصول کر لیا
جاوے اور اگر اونکی تنخواہ تین برس سے زیادہ عرصہ مین یا کم مین وصول ہو تو اوسیوقت
دیت کو مجرا کر لین ۔ اور اگر قاتل دفتر والون سے نہو تو اوسکا عاقلہ اوسکا قبیلہ یعنے برادری
والے رشتہ دار ہین دیت اونسے تین برس مین بانٹ کر لیجاوے گی اور ایک شخص سے
سال بھر کے عرصہ مین ایک درم خواہ ایک درم اور ایک درم کی تہائی سے زیادہ نہ لیا
جاویگا تو اس حساب سے ایک آدمی سے تین برس کے عرصہ مین چار درم سے زیادہ نہین
لیا جاویگا اگر اوس قبیلہ کے لوگ اتنے نہون کہ اس حساب سے پورت پڑے بلکہ کم ہون
اور چار درم سے زیادہ اون پر پڑتا ہو تو اُن مین عصبات کی ترتیب سے دوسرا قبیلہ انکا
رشتہ دار ملا لیا جاوے گا یعنے اول بھائیون کو پھر بھتیجون کو پھر چچون کو پھر اونکے بیٹون
کو ، قاتل کو منجملہ عاقلہ کے شمار کیا جاوے گا یعنے جیسے اوروں سے دیت وصول
ہوگی ویسی ہی اس سے بھی لیجاوے گی ، آزاد کئے ہوئے کا عاقلہ اوسکے آزاد کرنیوالے کی
برادری ہے ۔ اور موالے موالات کا عاقلہ وہ ہے جسکے ہاتھ پر وہ مسلمان ہوا ہو اور
اوسکے کنبے کے لوگ ۔ غلام کے بگاڑ کرنے کا تاوان عاقلہ پر نہین اور نہ اوس قصور کا
کہ آدمی جان کر کرے اور نہ اوس کا جو صلح کرے یا اقرار کرے کہ اوسمین صرف مدعا علیہ پر تاوان ہوتا ہے لیکن اگر
مدعا علیہ کے اقرار کی تصدیق عاقلہ کرے تو عاقلہ پر تاوان ہوگا اگر آزاد آدمی
غلام کا بگاڑ خطا کی راہ سے کرے تو اوس کا تاوان اوسکی برادری پر ہوگا یعنے

خطا کی راہ سی بگاڑ کرنے مین برادری پر دیت آنی برابر ہے خواہ آزاد کا نقصان ہووے یا غلام کا +

کتاب الوصایا

اس مین وصیتون کا بیان ہے) اور وصیت وہ ہے کہ اپنے مرنے کے بعد کسی کے لئے کچہہ مقرر کرے جو وصیت کرتا ہے اوسکو موصی یعنی وصیت کرنے والا کہتے ہین اور جس کے لئے وصیت کی ہو اوسے موصی لہ کہتے ہین اور جس شخص کو وصیت کی تعمیل کے لئے کہا ہو اوسکو وصی کہتے ہین) وصیت مرنے کے بعد کے زمانے مین کسی چیز کے مالک کرنے کو کہتے ہین اور وصیت کرنا مستحب ہے۔ میت کے مال متروک کی تہائی سے زیادہ کی وصیت درست نہین۔ قاتل کے لئے وصیت درست نہین (یعنے موصی اپنے قاتل کے لئے کچہہ وصیت کرے تو جائز نہوگی) مورث اپنے وارث کے لئے اگر وصیت کرے تو درست نہین بشرطیکہ دوسرے وارث جائز رکھین (لیکن اگر اور وارث اس وصیت کو جائز رکھین تو درست ہے) مسلمان اگر ذمی کیلئے وصیت کرے یا ذمی مسلمان کے لئے تو درست ہے) وصیت کا قبول کرنا موصی کی موت کی بعد ہونا چاہیئے اور اگر اوسکی زندگی مین موصی لہ اوسکو قبول نکرے یا قبول کرلے تو باطل ہے (بلکہ موت کی بعد کا اعتبار ہے (اور مستحب ہی کہ مال تہائی سی وصیت کم کرے اور جب موصی لہ وصیت کی چیز کو قبول کرے تو وہ اوسکی ملک مین آجاتی ہے ہان اگر موصی لہ موصی کے مرنیکے بعد ہی مرجاوے اور نوبت قبول وصیت کی نہ پہونچے تو بدون قبول کے بہی مالک موصی لہ کی ثابت ہو جاویگی بقدر مقدار کا قرض اگر اوسکے کل

محیط ہو (یعنے اسکی برابر ہو یا زائد) تو ایسے قرضدار کی وصیت درست نہین - اسیطرح
لڑکا اور مکاتب اگر کچھہ وصیت کرین تو درست نہین - حمل کے لئے کچھہ مال کی وصیت
کرنی (مثلا یون کہنا کہ میرا اسقدر مال اس پیٹ کے بچہ کو ملے) اور حمل کی وصیت کسی اور
کو کرنے (مثلا یہ کہنا کہ میری لونڈی کے حمل سے جو بچہ پیدا ہو وہ فلان شخص کو دیدینا) درست
ہے بشرطیکہ بچہ وصیت کیوقت سے چھہ مہینے سے پہلے اندر پیدا ہو (اور اگر چھہ مہینے یا زائد مین پیدا
ہو گا تو وصیت دونون صورتون مین نہو سکیگی اسلئے کہ وصیت کے وقت حمل کا یقین نہ ہوگا
حمل کے واسطے کوئی چیز ہبہ کرنی درست نہین - اگر لونڈی کی وصیت کی اور اوسکے حمل کو
خارج رکھا تو درست ہے (موصی لہ کو لونڈی ملے گی حمل کا بچہ نکلے گا) موصی اپنی وصیت سے
قول اور فعل سے پھر سکتا ہے (قول سے اسطرح کہے کہ مین نے جو وصیت کی تھی اوس سے
رجوع کی - اور فعل سے (اسطرح کہ جس چیز کی وصیت کی تھی اوسکو بیچ ڈالا یا ہبہ کر دیا یا کپڑا
تھا اوسکو بیونت لیا یا بکری تھی اوسکو ذبح کر لیا - اگر موصی وصیت سے انکار کرے
تو اس سے رجوع ثابت نہو گا (مثلا یون کہے کہ مین نے وصیت نہین کی اور موصی لہ گواہون
سے ثابت کرے کہ وصیت کی تھی تو موصی لہ کو وصیت کی چیز پہونچیگی -

باب اپنے مال کی تہائی کی وصیت کرنے کے بیان مین - اگر موصی نے تہائی مال
کی زید کے لئے وصیت کی اور دوسری تہائی عمرو کے لئے اور وارثون نے دو تہائی کی وصیت
درست نہ رکھی تو ایک تہائی زید اور عمرو کو برابر تقسیم ہو جاویگی - اگر زید کے لئے
تہائی کی وصیت کی اور عمرو کے لئے چھٹے حصہ کے وارثون نے جائز نہ رکھا تو
تہائی ترکہ موصی کا زید عمرو کو اس طرح تقسیم ہوگا کہ تین حصہ کرکے دو حصے زید کو
اور ایک حصہ عمرو کو دیا جاویگا - اگر زید کے لئے کل مال کی وصیت کی اور عمرو کیلئے تہائی

باب اپنے مال کی تہائی کی وصیت کرنے کے بیان مین

مال کی اور تہائی وصیت کو جائز نہ رکہا تو ترکہ موصی کی تہائی زید و عمر مین آدہوں آدہ
تقسیم ہوگی۔ موصی لہ کو ترکہ کی تہائی سے زیادہ حصہ نہ ٹہرایا جاوے مگر تین صورتون مین
اول محابات کی صورت مین (محابات بیع مین رعایت کرنیکو کہتے ہین کہ ہزار کا مال مثلاً سو
کو دیڈالے پس اگر موصی کے دو غلام ہون جنمین سے ایک کی قیمت بارہ سو ہو اور ایک
کی چہہ سو اور وہ وصیت کرے کہ بارہ سو کا غلام زید کے ہاتہہ دو سو کو بیچڈالنا اور
چہہ سو کا عمرو کے ہاتہہ سو کو بیچڈالنا اور دوسرا کوئی مال اوسکے پاس نہ ہو اور اوسکی
وارث اس وصیت کو جائز نہ رکہین پس چونکہ صورت مذکور مین زید کے ساتہہ ہزار
روپیہ کی رعایت کی تو گویا ہزار اوسکے لئے وصیت کیے اور عمرو کے ساتہہ پانسو کی
رعایت کی ہے تو گویا اوسکو پانسو کی وصیت کی ہے تو کل ترکہ مین سے تہائی
لیکر یعنے دونون غلامون کی قیمت جو اٹھارہ سو ہوتے ہین اوسکی تہائی چہہ سو
روپیہ زید و عمرو مین بموجب وصیت کے تقسیم کرین گے لیکن زید کا حصہ عمرو سے دونا
تہا تو اسقدر کی تہائی عمرو کو دینگے اور دو تہائی زید کو یعنے دو سو عمرو کو ملین گے اور
۴۰۰ زید کو حالانکہ اس نظر سے کہ زید کو ہزار کی وصیت ہی جو تہائی ترکہ سے زائد ہی اوپر کے
قاعدے کے بموجب تہائی مین دونون شریک برابر کے ہوکر ہر ایک کو ۳۰۰ ملنے چاہئین
مگر محابات کیوجہ سے اوپر کا فائدہ جاری نہوا) دوم سعایت کی صورت مین (اور اسکی
کیفیت یہہ ہے کہ موصی کے دو غلام ہون ایک دو ہزار کا دوسرا ایک ہزار
کا اور وہ وصیت اوسکی آزاد کرنے کی کرجاوے اور سوا ان غلامون کے اور کچہ مال اوسکا
نہوا اور اوسکی وارث وصیت کو جائز نہ رکہین تو کل ترکہ کی تہائی سے یہ وصیت جاری ہوگی
یعنی بقدر ہزار کے آزاد ہونگے اور دو تہائی اپنی قیمت کی یعنی دو ہزار روپیہ کو کما دینگے

اور ہزار کی آزادی مین وصیت کے بموجب ہر ایک کو حصہ ملے گا دونون کو برابر نملیگا)
سوئم دراہم مرسلہ یعنی مطلق کی صورت مین (جنمین قید مال کی تہائی اور چوتہائی کی نہو مثلا
زید کو تیس روپیہ کی وصیت کرے اور عمرو کو ساٹھہ کی اور اوسکے پاس ان روپیونکے سوا
اور مال نہو تو در صورت نارضامندی ورثا کے وصیت مذکور تہائی مال سے جاری
ہوگی اور زید و عمرو کو موافق اونکی وصیت کے حصہ رسد ترکہ کی تہائی مین سے دیا
جاوے گا برابر نہ دیا جاوے گا) اگر وصیت کی کہ موصی لہ کو میرے بیٹے کا حصہ ملے
تو یہ وصیت باطل ہے۔ اسلئے کہ بیٹے کا حصہ کسیکو نہین پہونچ سکتا) ہان اگر یون وصیت
کرے لہ میرے بیٹے کے حصہ کے برابر اوسکو دینا تو درست ہے اس صورت مین اگر موصی
کے دو بیٹے ہون تو موصی لہ کو تہائی مال ملیگا (اسلئے کہ بیٹے کا حصہ تو آدھا ہے وہ تو اوسکو
مل نہین سکتا کیونکہ تہائی سے بڑہجاوے گا اسی جہت سے تہائی مال دیا جاوے گا اور
اب بہی اوسکا حصہ بیٹون کے برابر ہے رہیگا) اور اگر یہ وصیت کی کہ میرے مال کا ایک
سہام یا ایک جزء فلانے کو دینا تو اوس کا بیان کرنا ورثا کے اختیار مین ہے (
جونسا سہام چاہین موصی لہ کو دین)۔ اگر یہ کہا کہ میرے مال کی تہائی فلانے کی
لئے ہے پھر دوبارہ کہا کہ فلانے کے لئے میرے مال کی تہائی ہے (یعنے ایک تہائی
ایک شخص کے لیئے دوبار کہے) تو موصی لہ کو ایک ہی تہائی ملے گی (اوس سے زیادہ
نہ ملیگا) اسیطرح اگر مال کے چھٹے حصہ کو موصی لہ کے لیئے مکرر کہے تو اوسکو ایک چھٹا
حصہ ملے گا (دو حصے نہ ملین گے) اگر یون وصیت کی کہ میری نقد روپیون یا بکریون
مین سے تہائی فلان کو دینا پھر دو تہائی روپیے خواہ بکریان تلف ہو جاوین تو موصی لہ
باقی بکریان یا نقد لے لے گا اور اگر غلامون یا تہانون یا گہرون کی بنسبت ایسا

کہا تھا اور انہین سے دو تہائی جاتی رہی تو اب موصی لہ کو باقی نہ ملین گے بلکہ باقی
کی تہائی ملے گی۔ اگر وصیت کی کہ ہزار روپیہ فلان کو دیدینا اور ترکہ مال موجود اور لوگون
کے ذمہ قرض ہی پس اگر مال موجود کی تہائی ہزار روپیہ ہوسکتے ہون تب تو ہزار روپیہ موصی لہ
کو دیدین اور اگر موجود مال اتنا نہو تو جسقدر اوسکی تہائی ہو وہ موصی لہ کو حوالہ کرین اور
پھر قرض مین سے جسقدر آتا جاوے اوسکی تہائی اوسکو دیتے رہین یہانتک کہ ہزار پوری
ہوجاوین اگر وصیت کی کہ میرے مال کی تہائی زید کو اور عمرو کو دینا اور عمرو اوسوقت زندہ نہو تو تہائی
ساری زید کو ملے گی اور اگر یون کہا کہ میرے مال کے تہائی مین شریک ہیں زید اور عمرو اور عمرو زندہ نہو
تو زید کو چھٹا حصہ ملیگا اور عمرو کو کچھ نہ ملیگا کہ وہ مردہ ہے۔ اگر یہ کہا کہ فلانے کو میرا
تہائی مال ہے اور مال موصی کے پاس کچھ نہین تو موصی اپنے مرنے کے وقت جس چیز
کا مالک ہوگا اوسکی تہائی موصی لہ کو پہونچیگی ۔ اگر وصیت کی کہ میری مال مین سے تہائی
میری تین ام ولد کو اور فقیرون اور مسکینون کو دینا تو تہائی ترکہ پانچ حصے
کرکے تین حصے تین ام ولد کو اور ایک حصہ فقیرون کو اور ایک مسکینون کو دیا جاویگا
اگر وصیت کی کہ ترکہ کی تہائی زید اور مساکین کو دینا تو ترکہ کی تہائی مین سے آدھا
زید کو اور آدھا مسکینون کو ملے گا۔ اگر سو روپیہ کی وصیت زید کو کی اور سو
کی عمرو کو پھر بکر سے کہا کہ مین نے تجھے اون دونون کا شریک کیا تو بکر کو
دونون سو مین سے تہائی ملے گا یعنے سو کی تہائی زید سے لے اور تہائی عمرو
سے اس صورت مین ہر ایک کا حصہ مساوی ہوگا کہ ہر ایک کے پاس تہائی دو تہائے
ہونگی اور اگر زید کو وصیت چار سو کی کی اور عمرو کو دو سو کی اور بکر سے کہدیا کہ تجھکو
دونون کا شریک کیا تو بکر کو ہر ایک سے آدھا حصہ ملے گا یعنے زید کو

کی وصیت تھی دوسو اوسکے حصہ مین سے اور عمرو کو دوسو کی تھی سو اوسکے حصہ مین سے
بکر کو ملین گے غرضکہ بکر کو تین سو اور زید کو دوسو اور عمرو کو سو ملین گے - اگر موصی نے
اپنے وارثون سے کہا کہ زید کا مجھپر قرض ہے اور وارثون نے اوسکا قول مان لیا
تو یہ تہائی ترکہ مین ہوگا (یعنے اگر زید دعوی قرض کا کریگا تو تہائی تک سماعت
ہوگی ترکہ کی تہائی سے زائد مین دعوی مین مقبول نہوگا) اگر موصی نے اول
اپنے ذمہ زید کے دین کا اقرار کیا بعد اوسکے بہت سی وصیتین کین تو موصی کے
مال کی ایک تہائی وصیت والون کے لئے اور دو تہائیان وارثون کے لئے
علیحدہ کرکے دونون جماعتون سے کہین کہ تمکو اپنے حصہ مین سے جسقدر قرضہ کے
مدعی زید کو سچا ٹھہراتا ہون بیان کرو جبکہ وہ دونون گروہ بیان کردین تو ہر ایک
کے حصہ مین سے اوسی قدر زید کو دیدیوین اور اہل وصیت کے تہائی مین سے جسقدر
بچے اوسکو وہ بتقسیم حصہ رسد کرین اور ورثہ کی دو تہائی مین سے جو رہے وہ اوسکو
بانٹ لین - اگر موصی نے کسیقدر مال کی وصیت اجنبی شخص اور اپنے ایک وارث کو
کی تو اجنبی کو مال موصی بہ کا آدھا ملیگا اور وارث کے لئے وصیت باطل ہوگی
(اسلئے کہ وارث کے لئے وصیت درست نہین) اگر تین تھان مختلف صنعت کے
(یعنے ایک بہت عمدہ اور ایک میانہ اور ایک گھٹیا) زید اور عمرو اور بکر کو بہ ترتیب
وصیت کئے اور اون مین ایک جاتا رہا اور یہ معلوم نہوا کہ کس کے حصہ کا گیا اور
وارث میت تینون موصی لہ مین سے ہر ایک یہی کہتا ہے کہ تیرے ہی حصہ کا گیا
تو اس صورت مین وصیت باطل ہوگی کسیکو کچھہ نہ ملے گا لیکن اگر میت کا وارث دونو
باقی کے تھان اون تینون کے سامنے لار کھے اور کہدے کہ انکو آپس مین تقسیم کرلو

تو وصیت جائز ہی اور زید کو عمدہ تہان کی دو تہائی ملینگے اور بکر کو دو تہائی گھٹیا تہان
کی اور عمرو ایک تہائی اچھی کی لے اور ایک تہائی برُے کی (یعنے ان دونون باقی
تہائیونکو دو آدمی نہین لے سکتے مگر بطور مذکورۂ بالا تینون تقسیم کرسکتے ہین اور اگر قرعہ
ڈالکر یا آپس مین راضی ہوکر دو ہی شخص اونکو لے لیوین تو ہوسکتا ہی) اگر ایک حویلی مشترک
مین سی موصی نے ایک کوٹھری کی وصیت زید کو کی اور وہ حویلی بعد موصی کے مرنیکے
تقسیم ہوئی اور وہ کوٹھری موصیٰ بہ موصی ہی کے حصے مین پڑی تو وہ زید کو ملیگی اور اگر
وہ کسی اور شریک کے حصے مین آ گئی تو موصی کے حصے مین سی اوسقدر زمین جتنی کوٹھری مین
ہو زید کو دیجاویگی اور اسباب مین اقرار کا حال مثل وصیت کے ہی (یعنے اگر بکر اپنی مشترک
حویلی مین سی کسی خاص کوٹھری کا عمرو کے لیے اقرار کرے تو بعد تقسیم حویلی کا اگر وہ کوٹھری
بکر کے حصے مین پڑی تو بعینہ اوسکو حوالے عمرو کے کرے ورنہ جسقدر زمین کوٹھری مین ہو
اوسقدر اپنے حصے مین سے اوسکے عوض دیدی) اگر زید نے عمرو کی مال مین سی ہزار روپیہ
معین کی وصیت بکر کو کردی اور مالک مال یعنے عمرو نے موصی کے مرنے کے بعد اوسکی
وصیت جائز رکھی اور ہزار روپیہ بکر کو دیدئے تو درست ہی مگر عمرو کو اختیار رہی کہ اجازت کی
بعد چاہی تو روپیہ ندی - موصی کے دو بیٹے اگر اوسکا مال باہم بانٹ لین اور پہر انہین سے
ایک اقرار کرے کہ ہماری باپ نے یہ اتنی کی وصیت کی تہی تو اِس اقرار سے صرف مقر کے
حصے کی تہائی مین وصیت جاری ہوگی (دوسرے بہائی کے حصے مین جاری نہوگی)
اگر عمرو کے لیے لونڈی دینی کی وصیت کی اور موصی کے مرنے کے بعد اوسکے بچہ ہوا تو اگر
اونہیں لونڈی اور اوسکے بچی کی قیمت ملکر کل مال کی تہائی سے زیادہ نہو تو دونون عمرو کو ملینگے
اور اگر دونون کی قیمت ترکے کی تہائی سے زائد ہو تو اول عمرو لونڈی لے اور پہر جسقدر اوسین

تہائی ترکہ کی کمی رہی وہ بچہ مین مجرا کرے (یعنے اوسکے دام کرکے ترکے کی تہائی پورا کرکے باقی بچتا وارثونکو پہیردی) موصی نے اپنے بیٹے کا فرباد وسرے کے غلام کے لیے اپنے مرض مین وصیت کی پہر وہ کافر مسلمان ہوگیا یا اوسکا بیٹا جو غلام تہا آزاد ہوگیا تو یہہ وصیت باطل ہی اسیطرح اگر بیٹا کافر ہو یا دوسرے کا غلام ہو (اوسکو کچھہ ہبہ کرنا یا اوسکے لیے اقرار کرنا باطل ہی)۔ اپاہج اور فالج زدہ اور لنجا اور سل کی بیماری والا اگر اونکا مرض بڑہجاوے اور اس مرض سے اونکے مرنیکا خوف نہو تو تمام مال سے انکا ہبہ کرنا معتبر ہوگا (اسلیے کہ اسطرحکا مریض تندرست کے حکم مین ہی) اور اگر مرض مذکور سے اونکے مرجانیکا ڈر ہو تو صرف تہائی مال سے ہبہ کرنا معتبر ہوگا

باب مرض موت مین آزاد کرنیکے بیانمین۔ مرض موت مین اپنے غلام کو آزاد کرنا یا اپنے مال کو کم قیمت پر فروخت کرنا یا کسیکو کچھہ ہبہ کرنا وصیت کے حکم مین ہے (یعنے یہہ امور مریض کے تہائی مال مین سے جاری ہونگے) اور اگر اوسکے وارث اوسکے بعد غلام کی آزادی جائز رکہین تو وہ وارثون کے لیے کچھہ نہ کماوے۔ زید کے دو غلام ہین سالم اور غانم اور اوسنے مرض موت مین سالم کو تو کم قیمت پر بیچا پہر غانم کو آزاد کردیا اور اول کی فروخت مین جتنی رعایت کی ہی اور دوسری کی قیمت ہر ایک زید کے ترکے کی تہائی کے برابر ہی تو اس صورت مین سالم کی فروخت کا اعتبار کرنا بہتر ہی (کہ اوسمین معاوضہ ہی یعنی سالم کی فروخت جائز ہوگی اور غانم آزاد نکیا جاویگا) اور اگر پہلے غانم کو آزاد کیا پہر سالم کو رعایت کے ساتھہ بیچا تو اب دونون باتین برابر ہین (خواہ اسکا اعتبار کرین خواہ اوسکا) موصی نے وصیت کی کہ ان خاص سو روپیون کے عوض میری طرف سے ایک غلام آزاد کردینا اور اونمین سے ایک روپیہ جاتا رہا تو وصیت

باب مرض موت مین آزاد کرنیکے بیان مین

مذکور جاری نہوگی بخلاف وصیت حج کرنے کہ اگر معین روپیون سے حج اپنی طرفسے کرانیکی وصیت کری اور اونمین سے کچھہ جاتی رہین تو وصیت اوسکی دوسرے روپیون سے جاری کرینگے، اگر اپنے غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کی اور موصی کے مرنیکے بعد غلام نے کسیکا نقصان کیا اور وارثون نے غلام کو نقصان کے عوض نقصان والے کے حوالے کیا تو وصیت باطل ہوگی اور اگر وارث نقصان کا عوض اپنے مال سے ادا کردین تو وصیت باطل نہوگی (یعنے غلام آزاد ہوجاویگا) اگر موصی اپنے مال کی تہائی زید کو وصیت کرے اور ترکہ مین ایک غلام بہی ہو جسکو زید کہتا ہی کہ موصی نے ایام صحت مین آزاد کیا ہو اور وارث کہتا ہی کہ مرض موت مین اسکو آزاد کیا ہی (یعنے یہہ غلام بہی داخل وصیت ہی) تو اس صورت مین وارث کا قول مع قسم معتبر ہوگا اور اگر وہ غلام ترکہ کی تہائی سے کم کا نہو تو زید کو کچھہ نہ پونہچیگا (اسلیے کہ وصیت تہائی مال مین ہوتی ہی وہ غلام کے آزاد کرنیسے پوری ہوگئی اور اگر غلام کی قیمت تہائی ترکے سے کم ہو تو جسقدر غلام کی قیمت سے ترکے کی تہائی زیادہ ہوگی اوسقدر زید کو ملیگا) یا زید گواہون سے ثابت کروے کہ موصی نے غلام کو صحت کی حالت مین آزاد کیا تہا تو اب پوری تہائی ترکے کی زید کو ملیگی - ایک شخص نے میت پر دعوی کیا کہ میرا قرض اوسکے ذمے تہا اور اوسکے غلام نے یہہ دعوی کیا کہ مجھکو آزاد کر مرا ہے اور وارث نے دونون کا کہنا معتبر جانا اور مال اوس میت کا اور کچھہ نہین تو غلام اپنی قیمت کما وے اور آزاد ہوجاوے (اور یہہ) قیمت قرضخواہ کے حوالے کیجاوے - اگر موصی نے وصیت کی کہ جو حقوق اللہ تعالی کے میرے ذمے ہین اون کو ادا کرنا تو اول فرائض ادا کیے جاوینگے بعد اونکے واجبات گو موصی نے اپنے کہنے مین فرائض کو پیچہے کہا ہو پس حج اور زکوۃ اور کفارے پہلے ادا ہونگے اور اگر حقوق قوت مین برابر ہون (یعنے سب فرض

ایک طرحکے ہون یا واجب یکسان ہون) تو اول وہ ادا کیا جاویگا جو موصی کی زبان سے
اول نکلا ہوگا اور جو بعد کہا ہوگا وہ بعد ادا کرینگے - اگر موصی نے اپنی طرف سے
حج فرض کرانیکی وصیت کی ہو تو اوسکے وارث کسی شخص کو موصی کے شہر سے حج
کرنیکو سوار کرکے روانہ کرین اور اگر خرچ اوس شہر سے نائب بہیجنے کو کافی نہو تو
جہان سے کافی ہو وہان سے نائب روانہ کرین - ایک شخص اپنے شہر سے حج کے
ارادے سے چلکر راہ مین مرگیا اور وصیت کی کہ میری طرفسے حج کرایا جاوے تو
اوسکے نائب کو اوسکے شہر سے حج کے لیے روانہ کرینگے (جہان وہ مراہی وہان سے
روانہ نہ کرینگے) اور دوسرے کی طرف سے حج کرنیوالیکا حال بہی ایسا ہی ہے
(یعنے اگر وہ راستے مین مرجاوے تو دوبارہ حج کے لیے مینب کے وطن سے کسیکو
روانہ کرنا پڑیگا مرنے کے مقام سے روانہ نکرینگے)

باب رشتہ دارون وغیرہ کے لیے وصیت کرنے کے بیان مین - موصی کے ہمسایہ
وہ ہونگے جنکے گہر اوسکے گہر سے ملے ہون اور اوسکے سسرے وہ ہونگے جو اوسکی
بی بی کے رشتہ دار محرم ہون (یعنے جنکا نکاح اوسکی بی بی سے ہمیشہ کو حرام ہو)
اور اوسکے داماد وہ ہون گے جو اون عورتون کے شوہر ہون جنسے اوسکا نکاح
نہین ہوسکتا اور اوسکے اہل اوسکی بی بی ہوگی اور آل سب گہر کے لوگ اور جنس باپ
کے گہر والے ہونگے (یعنے اگر وصیت کریگا کہ میرا مال ہمسایون کو یا میرے سسرون
یا دامادون یا اہل یا آل یا جنس کو دینا تو اوسنے یہہ لوگ مراد ہونگے اسیطرح اگر
یون کہی کہ میرا مال فلانے کے اہل یا آل یا جنس وغیرہ کو دینا تو ان الفاظ سے
وہی لوگ سمجھے جاوینگے جو اوپر مذکور ہوئی) - اگر اپنے قرابت والون یا اقارب یا

ذوی الارحام یا اپنی خاندانیونکو وصیت کی تو اول جو سب سی قریب ہو اوسکو دینگے اور اگر وہ نہو تو جو اوسکے بعد قریب تر ہو اوسکو دینگے اور اس وصیت مین مان اور باپ اور لڑکا اور جو موصی کا وارث ہوسکتا ہی داخل نہین (اسلیے کہ وصیت وارث کے لیے درست نہین) اور اس وصیت کی مستحق دو شخص یا زیادہ ہونگے (اسلیے کہ جمع کا لفظ موصی نے کہا ہی وہ ایک پر نہین ہوسکتا) اگر موصی نے اقارب کے لیے وصیت کی اور اوسکے دو چچا اور دو ماموں ہین تو وصیت مذکور دونون چچا کو ہوگی اور اگر ایک چچا اور دو ماموں ہون تو آدہی چچا کو اور آدہی دونون ماموں کو ملیگی اور اگر ایک چچا اور ایک پھوپھی ہو تو دونون کو برابر نصف نصف ملیگی۔ اگر کہی کہ فلانے کی اولاد کو اسقدر دینا تو مرد اور عورت کو برابر ملیگا اور اگر کہے کہ فلان کے وارثون کو دینا تو مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصہ ملیگا (اسلیے کہ وارثون کا حصہ اسیطرح ہے)

باب غلام کی خدمت اور مکانکی سکونت اور درختون کے میوے کی وصیت کسیکو کرنے کے بیان مین ۔ اپنے غلام کی خدمت اور مکان مین رہنے کی وصیت کرنی دوسرے کے لیے مدت معین تک یا ہمیشہ کو درست ہی پس اگر غلام مال کی تہائی سے زائد نہو تو موصی لہ کے حوالے کر دیا جاویگا کہ اوسکی خدمت کرے اور اگر غلام کی قیمت مال کی تہائی سی زائد ہو تو دو روز وارثون کی خدمت کرے اور ایک روز موصی لہ کی (یعنی اپنی مالیت کے حساب سی خدمت کرے جسقدر کہ مالیت وصیت مین آوے وتنی موصی لہ کی خدمت کرے اور باقی ورثہ کی)۔ اگر موصی لہ مر جاوے تو غلام موصی کے وارثون کو پھیر دیا جاویگا اور اگر موصی لہ موصی کی زندگی ہی مین مر جاوے تو وصیت باطل ہوگی۔ اگر موصی نے اپنی باغ کے میوہ کی وصیت کی اور مر گیا اور باغ مین میوہ

موجود ہی تو موصی لہ کو وہی میوہ موجود ملیگا اور اگر موصی نے وصیت مین لفظ ہمیشہ بھی کہا تھا تو موصی لہ کو میوہ موجود اور جو آگے کو اوس باغ مین ہو سب ملیگا جیسے یون کہی کہ باغ کی آمدنی دیجاوے تو جو پیداوار اوسوقت ہوگی یا آگے کو وہ سب موصی لہ کو ملیگی) اگر اپنی بکری کی اون یا بچون یا دودہ کی وصیت کی تو جسقدر انمین سے موصی بہ موصی کے مرنے کے وقت موجود ہوگی وہ موصی لہ کو ملیگی خواہ لفظ

ہمیشہ کہا ہو یا نہ کہا ہو

ذمی کی وصیت کے حکم کے بیان مین

باب ذمی کے وصیت کرنے کے بیان مین - اگر ذمی اپنے گہر کو حالت صحت مین گرجا نصاریٰ کا یا یہودیون کی عبادت گاہ بناوے تو اوسکے مرنیکے بعد وہ مکان اوسکے وارثون کو میراث مین ملیگا اور اگر یون وصیت کی کہ میرے مکان کو بعد میرے فلان قوم کا گرجا بنا دینا تو یہہ وصیت اوسکے مال کی تہائی سے جاری ہوگی اور اگر معین قوم کی عبادت گاہ بنانے کو نہ کہے بلکہ غیر معین قوم کے لیے عبادت گاہ کی وصیت کرے تو درست ہی اسیطرح اگر کافر مستامن اپنے تمام مال کی وصیت کسی

مسلمان خواہ ذمی کے لیے کرے تو درست ہے

وصی بنانیکے حکم کے بیان مین

باب وصی کرنے کے بیان مین (یعنے کسیکو اپنے بعد سربراہکار کرنا کہ مال کو وارثون مین تقسیم کردے اور جسکے ذمے میت کا حق آتا ہو اوس سے وصول کرلے اور جو باتین وہ کہہ مری اونکی تعمیل کردے) - ایک شخص نے دوسرے کو اپنا وصی کیا اور اوسنے موصی کے سامنے وصی ہونا منظور کرلیا اور اوسیکے سامنے پھر انکار کردیا تو اس انکار سے وصی نرہیگا اور اگر سامنے انکار نکرے اوسکے بعد انکار کرے تو وصی ہونا رد نہوگا - وصی اگر موصی کے ترکے کو فروخت کرے تو یہہ بیع کرنا اپنے وصی ہونیکو منظور کرلینا ہے - اگر موصی مرجاوے

اور وصی کہی کہ مجھی وصی ہونا قبول نہین اور پھر قبول کرلے تو درست ہی بشرطیکہ قاضی اوسکی انکار کرنیکی جہت سی اوسکو وصی ہونے سے برطرف نکردے ورنہ پھر اوسکا قبول کرنا معتبر نہوگا۔ اگر دوسریکے غلام کو یا کافر کو یا فاسق کو اپنا وصی کرے تو قاضی اوسکو معزول کرکے دوسرا وصی اوسکی جگہہ مقرر کری اور اگر خاص اپنے غلام کو وصی کرے اور اوسکے وارث صغیر سن ہون تو وصی کرنا درست ہی اور اگر وارث بالغ ہون تو غلام کو وصی کرنا درست نہین ۔ اگر وصی وصیت کی بجا آوری سے عاجز ہو (یعنے اوسکے حقوق ادا نکر سکے) تو قاضی اوسکے ساتھ دوسرے شخص کو کر دے تاکہ اوسکی اعانت سی وصیت کی تعمیل کرے۔ وصی اگر دو ہون تو ایک کا فعل بدون دوسری کی ہوئے باطل ہوگا لیکن مردی کے دفن کے لوازم اور کفن خریدنا اور صغیر سن وارثون کے لیے اونکی حاجت کی چیز مول لینی اور اونکو اگر کوئی کچھہ دے اوسکو لے لینا اور امانت معین کا مالک کو دیدینا اور موصی کا قرضہ ادا کرنا اور معین وصیت کا جاری کرنا اور معین غلام کا آزاد کرنا اور میت کے حقوق مین جوابدہی کرنی (یہہ امور اگر دو وصیون مین سی ایک بہی کریگا تو درست ہونگے) وصی کا وصی دونون ترکون مین وصی ہوتا ہی (یعنے اگر زید نے عمرو کو وصی کیا تہا اور عمرو نے مرتے دم بکر کو وصی کر دیا تو بکر زید اور عمرو دونون کے ترکون کا وصی ہوگا) وارثون کی طرف سے موصی لہ سے مال کے تقسیم وصی کو جائز ہی اور اوسکا عکس درست نہین ۔ (یعنے موصی نے اگر زید کو کچھہ مال کی وصیت کی اور موصی کے وارث موجود نہون تو وصی وارثون کی طرف سے اونکا حصہ موصی لہ کے حصے سی جدا کر سکتا ہی اور اگر موصی لہ نہو اور وارث ہون تو موصی لہ کا حصہ وارثون سی تقسیم نہین کر سکتا) اور اگر وارثون سی موصی لہ کا حصہ لے لیا

اور وہ وصی کے پاس جاتا رہا تو موصی لہ باقی مال کی تہائی وارثون سے لیگا
اگر موصی نے اپنی طرف سے حج کرانیکی وصیت کی تہی اور وصی نے مال وارثون مین
تقسیم کر دیا اور حج کرانے کا خرچ اپنے پاس رکہا اور اوسکے پاس سے وہ خرچ جاتا رہا
یا وہ خرچ حج کرنے والیکو دیدیا تہا اوسکے پاس سے جاتا رہا تو اب باقی ترکے کی
تہائی مین سے موصی کی طرف سے حج کرایا جاویگا - اگر موصی لہ غائب ہو تو قاضی کو جائز
ہی کہ وارثون مین مال تقسیم کردے اور موصی لہ کا حصہ آپ اپنے پاس رکہے - وصی کو جائز ہی
کہ موصی کے قرضخوار اگر موجود نہون تو اونکے پیٹھہ پیچھے ترکے کے غلام کو فروخت کردے
اگر موصی نے وصیت کی تہی کہ میرا غلام بیچکر اوسکی قیمت خیرات کر دینا اور وصی نے
غلام کو فروخت کر دیا اور قیمت اپنے پاس رکہی اور وہ تلف ہو گئی پہر غلام کسی اور کا
نکلا تو وصی کو اوسکی قیمت مشتری کو پہیر دینی ہو گی اور جو کچہہ مشتری کو دیوے وہ
ترکہ موصی مین سے لے - اگر موصی کا ایک وارث صغیر سن لڑکا ہو اور اوسکے
حصے مین کوئی غلام آوے اور وصی اوس غلام کو بیچکر اوسکی قیمت اپنے پاس رکہی
اور اوسکی پاس سے دام جاتے رہین اور وہ غلام کسی اور حقدار کا نکلے تو لڑکا وہ دام
اور وارثون سے لیوے - لڑکے کے مال کا اگر کوئی دوسرے پر حوالے کر دینی اوتار دی
(مثلاً لڑکے کا مال زید کے ذمے ہی اور وہ عمرو پر اوتار دے) تو وصی کو اوس حوالے کا
قبول کرنا درست ہی بشرطیکہ حوالہ مذکور لڑکے کے حق مین بہتر ہو - وصی اگر لڑکے کے
مال کو فروخت کرے یا اوسکے مال سے کچہہ خریدے اور اوسمین کچہہ نقصان ہو تو اتنا نقصان
اوس جیسے معاملات مین لوگونکو ہو جایا کرتا ہو تو وصی کی بیع و شرا درست ہوگی (اور اگر
بہت سا نقصان ہو گا تو بیع و شراء مذکور درست نہو گی) وارث بالغ کے پیٹھہ پیچھے اگر وصی

اوسکی چیز بیچڈالے تو جائز ہی لیکن زمین اور عمارت کی بیع درست نہوگی۔ وصی کو چاہیے کہ موصی کے مال مین سوداگری نکرے۔ لڑکے کے مال کے تصرف مین اوسکے دادا کی نسبت کراوسکے باپ کا وصی بہتر ہے (یعنے باپ کے وصی کے ہوتے ہوئے دادا کو تصرف کرنا پوتے کے مال مین اچھا نہین) لیکن اگر باپ نے کسی کو وصی کیا ہو تو دادا اوس لڑکے کے مال مین تصرف کرنے مین باپ کے مانند ہے۔

فصل وصی کے گواہی دینے کے بیانمین۔ بکر اور عمرو میت کے دو وصیتون نے گواہی دی کہ میت نے زید کو بھی ہمارے ساتھ مین وصی کیا ہے (یعنے تین شخصونکو وصی کیا ہی) تو یہ گواہی لغو ہو گی تہمت کے باعث سے ۱۲ لیکن اگر زید اپنے وصی ہونیکا دعوی کرے (اور بکر اور عمرو اوسکی گواہی دین تو البتہ زید کا وصی ہونا ثابت ہوگا) استحسانا ۱۲ اسیطرح اگر موصی کے دو بیٹے گواہی دین (کہ میت نے زید کو اپنا وصی کیا ہے اور زید وصی ہونیکا منکر ہو تو اون بیٹون کی گواہی لغو ہو گی لیکن اگر زید اپنے وصی ہونے کا دعوی کرے تو البتہ گواہی اون دونون کی مقبول ہو گی) اسیطرح اگر دو وصی گواہی دین کہ فلان مال صغیر سن کے وارث کا ہی یا یہ مال فلان وارث بالغ کا ہی (میت کے ترکہ مین سے نہین تو یہ گواہی لغو ہو گی)۔ اگر زید اور عمرو یہ گواہی دین کہ بکر و خالد کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہین اور بکر اور خالد یہ گواہی دین کہ زید اور عمرو کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہین تو یہ گواہیان مقبول ہو نگی۔ اگر وصیت کے بابمین اسیطرح گواہیان ہون (مثلا زید و عمر گواہی دین کہ میت نے ہزار روپیہ کی وصیت بکر اور خالد کے لیے کی ہی اور بکر اور خالد گواہی دین کہ زید اور عمرو کے لیے میت نے ہزار روپیہ کی وصیت کی ہی تو یہ گواہیان لغو ہونگی اور مقبول نہونگی)

کتاب الخنثیٰ

اسمین خنثی کا بیان ہے۔ خنثی اوسکو کہتے ہین جسکے مرد اور عورت دونون کی علامتین (یعنے ذکر اور فرج دونون) ہون پس اگر وہ ذکر سے پیشاب کرے تو مرد کا حکم ہے اور دوسرے مقام سے پیشاب کرے تو عورتکا حکم ہی اور دونون مقامونسی پیشاب کرے تو جس مقام سی اوّل پیشاب نکلتا ہو ویسا ہی حکم ہوگا اور اگر دونون مقامون سی پیشاب برابر نکلتا ہو تو وہ خنثی مشکل ہی (اور زیادہ ہونیکی تمیز اوسمین نہین ہوسکتی) اور ایک راہ سی بہت پیشاب کا نکلنا معتبر نہین (یعنے اس سی نر و مادہ کا حکم نہین ہوسکتا اور یہہ علامتین بالغ ہولنے سے پیشتر کی ہین۔ اب بالغ ہونے پر اگر اوسکے داڑہی نکلی یا عورتون سے صحبت کی تو مرد ہوگا اور اگر چہاتیان اوبہرین یا چہاتیون مین دودہ آگیا یا حیض اوسکو ہوا یا حمل رہ گیا یا اوس سے مرد صحبت کرسکتا ہی تو عورت ہوگی۔ اور اگر کوئی علامت مرد و عورت کی ظاہر نہو دی یا دونون علامتین نمود ہوئین تو خنثی مشکل ہوگا۔ خنثی مشکل نماز مین مردونکی صف کے پیچھے اور عورتون کے آگے کہڑا ہو اور اوسکے مال مین سی ایک لونڈی خریدی جاوے جو اوسکی ختنہ کرے اور اگر اوسکو پاس مال نہو تو بیت المال مین سی لونڈی خریدین اور ختنے کے بعد لونڈی بیچڈالی جاوے خنثی مشکل کو بیٹی اور بیٹی کے حصے مین سے جونسا کم ہوگا وہ ملیگا مثلاً اگر ایک شخص مرے اور ایک بیٹا اور ایک خنثی مشکل چہوڑے تو بیٹے کو دو حصے ملینگے اور خنثی کو ایک حصہ

مسائل متفرقہ گونگے کا اشارہ کرنا اور لکہنا وصیت اور نکاح اور طلاق اور بیع و شراءمین اور قصاص مین مثل زبان کے بیان کے ہی مگر حد کے باب مین اوسکا اشارہ اور لکہنا معتبر نہین (مثلاً اگر کسیکو اشارے سے یا لکہنے سے زنا کی تہمت لگا دے تو اوسکو حد نماریںگے

باب خنثی

مسائل متفرقہ

اور اگر خون قصداً کرنیکا اقرار کریگا تو اوس سے قصاص لینگے بخلاف اوس شخص کے جسکی
زبان گویائی کے بعد بند ہوگئی ہو کہ اوسکا اشارہ اور لکھدینا مثل بیان زبانی کے
متصور نہوگا اگر بہت سی بکریان بعضی ذبح کی ہوئی اور بعضی مری ہوئی ہووین اور آپس مین
ملجاوین تو اونمین اگر ذبح کی ہوئی بہت ہون تو دل سے اٹکل کر کے اونمین سے کہالے اور
اگر مری ہوئی زیادہ ہون تو اونمین سے نکہاوے - ناپاک کپڑا بہیگا ہوا ایک پاک کپڑے
خشک مین لپیٹ لیا اور ناپاک کی تری اوس پاک مین آگئی مگر اتنی ہے کہ اگر اوسکو
نچوڑین تو کچہہ نہ نکلے تو وہ پاک کپڑا اوس تری سے ناپاک نہوگا - بکری کا سر خون مین
لتھڑا ہوا اگر جلایا جاوے اور خون اوس سر سے جاتا رہا اور اوسکا شوربا تیار کیا جاوے تو اوسکا
کہانا درست ہی نجاست کے دور کرنے مین جلا دینا مثل پانی سے دہو ڈالنے کے
اگر بادشاہ زمین کا خراج زمیندار کو دیدی اور نہ لیا کرے تو درست ہی لیکن اگر پیداوار کا
عشر یعنی دہیکی مالک کے لیے مقرر کر دے تو درست نہوگا - اگر بادشاہ اپنے ملک کی
زمین کسی قوم کو دیدی کہ وہ خراج دیا کرین تو درست ہی - اگر ایک شخص نے روزہ قضا
رمضان کا رکہا اور یہہ نہ نیت کی کہ فلان روز خاص کا ہی تو یہہ روزہ قضا مین محسوب
ہوگا جیسے نماز قضا پڑہی اور یہہ نیت نکی کہ یہہ شروع کی نماز ہے یا پچہلی قضا نماز ونمین
کی ہی اسیطرح اگر روزہ قضا رکہا اور نیت کی کہ دو رمضان کے دو روزون کا ہے
(تو ایک رمضان کے ایک روزے مین محسوب ہوگا) اگر روزہ دار کسیکا تہوک
نگلجاوے تو وہ شخص اگر روزہ دار کا محبوب ہو تب تو کفارہ دینا آویگا ورنہ کفارہ نہوگا
روزے کی قضا ہوگی - بعض حاجیون کا جان سے مارا جانا حج کرنے والے کے
اوس سال حج کو نجانے کے واسطے عذر ہی اسلیے کہ راستے مین امن نہ پایا

کہا کہ تو زن من شدی یعنی تو میری عورت ہوئی اور اوسنے جواب دیا کہ شدم یعنی ہوئی
تو نکاح نہوگا اور اگر کہا کہ خویشتن را زن من گردانیدی یعنی تونے اپنے آپ کو
میری بی بی بنایا اور اوسنے جواب دیا کہ گردانیدم یعنی بنایا اور زوج نے پھر کہا کہ پذیرفتم
یعنے مینے قبول کیا تو نکاح ہوجاویگا - اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ دختر خویش را
بہ پسر من ارزانی داشتی یعنی تونے اپنی لڑکی میرے بیٹے کو دی اور اوسنے کہا کہ داشتم
یعنی دی تو نکاح نہوگا - اگر عورت نے اپنے شوہر کو اپنے پاس آنے سے منع کیا حالانکہ
شوہر اوسکے ساتھہ ہی رہتا ہی تو نافرمانی مین داخل ہی (عورت کی نان نفقہ شوہر پر
واجب نہوگا) اور اگر شوہر غصب کے مکان مین رہتا ہو اور اوسوقت عورت اوسکی پاس آنے سے رکے تو
نافرمان نہوگی (اوسکا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہوگا) عورت کا شوہر سے یہہ کہنا کہ مین تیری لونڈی
کے ساتھہ نہین رہتی اور مکان علحدہ چاہتی ہون بیجا ہے - ایک عورت نے اپنے شوہر سے
کہا کہ طلاق دہ یعنی طلاق دیدے اور اوسنے جواب مین کہا کہ دادہ گیر یا کردہ گیر یا دادہ باد
یا کردہ باد یعنی دی ہوئی اور کی ہوئی سمجھ لے یا ہو جیو تو طلاق واقع نہوگی لیکن اگر شوہر طلاق
کی نیت کریگا تو ہوجاویگی اور اگر شوہر کہے کہ دی ہی اور کی ہی تو طلاق پڑجاویگی خواہ نیت
کرے یا نہ کرے اور اگر کہے کہ دی ہوئی جان یا کی ہوئی فرض کر تو نہ پڑیگی گو نیت طلاق
کی کرے - اگر بی بی کے تذکرہ کی وقت شوہر کہے کہ وہ مجھے قیامت تک یا عمر بھر نہین چاہیے
تو طلاق بدون نیت کے نہ پڑیگی - شوہر نے اگر اپنی بی بی سے کہا کہ حیلہ زنان کن یعنی
تو عورتونکا حیلہ کر تو یہہ تین طلاقون کا اقرار ہوا اور اگر یہہ کہا کہ حیلہ خویش کن یعنے
اپنا حیلہ کر تو اوسکا اقرار نہوگا - عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے تجھکو مہر بخشا مجھسے
ہاتھہ اوٹھالے اور شوہر اوسی مجلس مین اوسکو طلاق دیدے تو اوسکا مہر ساقط ہوجاویگا

ورنہ ساقط نہوگا (کیونکہ مہر کو طلاق کا عوض کیا تہا جب طلاق نہوئی تو مہر بہی ساقط
نہوا) اگر آقا نے اپنے غلام سے کہا کہ ای میرے مالک یا لونڈی سے کہا کہ مین تیرا غلام ہون
تو وہ اِن الفاظ سے آزاد نہونگے۔ اگر کسی نے کہا کہ مجہپر قسم ہے کہ یہہ کام نکرونگا
تو اللہ تعالی کی قسم کا اقرار ہوا اور اگر یون کہا کہ مجہپر طلاق کی قسم ہے کہ یہہ کام نکرونگا
تو یہہ طلاق کی قسم کا اقرار ہوا ا اِوس شخص کو وہ کام نکرنا چاہیے اگر کریگا تو اوسکی
بی بی کو طلاق پڑجایگی) اور اگر شوہر کہے کہ مین نے یہہ جہوٹ کہا تہا تو اوسکا قول
نمانینگے (طلاق پڑجاویگی)۔ اور اگر کہے کہ مجہے گہر کی قسم ہے کہ یہہ کام نکرونگا
تو یہہ اقرار طلاق کی قسم کا ہوگا۔ اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ قیمت ہٹا دے اور
بائع نے کہا دیتا ہون تو بیع فسخ ہوگئی اگر کسی نے یون کہا کہ بخارا مین جبتک مین
ہون اگر فلان کام کرون تو ایسا ہو پہر بخارا سے چلا گیا اور دوبارہ کر اوس کام کو
کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی۔ اگر کسی نے گدہی فروخت کی تو اوسکا بچہ اوسکی بیع مین داخل نہوگا
جس زمین کی بابت جہگڑا ہو اوسکو قبضہ والے کے تصرف سے نکالنا نچاہیے جبتک
کہ مدعی اسبات کے گواہ نگذرانے کہ یہہ زمین میری ملک ہی۔ جو زمین قاضی کی حکومت
کے ماتحت نہین اوسکے باب مین قاضی کو حکم کرنا نچاہیے۔ جب دعوی صحیح ہوا اور گواہ
ٹہیک ٹہیک ہون اور قاضی گواہ سُنکر کچہہ حکم اوس مقدمے مین کردے پہر کہے کہ
مین نے اپنے حکم سے رجوع کیا یا مجہکو پہلے فیصلے کے خلاف ثابت ہوا یا مین گواہون
کے دم مین آگیا یا مین نے اپنا حکم باطل کردیا یا اور ایسا ہی کلمہ کہے تو معتبر نہوگا
اور وہی پہلا حکم جو دیچکا ہی جاری رہیگا۔ اگر زید نے کچہہ لوگونکو چہپا دیا اور پہر
عمرو سے جو مدعا علیہ ہی کسی چیز کا سوال کیا اور عمرو نے اوسکا اقرار کردیا تو اگرچہ چہپے

لوگ عمرو کو دیکھتے ہون اور اوسکی گفتگو سُنتے ہون اور عمرو اونکو نہ دیکھتا ہو تو اُن لوگونکی
گواہی عمرو کے اقرار پر درست ہوگی اور اگر عمرو کی کلام تو اونہون نے سُنی مگر اوسکو دیکھا
نہین تو اوسکی اقرار کی گواہی درست نہوگی - بائع نے ایک زمین فروخت کی اور اوسکا
کوئی رشتہ دار موجود ہی اور بیع کی اوسکو خبر ہے پہر اسکے بعد اگر وہ رشتہ دار اوس
زمین کا دعوی کریگا کہ میری ہی تو سُنا نجاویگا - ایک عورت نے اپنا مہر شوہر کو بخشدیا
اور مرگئی پہر اوسکے وارثون نے شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا اور کہا کہ عورت نے مہر
اپنے مرض موت مین بخشا تہا (یعنے وصیت کے حکم مین ہی) اور خاوند نے کہا کہ
حالت صحت مین بخشا تہا تو شوہر کا قول معتبر ہوگا - زید نے عمرو کے قرض یا کسی اور
چیز کا اپنے ذمہ اقرار کیا پہر کہا کہ مین نے تو جہوٹا اقرار کیا تہا تو عمرو سے یہہ قسم
لیجاویگی کہ زید اقرار مین جہوٹا نہتا اور مین اپنے دعوی مین باطل پر نہین ہون -
اقرار کرنا ملک کا سبب نہین ہوتا ہی (یعنے اگر کسیکے لئے کچہہ مال کا اقرار کردیا کہ واقع
مین اپنے ذمے پر نہین تو جسکے لئے اقرار کیا ہوگا اوسکو اوس مال کا لینا درست نہوگا
اوس معاملہ مین جو اوسکے اور خدا تعالیٰ کے درمیان ہے ہان اگر اقرار کرنیوالا اپنی
خوشی سے دیدے تو لے لے کہ یہہ از سر نو مالک کرنا ہی) اگر ایک شخص نے دوسرے سے
کہا کہ مین نے اس چیز کے بیچنے کا تجہکو وکیل کیا اور دوسرا سُنکر چپ ہو رہا نہ اقرار کیا
نہ انکار کیا) تو وکیل ہوجاویگا - اگر ایک شخص نے اپنی بی بی کو اوسی کی طلاق
دینے کا وکیل کیا تو پہر شوہر کو اوس عورت کے معزول کرنیکا اختیار نہین -
زید نے عمرو سے یہہ کہا کہ مینے تجہکو اس کام کا وکیل کیا اس شرط پر کہ جب مین تجہکو
وکالت سے معزول کرون تب تو میرا وکیل ہی پس اس صورت مین اگر زید عمرو کو معزول کرنا

چاہی تو معزول کرنیکے الفاظ یون کہی کہ مین نے تجھے معزول کیا پھر اور معزول کیا
(دوسری دفعہ معزول کرنیکو کہنا اسلیے ہی کہ جو وکالت معزول کرنے پر مشروط کی تہی
وہ بہی برطرف ہوجاوی)- اور اگر یون کہاتہا کہ جتنی دفعہ مین تجھے معزول کرون
اوتنی ہی بار تو میرا وکیل ہی تو اوسکے معزول کرنے کو یون کہے کہ مین نے جو وکالت
مشروط کی تھی اوس سے رجوع کیا اور جو وکالت اب ہے اوس سے معزول کیا-
جس صورت مین کہ صلح دَین سی دَین کے عوض ہو تو اِس صورت مین (صلح کے جائز ہونے
کے لیے جس دَین پر صلح ہوئی ہو اوسکا) قبضہ کرنا شرط ہی (اوسی مجلس مین) ورنہ صلح
درست نہوگی اور اگر صلح ایک اسباب سے دوسرے اسباب معین کے عوض کے یا دَین سے
اسباب معین کے عوض کی تو اِن صورتو نمین اوسی مجلس مین) قبضہ کرنا شرط
نہین (دَین سے دین کے بدلے صلح کرنے کی صورت یہہ ہے کہ مثلاً زید کی ہزار روپی
عمرو پہ آتے ہین اور عمرو نے انکار کردیا پہر حجت کے بعد دس اشرفیون پر
دس روز کے وعدے پر دونون نے صلح کرلی تو دس اشرفیان زید اگر اوسی مجلس
مین لے لیگا تو صلح درست ہوگی ورنہ نہوگی) ایک شخص نے ایک بچے کے مکان پر
دعوی کیا اوسکے باپ نے اس بچے کا کسیقدر مال مدعی کو دیکر صلح کرلی تو اگر مدعی کے
پاس اوسکے دعوی کے گواہ تہے اور مال جو باپ نے دیا وہ بہی گہر کی قیمت کے برابر
یا کسیقدر زائد ہو کہ اتنے کی لوگ پروا نکرتے ہون تب تو یہہ صلح درست ہوگی اور اگر مدعی
کے پاس گواہ نہون گے یا گواہ ہون مگر عادل نہون تو صلح ناجائز ہوگی - مدعی نے
اول بیان کیا کہ میرے پاس گواہ نہین پہر گواہ پیش کیے یا گواہ نے اول کہا کہ میری گواہی
نہین ہی پہر گواہی دیدی تو یہہ گواہی مقبول ہوگی - اگر بادشاہ نے امام کو حکومت

دی ہو تو امام کو اختیار ہی کہ شارع عام مین سے کسی شخص کو کوئی قطعہ زمین کا دیدالی بشرطیکہ رستہ چلنے والونکو ضرر نہو۔ جس شخص پر بادشاہ نے ڈنڈ ڈالا ہو اور یہہ نکہا ہو کہ اپنا مال بیچکر ادا کرنا اور وہ شخص اپنا مال بیچکر تاوان ادا کرے تو اوسکی بیع درست ہوگی اور (اگر بادشاہ نے کہدیا ہو کہ اپنا مال بیچکر ڈنڈ ادا کر اور اس صورت مین فروخت کری تو یہہ بیع درست نہوگی اسلیے کہ زبردستی سی ہوئی اوسکی رضا سے نہین ہوئی اور اگر اس صورت مین بھی قیمت کو بائع اپنی رغبت سے قبض کری تو درست ہوگی کیونکہ نارضامندی اور زبردستی نرہی)۔ اگر اپنی بی بی کو مار سے ڈرایا تا کہ وہ مہر بخشدی اور شوہر اوسکے مارنے پر قادر ہی ہو تو اس صورتمین اگر بخشدیگی تو یہہ ہبہ درست نہوگا (کہ زبردستی سی ہوا اور اگر شوہر مارنے پر قادر نہو اور وہ عورت مہر بخشدے تو درست ہی اسلیے کہ زبردستی ثابت نہوئی) اور اگر عورت پر خلع کرنے کو زبردستی کی تو طلاق ہوجاویگی اور خلع کے عوض کا مال لازم نہوگا۔ ایک عورت کے ذمہ زید کا کچھہ قرض ہی اوسنے اپنے مہر مین وہ قرضہ شوہر پر اوتار دیا پھر شوہر کو مہر بخشدیا تو یہہ ہبہ درست نہوگا۔ زید نے اپنی ملک مین کنوان یا پاخانے کا کھتا بنایا اوس سی اوسکی ہمسایہ کی دیوار کو تری پونہچی اور ہمسایہ نے اوسکے ہٹائے جانے کی درخواست کی تو زید پر اوسکے ہٹا لینے کے لیے جبر نکیا جاویگا اور اگر ہمسایہ کی دیوار گر پڑیگی تو زید پر اوسکا تاوان نہوگا۔ شوہر نے اپنی بی بی کے احاطے مین اپنے مال سی اوسکی اجازت لیکر عمارت بنائی تو یہہ عمارت اوسکی بی بی کی ہوگی اور جو کچھہ اوسمین خرچ پڑا ہوگا وہ عورت کے ذمے قرض ہوگا اور اگر عمارت اپنے لیے بدون اجازت کے بنائی تو عمارت شوہر کی ہوگی اور اگر بی بی کے لیے مکان بدون اوسکی اجازت کے بنایا تو مکان بی بی کا

ہوگا اور روپیہ جو عمارت میں لگا وہ سلوک کے طور پر ہوگا (یعنی بصورت گذری پر قرض نہوگا) - اگر کسی قرضخواہ نے قرضدار کو پکڑ پایا اور کسی شخص نے اوسکے ہاتھ سے قرضدار کو چھین کر چھوڑ دیا تو یہہ چھوڑنیوالا قرض کا ذمہ دار نہوگا - کسی شخص کے پاس دوسرے آدمی کا مال ہی اور بادشاہ نے اوس سے کہا کہ یہہ مال مجھے دیدو ورنہ تیرا ہاتہ کاٹ ڈالونگا یا پچاس کوڑے مارونگا اور وہ شخص مال بادشاہ کے حوالے کردے تو اوس مال کا تاوان مالک کے لیو اوسکو ندینا آویگا - شکاری نے بسم اللہ کہکر برچھی گاڑ دی کہ گورخر کا شکار کرے اور دوسرے دن آکر گورخر کو زخمی اور مرا ہوا دیکھا تو اوسکا کہانا درست نہیں - حلال جانور کی یہہ چیزین کہانی مکروہ ہین اول شرمگاہ دوم کپورے سوم غدود چہارم پہکنا پنجم پتہ ششم خون جاری ہفتم آلۂ تناسل ہشتم پیٹھہ کی ہڈی کا گودا (واضح ہو کہ خون روان مطلق حرام ہے اور باقی سات چیزین مکروہ ہین) غائب شخص اور لڑکے کے مال کا اور پڑی پائی مال کا قاضی کو قرض دینے کا اختیار ہی (جسکو چاہی قرض کے طور پر دیدی) - جس لڑکے کی سپاری اتنی کہلی ہو کہ اگر کوئی دیکھے تو ختنہ کیا ہوا جانے اور اوسکے ذکر کی کہال مشکل سے کٹتی معلوم ہو تو اوسکی ختنہ نکرنی چاہیی اسیطرح اگر کوئی بوڑہا شخص مسلمان ہو اور تجربہ کار لوگ کہین کہ اسمین طاقت ختنے کی نہیں تو اوسکی ختنہ بہی نکرین - ختنے کے لیے مستحب وقت ساتوان سال ہی - گہوڑ دوڑ کرنی اور اونٹون کو آپسمین دوڑانا یا پیادہ دوڑنا کہ کون آگے نکلتا ہی یا تیر چلانا کہ کسکا نشانہ پر لگتا ہو درست ہی اور دونون طرف سے شرط بدنی حرام ہی (یعنی اگر زید اور عمرو گہوڑ دوڑ کرین اور یہہ بدین کہ زید کا گہوڑا آگے نکلے تو عمرو سو روپیہ دے اور عمرو کا نکلی تو زید سو روپیہ دی تو یہ حرام ہی) اور اگر شرط ایک ہی طرف سے ہو (مثلاً زید کا گہوڑا نکلجاویگا

تو عمروسے نتولیے جاوینگے) یہہ حرام نہین پیغمبرون اور فرشتون کے سوا دوسرے شخص پہ درود وسلام بہیجنا نچاہیے لیکن اوسکے ساتھہ مین مضایقہ نہین (مثلاً یون نکہنا چاہیے کہ اللهم صل وسلم علی فلان یعنی الٰہی درود اور سلام بہیج فلان شخص پر بلکہ یون کہے تو درست ہی کہ اللهم صل وسلم علی محمد وعلی فلان یعنی الٰہی درود وسلام بہیج اپنے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور فلان شخص پر) کافرون کے تیوہار (مثلاً نوروز اور مہرگان) کے نام سے (کہ شروع ماہ بیساکھہ اور کاتک کا نام ہے) کسیکو کچہہ دینا جائز نہین۔ گوشہ دار ٹوپی کے پہننے مین مضایقہ نہین سیاہ کپڑے کا پہننا اور عمامے کا شملہ دونون مونڈہون کے درمیان مین آدہی کمر تک رکہنا مستحب ہی۔ بوڑہے آدمی جاہل سے جوان آدمی عالم کا بڑہکر چلنا جائز ہی۔ حافظ قرآن کو مناسب ہی کہ چلّے مین ایک ختم کرلیا کرے (یعنے پڑہنے مین جلدی نہ کرے)

کتاب الفرائض

اسمین میت کے وارثون کے حصے جاننے کا بیان ہے (مردے کے مال سے اول وہ قرض ادا کرنا چاہیے جو اوس مال سے متعلق ہو مثلاً اگر مال کچہہ روپیون کے عوض گرو ہو اور اوسکا ترکہ اور کچہہ نہو تو اول رہن کا روپیہ اوس مال سے ادا ہوگا بعد اسکے وہ ترتیب ہی جو کتاب والا کہتا ہی) ترکہ میت سے اوسکے کفن ودفن کا سرانجام پہلے کیا جاوے پہر جو کچہہ بچے اوس سے اوسکا قرض ادا کیا جاوے پہر باقی مین سے اوسکی وصیت پوری کیجاوے پہر جو بچے اوسکو وارثون مین تقسیم کرنا چاہیے اور وارث (تین طرح کے ہین فرض والے اور عصبی اور ذوی الارحام)

تفصیل ذوی الفروض

(فرض والونکا بیان) فرض والے (وہ وارث ہین جنکا حصہ کلام مجید مین یا شریعت مین) ٹھہر چکا ہی (اور وہ بارہ آدمی ہین اوّل میت کا) باپ ہی (اوسکو) میت کے پسر خواہ پوتے یا پرپوتے (یعنے اولاد مذکر کے) ساتھہ مین چھٹا حصہ ملتا ہی (اور اگر میت کی بیٹی یا پوتی یا پرپوتی یعنی مؤنث اولاد ہو تو چھٹا حصہ بھی ملیگا اور جو فرض والون سے بچ رہی وہ بھی ملیگا اور اگر میت کی اولاد نہ مذکر ہو نہ مؤنث تو باپ عصبہ ہوگا) دوسرا صحیح دادا جسکا ناتا اگر میت سی بیان کرین تو اوس ناتے مین میت کی مان نہ آوے (مثلاً باپ کا باپ اور باپ کا دادا وغیرہ) تو ایسے دادا اور باپ کا حکم فرض مین ایک ہی (یعنے اگر باپ نہو تو دادا کے وہی تین حال ہین جو اوپر مذکور ہوئے لیکن (دو باتو نمین دادا اور باپ مین فرق ہی اوّل یہہ کہ) اگر میت کے مان باپ اور شوہر یا بی بی بچے تو مان کو دونون صورتونمین شوہر کے حصے کے بعد جو باقی بچتا ہی اوسکی تہائی ملتی ہی دادا کے ہوتے یہہ صورت نہوگی (مثلاً ایک عورت مرے اور اوسنے شوہر اور مان باپ چھوڑے تو اسمین شوہر کو نصف ترکہ پونہچیگا اور مان کو نصف کا تہائی یعنے چھٹا حصہ اور باپ کو باقی ملیگا اور اگر اس صورتمین باپ کی جگہہ دادا ہو تو نصف ترکہ شوہر کو اور کل ترکے کی تہائی مان کو اور باقی بچتا دادا کو ملیگا یا ایک مرد مرا اور اوسنے ایک بی بی اور مان باپ چھوڑے اس صورتمین چوتھائی بی بی کو دیکر باقی کی تہائی مان کو اور پھر جو کچھہ بچے باپ کو ملیگا اور اگر باپ کی جگہہ دادا ہو تو مان کو کل ترکے کی تہائی ملتی ہی دوسرا فرق یہہ ہی کہ باپ کے ہوتے ہوئے باپ کی مان کو یعنی دادی کو حصہ نہین ملتا) اور دادا کے ہوتے ہوئے دادی محروم نہین ہوتی (اور باتون مین باپ دادا یکسان ہین) (چنانچہ بھائی بہنونکو دادا کے ہوتے ہوئے کچھہ نہین ملتا جیسے باپ کے ہوتے

ہو ئی کچھہ نہین ملتا تیسری اہل فرض میت کی مان (ہی اوسکو میت کی اولاد خواہ اولاد
کی اولاد کے ساتھہ کتنے ہی نیچے کی ہو (اور مذکر ہو یا مونث) اور نیز میت کے) دو
یا زیادہ بھائی یا بہن کے ساتھہ (خواہ حقیقی ہون خواہ علاتی خواہ اخیافی) نیز بھائی
بہنونکی اولاد کے ساتھہ (ترکے کا) چھٹا حصہ ملتا ہی اور میت کے باپ اور خاوند یا بی بی
کے ساتھہ تہائی ادس مال کا ملیگا جو خاوند یا بی بی کو دیکر بچے (چنانچہ اسکی مثالین ابھی
اوپر گذرین (چوتھی اہل فرض میت کی جدہ صحیحہ (ہے) جسکا ناتا میت سے بیان
کرنے مین جدہ فاسدہ یعنی نانا میت کا نہ آوے (تو وہ دادی اور نانی اور پردادی اور نانی
کی مان وغیرہ ہو گی نانا کی مان یا دادی نہو گی اور جدہ) کو ایک ہو یا بہت ہون چھٹا حصہ
ملیگا اور جس جدہ کے میت سے دو ناتے ہون اور جسکا صرف ایک ناتا ہو وہ دونون
برابر ہونگی (دو ناتے اسطرح ہوسکتے ہین مثلاً دادا کی مان بہی وہی ہو اور نانی کی
مان بہی وہی ہو مثلاً ہندہ کے ایک پوتا اور ایک نواسی ہے اور پہر اون دونونکا آپس مین
نکاح ہو گیا تو انکی اولاد کا رشتہ ہندہ سے دو قرابت کا ہوگا) اور جس جدہ کا ناتا میت
سے دور ہو وہ قریب کے ناتے والی سے محروم ہو جاویگی اور سب جدات خواہ
دور کی ہون خواہ نزدیک کی مان کے ہوتے ہوئے محروم رہتی ہین (پانچوان اہل
فرض) میت کا شوہر (ہے) اوسکو بی بی کے ترکے کا نصف ملتا ہی اور میت کی اولاد کے
ہوتے ہوئے ترکے کا چہارم ملتا ہی خواہ اولاد کتنی ہی نیچے کی ہو (چھٹی اہل فرض میت کی
بی بی (ہے اوس) کو شوہر کے مال مین سے چہارم ملتا ہی اگر شوہر کے اولاد نہو اور اولاد
کے ساتھہ مین خواہ کتنی ہی نیچے کی ہو بی بی کو آٹھوان حصہ ملتا ہے (اگر بیبیان دو
یا تین ہون تو اونکا حصہ زیادہ نہو گا چوتھائی بے اولاد کے اور آٹھوان مع اولاد کے

سب آپسمین تقسیم کرلین (ساتوین فرض والی) بیٹی (ہے اور وہ) اگر ایک ہو تو ترکہ کا
آدہا اوسکو ملیگا اور دو بیٹیان یا زیادہ ہون تو ترکے کی دو تہائیان پاوینگی اور
(اگر وارث بیٹا اور بیٹی دونون ہون تو) بیٹونکے ساتھہ (ملکر بیٹیان) عصبہ ہوجاتی ہین
اور اس صورتمین بیٹی کو پسر کے حصے سے آدہا ملتا ہی (یعنے کوئی حصہ مقرری نہین رہتا بلکہ ایک
پسر کا حصہ جسقدر ہو اوسکا آدہا بیٹی کو ملتا ہی) پوتا مثل میت کے بیٹے کے ہے جبکہ
بیٹا نہو اور بیٹی کے ہوتے ہوئے پوتے کو کچھہ نہین ملتا اگر بیٹی پوتے کے ساتھہ
ہو تو جو مذکر قریب تر میت سے ہوگا اوسکو باقی ملیگا (یعنے آدہا بیٹی کو دیکر باقی پوتے
کو ملیگا اسلیے کہ عصبہ ہی اور کنز میں اقرب ذکور اسلیے کہا کہ والد ابن پوتے کو بھی
کہہ سکتے ہین مگر اوسکو باقی نہین ملتا اوسکا حال آگے آتا ہی) آٹھوین فرض والی میت
کی پوتی (ہی اوس) کو سگی بیٹی کے ساتھہ چہٹا حصہ ملتا ہی تاکہ دو تہائی کامل ہوجاوین
(کیونکہ پوتی بھی گویا بیٹی ہی ہے تو دو تہائی جو بیٹیونکا حق ہے وہ ان دونون کو
ملیگا اسطرح کہ آدہا بیٹی کو دینگے اور چہٹا حصہ پوتی کو تاکہ دونون ملکر دو تہائی ہوجاوین
پس) پوتی ایک ہو یا زیادہ (ایک بیٹی کے ساتھہ مین چہٹا حصہ پاویگی) اور اگر بیٹیاں
ایک سی زیادہ ہون تو پوتیان محروم رہینگی لیکن اگر اس صورتمین پوتیون کے ساتھہ مین
یا اون سے نیچے کوئی لڑکا ہوگا تو وہ اپنے ساتھہ والیون اور اوپر والیون کو سوای
فرض والی بیٹیون کے عصبہ کردیتا ہی اور مرد کو دونا حصہ عورت سی ملجاتا ہی اور جو
اس سی نیچے ہون اونکو کچھہ نہین پونہچتا مثلاً اگر میت کے دو بیٹیان اور ایک پوتی
اور ایک پڑوتا اور ایک پڑوتی اور ایک پوتے کی پوتی ہون تو بیٹیونکو دو ثلث
ملینگے اور ایک تہائی ترکے کی جو بچی وہ پڑوتے کے سبب سے پڑوتی اور پوتی

اور پڑپوتے مین مرد کو عورت سے دونا تقسیم ہوجاویگی اور پوتے کی پوتی جو پڑپوتے
سے نیچے درجے مین ہے اوسکو کچھہ نہ ملیگا حاصل یہہ کہ پوتیون کی چھہ حالتین ہین اگر
اونکے ساتھہ بیٹی کوئی نہو تو ایک پوتی کو آدہا اور دو کو دو تہائی اور اگر اونکے ساتھہ
ایک بیٹی ہو تو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر دو بیٹیان ہون تو محروم ہونگی اور اگر
اونکے ساتھہ لڑکا ہو تو سولے فرض والیون کی برابر اور اوپر والیون کو عصبہ کردیتا
ہے اور مال مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو ایک اوسمین تقسیم ہوتا ہے اور اگر میت کی بیٹا
ہو تو پوتیونکو کچھہ نہین پونہچتا (نوین اہل فرض) میت کی حقیقی بہنین ہین اونکا حال
بیٹیون کا سا ہے جس صورت مین کہ بیٹیان اور پوتیان نہون (یعنے بہن ایک ہو
تو آدہا مال پاویگی اور دو ہون تو دو تہائی) اور (بہائی اگر اونکے ساتھہ ہو تو مرد کو
عورت کی نسبت دونا حصہ ملیگا) بہائیون کے ساتھہ مین عصبہ ہوجاتی ہین اور
اگر بہنون کے ساتھہ مین بیٹیان یا پوتیان ہونگی تب بہی بہنین عصبہ رہینگی (اور
فرض والون سے بچتا مال پاوینگے (دسوین فرض والی) علاتی بہنین (ہین) اونکا
حال پوتیون کا سا ہے (یعنے جو حال پوتیون کا بیٹیون کے ساتھہ) تہا وہ حال
علاتی بہنون کا سگی بہنون کے ساتھہ ہے کہ اگر سگی بہنین نہون تب تو ایک علاتی
بہن کو آدہا اور زیادہ کو دو تہائی اور ایک سگی بہن کے ساتھہ مین چھٹا حصہ
خواہ علاتی بہن ایک ہو خواہ زیادہ اور دو سگی بہنون کے ساتھہ مین کچھہ نہین
ملتا ہان اگر اونکے ساتھہ علاتی بہائی اس صورت مین ہو تو وہ اونکو عصبہ کرتا ہے اور
عصبہ کے ساتھہ مین اونکو مرد کے حصے سے آدہا ملتا ہے اور بیٹیون اور پوتیون
کے ساتھہ مین علاتی بہنین بہی عصبہ ہوجاتی ہین (اور اوسوقت اہل فرض سے

جو مال بچتا ہی وہ انکو پونہچتا ہی خواہ ایک ہو یا زیادہ ہو گیارہوین اہل فرض میت کی اخیافی بہن (ہی) اور (بارہوین اہل فرض اخیافی) بھائی رہے۔ ان دونون کا یہہ حال ہی کہ اگر ایک ہو تو چھٹا حصہ پاتا ہی اور زیادہ ہون تو تہائی مال کی ملتی ہی اور انہین عورت مرد کا برابر حصہ ہی (یہہ نہین کہ مرد کو عورت سی دونا ملے) بھائی اور بہن خواہ حقیقی ہون یا علاتی یا اخیافی میت کے پسر اور پوتے اور پرپوتے وغیرہ اولاد ذکر کے ہوتے ہوئے خواہ میت کے باپ یا دادا کے ہوتے ہوئے کچھہ نپاوینگے اور سگی بیٹی اور پوتی (یعنی میت کی اولاد مؤنث) صرف اخیافی بہن بھائی کو محروم کرتی ہے (سگی اور علاتی کو نہین کرتی)

(عصبون کا بیان) عصبہ اوس وارث کو کہتے ہین کہ اگر اکیلا ہو تو تمام مال لیوی اور اگر فرض والون کے ساتہہ ہو تو باقی مال لیوی (جو اونسی بچے اور عصبہ دو قسم پر ہی ایک نسب کا یعنی بباعث میت کی قرابت کے دوسرا عصبہ سبب کا یعنی میت کا آزاد کرنیوالا نسبی عصبہ دوسری سی میراث مین مقدم ہی) اور (اوسکی ترتیب یون ہی کہ) سب سے زیادہ حقدار بیٹا ہی پھر پوتا پھر پرپوتا پھر اوسکی اولاد ذکر کتنے ہی نیچی کی ہو پھر باپ پھر دادا پھر پردادا کتنے ہی اوپر کا ہو پھر سگا بھائی پھر علاتی بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر علاتی بھائی کا بیٹا (پھر میت کی چچی تائی پھر باپ کی چچی تائی پھر دادی کے چچی تائی ترتیب سابق (یعنے سگی اول اور علاتی بعد ہونگے ان) عصبات نسبی کے بعد عصبہ سبب (یعنی آزاد کرنیوالا) میت (کا اوس) کے مال کا حقدار ہی اور اگر وہ نہو تو اوسکی عصبونکو اسی ترتیب سی پونہچیگا (یعنی اول اسکی اولاد ذکر پھر باپ یا دادا پھر بھائی وغیرہ کو جیسا اوپر بیان ہوا) جو عورتین ایسی ہین کہ حصہ اونکا آدہا اور دو تہائی ہی (یعنے بیٹیان اور پوتیان اور سگی اور علاتی بہنین) وہ اپنے

بہائیون کے ساتھہ مین عصبہ ہوجاتی ہین اونکے سوا اور عورتین اپنی بہائیون کے ساتھہ
مین عصبہ نہین ہوتین (اور جب اونکے ساتھہ اونکے بہائی ہوتے ہین تو مال اون مین
اسطرح تقسیم ہوتا ہی کہ مرد عورت سی دونا پاوی بخلاف اخیافی بہنون کے جنکا حصہ آدہا
اور دو تہائی نہین تو اونمین مال کی تقسیم مرد و عورت مین برابر ہی) جس شخص کا نانا
میت سی کسیکے ذریعے سی ہوتا ہی وہ اوس ذریعے کے ہوتے ہوئے مال نہین پاتا (مثلاً پوتا
یا دادا کہ انکا رشتہ میت سی بذریعے بیٹے یا باپ کے ہی تو پسر کے ہوتے پوتا اور باپ کے
ہوتے دادا حصہ نپاویگا) مگر اخیافی بہن بہائی (اس قاعدے سے خارج ہین اونکا
رشتہ میت سے بذریعہ مان کے ہی اور مان کے ہوتے ہوئے وہ محروم نہین ہوتے)
جو شخص محجوب ہو (یعنے کسی رشتہ دار قریب کے جہت سے ترکے سے محروم ہو) وہ دوسرے کو
محجوب کرسکتا ہی مثلاً اگر میت کا باپ اور مان، اور دو بہائی یا دو بہنین ہون تو
(باوجودیکہ باپ کے ہونیسے بہائی بہنونکو کچہہ نہ ملیگا مگر وہ) مان کے حصے کو تہائی
سے چہٹا کردینگے (اگر یہہ نہوتے تو مان کو تہائی ملتا انکے سبب سے مان کے
حصے مین نقصان ہوگیا گو وہ خود محروم ہین) جو شخص غلام ہونے کی جہت سے یا میت
کو اپنی ہاتہہ سے قتل کرنے کے باعث سی یا دین کے اختلاف کی جہت سی یا دار کے جدا ہونے
کی جہت سی محروم ہو وہ دوسرے کو محروم نہین کرسکتا (مثلاً میت کا بیٹا اگر دوسرے کا
غلام ہو یا میت کا قاتل ہو یا کافر ہو یا دار الحرب مین رہتا ہو تو میت کی اور وارثون
مثلاً بہائی بہن وغیرہ کو محروم نکریگا) ایک کافر دوسری کافر کا وارث ہوتا ہی جسطرح ایک مسلمان دوسریکا
وارث ہوتا ہی خواہ نسب کی جہت سی (مثلاً باپ بیٹا بہن بہائی ہونی کی جہت سی) یا سبب کے علاقے
سے (مثلاً شوہر اور بی بی ہونے سے یا آزاد کرنیسے وارث ہو اور دو سببون سی بہی وارث

ہوتا ہی مثلاً شوہر اپنی بی بی کا آزاد کرنیوالا بھی ہو تو شوہر ہونیکی جہت سی اور آزاد کرنیکی
سبب سی دونونسی وارث ہوگا) اگر کافر کی دو قرابتونمین سے ایک محجوب ہو اور ایک حاجب
تو وہ حاجب کی قرابت سی میراث پاویگا نہ محجوب کی (مثلاً کسی کافر نے اپنی لڑکی سی نکاح
کیا اور اوس سی لڑکا ہوا تو یہہ لڑکا اوس کافر سے دو قرابت رکھتا ہی اوسکا بیٹا بھی ہی
اور نواسا بھی مگر نواسی ہونے کی قرابت محجوب ہی اور بیٹی کی قرابت حاجب تو اوس کافر کی
میراث بیٹی ہونے کی جہت سی پاویگا نہ نواسے ہونے کے سبب سی) - کافر اگر اپنی محرم سے
نکاح کرلے (مثلاً مان سے یا بیٹی سے) تو شوہر ہونیکی میراث اوسکو نملیگی - حرام کی
اولاد اور وہ بچہ جسکی جہت سی شوہر و بی بی مین لعان ہوا ہو وہ مان ہی کی طرف سے
میراث پاوینگے (یعنی مان کے ترکہ مین سی اونکو حصہ ملیگا باپ کے ترکے مین سے نملیگا کیونکہ
باپ سے اونکا رشتہ علیحدہ ہوگیا ہی) حمل کیواسطے ایک بیٹے کا حصہ علیحدہ کرلیا جاویگا (یعنی اگر
میت کی جورو حاملہ ہی اور وارث خواہان تقسیم ترکہ ہون تو حمل کے لئے ایک پسر کا حصہ
رکھہ چھوڑینگے باقی مال بانٹ دینگے) پہر وہ بچہ آدہے سے زیادہ مان کے پیٹ سے پیدا ہوکر
اگر مر جاویگا تو وارث ہوگا اور اگر تھوڑا ہی سا نکل کر مر جاویگا تو وارث نہوگا - چند شخص
اگر جلجاوین یا ڈوبکر مرجاوین تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہونگے ہان اگر یہہ
معلوم ہوجاوے کہ فلانا پہلے مرا اور فلانا پیچھے تو انمین وراثت جاری ہوگی

(ذوی الارحام کا بیان) ذو رحم اوس رشتہ دار کو کہتے ہین جسکا حصہ شریعت
مین مقرر نہوا اور نہ وہ عصبہ ہو - ذو رحم کسی فرض والے اور عصبہ کے ساتھہ مین وارث نہین
ہوتا بجز شوہر یا بی بی کے ساتھہ کے اسلیے کہ اونپر مال رد نہین ہوتا (یعنے اگر شوہر یا بی بی
کے ساتھہ مین ذو رحم ہوگا تو باوجودیکہ یہہ دونون صاحب فرض ہین مگر انکے ساتھہ مین

وہ وارث ہوتا ہی اور اوسکی وجہہ یہہ ہی کہ شوہر یا بی بی کو بچتا مال دوبارہ نہین دیتے
بخلاف اور فرض والون کے کہ اگر اونکے حصون سی کچہہ مال بچتا ہی تو وہ پہر اونہین کو حصہ رسد
دیا جاتا ہے پس جب شوہر یا بی بی کو دیکر کچہہ بچی اور وہ اونکو ہٹا یا نہین جاتا تو اوسکا
وارث بجز ذو رحم کے اور کون رہا اسیلیے اونکے ساتہہ مین وارث ہوتا ہی) ذوی الارحام
کی ترتیب مثل عصبات کی ترتیب کی ہی (یعنے اول میت کے فروع یعنی بیٹیون پوتیون
کی اولاد گو نیچی کی ہون پہر اسکے اصول یعنی جد فاسد اور جدات فاسدہ کتنی ہی اوپر کے
ہون پہر اوسکے مان باپ کے فروع یعنی عینی یا علاتی یا اخیافی بہن بہائیون کی اولاد
پہر اوسکے جد اور جدہ کی فروع یعنی ماموں خالہ پہوپہی تائے اور چچا کی لڑکیان
پہر باپ کی ماموں خالہ وغیرہ) - ذوی الارحام مین درجے کے قرب سی ترجیح ہوتی ہی (یعنی
قریب کے رشتہ دار کی ہوتے ہوے دور والی کو نملیگا اگر قرب مین برابر ہون تو) پہر
اسباب کو دیکہتے ہین کہ اسکی اصل وارث ہی (یا نہین اگر وارث ہو تو اوسکو مقدم کرتے
ہین اوسپر جسکی اصل وارث نہو مثلاً بہتیجی کی بیٹی اور ہمشیر زادی کا بیٹا اگر وارث رہین تو
مال برادر زادی کی دختر کو ملیگا اسیلیے کہ اوسکی اصل یعنی برادر زادہ عصبہ ہی اور ہمشیر زادی
کی پسر کو ندینگی اسیلیے کہ اوسکی اصل یعنی ہمشیر زادی وارث نہین ذو رحم ہی) جسوقت کہ ذوی الارحام
کی جہت قرابت میت سی مختلف ہو تو جسکی قرابت باپ کی طرفسی ہوگی اوسکو دونا ملیگا اور جسکی
مانکی طرفسے ہوگی اوسکو ایک حصہ ملیگا (مثلاً اگر میت اپنے باپ کا نانا اور مان کا دادا چہوڑے
تو اول کو دو تہائی اور دوم کو ایک ملیگی) ذوی الارحام کی اصلین اگر ایک سی ہون تو ترکے کو
اونکی گنتی پر تقسیم کرینگے مثلاً ایک بہن کی اولاد یا دو بہنو نکی اولاد ہو تو سب بہانجون
بہانجیون کو شمار کرکے ترکہ برابر تقسیم کردین اگر سب مذکر ہون یا سب مؤنث اور اگر

کچھہ مرد کچھہ عورتین ہون تو مرد کو دو نا حصہ عورتونکی نسبت دیوین) اور اگر اونکے اصول متفق نہون (یعنے بعضونکی اصل مرد ہوا اور بعضون کی عورت) تو شمار شخصون کا (اوسوقت بہی) اونہین سے ہوگا مگر جس درجے مین کہ پہلے اختلاف ہوا ہے مرد وعورت کا فرق اوسمین کرلیا جاویگا (مثلاً میت کے ایک نواسی کی بیٹی اور ایک نواسی کی بیٹی بچے تو اول کو ایک تہائی دینگے اور دوسری کو دو تہائی اسلیے کہ اول جہان اختلاف ہوا ہی وہان ایک جا نواسی ہے اور دوسری جا نواسا اسلیے تہائی عورت کے اعتبار سے ہوئی اور دو تہائی مرد کے اعتبار سے اور شمار پچھلون کی بموجب ہوتی ہی یعنی مثلاً اگر پہلی صورت مین چار بیٹیان ہون اور دوسری مین تین ہون تو پہلی صورت والیونکو وہی ایک تہائی چار حصہ مساوی مین تقسیم کردیجاویگی اور دوسری صورت والیونکو دو تہائی تین جگہہ تقسیم برابر کردیجاویگی) حصے (جو کلام مجید مین) مقرر (ہین وہ چھہ ہین تین ایک قسم کے یعنے) آدہا چوتہائی آٹھوان اور (تین دوسری قسم کے یعنے) دو تہائی اور چھٹا اور (اونکے مخرج (یعنے ایسے عدد کہ اونسے یہہ حصے نکل سکین سات ہین) آدہے کے لیے دو کا عدد ہی (یہی جسکو نصف مال پونہچتا ہو چاہیے کہ مال کے دو سہام مقرر کرلین اور) چوتہائی کے لیے چار کا عدد ہی اور آٹھوین حصے کے لیے آٹھ کا عدد ہی اور دو تہائی اور تہائی کے لیے تین کا عدد ہی اور چھٹے حصے کے لیے چھہ کا (اور ان دونون قسمونمین پہلا عدد اپنے پہلے حصونکا بہی مخرج ہوسکتا ہی مثلاً چار کا عدد آدہی کا بہی مخرج ہی اور آٹھہ کا عدد چوتہائی اور آدہی کا مخرج ہے اور چھہ تہائی کا مخرج ہی) اور ایک دوسرے کے ملنے سے بارہ اور چوبیس مخرج ہوتی ہین

حسے تین
جیسے دو

(یعنے ایک قسم کا حصہ جب دوسرے سے ملیگا خواہ سب حصون سے ملے خواہ ایک سی
تو اونکی صورتین تین ہین اول یہہ کہ آدہا دوسری قسم سے ملے اس صورتین چہہ مخرج ہوگا
دوسرے یہہ کہ چوتہائی دوسری قسم سے ملا اس صورتین بارہ مخرج ہوتا ہی تیسرے یہہ کہ
آٹھوان حصہ دوسری قسم سے ملا اسمین چوبیس مخرج ہوتا ہی) اور مخارج زیادہ ہوجاتے
ہین حصون کے مخرج کے کمی کے باعث (یعنے جس صورتین کہ عدد حصون کے مخرج
کا کم ہوا اور سہام اوسکے ملکر زیادہ ہوجائین تو کچہ مخرج مین زیادہ کردیا جاتا ہے
تاکہ سب حصہ والونکو اونکے سہام پہونچ جاوین اوراس بڑہائی کو عول کہتے ہین اور
یہہ بات تین مخرجو نمین ہوتی ہے جو دونون قسمون کے ملنے سے پیدا ہوتے ہین)
پس چہہ کا دس تک عول ہوجاتا ہی طاق اور جفت دونون (مثلاً ایک میت کا خاوند
اور دو بہنین سگی ہین تو یہان خاوند کا نصف اور بہنون کا دوثلث ہے عدد چہہ سے
دونو نکل سکتے ہین لیکن چہہ کا آدہا تین ہی اور دو تہائی چار مجموعہ سہامونکا
سات ہوا تو چہہ کو عول کرکے سات کردینگے جو طاق ہی اور ترکے کے سہام سات کرکے
تقسیم کیے جاوینگے اور اگر مثال مذکور مین میت کی مان بہی ہو تو چھٹا حصہ یعنی ایک
اوسکو بہی ملنا چاہیی تو سہام آٹھ ہوجاوینگے اس صورتین چہہ کا عول آٹھ کرینگے
یہہ عول جفت ہی اور اگر ایک بہن اخیافی بہی مثال مین ہو تو ایک سہام اوسکا ہوگا
اور تعداد سہامونکی ۹ ہوگی اور یہہ عول طاق ہوگا اور اگر دو بہنین اخیافی ہون تو چہہ کا
عول دس ہونا چاہیے) اور بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہی مگر طاق ہوتا ہے (جفت نہین
ہوتا یعنی تیرہ پندرہ سترہ تین عول ہوتے ہین مثلاً ایک میت کی بی بی اور دو بہنین
علاتی اور ایک مان وارث ہون تو یہان بی بی کا چوتہائی اور بہنونکا دو تہائی اور ان

کا چھٹا حصہ ہی اور یہہ سب حصی بارہ مین سی نکل سکتے ہین مگر بارہ کی چوتہائی تین اور دو
ثلث آٹھہ اور چھٹا حصہ دو ہین اور یہہ کل تیرہ ہوئے تو بارہ کا عول تیرہ کیا جاویگا اور
اگر ان وارثونین ایک اخیافی بہن بہی ہو تو چھٹا حصہ بارہ کا یعنی دو سہام اوسکو بھی
ملنی چاہئیین تو اب پندرہ سہام ہونگے اور بارہ کا عول پندرہ کر لیا جاویگا اور اگر
دو بہنین اخیافی ہون تو سہام سترہ ہونگے اور عول بہی سترہ اور) ۲۴ کا عول صرف
ایک ہی ہوتا ہی یعنی ستائیس (۲۷) اور اوسکی صورت یہہ ہی کہ ایک میت کی بی بی اور دو بیٹیان
اور مان اور باپ وارث رہین یہان سب وارثون کے حصے ۲۴ سی نکل سکتی ہین مگر
اونکے سہام یعنی تین سہام بی بی کے اور سولہ سہام بیٹیون کے اور چار چار مان باپ
کے ملکر ۲۷ سہام ہوتے ہین پس ۲۴ کا عول ۲۷ کر لیا جاتا ہی اور اس مسئلے کو مسئلہ
منبریہ کہتے ہین اور یہہ عول سب اعداد کی تلاش سی اتنے ہی نکلی ہین ۔ اگر ایک فرقے کا
حصہ اوسکے شخصون یعنی مستحقون پر پورا نہ تقسیم ہو (مثلاً سہام حصے کے چار ہون
اور اونکے لینے والے چھہ تو اگر دونون مین توافق کی نسبت ہو) تو مستحقون کے شمار کا
وفق لیکر اصل مسئلے مین (جو مخرج سب حصونکا قرار دیا گیا تہا) ضرب کرینگے (جیسے
اوپر کی مثال مین ۴ اور ۶ مین توافق ہی یعنی دونون نصف ہو سکتے ہین تو چھہ کے
وفق تین کو مخرج اصلی مین ضرب کرینگے) اور اگر دونون مین توافق نہو (بلکہ تباین ہو)
تو کل عدد مخرج اصلی مین ضرب کرینگے اور جو کچھہ حاصل ضرب ہوگا وہ مسئلے کا مخرج
ہوگا (اوس سے سبکو پورا حصہ پونہچیگا) ۔ اور اگر کسر کئی جگہہ ہو (یعنے وارث کئی فرقہ
ہون اور ہر فرقے پر اوسکے سہام ٹھیک نہ بٹین کسر پڑی) اور وہ فرقے آپسمین تماثل
رکہتے ہون (یعنے شمار مین برابر ہون) تو ایک فرقے کی شمار کو اصل مسئلے مین ضرب

کر لینا چاہیے اور اگر وہ فرقے آپسمین متداخل ہون تو جنکی شمار سب مین زیادہ ہو اونکی
عدد کو اصل مسئلہ مین ضرب کرین اور اگر توافق رکھتے ہون تو ایک کی شمار کے وفق کو
دوسری مین ضرب کرین (اور حاصل ضرب کو اصل مسئلے مین ضرب کرین اور) اگر سب فرقون
کی تعداد آپسمین متبائن ہو تو ایک کی تعداد کو دوسری کی تعداد مین (ضرب کرین اور حاصل
ضرب کو تیسری کی تعداد مین) اور حاصل (اخیر) کو اصل مسئلے مین (ضرب دیکر تصحیح مسئلے کی
کرین) اور (اگر اصل مسئلہ عول رکھتا ہو تو عول) مین ضرب کرنا چاہیے (واضح ہو کہ
دو عددونمین چار نسبتونمین سے ایک ہوا کرتی ہے تماثل یا تداخل یا توافق یا تباین
تماثل دونون عددون کے برابر ہونے کو کہتے ہین جیسے چار چار یا دس دس اور تداخل
اوسکو کہتے ہین کہ دو عددونمین سے بڑا چھوٹے پر پورا بٹجاوے کسر نہ پڑے یا یہہ کہ اگر
چھوٹے کو اوسمین سے نکالتے چلے جاوین تو دو بار یا زیادہ مین بڑا عدد ہو چکے مثلاً ۲۵
اور پانچ مین تداخل ہے کہ ۲۵ پانچ پر پورا بٹجاتا ہے یا پچیس مین سے پانچ پانچ اگر کم کرتی
جاوین تو پانچ دفعہ مین ۲۵ فنا ہو جاویگا اور توافق اوسکو کہتے ہین کہ دو عددون کو
کوئی تیسرا عدد ایک سے زیادہ فنا کرے جیسے آٹھ اور بیس کہ ان دونون کو عدد چار
فنا کرتا ہے اور اس تیسرے عدد مثلاً چار کو وفق کہتے ہین اور ان دونون عددونمین
توافق بالربع کہلاتا ہے اور ایک کی ربع کو ضرب کرنا پڑتا ہے اور اگر تہائی مین موافق
ہون تو ایک کی تہائی کو ضرب کرتے ہین اور علی ہذا القیاس اور تباین اوسکو کہتے ہین
کہ کوئی تیسرا عدد بھی اون دونون کو فنا نکرے صرف عدد ایک دونونکو فنا کرے جیسے نو
اور دس مین اور ترکیب ان تینون نسبتون اخیر کے معلوم کرنیکی یہہ ہے کہ بڑی عدد
کو چھوٹے پر تقسیم کرین اگر اول تقسیم مین کچھ نہ رہے تو تداخل ہے اور اگر کچھ باقی

رہی تو باقی پر چہوٹے کو تقسیم کرین اور پہر بہی بچے تو دوسری باقی پر پہلی باقی کو تقسیم کرین اور اسیطرح کرتے جاوین اگر کسی تقسیم مین کچہہ نہ رہی تو دیکہین کہ اوسکا مقسوم علیہ کیا ہی اگر ۲ ہون تو دونون عدد مین توافق بالنصف ہوگا اور اگر ۳ ہو تو بالثلث اور علی ہذا القیاس اور اگر پہلی تقسیم مین یا اور کسی تقسیم مین عدد ایک بچ رہی تو اون دونون عدد مین تباین ہوگا)۔ اور اگر وارثون کی سہام اصل مسئلے سے کم ہون اور اس جہت سی کچہہ مال بچ رہی تو وہ مال اہل فروض کو موافق اونکے حصونکی دیدینا چاہیے لیکن شوہر یا بی بی کو اس مقدار زائد مین سی کچہہ نہ ملیگا (اور وارثونکو مال اسطرح دیتی ہین کہ) جن وارثونپر رد ہوسکتا ہی اگر وہ ایک جنس کے ہون تو مسئلے کو اونکی شمار کے موافق کرلینگے مثلاً (اگر) میت کی وارث دو بیٹیان یا دو بہنین ہون (تو چونکہ اونکا حصہ دو تہائی تہا اسجہت سی مسئلہ تین سے ہوگا اور تین کی دو تہائی یعنے دو بیٹون خواہ بہنونکو ملینگی اور باقی ایک تہائی زائد رہیگا اسکو بہی ونپر ہٹا دینی کی ضرورت ہوئی اسلیے چونکہ ایک جنس کے حصہ دار تہی اونکی شمار کے موافق مال کے دو حصے کرکے ایک ایک ہر ایک کو دینگے اس ہٹا دینی کو رد کہتے ہین)۔ اگر جن وارثون پر رد ہوسکتا ہی وہ کئی جنس کے ہون تو مسئلہ اونکے سہامونکی شمار سی ہوگا (یعنے اصل مسئلہ مین سی جسقدر سہام اونکو پونہچی ہون اونکو جمع کرکے جو حاصل جمع ہو وہی مسئلہ قرار دیا جاویگا) مثلاً اگر دو سدس جمع ہون (جیسے میت کی جدہ اور اخیافی بہن ہی تو اصل مسئلہ چہہ سی ہوگا اور اوسمین سے ایک ایک سہام دونون وارثون کو ملیگا اور دونونکا مجموعہ دو ہین) تو مسئلہ دو سی کیا جاویگا (اور اگر تہائی اور سدس جمع ہون) تو مسئلہ تین سی ہوگا (جیسے جدہ اور دو یا زیادہ اخیافی بہنین جمع ہون کہ جدہ کو چہٹا حصہ اور دو

سیکشن

یا زائد اخیافی بہنونکو تہائی ملتا ہی اور دونون کو سہام اگرچہ ہم نکالین تو تین ہوتے
ہین اسلیے مسئلہ تین ہی ہوگا) اور اگر نصف اور سدس جمع ہون تو مسئلہ چار سے ہوگا
(مثلاً جدہ اور سگی بہن وارث ہون تو جدہ کو چھٹا حصہ اور بہن کو نصف ہی اور چھ مین سے
دونون کے سہام ملکر چار ہین تو چار ہی مسئلہ کرکے ایک جدہ کو اور تین بہن کو دینگے)
اور اگر دو تہائی اور چھٹا حصہ جمع ہون یا نصف اور دو چھٹے جیسے ہون یا نصف اور
ایک تہائی ہو تو ان تینون صورتونمین مسئلہ پانچ سے ہوگا (اول کی مثال دو سگی
بہنین اور ایک جدہ ہی کہ چھ مین سے چار بہنون کو اور ایک جدہ کو اور دونون ملکر
پانچ ہوئے اور دوم کی مثال جیسے مان اور بیٹی اور پوتی کہ چھٹا مان کا اور آدہا
بیٹی کا اور چھٹا پوتی کا اور چھ مین سے یہ سہام نکالین تو سب ملکر پانچ ہوتے ہین اور
تیسری کی مثال جیسے سگی بہن اور مان کی بہن کا نصف اور مانکا ایک تہائی ہے
اور چھ مین سے دونون کے سہامون کا مجموعہ پانچ ہے) - اور اگر وارث ایک جنس کے
ہون اور اونکے ساتھ شوہر بی بی مین سے بھی کوئی ہو (جسکو مال رد نہین کرسکتے)
تو اس صورت مین شوہر یا بی بی کے حصے کا کمتر مخرج نکالکر اوسکا حصہ اوسمین سے دیدینا
چاہیے اور باقی کو ایک جنس کے وارثون پر تقسیم کردینا چاہیے (اگر تقسیم ہوسکتی ہو)
جیسے میت کا شوہر اور تین بیٹیان ہون (تو مسئلہ بارہ سے ہوتا ہے مگر سہام
دونون کے گیارہ ہین اسلیے ضرورت رد کی ہوئی تو شوہر کا حصہ چوتہائی تہا
اوسکا کمتر مخرج چار ہے اوسمین سے اوسکا حصہ ایک سہام اوسکو دیکر باقی تین سہام
جو بچے تین بیٹیون کو برابر ایک ایک پونہچ گیا) اور اگر باقی سہام ایک جنس کے
وارثون پر پورے نہ بٹین اور سہامون مین اور اون کے شمار مین توافق ہو تو شمار

کے وفق کو شوہر یا بی بی کے کمتر مخرج مین ضرب کرینگے مثلاً اوپر کی مثال مین بیٹیان
چھہ ہون (تو تین سہام اونپر پوری تقسیم نہونگے اور تین اور چھہ مین تداخل ہی جسکو علم
فرائض کے ایسے مقام مین توافق سے تعبیر کرتے ہین یعنی انمین توافق بالثلث ہوئینگے
پس چھہ کا وفق یعنے دو لیکر کمتر مخرج شوہر یعنی چار مین ضرب کیا تو آٹھہ ہوئے جنمین
سے دو سہام شوہر کے اور چھہ سہام چھون بیٹیون کے ہوئے) اور اگر سہامون مین
توافق یا تداخل نہو بلکہ تباین ہو تو کل شمار ورثہ کو کمتر مخرج مذکور مین ضرب کرنا چاہیے
مثلاً مثال مذکور مین تعداد بیٹیونکی پانچ ہو (تو تین سہامون اور پانچ مین تباین ہی
اسلیے پانچ کو چار مین ضرب کرینگے ۲۰ ہونگے بیس مین سی پانچ شوہر کو اور پندرہ
بیٹیونکو یعنی ہر ایک کو تین تین ملینگے) اور اگر شوہر یا بی بی کے ساتھہ مین دو جنس کے
وارث ہون تو جنپر رد ہو سکتا ہی (اونکے مسئلے کے نکالنے کا طور اوپر گذر چکا ہی اوس
قاعدی کے بموجب سہامون سے) اونکا مسئلہ نکال لینا چاہیے پھر شوہر یا بی بی کو اقل
مخرج سی اوسکا حصہ دیکر باقی کو اوس مسئلہ مذکورہ پر بانٹ دینا چاہیے (اگر بٹ سکے)
مثلاً میت کی ایک بی بی اور چار جدات اور چھہ اخیافی بہنین ہون (کہ اس صورت مین اقل
مخرج بی بی کے حصے کا چار ہی اسمین سی ایک اوسکو دیا اور جدات کا اور اخیافی بہنون کا
مسئلہ جو نکالا تو چھٹا حصہ جدات کا اور تہائی بہنون کا ہی اسلیے اونکا مسئلہ مین سے ہوا
اس تین پر مخرج سی بچے ہوئے تین کو جو بانٹا تو پورا ہو یعنی ایک جدات کا اور دو بہنونکا
حصہ ہوا اب بموجب قواعد گذشتہ انکی تصحیح کر لو یعنی ایک چار جدات پر نہین تقسیم ہو سکتا
نہ دو چھہ بہنو نپر اسلیے اول حصون اور شمار حصہ دارونمین نسبت دیکھی تو چار جو شمار
جدات کی ہی اوسمین اور اونکے حصے کے سہام ایکمین تباین ہی اور چھہ بہنون کی تعداد

اور دو مین جو اونکے سہام ہین تداخل یعنے توافق بالنصف ہے تو چھہ کا نصف لیلیا
تین ہوئی اب دونون تعداد و نمین جو نسبت دیکھی یعنی چار اور تین مین تو تباین پایا اسلیے
۴ کو ۳ مین ضرب کیا بارہ ہوئی اور بارہ کو اقل مخرج ۴ مین ضرب کیا تو ۴۸ ہوئے
اس سے سب کو سہام پورے پونہچین گے یعنی بارہ بی بی کو اور بارہ چارون جدات کو
یعنے ہر ایک کو تین تین اور ۲۴ چھون بہنونکو یعنی ہر ایک کو چار چار اور تصحیح مسئلے مین
اس قاعدہ کا یاد رکھنا چاہیے کہ اول سہامون اور تعداد مین نسبت دیکھتے ہین پھر
ہر جنس کی تعداد و نمین نسبت دیکھتے ہین اور تب بموجب مثال گذشتہ تصحیح کرتے ہین۔
اور اگر کسر مخرج سے شوہر یا بی بی کے حصے کے بعد باقی بچا ہو اور ثان مختلف کے
سہامونپر پورا نہ بٹے تو جسپر رد ہو سکتا ہو اونکے سہام کو شوہر یا بی بی کے فرض کے
مخرج مین ضرب کرنا چاہیے پھر ہر ایک کا حصہ دریافت کرنیکے لیے شوہر یا بی بی کے
سہام کو جسپر رد ہو سکتا ہو اوسکے مسئلے مین ضرب کرو اور اونمین سے ہر فریق کے سہام کو مخرج
فرض شوہر یا بی بی کی باقی مین ضرب کرو جیسے اس مثال مین کہ میت کی چار بیبیان اور نو
لڑکیان اور چھہ جدات ہون تو کل مسئلہ ۲۴ سے ہوتا ہے مگر سہام ۲۳ ہین اسلیے مسئلہ
اقل مخرج بیبیون سے یعنی آٹھہ سے کرکے ایک اونکو دیا اور سات جو بچے اونکو جو دیکھتے
ہین وہ لڑکیون اور جدات کے سہامون پر یعنی پانچ پر تقسیم نہین ہوتے اسلیے پانچ کو
آٹھہ مین ضرب دیا ۴۰ ہوئی اب بیبیونکا سہام جو ایک تھا اوسکو پانچ مین ضرب دیا ۵
ہوئی یہہ حصہ بیبیونکا ہوا اور ۳۵ لڑکیون اور جدات کے رہے یعنی سات جدات کے
اور ۲۸ لڑکیون کے۔ اب ہر فریق کے سہام جو اپنے مستحق پر پوری نہین ہوتے بموجب
قاعدہ سابق کے تصحیح مسئلے کی کرکے اونکو پورا بانٹ دینگے یعنے اول سہامون

اور تعداد اشخاص مین نسبت دیکھی سب جگہہ تباین پایا پھر بیبیون اور لڑکیونکی تعداد مین
نسبت دیکھی تو ۴ اور ۹ مین تباین پایا دونونکو آپسمین ضرب کرلیا ۳۶ ہوئی ۳۶ اور جدات
کی تعداد مین نسبت دیکھی تو تداخل پایا اسلیے ۳۶ مین اصل مسئلہ یعنی ۲۴ کو ضرب دیا تو کل تصحیح
۸۶۴ ہوئی اب ہرایک کے سہامونکو ۳۶ مین ضرب کرلو ہرایک کا سہام ہوجاویگا مثلاً
بیبیون کے سہام پانچ تھے اونکو ۳۶ مین ضرب دیا ۱۸۰ ہوئے یہہ حصہ چارون زوجہ کا
ہوا ہرایک ۴۵ پاویگی اور جدات کے سہام ۷ تھے اونکو ۳۶ مین ضرب دیا تو ۲۵۲
ہوئے یہہ حصہ چھون جدات کا ہوا ہرایک کو ۴۲ ہونگے اور ۲۸ جو سہام لڑکیون کے
تھے اونکو ۳۶ مین ضرب دینے سے ۱۰۰۸ یہہ حصہ تو لڑکیون کا ہوا اور ہرایک کو اونمین سے
۱۱۲ پہونچینگے)۔ اگر مال کے تقسیم کرنے سے پہلے کوئی وارث مرجاوے (مناسخہ
کرنا چاہیے اور اوسکی صورت یہہ ہی کہ) پہلے اول میت کی تصحیح بموجب قواعد گذشتہ کے
کرین اور سہام ہر وارث کا اسمین سے دیدین پھر دوسری میت کے مسئلے کی تصحیح
کرین اور جو کچھ اوسکو پہلی تصحیح سے سہام ملے ہون اون سہامون مین اور دوسری
تصحیح مین نسبت دیکھین اگر وہ سہام دوسری تصحیح پر پوری بٹجاوین تو حاجت ضرب
کی نہوگی دونون مسئلہ تصحیح اول سے درست ہوجاوینگے (مثلاً ایک شخص مرے اور ماں اور
زوجہ اور ایک چچا وارث چھوڑے اور پھر اوسکی زوجہ مرے اور ایک سگا بھائی اور
سگی بہن وارث رہین تو پہلے میت اول کے مسئلے کو جو دیکھا تو ۱۲ سے نکلتا ہے
جسمین سے چار سہام یعنی تہائی ماں کو اور تین زوجہ کو اور باقی پانچ سہام چچا کو ملینگے
اور دوسری میت کی جو تصحیح کی تو تین سے ہوئے جسمین سے دو ۲ اوسکے بھائی
اور ایک بہن کو پونہچتی ہین اور تین ہی سہام زوجہ کو تصحیح اول سے ملے تھے پس وہ تصحیح

ثانی پر پوری تقسیم ہو گئے تو اب حاجت ضرب کی نہین مال کے ۱۲ سہام کرکے ۴ میت کی مان کو اور ۵ چچا کو اور دو سالے اور ایک سالی کو دیدین) اور اگر دوسری تصحیح کے عدد پر میت ثانی کے سہام پورے نہ بٹین تو ان دونون مین نسبت دیکھین اگر دونون مین توافق ہو تو وہی وفق تصحیح ثانی کا لیکر تصحیح اول مین ضرب کرین (جیسے پہلی مثال مین مان مرجاوے اور ایک بیٹی اور ایک بھائی اور ایک بہن وارث چھوڑے تو پہلے میت کی تصحیح تو ۱۲ سے تھی اوسمین سے چار مان کو ملے تھے اب اسکے وارثون کی جو تصحیح کی تو چھ سے ہوتی ہی جسمین سے تین اوسکی بیٹی کو اور دو بھائی کو اور ایک بہن کو ملتا ہی اور اس چھ اور چار مین نسبت توافق بالنصف کی ہی اسلیے ۶ کا وفق یعنی آدہا لیکر تصحیح اول یعنے ۱۲ مین ضرب کرینگے تو ۳۶ کل دونون مسئلونکی تصحیح ہوجاویگی اور اگر دوم تصحیح اور میت دوم کے سہامون مین تداخل ہو اور تصحیح ثانی کے عدد زیادہ ہون تو اوسکو حکم توافق کا ہوگا یعنے بموجب سہام میت ثانی کے وفق تصحیح ثانی کا نکالکر اوسکو مسئلہ اول کی تصحیح مین ضرب کرنا چاہیے) اور اگر تصحیح دوم اور میت دوم کے سہامو نمین تباین ہو تو کل تصحیح اول مین ضرب کرنا چاہیے (مثلاً مثال گذشتہ مین چچا مرجاوے اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان وارث چھوڑی تو اوسکی تصحیح ۴ سے ہوگی اور اوسکے سہام میت اول سے پانچ تھے اور ان دونو نمین تباین ہی تو کل چار کو تصحیح اول ۱۲ مین ضرب کرکے ۴۸ کو دونون مسئلونکی تصحیح کہینگے — جب معلوم ہو جاوے کہ دونون مسئلون کی تصحیح یہہ عدد ہوا تو) میت اول کے وارثون کے سہام (تباین کی صورتمین) تصحیح دوم کے کل مین ضرب کرو اور (توافق کی صورتمین) اوسکی وفق مین (غرضکہ جس عدد مین تصحیح اول کو ضرب دیا ہو اوسمین

اوسکے وارثون کے سہام کو ضرب کرو حاصل ضرب وارثونکا حصہ ہوگا) اور میت
ثانی کے وارثون کے سہام کو (درصورت تباین اوسکے) کل ما فی الیدمین (یعنی
جو سہام اوسکو میت اول سے ملے تھے اونمین ضرب کرو) اور (درصورت توافق) مافی الید
کے وفق مین (حاصل ضرب وارثان میت ثانی کے سہام تصحیح کل مین ہونگے۔ اور
اگر حصہ ایک فریق کو میت اول کے وارثونمین سے اوس عدد مین ضرب کرو جسمین
اصل مسئلے کو ضرب دیا ہی تو حاصل ضرب حصہ ہر فریق کا ہوگا (جاننا چاہیے کہ پہلے
جو وارثون کے سہام دریافت کرنے کی ترکیب لکھی ہی اوس سے مراد کل سہام کل
وارثون کے ہیں اب اس بیان مین ترکیب ہر فرقے کی علیحدہ علیحدہ حصہ معلوم کرنے
کی بیان کی مگر مناسخہ مین کل سہامون کے دریافت کرنیکی چندان ضرورت نہین
ہوتی لہذا ترتیب دوم استعمال کرنی کافی ہے) اور میت ثانی کے ہر فریق کا حصہ بھی
اسیطرح معلوم کرنا چاہیے کہ ہر وارث کے سہام کو کل ما فی الیدیا اوسکے وفق مین
ضرب دیلینا چاہیے اب ہر فریق مین سے ایک ایک شخص کا حصہ دریافت کرنا چاہین
تو دیکھین کہ اصل مسئلے سے اوس فریق کو کتنے سہام ملے ہین جتنے اوسکے سہام اصل
مسئلے مین سے ہون اونکو اس فرقے کی شمار سے نسبت لگاوین کہ اون سہامونسے ایک کو
کتنا ملتا ہی جتنا حساب سے پڑے وہ تنا ہی اوس عدد مین سے جو اصل مسئلے مین ضرب ہوا
اوسکو دیدین (مثلاً مثال بالا مین میت کی چار بیبیان اور نو لڑکیان اور چھ جدات
تھین اونکا اصل مسئلہ ۲۴ تہا اور اوسکو ۳۶ مین ضرب کرکے تصحیح کی تھی ۸۶۴۔
اور چار زوجات کا حصہ اصل مسئلے مین سے ۵ تھے اور پانچ مین سے ۴ کو دیکھا تو سواسوا
پونہچتا ہی اگر ۳۶ کو سوایا کرین تو ۴۵ ہوتے ہین یہی حصہ ہر ایک کا ہوتا ہے لیکن

سہل ترکیب یہ ہی کہ ہر فریق کے سہام بموجب بیان سابق دریافت کرکے اونکو اس
فریق کے شمار پر تقسیم کردین خارج قسمت ایک کا حصہ ہوگا مثلاً مثال مذکورہ مین
چار زوجات کا حصہ پانچ ضرب کیے ہوئے ۳۶ مین یعنی ۱۸۰ اور اوسکو اگر ۴ پر
تقسیم کردین تو خارج قسمت ۴۵ ہوتے ہین جو حصہ ایک زوجہ کا ہی۔ اور اگر مناسخہ مین
دو سے زیادہ میت ہون تو دو میتون کی تصحیح بموجب بیان سابق کرکے اسکو بجائے
میت اول کے شمار کرین اور سوم کو بجائے [illegible] عمل مین لاوین [illegible]
مذکور ہوئی) اگر میت کے ترکہ کو وارثون مین تقسیم کرنا ہو تو تصحیح [illegible]
کو پہونچی اوسکو کل ترکہ مین ضرب دے اور حاصل ضرب کو تصحیح پر بانٹ دے [illegible] خارج قسمت [illegible]
مذکور کا حصہ ترکہ [illegible] گذشتہ بالا مین [illegible] چار زوجات [illegible]
اور چھہ بیدات [illegible] تصحیح ۱۴۴۰ [illegible] حصہ ہر ایک زوجہ کا ۴۵ اور لڑکی کا ۱۱۲
اور جدہ کا ۴۲ تھا اگر ترکہ میت ۹۰ روپیہ فرض کرین اور دریافت کیا چاہین کہ ہر
وارث کا کیا حصہ ہوگا تو اول ایک زوجہ کا حصہ دریافت کیا یعنی ۴۵ اوسکے سہام تھے
اوسکو کل ترکہ یعنی ۹۰ مین ضرب کیا تو ۴۰۵۰ ہوئی اوسکو تصحیح پر یعنی ۱۴۴۰ پر تقسیم
کیا خارج قسمت ۲ ہوئے ۱۱۷۰ بچے انکے آنے کئے تو ۱۸۷۲۰ ہوئے اونکو پھر ۱۴۴۰
پر بانٹا تو ۱۳ خارج قسمت ہوئی اور کچھہ نہ بچا معلوم ہوا کہ ہر زوجہ کا حصہ دو روپیے
تیرہ آنے ہوتے ہین اور لڑکی کے حصے ۱۱۲ کو ۹۰ مین ضرب دیا ۱۰۰۸۰ ہوئے انکو
۱۴۴۰ پر تقسیم کیا تو پورے سات نکلے معلوم ہوا کہ ہر لڑکی کا حصہ سات روپیہ ہین اور
جدہ کا حصہ ۴۲ ہی انکو ۹۰ مین ضرب دیا تو ۳۷۸۰ ہوئی اوسکو ۱۴۴۰ پر بانٹا تو ۲
نکلے اور ۹۰۰ بچے اسکے آنے کیے ۱۴۴۰۰ ہوئی اور ۱۴۴۰ پر بانٹنے سے ۱۰ آنے

باہم قسمت ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ جدہ کا حصہ ۲ روپیہ ۱۰ آنہ ہوتے ہین) اور طرح (اگر) قرضخواہ ہون یعنی قرضہ (میت کے ذمی ہو اور اوسکا ترکہ سب کو نہ پورا پڑے تو سب قرضے کی تعداد کو بجائے تصحیح کرنا چاہیے اور ہر شخص کے قرض کی مقدار کو بجاے وارث کے سہامونکے اور ایک شخص کے قرضے کو ترکے مین ضرب دیکر مجموع قرضہ پر بانٹ دینا چاہیے (خارج کی تعداد اوس قرضخواہ کو ملیگی مثلاً زید کا قرضہ میت کے ذمی ۴۰ روپیہ اور عمرو کا ۶۰ روپیہ اور بکر کا ۸۰ روپیہ اور خالد کا ۱۲۰ روپیہ ہی اور ترکہ میت کا کل سو روپیہ ہی تو اب کل قرضونکی جمع کرکے جو دیکھا تو ۳۰۰ ہوئے اسکو بجای تصحیح رکھا اب ہر ایک کا حصہ اسطرح نکالا کہ اول زید کے قرضہ ۴۰ کو ترکے مین یعنی ۱۰۰ مین ضرب دیا ۴۰۰۰ ہوئے اوسکو ۳۰۰ پر تقسیم کیا تو ۱۳ روپیہ ۵ آنے اور ایک تہائی آنے کی یعنی چار پائی زید کا حصہ ہوا اور علیٰ ہذا القیاس اور ونکا حصہ نکال سکتے ہین)۔ اگر میت کے وارثون مین سے کوئی کچھ مال لیکر صلح کرلے تو اوسکو ایسا سمجھو کہ گویا وارثون مین تہائی نہین اور ترکے مین ہی وہ مال نکال ڈالو جسپر صلح کی ہو اور باقی کو باقی وارثون تقسیم کردو یعنی اول تصحیح مسئلہ کی مع اوس وارث کرنی چاہیے پہر اوسکے سہام تصحیح مین سے خارج کردینے چاہیین تو گویا بعد نکالنے کے جو رہینگے وہی تصحیح اصل سمجھی جاویگی اور باقی ترکے کو بقیہ وارثون مین بموجب قواعد مذکورہ بالا تقسیم کردینا چاہیے) وَاٰخِرُ دَعْوٰینَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قطعہ تاریخ ختم ترجمہ از مترجم عفی عنہ

نئی فقہی مسائل مین کتاب بےنظیر احسن
نہو وے سیر جسکے دیکھنے سے نفس شائق کا
کہا ختم اسکا مین چاہا تو ہاتف غیب سے بولا
لکھو گنج حقائق ترجمہ کنز الدقائق کا
۱۲۸۴

تمہید طبع بار دوم

جب اول بار ترجمہ چھپ کر منتشر ہوا تو چند احباب نے فرمایا کہ
بعض جا اس ترجمے کی عبارت کنز مطبوعۂ حال سے مختلف ہے
اسلیے مین نے اس دفعہ حرف بحرف کنز مطبوعہ کے موافق
ترجمے کو بدل دیا اور بہت جگہہ محو و اثبات کرنا پڑا جن لوگوں
پاس اول بار کا چھپا ہوا نسخہ ہو وہ اوسکو اس دفعہ کے طبع
موافق کرلین کہ یہہ نہایت صحیح ہے اور عینی سے بھی مطابق کرلیا گیا

اشتہار

اِس ترجمے کے حقوق مین نے ہدایت یار خانصاحب ولد
الہ یار خانصاحب تاجر کتب بریلوی کو بخش دیے ہین آئندہ
مجھے اور میرے ورثہ اور دیگر اہل مطابع کو اختیار نہین کہ بغیر
اجازت خانصاحب موصوف اِسکو طبع کرین